www.KitaboSunnat.com

تحریکِ ختمِ نبوّت

ڈاکٹر محمد بہاؤ الدین

مکتبہ قدوسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

انه من سلیما ن و انه بسم اللہ الرحمن الر حیم

تحریک ختم نبوت

حصہ بست و سوم (۲۳)

(۱۸۹۱ء۔۱۹۱۲ء)

ڈاکٹر محمد بہاء الدین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب	تحریک ختم نبوت حصہ بست وسوم (۲۳)
مولف	ڈاکٹر محمد بہاء الدین حفظہ اللہ
صفحات	۴۵۹
سال اشاعت	۲۰۱۲ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر
عرض مؤلف	٦
تقدیم: فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالمعید مدنی	۱۲
مولانا رسل بابا امرتسریؒ	۱۸
الهام الصحيح (عربی)	۲۸
آفتاب صداقت (الهام الصحيح کا اردو ترجمہ)	۸۱
خلو کے معنی	۸۱
انی متوفیک	۱۰۳
انا قتلنا المسیح	۱۱۲
فوق وتحت	۱۲۱
فیها تحیون وفیها تموتون	۱۳۰
اوصانی بالصلوۃ	۱۳۵
ہدیۃ الرسول	۱۴۳
فاتّقوا اللّٰه یا اولی الالباب	۱۵۵
مرزا قادیانی کی عربی دانی	۱٦٦
محمد حسن فیضی کا بے نقط قصیدہ	۱٦۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قطع الو تین با ظهار کید المفترین	۱۷۴
انوارالحق بجواب تائیدالحق	۱۸۴
قادیانی تبصرہ بر انوارالحق	۲۴۷
میں نے مرزا قادیانی اور مرزائیوں کو کیسا پایا	۲۵۱
ازالہ اوہام سے چند قادیانی عقائد	۲۶۴
راز حقیقت مؤلفہ مرزا قادیانی	۲۷۰
حجۃ اللہ مؤلفہ قادیانی سے اقتباس	۲۸۳
دافع الوساوس مؤلفہ قادیانی سے اقتباس	۲۸۶
ریویو آف ریلی جنز سے چند اقتباسات	۲۸۷
یسوع کی عصمت پر اعتراض	۲۸۷
یسوع کی عملی غلطیاں	۲۹۲
عیسائیوں کا خدا	۲۹۴
مسیح موعود کا ظہور	۲۹۷
حضرت مسیح اور گم شدہ اسرائیلی	۲۹۹
ضربت عیسوی: دی احمدیت ریفیوٹڈ	۳۰۸
عصمت انبیاء	۳۱۱
عصمت مسیح	۳۱۴
عصمت مسیح ازاناجیل	۳۲۰
مرزا کی مفروضہ امامت	۳۲۲
مرزا کا مسیح کے حق میں حسن ظن	۳۲۳
نقل کفر	۳۲۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسیح کی موت و بعثت اور مرزا کے اوہام کا ابطال	۳۲۷
مسیح کی بعثت	۳۴۴
مرزا کا خبط کشمیر	۳۵۱
خان یار کا چبوترہ قبر نہیں	۳۵۹
باب لد اور لداخ	۳۶۲
مرزا کا خبط کشمیر اور شہادت انجیل و قرآن و حدیث	۳۶۴
مصلوب ہونا اور مرزا	۳۶۶
مسیح کی دعا اور اس کی قبولیت	۳۶۷
اسرائیل کے گھرانے کی گم شدہ بھیڑیں	۳۷۰
یونس نبی کی تمثیل	۳۷۲
ربوہ فلسطین میں	۳۷۶
حضرت مسیح کی عمر	۳۷۷
مرہم رسل	۳۸۴
منارۃ البیضاء	۳۹۸
معیار الحق المبین	۴۴۱
سی حرفی: خدا بخش	۴۵۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مؤلف

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوی صرف امام المسلمین ہونے ہی کا نہیں تھا، وہ امام الزمان ہونے کے مدعی تھے۔ اور زمانہ میں مسلمان بھی تھے، ہندو بھی، سکھ بھی، بدھ بھی، مشرک بت پرست بھی، اور لا مذہب بھی۔ گویا وہ سب کے لئے مبعوث ہونے کے مدعی تھے اور سبھی کو اپنی طرف بلا رہے تھے کہ وہ سلسلہ احمدیہ قادیانیہ میں شامل ہو جائیں۔ ہندو، ہندو نہ رہیں بلکہ قادیانی احمدی ہو جائیں، عیسائی عیسائی نہ رہیں بلکہ احمدی قادیانی ہو جائیں، سکھ سکھ نہ رہیں بلکہ احمدی قادیانی ہو جائیں، یہودی یہودی نہ رہیں بلکہ احمدی قادیانی ہو جائیں، دہریہ، دہریہ نہ رہیں بلکہ احمدی قادیانی ہو جائیں، مشرک بت پرست بھی احمدی قادیانی ہو جائیں، بدھ مت والے بھی احمدی قادیانی ہو جائیں کیونکہ وہ امام الزمان ہیں اور جو امام الزمان کے پٹے کے بغیر مرے گا وہ جہنم کا ایندھن بنے گا، گمراہ ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی سے جہاں مسلمان چونک اٹھے اور انہوں مرزائیت کے سامنے بند باندھنے شروع کئے، اس طرح دوسرے مذاہب والے چونک بھی اٹھے، کیونکہ مرزا قادیانی نے انہیں بھی مرزائیت میں شمولیت کی دعوت دی تھی، اور انہیں بھی مرزائیت قبول نہ کرنے کی صورت میں جہنم رسید ہونے کی دھمکی دی تھی۔ بنا بریں مرزا قادیانی کے مخاطب دوسرے مذاہب کے علماء نے بھی اپنے اپنے مذہب کی طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مرزائیت کے خلاف بند باندھنے شروع کر دیئے۔

عیسائیوں نے ردقادیانیت میں حصہ لیا اوران کے ڈاکٹر مارٹن کلارک، پادری عبداللہ آتھم، اکبر مسیح، پادری ٹھاکرداس وغیرہ اس میدان میں کام کرتے رہے اورمرزا کے دعاوی کی تردید کرتے رہے۔

اسی طرح سکھوں کے مذہبی لیڈر بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی کی تردید اوراپنے ہم مذہبوں کوقادیانیت سے بچانے کی تدبیریں کرتے رہے۔

ہندوؤں کے مذہبی لیڈر بھی اپنے ہم مذہبوں کوقادیانیت کے چنگل سے بچانے کی تدبیریں کرتے اورمرزاقادیانی کے دعاوی کا ابطال کرتے رہے۔

جس طرح شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی ؒ، شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری ؒ میں مسلمانوں کے ہیرو ہیں کہ انہوں نے قادیانیت کی تردید کا علم اٹھایا اور مسلمانوں کومرزا کے جھوٹے دعاوی سے آگاہ کیا، اسی طرح پنڈت لیکھرام اور پادری آتھم وغیرہ ہندوؤں اورعیسائیوں کے ہیرو ہیں کہ انہوں نے اپنی اپنی قوم کو قادیانی پھندے سے بچانے کے لئے کام کیا اور یوں عیسائی، سکھ، اور ہندو لوگ بڑی حد تک قادیانیت کے نرغے میں پھنسنے سے بچ گئے۔

خیال فرمایئے کہ اگر مرزا قادیانی کا کرشن ہونے کا دعوی ہندوؤں میں مان لیا جاتا تو ہندوستان کے ہندوؤں کی اکثریت قادیانی ہو جاتی ۔اس ماحول میں اگر ایک مسلمان بھی قادیانی نہ ہوتا، تب بھی ہندوستان قادیانی ملک ہوجاتا اور مسلمان اقلیت ہوکر رہ جاتے کیونکہ ہندوؤں کی تعداد مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ تھی۔

اسی طرح اگر مرزا غلام احمد قادیانی کا مسیح ہونے کا دعوی عیسائیوں کوقابل قبول ہو جاتا، تو ہندوستان کے لاکھوں عیسائی اوران کی اتباع میں دنیا بھر کے عیسائیوں کی اکثریت قادیانیت کی جھولی میں پڑ جاتی۔اور اگر کوئی ایک مسلمان بھی قادیانی نہ ہوتا، تب بھی دنیا کی اکثریت کا مذہب قادیانیت ہو جاتا کیونکہ دنیا میں عیسائیوں کی تعداد اس وقت بھی مسلمانوں سے زیادہ تھی اور آج بھی زیادہ ہے۔

اس لئے جس طرح مسلمان علماء کی تحریک ختم نبوت میں خدمات اہم ہیں اسی طرح ردقادیانیت میں ہندوؤں اور عیسائیوں کے علماء وفضلاء کی خدمات سے نظر چورائی نہیں جاسکتی۔ اور جہاں تک دفاع اسلام کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلق ہے، یہ تو خود جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمایا ہوا ہے کہ خدا اپنے دین کی خدمت کبھی کبھی رجل فاجر سے بھی لے لیا کرتا ہے (ان الله ليؤيد هذ الدين با لر جل الفا جر۔ بخاری)۔اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پادری عبداللہ آتھم، پنڈت لیکھ رام، ڈاکٹر مارٹن کلارک اور اکبر مسیح وغیرھم سے بھی، ان کے غیر مسلم ہونے کے باوجود، اپنے دین حنیف کی حفاظت وخدمت کا کام لیا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی چونکہ خود کو مسلمان کی حیثیت سے پیش کر کے اپنے دعاوی سامنے لا رہا تھا، اس لئے غیر مسلم ناقدین قادیانیت نے مرزا قادیانی پر تنقید کے ساتھ اسلام کے عقائد پر بھی بعض اوقات تنقید کی ہے۔ بنا بریں مسلمان علماء نے اس ماحول میں چومکھی لڑائی لڑی ہے۔ جہاں وہ مرزا قادیانی کے دعاوی کے ابطال وتردید میں سرگرم تھے وہیں وہ ان حملوں اور تنقیدوں کا جواب بھی دے رہے تھے جو قادیانی کے غیر مسلم ناقدین، اس کے ان عقائد ونظریات کو نشانہ بنا رہے تھے جن کی جڑیں اس کے سابقہ عقائد اسلامیہ میں تھیں۔

مثال کے طور کے لیکھ رام وغیرہ نے تکذیب براہین اور خبط وغیرہ میں قرآن اور صحیح عقائد اسلامیہ پر بھی وار کیئے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی تو براہین احمدیہ وغیرہ میں بھڑوں کے چھتے کو چھیڑ کر مولوی نورالدین بھیروی قادیانی کے پیچھے جا چھپے تھے لیکن مسلمان علماء مثل ابو رحمت حسن میرٹھیؒ اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے ان لیکھرامی اعتراضات وحملوں کا جواب بھی دیا ہے جو اس نے مرزا قادیانی کی براہین احمدیہ اور شحنہ حق اور سرمہ چشم آریہ کا ردّ لکھتے ہوئے عقائد واعمال اسلامیہ پر کئے تھے۔ بنا بریں قرآن و وید پر جو لٹریچر مسلمانوں کی طرف سے مرزا قادیانی کی مذکورہ کتب کے بعد وجود میں آیا وہ بھی تحریک ختم نبوت کا حصہ ہے۔ جسے انشاءاللہ کسی مناسب موقع ومقام پر سامنے لانے کی کوشش کی جائے گی۔

زیر نظر جلد میں تاہم اس لٹریچر کا کچھ حصہ تہذیب وتنقیح کے ساتھ سامنے لایا جا رہا ہے جو عیسائیوں کی طرف سے وجود میں آیا ہے۔ عیسائیوں کے سلطان القلم مسٹر اکبر مسیح کی چند تحریریں تلخیص واختصار کے ساتھ شامل کی جا رہی ہیں جو ابتداء مرزا قادیانی کی زندگی میں عیسائیوں کے ایک رسالے، ترقی، میں شائع ہوئی تھیں اور بعد ازاں انہیں لاہور سے عیسائیوں کے ایک نشریاتی ادارے نے: دی احمدیت ریفیوٹڈ: کے نام سے کتابی صورت میں شائع کیا تھا۔ ان تحریروں کا پس منظر واضح کرنے کیلئے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند اقتباسات اور ریویو آف ریلی جنز قادیان سے چند مضامین بھی مختصراً نقل کئے گئے ہیں جن کے جواب میں عیسائی تحریریں وجود میں آئیں۔

سلسلہ تحریک ختم نبوت (۱۸۹۱ء۔۱۹۱۲ء) کی زیرنظر جلد کے آغاز میں مولانا غلام رسول عرف رسل بابا امرتسری مرحوم کے عربی رسالے الہام الصحیح اور اس کے اردو ترجمہ، آفتاب صداقت، کو شامل کیا گیا ہے۔ یہ دونوں تحریریں ہم نے مفتی محمد امین قادری صاحب کی کتاب سے نقل کی ہیں۔

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے رد قادیانیت میں ایک کتاب فارسی میں ہدیۃ الرسول کے نام سے لکھی تھی۔ بعدازاں اس کتاب کے مضامین ان کی ایک اردو کتاب میں بھی آئے جنہیں ہم سابقاً نقل کر چکے ہیں۔ زیرنظر جلد میں تاہم ان کی فارسی تصنیف کے چند صفحات تبرکاً نقل کئے جا رہے ہیں۔ امید ہے قارئین محظوظ ہوں گے۔

حیدر آباد دکن کے مولانا انوار اللہ خانؒ نے رد قادیانیت میں دوران حیات مرزا قادیانی خوب کام کیا ہے ان کی افادۃ الافہام سے چند مضامین ہم ملخصاً و مختصراً نقل کر چکے ہیں۔ زیرنظر جلد میں ان کی کتاب انوار الحق ملخصاً نقل کی جا رہی ہے۔ اور اس کتاب پر قادیانی تبصرے بھی نقل کئے گئے ہیں۔

تحریک ختم نبوت کے ابتدائی دور کے کارکنوں میں ایک نام مولوی عبداللہ آف ڈیرہ غازی خان کا بھی ہے۔ آپ ابتداءً مرزا قادیانی سے حسن ظن رکھتے تھے، ایک عرصہ تک قادیان میں مقیم بھی رہے تاہم قادیانیت کا بغور مطالعہ و مشاہدہ کرنیکے بعد رد قادیانیت کے محاذ پر آ کھڑے ہوئے۔ آپ نے اپنے مشاہدات پر مبنی ایک مفصل مضمون اخبار اہل حدیث امرتسر میں شائع کروایا تھا جسے ہم زیرنظر جلد میں نقل کر رہے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنی عربی تحریروں پر بڑا ناز تھا اور وہ انہیں الہامی اور معجزانہ قرار دیا کرتے تھے۔ انہیں آئینہ دکھانے کی خاطر مولوی محمد حسن فیضی آف بھین ضلع جہلم نے مرزا قادیانی سے بالمشافہ گفتگو کے علاوہ تحریری وسیلہ بھی استعمال کیا۔ یہ سرگذشت بھی زیرنظر جلد میں بیان ہوئی ہے۔

فاتقوا اللہ یا اولی الالباب کے عنوان سے امرتسر کے ایک فاضل بزرگ جناب عبداللہ کاتب مرحوم کا لکھا ہوا کا ایک مختصر رسالہ دست یاب ہوا ہے جو مرزا قادیانی کے دوران حیات لکھا گیا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس رسالے کو بھی شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

قطع الوتین کے عنوان سے جناب ابواسحاق محمد دین امرتسری کا ایک رسالہ بھی مختصراً نقل کیا گیا ہے جو دراصل حافظ محمد یوسف امرتسری اور قادیانیوں کے ایک علمی دنگل کی سرگذشت ہے۔ یاد رہے کہ حافظ محمد یوسف صاحب ابتداء مرزا صاحب قادیانی کے نہایت قریبی ساتھیوں اور پرجوش معاونین میں سے تھے، اور انہوں نے مرزا قادیانی اور حکیم نورالدین کے صدق و کذب پر مولانا عبدالحق غزنویؒ سے ۱۸۹۱ء میں مباہلہ بھی کیا تھا اور بعدازاں وہ بتوفیق خداوندی قادیانیت کے چنگل سے نکل کر تحریک ختم نبوت کے کارکنوں میں شامل ہو گئے تھے۔

تحریک ختم نبوت کے ابتدائی کارکنوں میں ایک بزرگ جناب خدابخش واعظ ہیں جو محمد مندرانوالہ ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے۔ آپ پنجابی زبان کے شاعر اور اچھے مناظر اور واعظ بھی تھے۔ ردقادیانیت میں ان کی ایک کتاب، فصل الخطاب، پنجابی نظم میں ہے جس کے حوالے کلمہ فضل رحمانی مصنفہ قاضی لدھیانوی میں ملتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتاب مرزا قادیانی کی انجام آتھم کے گردوپیش کی تصنیف ہے کیونکہ کلمہ فضل رحمانی، انجام آتھم کے جواب میں لکھی گئی تھی۔ ہمیں یہ کتاب تاحال دست یاب نہیں ہو سکی، لیکن مولانا واعظ کی ایک اور کتاب کی فوٹو کاپی دست یاب ہوئی جو پنجابی نظم میں تقریباً ۲۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے ابتدائی اوراق غائب ہونے کے باعث اس کا نام تو معلوم نہیں ہو سکا، تاہم اس کے صفحات ۲۰۱ سے ۲۱۱ پر مولانا خدابخش واعظ کا ایک مختصر رسالہ معیار الحق المبین طبع ہوا ہے جو ردّ قادیانیت پر ہے۔ یہ رسالہ مرزا قادیانی کی زندگی میں ۱۳۲۰ھ کے گردوپیش لکھا گیا تھا۔ اس کا اختصار نذر قارئین کیا جا رہا ہے۔ اس رسالے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا خدابخش واعظ، مرزا قادیانی سے مقابلہ کے لئے قادیان بھی تشریف لے گئے تھے، نیز مرزا قادیانی کے مریدوں سے کئی ایک دیگر مقامات (مثل بٹالہ) میں بھی ان کی معرکہ آرائیاں چلتی رہیں۔ مولانا خدابخش واعظ کا منظوم کلام مولانا داؤد ارشد آف کوٹلی ورکاں ضلع شیخوپورہ پاکستان کی وساطت سے مولانا عبدالباسط بن حافظ محمد عبداللہ شیخوپوریؒ سے حاصل ہوا۔

تحریک ختم نبوت (۱۸۹۱ء-۱۹۱۲ء) کی تیئسویں جلد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مکمل ہو کر قارئین کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔اوراس کی تقدیم کے طور پر فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالمعید مدنی اڈیٹر الاحسان و الاستقامہ، دہلی کی وہ تحریر شامل اشاعت کی جا رہی ہے جو انہوں نے اصلاً سولہویں جلد کی تقدیم کے طور پر لکھی تھی لیکن کاغذات اور فائلوں میں گم ہو جانے کے باعث گوشہ نسیان میں پڑی رہی۔حضرت مولانا عبدالمعید حفظہ اللہ نے اس تقدیم میں لکھا تھا کہ ڈاکٹر بہاء الدین نے تحریک ختم نبوت پر ۲۰ جلدیں مرتب کی ہیں۔یہ اس وقت کی بات تھی، لیکن اب اللہ تعالی نے اپنے لامحدود خزانوں سے اس قدر سامان مہیا فرما دیا ہے کہ تئیسویں جلد مکمل ہوگئی ہے لیکن ۱۸۹۱ء۔۱۹۱۲ء کی سرگذشت ابھی ختم نہیں ہوئی اور میرا خیال ہے کہ ۱۹۱۲ء سے آگے نکلنے کے لئے ہمیں شائد چھبیسویں جلد کا انتظار کرنا پڑے گا۔

فقیر بارگاہ صمدی۔ محمد بہاء الدین۔ ۸۔ اکتوبر ۲۰۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقدیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین ، والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ أجمعین أمابعد

ختم نبوت اسلامی عقیدے کا ایک اہم حصہ ہے،اس کا انکار کفر ہے۔آپ کے خاتم النبیین ہونے کی پختہ دلیل ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ما کان محمد أبا احد ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین امام کائنات ﷺ نے بھی فرمایا ہے۔لا نبی بعدی۔ ختم نبوت پر دلائل کے انبار ہیں،اوراس پر امت کا اجماع ہے،کسی دور میں اگر نبوت کا دعویٰ کیا گیا تو مدعی نبوت تباہ ہوگیا۔اور علی الاطلاق پوری امت نے متفقہ طور پر اس کی تکفیر کی۔

ختم نبوت پر صریح قرآن وسنت کے نصوص موجود، پوری تاریخ امت میں ختم نبوت کی پاسبانی، مدعیان نبوت کی تباہی اور اجماعی تکفیر۔ختم نبوت پر امت کا اجماع،اور مدعیان نبوت کے ساتھ اس کا متفقہ تعامل۔اور مدعیان نبوت کا عبرت انگیز انجام کل کے کل واضح اور نمایاں براہین ہیں ان تمام دلائل میں سے کوئی ایک دلیل ہی کسی بھی انسان کو قائل کر دینے کے لیے کافی ہے کہ ختم نبوت امت اسلامیہ کا اٹل عقیدہ ہے اور اسلام کے اساسی ایمانیات سے اس کا تعلق ہے،اوراس کے متعلق کسی طرح کا شک بھی کفر کا باعث ہوسکتا ہے۔

یہ دینی تاریخی اور اعتقادی وعملی حقائق ایک طرف، اس کے برعکس منصرم صدی میں مرزا غلام کا دعویٰ نبوت دوسری طرف۔ایک سلیم الطبع انسان یہ دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے کہ آخر مرزائی جھوٹ کے لیے کہاں گنجائش تھی کہ پھل پھول سکے اور پنپ سکے۔لیکن استعجاب کی کوئی بات نہیں۔اسی حیرت واستعجاب کو اللہ تعالیٰ نے دور فرمایا ہے۔ارشاد ہے:

”ولقد ذرانا لجھنم کثیرا من الجن والانس لھم قلوب لا یفقھون بھا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولهم اعين لايبصرون بها، ولهم آذان لايسمعون بها، اولئك كالانعام بل هم أضل اولئك هم الغافلون'' (الاعراف:۱۷۹)

اور یقیناً ہم نے جہنم کے لیے بہت سے جنوں اور انسانوں کو پیدا کیا ہے، ان کے پاس دل ہیں وہ ان سے سوچتے نہیں، ان کے پاس آنکھیں ہیں وہ ان سے دیکھتے نہیں، ان کے پاس کان ہیں وہ ان سے سنتے نہیں وہ جانوروں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گذرے ہیں، یہی فی الواقع غفلت میں مبتلا لوگ ہیں۔

صریح ہدایت اور رہنمائی کے موجود ہوتے اور رہنمائی حاصل کرنے کے سارے اسباب میسر ہونے کے باوجود انسان گمراہ ہوجاتا ہے۔ اس کی گمراہی کفر اور ضلالت کی کہانی دراصل یہی ہے کہ وہ ہدایت کی راہ چھوڑتا ہے اور ہدایت یابی کے سارے اسباب کو بھی نظر انداز کردیتا ہے۔ اس اعراض اور عناد میں وہ اس قدر آگے نکل جاتا ہے کہ جانور بن جاتا ہے بلکہ اس کی نفس پرستی اسے جانور سے بھی بدتر بنا دیتی ہے۔ اس کی ساری انسانی صلاحیتیں ختم ہوجاتی ہیں۔ انسان جانور سے بھی بدترین بن جائے یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کے لیے جہنم میں جانا لابدی ہوجاتا ہے۔

مرزائیت اسی حیوانی سطح پر اترنے یا جانور سے بدترین ہوجانے کی کہانی ہے۔ مرزائیت کی پوری تاریخ دراصل حیوانی سرگرمی کی تاریخ ہے۔ عقل وخرد سمع وبصر کی سرگرمیوں کے بجائے شکم پروری کی تاریخ ہے۔ جب کسی انسان کی سرگرمیاں شکم پروری تک محدود ہوجاتی ہیں تو وہ ساری سچائیوں سارے اقدار اور ساری حقیقتوں کا دشمن بن جاتا ہے۔ اس کی حرکتیں اسی طرح غیر منضبط ہوتی ہیں جس طرح ایک جانور کی حرکتیں غیر منضبط ہوتی ہیں۔ مرزا غلام کی پوری زندگی اور اس کی ساری سرگرمیاں ایک سرکش جانور کی طرح کسی اصول وضابطہ اور فکر وفہم کا پابند نہ تھیں۔ اسی طرح اس کی باتوں، کاموں تہدیدات مبشرات دعاوی اکاذیب اور تحریروں میں انضباط توازن، فکر وفہم اور سنجیدگی کا کوئی سرا نہیں ملتا ہے۔

مرزا غلام احمد انگریزی کاشت بھی تھا اور اس کے ساتھ استعمار نے ابن الوقتوں اور ملت کے غداروں اور سرپھروں کا ایک ٹولہ بھی لگا دیا تھا۔ مرزا کے خود اپنے حیوانی عزائم، استعمار کے عزائم اور ابن الوقتوں کے عزائم، تین تین گروپ کے عزائم، ظاہر ہے ظلمات بعضها فوق بعض کی کتنی دبیز تہیں ہوں گی اور ان کی رسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتنی دراز ہوگی۔اس کا کوئی بھی اندازہ کرسکتا ہے۔ان تینوں نے مل کر مرزائی اکاذیب کو کتنی توانائی دی اور اس کے ارتقا کے امکانات کتنے بڑھا دیئے اور ان کی تاویلات کی کتنی شکلیں بنیں وہ سب سامنے ہیں۔

مرزا کے اکاذیب کی ہزار شکلیں ہیں، مرزا کے اکاذیب کو استعمار نے سارے عالم میں پھیلنے کے سارے اسباب وذرائع مہیا کیئے۔مرزا اور اس کے شیطانی عزائم ہوس مال وزر اور ہوس اقتدار کی حد نہ تھی۔مرزائی فتنہ اتنا بڑا تھا کہ اگر اسے روکنے کی بھرپور کوشش نہ ہوئی اور اس فتنہ کی سرکوبی کرنے والے مخلص اہل حدیث علماء وعوام کے ساتھ اللہ کی نصرت نہ ہوتی تو ارتداد کی بھیانک لہر مسلمانوں کو اپنے لپیٹ میں لے لیتی۔مرزائیت کے شجر زقوم نے ۱۲۰ سالوں میں قلوب واذہان میں کتنی تلخی پھیلائی ہے، اور اس نے کتنے انگارے اگلے ہیں اور تباہی کے کتنے سامان اکٹھا کیئے ہیں۔اعداء اسلام کی شہ اور مدد پر اسلام ملت اور ملک کے ساتھ کتنی غداری کی ہے۔ایک طویل اور دلدوز کہانی ہے۔اس کی کاٹ میں مسلمانوں نے اور خصوصاً اہلحدیث نے جس حجم میں کوشش کی ہیں انکی داستان بڑی لمبی ہے۔

ڈاکٹر بہاء الدین حفظہ اللہ مقیم برطانیہ نے ردّ قادیانیت کی طویل تاریخ کے ایک خاص اور اہم وقفے ۱۸۹۱ء-۱۹۱۲ء کی دستاویزی تاریخ ۲۰ جلدوں میں مرتب کی ہے، اور سولہویں جلد پریس میں جاری ہے۔اس دستاویزی تاریخ میں ڈاکٹر صاحب قادیانیت کے اہم مرحلے (۱۸۹۱ء-۱۹۱۲ء) کے وقائع، احداث، مناظروں، تحریروں، تقریروں کی تفصیل پیش کردی ہے۔اور قایانیت وردقادیانیت کی ساری سرگرمیوں کا آئینہ قاری کے سامنے رکھ دیا ہے۔(شیخ عبدالمعید حفظہ اللہ نے یہ تقدیم دراصل سولہویں جلد کے لئے لکھی تھی، لیکن بوجوہ مؤخر ہوگئی۔اب اسے جلد ۲۳ کے آغاز میں لگایا جارہا ہے۔بہاء)

زیرنظر جلد میں ڈاکٹر صاحب نے ردّ قادیانیت پر ان کتابوں کے مضامین کو داخل کیا ہے جو مرزائیت کے شبہات وتاویلات اور محبوب مضامین کی حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہیں۔مرزائیت کے ارتیابات میں خاص شئے ہے حیات وممات مسیح، شہادت، وحی والہام، ان موضوعات پر مرزائی خوب گل افشانی کرتے ہیں اور ارتیابات کے وہ وہ اشکال نکالتے ہیں کہ شیطان بھی دنگ رہ جائے۔مرزا کے اکاذیب وفریب کا سر دراصل ایک ہے یعنی مکروفریب جاہل کی اوقات ہی کیا ہوتی ہے، دراصل اسی ایک سر کے آگے پیچھے سارے مرزائیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اچھل کود ہے اور نوع بہ نوع انداز سے۔اس جلد میں منقول کتابیں مرزائیت کی ان تاویلات اور تشکیلات کی تردید کرتی ہیں جو مسیح کی وفات وحیات اور الہام سے متعلق ہیں۔

مرزا اور اس کے ساتھ لگے ابن الوقتوں کا مسخرہ پن ہر روز نمایاں ہوتا تھا۔مضامین میں بھی اور اخبارات وجرائد میں بھی۔ان کے روزمرہ بیانات مبشرات،اور دعاوی میں بھی۔وہ مناظرے کی محفلیں بھی سجاتے تھے اور برسر محفل ہارنے کے بعد بھی جیت کی دہائی دیتے تھے اور بتکرار جیت کی دہائی دیتے تھے تحریروں میں بھی اور تقریروں میں بھی۔اس کے ساتھ وہ سیاسی واقعات وسماجی احداث لوگوں کے نجی مسائل کو بھی مرزا کی کرامات اور تصرفات سے جوڑ دیتے تھے۔اور بھولے بھالے مسلمان تھے کہ سب مرزائی بڑ اور مرزائی مسخرہ پن سے متاثر ہوجاتے تھے۔

ان بوالعجیوں اور مسخرہ پن سے متاثر ہونے سے مسلمانوں کو بچانا ضروری تھا۔فتنوں کا تانا بانا بننے کیلیے، مرزائیت کے ٹھگوں کی پوری ایک ٹیم تھی جن کا ذہن اس کے لیے نہایت زرخیز تھا،اور انھیں قبول کرنے کے لیے پنجاب کی زرخیز زمین تھی پیر پرستی میں نمایاں اور ممتاز ، استعمار کا بھرپور تعاون تھا۔ان پیچیدگیوں کو صحیح ڈھنگ سے محسوس کرنا اور اس پیچیدہ فتنے سے مسلمانوں کو بچانا واجب تھا۔

ان امور کو سب سے بہتر ڈھنگ سے جماعت اہل حدیث کے قائدین نے سمجھا انھیں قائدین میں مولانا امرتسریؒ تھے اور انکا مجلّہ اہل حدیث۔مجلّہ اہل حدیث نے ان سرپھروں کی کاٹ ہر جگہ کی۔یہ جہاں بھی گئے اس نے ان کا پیچھا کیا،فیجی جیسے اقصی الشرق میں واقع ملک میں جب قادیانیت ۱۹۳۰ء کے قریب پہونچی تو اس کی کاٹ کے لیے مجلّہ اہل حدیث کی طلب ہوئی اور یہ فتنہ وہاں اس کے ذریعے تھما۔ورنہ پورا خطرہ تھا کہ وہاں کے تمام کم پڑھے مسلمان اس فتنے کا شکار ہوجائیں۔..

ڈاکٹر صاحب ان تفاصیل کو اپنے مطالعہ وفکر کے زاویئے سے بیان کیا ہے۔اور یہ کوشش کی ہے کہ ردقادیانیت کی ساری کڑیاں تاریخی تسلسل کے ساتھ اکٹھا ہوجائیں۔

قادیانیت نہ کوئی علم ہے نہ فکر ہے،محض ایک جہل ہے، بے شرمی ہے،تاویل شیطانی ہے،پروپگنڈہ ہے اور دولت ومنصب حاصل کرنے کی ایک سازش ہے،اور استعمار کی کاشت ہے،اور دولت وشہرت کے ذریعہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیاشی بدکرداری اور فحاشی ہے، یہی قادیانیت کا نچوڑ ہے۔علم کا جواب علم سے ہوسکتا ہے لیکن اگر کوئی گروہ جعل فریب سازش اور دعاوی وا کاذیب کو کمائی کرنے اور عیاشی کرنے کا ذریعہ بنالے اور لوگوں کو اپنی مقصد براری کے جال میں پھانسنے لگے تو اس کی کاٹ علم سے نہیں ہوتی ہے۔اس کی کاٹ اس سے ہوتی ہے کہ ان کے فریب کو اوران فریبیوں کو پبلک کے سامنے بے نقاب کیا جائے، ان کی کاٹ مضبوط اسلامی معاشرہ اور مضبوط اسلامی فرد ہے کہ ان کا مکمل بائیکاٹ کردے تاکہ یہ اپنی موت آپ مرجائیں۔قادیانیت کے فریب اور فریبیوں کو سب سے بہتر ڈھنگ سے مولانا بٹالویؒ اور مولانا امرتسریؒ نے سمجھا تھا۔

الحمدللہ اس سلسلے میں تمام علماء کا متفقہ موقف تھا، یہی وجہ ہے کہ مرزائیت کفر قرار پائی اور اس کے ماننے والے کافر۔اور ساری دنیا میں لوگوں نے اس کفر کو جان لیا، حتی کہ افریقہ کے دور دراز علاقے میں بسنے والے مسلمانوں نے بھی انکی اصلیت جان لی اور انکے مکر جال سے باہر نکل آئے۔

قادیانیت ،صہیونیت صلیب اور سارے اعداد اسلام سے بھر پور تعاون پانے کے باجود اور اقوام متحدہ کو ٹھگنے کے باوجود سمٹ سمٹا کر رہ گئی ہے یہ الگ بات ہے کہ قادیانیوں کا شماریاتی نظام بالکل جدا ہے ان کے نزدیک ایک اور ہزار یکساں ہیں اسی لیے وہ اپنی گپی شماریات کے مطابق اپنی تعداد کروڑوں میں بتلاتے ہیں اگر کہیں بدقسمتی سے ایک قادیانی موجود ہو تو اسے ہزار بتلائیں گے۔یہ لوگ کسی جگہ غربت کا استحصال کرتے ہیں اور آقاؤں کے دیئے گئے پیسوں سے لوگوں کو قادیانی بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور لوگ مال وزر کی کشش میں ان کی طرف بھاگتے ہیں تو بہت جلد سیر ہوکر واپس آجاتے ہیں۔مسلمانوں کا دباؤ بنتا ہے اور انہیں مجبوراً قادیانیت پر لعنت بھیجنی پڑتی ہے۔افریقہ، ایشیا، یورپ، امریکہ وآسٹریلیا ہر جگہ یہی دیکھنے میں آرہا ہے۔

ڈاکٹر بہاء الدین صاحب نے قادیانیت کی دستاویزی تاریخ مرتب کردی ہے اور وہ بھی ایک خاص مرحلے کے متعلق، قادیانیوں کی طرح مال ودولت اور شہرت کے وحریص بہت سے لوگوں نے رد قادیانیت کو اپنے دامن تزویر میں سمیٹنے کی کوشش کی ہے۔تاریخ ایک اجلا اور شفاف آئینہ ہے، جب صحیح تاریخ کا آئینہ سامنے آتا ہے تو سب کو اپنی اوقات کا پتہ چل جاتا ہے۔تاریخ مچھلی نہیں ہے کہ گندے پانی میں شکار کرلی جائے، تاریخ کا پہیہ خود چلتا ہے اسے دھکیلا نہیں جاتا ہے۔تاریخ بنتی ہے اس کی فطری تشکیل ہوتی ہے۔اسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنایا نہیں جاتا ہے۔تاریخ سازی سب سے بڑی جھوٹ ہے۔تاریخ لوگوں کے اعمال افکار نیتوں ارادوں اور نشاطات کا حساب کتاب لے کر آتی ہے۔تاریخ احداث کے جمع وتفریق کا نام نہیں ہے۔

ڈاکٹر بہاء الدین صاحب نے ردقادیانیت کی بیس سالہ تاریخ بیس ضخیم جلدوں میں مرتب کردی ہے اوراس پرتیس لاکھ کا بجٹ اپنے جیب سے بنایا ہے۔حیرت ہے آج کے دور میں بھی ایسے مخلص اہل حدیث علماء موجود ہیں جو اپنی علمی ومالی کمائی امت کو نذر کررہے ہیں نہ صلہ کی تمنا ہے نہ شکایت ہے۔کم ازکم ناشروں اور باشعور علماء کو یہ چاہئے کہ کتاب یونیورسیٹیوں ، جامعات ، مدارس ریسرچ گاہوں ، لائبریریوں اور دارسین ومحققین تک پہونچادیں اورزیادہ سے زیادہ اس کی ترویج واشاعت میں حصہ لیں۔اس پر اخباروں ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر تبصرے کریں۔اوراہل علم کے حلقوں میں اسے متعارف کرائیں۔ہم ڈاکٹر بہاء الدین صاحب کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد دیتے ہیں ان کے جذبہ قربانی اور جماعت کے لیے دردمندی پر،اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کومقبول فرمائے۔ختم نبوت کی چوکیداری پر اللہ تعالیٰ انھیں جنت الفردوس کا مستحق بنادے۔آمین

اس علمی کوشش میں ڈاکٹر صاحب کے مخلص اور ہمدرد ہیں جو مسلسل ان کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ خاص کر مولانا شیر خاں جمیل احمد عمری ، برمنگھم ابتداہی سے ڈاکٹر صاحب کے ساتھ پورے جذبہ خلوص کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔علمی لگاؤ اور یارانہ خلوص ومحبت کے ساتھ وہی شخص قائم رہ سکتا ہے جو خود علم کی اہمیت کا بھرپور قائل ہو۔ورنہ اس مادیت کے دور میں کون علم اور علماء کو درخور داعتنا سمجھتا ہے۔اس حوالے سے اپنی جانکاری کے مطابق ڈاکٹر صاحب کے حلقے سے ڈاکٹر عبدالوہاب کا سنگنج انڈیا کو جوڑتا ہوں جو مسلسل ڈاکٹر صاحب کے اس تاریخی مشن سے جڑے ہوئے ہیں اور ہندوستان کے کونے کونے سے نادرات کوفراہم کرنے میں لگے رہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ سب کی ششیں قبول فرمائے۔آمین۔اورڈاکٹر بہاء الدین صاحب کوصحت دے اورسلامت رکھے تاکہ وہ اپنے تاریخی منصوبے کو پورا کرسکیں۔

شیخ عبدالمعید مدنی

مدیر''الاحسان''اردو۔دہلی؛ مدیر''الاستقامۃ''عربی۔دہلی۔۱۵جنوری۲۰۱۱ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا رسل بابا امرتسریؒ

نزھۃ الخواطر میں مولانا غلام رسول امرتسریؒ عرف رسل بابا کے ترجمہ میں حکیم سید عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:

مفتی غلام رسول الامرتسری ۔ الشیخ العالم الفقیه: المفتی غلام رسول الحنفی الامرتسری، احد العلماء الصالحین ، لقیته غیر مرة ببلدة امرتسر ، کان یدرس فی المدرسة الاسلامیه بها ، وا ظن انه کان یقول انه قرأ علی مولانا حبیب الله ۔ و کان فقیهاً ا صولیاً متکلماً حلیماً متوا ضعاً، منور الشبیه امیل الی الحق ، وعلی جبینه سیماء الصا لحین ، له مصنفا ت عدیدة ۔ (نز هة الخوا طر۔ جلد ۸)

مفتی محمد امین قادری نے اندازاً آپ کا سال ولادت ۱۲۵۷ھ قرار دیا ہے والد کا نام پیر امیر الدین قاسمی ہے جو آپ کے ایام طفولیت میں وفات پا گئے تھے۔خود ذکر و مراقبہ میں مشغول رہتے۔مولوی رسل بابا نے قاضی مبارک، اور شرح ملا جامی کے حاشئے لکھے،اور رد قادیانیت میں الالہام الصحیح لکھی جس میں دلائل عقلیہ و براہین نقلیہ سے ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر بجسد عنصری زندہ ہیں۔آپ نے مرزائیوں کو چیلنج دیا کہ اگر اس کا جواب لکھا جائے تو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔اس رسالے کا ترجمہ آپ کے شاگرد اور برادر زادے مولوی غلام مصطفیٰ نے آفتاب صداقت کے عنوان سے کیا۔

ڈاکٹر بشارت احمد لاہوری قادیانی نے بتایا ہے کہ اتمام الحجۃ ،مرزا صاحب کی عربی تصنیف ہے جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جون ۱۸۹۴ء میں مولوی رسل بابا پر حجت قائم کرنے کے لئے شائع ہوئی۔ مولوی رسل بابا مشہور کشمیری عالم تھے۔ مرزا صاحب کی مخالفت میں پیش پیش تھے۔ انہوں نے ایک رسالہ حیات مسیح لکھا تھا اس میں مسیح ناصری کی حیات اور ان کے آسمان پر زندہ جسدہ العنصری ہونے پر بڑا زور دیا تھا۔ اس کے جواب میں مرزا صاحب نے یہ عربی میں یہ رسالہ اتمام الحجہ تصنیف کیا (مجدد اعظم۔ ص ۳۹۱)

مرزا صاحب نے خود بھی اپنے اس عربی اردو (۴۱۔ صفحاتی) رسالے کے ٹائٹل پر لکھا ہے:

الفت لا فحام المولوی رسل بابا الامرتسری

اور متن میں مرزا صاحب قادیانی نے بتایا ہے:

مولوی صاحب کی اس مفتریانہ کاروائی سے کچھ ثابت ہوتا بھی ہے تو بس یہی کہ ان کی فطرت میں یہودیوں کی صفات کا خمیر بھی موجود ہے، ورنہ یہ کسی نیک بخت آدمی کا کام نہیں۔ (اتمام الحجہ۔ ص ۱۸، ۱۹)

اور مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

مولوی (غلام رسول) صاحب موصوف نے اپنے رسالہ مذکورہ میں محض عوام کا دل خوش کرنے کے لئے یہ چند لفظ بھی منہ سے نکال دیئے کہ اگر ہمارے دلائل حیات مسیح کو توڑ کر دکھلا دیں تو ہم ہزار روپئہ دیں گے... آخر کتاب میں کہہ دیا کہ میری کتاب سمجھ میں نہیں آئے گی جب تک کوئی سبقاً سبقاً مجھ سے نہ پڑھے۔ (اتمام الحجہ۔ ص ۲۷۔ ۲۸)

پھر مرزا صاحب لکھتے ہیں:

یہ لوگ درحقیقت مولوی بھی نہیں ہیں، تبھی تو ہم نے ان لوگوں کے سرگروہ اور امام الفتن اور استاد شیخ محمد حسین بٹالوی کو اپنے رسالہ نور الحق میں مخاطب کر کے کہا کہ اگر اس کو عربیت میں کوئی حصہ نصیب ہے تو اس رسالہ کی نظیر بنا کر پیش کرے اور پانچ ہزار روپئہ انعام پائے مگر شیخ نے اس طرف منہ بھی نہیں کیا حالانکہ شیخ مذکور ان تمام لوگوں کیلئے بطور استاد کے ہے اور اسی کی تحریک سے یہ مردے جنبش کر رہے ہیں (اتمام الحجہ۔ ص ۳۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر مرزا قادیانی فرماتے ہیں:

ہماری طرف سے تمام پادریوں اور شیخ محمد حسین بٹالوی اور مولوی رسل بابا امرتسری اور دوسرے ان کے سب رفقاء اس مقابلہ کے لئے مدعو ہیں اور درخواست مقابلہ کیلئے ہم نے ان کو اخیر جون ۱۸۹۴ء تک مہلت دی ہے۔ (اتمام الحجۃ۔ص ۳۲)

اتمام الحجۃ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ جون ۱۸۹۴ء میں شائع ہوئی۔ معلوم نہیں جون کے پہلے یا دوسرے یا تیسرے یا چوتھے ہفتے میں۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ واقعی اختتام جون سے قبل مخاطبین کو پہنچادی گئی تھی یا نہیں۔ یہاں مولانا محی الدین لکھویؒ کے مکتوب بنام مرزا سے اقتباس پڑھ لیجئے جو ہم قبل ازیں نقل کر چکے ہیں کہ:

سرّ الخلافۃ مرسلہ آپ کی بتاریخ ۲۹ یا ۳۰ جولائی پہنچی۔ آخر میعاد ۲۵ جولائی کتاب مذکور میں مسطور تھی اور مہر ڈاک سے معلوم ہوا اسی طرح تاریخ روانہ ہوئی۔

ان حالات میں کہاں کی مدت اور کون مخاطب؟ اور کسے معلوم کہ مخاطبین کو مناسب وقت پر رسالہ پہنچا بھی یا نہیں؟

ہاں اسی اتمام الحجۃ میں مرزا صاحب کے ایک دعوی کا وجود ملتا ہے جس کی انہوں بعد میں خود ہی تکذیب بھی کر دی تھی۔ وہ دعوی مسیح کی قبر کے بارے میں ہے۔ لکھتے ہیں:

لطف تو یہ ہے کہ حضرت عیسی کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے۔ اور ہم زیادہ صفائی کے لئے اس جگہ حاشیہ میں اخویم حبّی فی اللہ سید مولوی محمد السعیدی طرابلسی کی شہادت درج کرتے ہیں، اور وہ طرابلس بلاد شام کے رہنے والے ہیں اور انہی کی حدود میں حضرت عیسی کی قبر ہے۔ اگر کہو کہ وہ قبر جعلی ہے تو اس جعل کا ثبوت چاہیے (اتمام الحجہ ص ۲۴، ۲۵) اور حاشیہ میں طرابلسی کا عربی خط نقل کیا گیا ہے)

اپنے اس دعوی کی مرزا صاحب نے بعد میں خود ہی تغلیط فرمائی کہ وہ سری نگر کشمیر میں مسیح کی قبر موجود ہونے کے مدعی ہو گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا رسل بابا تحریک ختم نبوت کے سرگرم کارکن تھے۔۱۸۹۲ء میں جاری ہونیوالے متفقہ فتوی تکفیر مرزا پر آپ نے دستخط فرمائے تھے۔مرزا صاحب نے ۱۸۹۶ء میں جن علماء کو دعوت مباہلہ دی تھی ان کا آپ کا نام بھی شامل ہے۔انجام آتھم میں مرزا قادیانی نے جن لوگوں کو تسعة اشرار (۹شریر) اور مفسدین فی الارض قرار دیا ہے ان میں آپ بھی شامل ہیں۔جیسا کہ لکھا ہے:

وكان فى هذه الديار تسعة رهط من الاشرار وكانوا مفسدين فى الارض ولا ينتهجون مهجة الخيار وما كانوا صالحين و وجدتهم فى الكبر والاباء كالجملة المتناسبه الاجزا او كامراض متشابهة فى الخبث والايذاء ورئيت كانهم من المعادين المعتدين فمنهم رجل امر تسرى يقال له رسل بابا انه امرء لا يعرف صدقا ولا صوابا.... ومن التسعة الذين اشرت اليهم رجيل يقال له اصغر۔ وانه يزعم فى محافل واملاء فسيعلم كيف يجعل من الاصغرين ....ومن المعترضين المذكورين شيخ ضال بطالوى و جارغوى يقال له محمد حسين وقد سبق الكل فى الكذب والمين وانه ابى واستكبر واشاع الكبر واظهر حتى قيل انه امام المستكبرين ورئيس المعتدين ورأس الغاوين هو الذى كفرنى قبل ان يكفر الآخرون.... فيا ايها الشيخ والمفترى البطال الم يان لك ان تتوب وتلين البال.... ثم اعلم ايها الشيخ الضال والدجال البطال ان الثمانية الذين هم ثمار عودك و وقود وقودك الذين ادخلوا فى التسعة المخاطبين فمنهم شيخك الضال الكاذب نذير المبشرين ثم الدهلوى عبد الحق رئيس المتصلفين ثم عبد الله التونكى ثم احمد على السهارنپورى من المقلدين ثم سلطان المتكبرين الذى اضاع دينه بالكبر و التوهين ثم الحسن الامروهى الذى اقبل على اقبال من لبس الصفافة وخلع الصداقة واعتلقت اظفاره بعرضى كالذئاب۔ وآخرهم الشيطان الاعمى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والغول الاغوى يقال له رشيد الجنجوهي وهو شقي كالامروهي ومن الملعونين فهولاء تسعة رهط كفرونا او سبونا وكانوا مفسدين. فايها الشيخ انى اعلم انك رئيس هذه الثمانية وكمثل امام لتلك الفئة الباغية وهم لك كالتلاميذ فى الغواية او كالمسحورين.

(مکتوب احمد طبع خامس ربوہ ۱۹۶۳ء، صفحہ ۹۱-۱۰۵، روحانی خزائن جلد ۱۱ (انجام آتھم) صفحہ ۲۳۶)

دریں دیار نو (۹) کس از شریراں بودند کہ در زمین فساد میکردند و طریق نیکاں اختیار نمی نمودند..پس از آنہا شخصے است باشندہ امرتسر کہ اورا رسل بابا می گویند، او مردے است کہ راہ صدق و صفا را نمی شناسند..و یکے از اعتراض کنندگان شیخ گمراہ ساکن بٹالہ است کہ ہمسایہ گمراہ ماست، اورا محمد حسین می گویند و از ہمہ دروغ و ناراستی سبقت بردہ است وا و انکار کرد و تکبر نمود و تکبر را شائع کردہ وظاہر ساخت تا آنکہ گفتہ شد او امام متکبراں است و رئیس تجاوز کنندگان و سرگراہان است او ہماں شخص است کہ پیشاز ہمہ مرا کافر گفت۔پس گفتن کہ اے شیخ احمقاں و دشمن عقل و دانش..بازاے شیخ گمراہ و دجال بطال بدانکہ آں ہشت کہ میوہ ہائے شاخ تو د ہیزم آتش افروختہ تو ہستند آنانکہ درنہ (۹) مخاطبان داخل اند پس یکے از آنہا شیخ گمراہ در دروغ گوتست نذیر حسین است کہ بشارت یافتگان را می ترساند، باز عبدالحق دہلوی کہ رئیس لاف زنان است باز عبداللہ ٹونکی باز مولوی احمد علی سہارن پوری از ،قلدان باز مولوی سلطان الدین جے پوری است کہ از تکبر و توہین دین خود را ضائع کرد باز محمد حسن امروہی کہ سوئے من ہم چو بے حیایاں متوجہ شد و از راستی خود را دور افگند..و از ہمہ آخر شیطان کو راست و دیو گمراہ کہ اورا رشید احمد گنگوہی مے گویند۔ واو ہم چو، محمد حسن امروہی بدبخت است و زیر لعنت خدا تعالی است..پس اے شیخ من می دانم کہ تو رئیس ایں ہشت کس ہستی و ایں گروہ باغی را مثل امام قائم شدی و ایں مردم ترا مثل شاگردان در گمراہی ہستند یا ہم چو کسانے کہ برایشاں جادو کردہ باشد (انجام آتھم ص ۲۲۵۔۲۳۶۔خزائن جلد ۱۱)

اس تحریر میں مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۹۶ء میں اپنے نامی مخالفین کے نام گنوائے ہیں جو یہ ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولوی غلام رسول عرف رسل بابا، مولوی اصغر، مولوی محمد حسین بٹالوی، سید نذیر حسین دہلوی، مولوی عبدالحق حقانی، پروفیسر محمد عبداللہ ٹونکی، مولوی احمد علی سہارنپوری، مولوی سلطان الدین جے پوری، مولوی محمد حسن امروہی، مولوی رشید احمد گنگوہی اور ان بزرگوں کو مرزا صاحب نے ''تسعۃ اشرار'' کہنے کے بعد شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تحریک ختم نبوت میں تم ان سب کے امام ہو، تم ان کے رئیس ہو۔ اور اس فہرست کے باقی لوگ تحریک میں گویا تمہارے شاگرد ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ تم نے ان پر جادو کر رکھا ہے کہ وہ اپنی عقل کو استعمال کیے بغیر تمہاری ہاں میں ہاں ملاتے اور تمہارے پاؤں پر پاؤں رکھے جاتے ہیں۔ تم امام متکبراں ہوں، تم رئیس تجاوز کنندگان ہو، تم گمراہوں کے سردار ہو اور تم ہی وہ شخص ہو جس نے سب سے پہلے مجھے کافر کہا ہے۔

جولائی ۱۹۰۰ء میں پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے ساتھ جن علماء کو مرزا صاحب نے تفسیر نویسی کا چیلنج دیا تھا ان میں مولانا رسل بابا کا نام بھی شامل ہے۔ ۱۹۰۰ء میں مرزا صاحب نے جو اشتہار انعامی پانچ سو روپیہ بنام حافظ محمد یوسف ضلعدار نہر شائع کیا تھا اس کے مخاطبین میں بھی مولانا رسل بابا شامل ہیں۔

تحفہ گولڑویہ (روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۱۷۶۔۱۷۷) میں مرزا غلام احمد قادیانی نے کسی بزرگ کا خواب شائع کیا ہے جس میں آنحضرت ﷺ کی بارگاہ میں چند علماء اسلام کو حاضری کی سعادت حاصل ہوئی اور مرزا صاحب کو سزا دی گئی، ان علماء میں مولوی رسل بابا بھی شامل ہیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

کسی مسلمان بزرگ نے دیکھا کہ بارگاہ رسالت ﷺ میں بہت سے ہندی علماء حاضر ہیں اور حضور سرور عالم ﷺ تحریک ختم نبوت میں ان خدام کی خدمتوں پر پسندیدگی کا اظہار فرما رہے ہیں۔ اس خواب کے بارے میں مرزا صاحب کہتے ہیں کہ ان کے مخالفین میں سے ایک بزرگ اپنے ایک واجب التعظیم مرشد کی ایک خواب جس کو اس زمانہ کا قطب الاقطاب اور امام الابدال خیال کرتے ہیں یہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے پیغمبر خدا ﷺ کو خواب میں دیکھا اور آپ ایک تخت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور گرداگرد تمام علمائے پنجاب اور ہندوستان گویا بڑی تعظیم کے ساتھ کرسیوں پر بٹھائے گئے تھے اور تب یہ شخص جو مسیح موعود کہلاتا ہے آنحضرت ﷺ کے سامنے آ کھڑا ہوا جو نہایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر یہہ شکل اور میلے کچیلے کپڑوں میں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے؟ تب ایک عالم ربانی اٹھا (شائد محمود شاہ واعظ یا محمد علی بھوپڑی) اور اس نے عرض کیا کہ یا حضرت یہی شخص مسیح موعود ہونے کا دعوٰی کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو دجال ہے تب آپ ﷺ کے فرمانے سے اسی وقت اس کے سر پر جوتے لگنے شروع ہوئے جن کا کچھ حساب اور اندازہ نہ رہا۔ اور آپ نے ان تمام علمائے پنجاب اور ہندوستان کی بہت تعریف کی جنہوں نے اس شخص کو کافر اور دجال ٹھہرایا تھا اور آپ بار بار پیار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ میرے علمائے ربانی ہیں جن کے وجود سے مجھے فخر ہے۔ اس جگہ کرسی نشینوں کی ترتیب کا کچھ ذکر نہیں کیا۔ مگر میں گمان کرتا ہوں کہ اس کی ترتیب شائد یوں ہوگی۔ کہ وہ غیر مرئی نورانی وجود جس نے اپنے تئیں اپنی قدیم طاقت کی وجہ سے خواب میں ظاہر کیا تھا کہ میں محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں جو ایک سونے کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا اس کے اس سونے کے تخت کے قریب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کی کرسی ہوگی۔ اور ساتھ ہی میاں عبدالحق غزنوی کی اور اس کے پہلو پر مولوی عبدالجبار صاحب کی کرسی اور اس کرسی سے ملی ہوئی ایک اور کرسی جس پر زینت بخش مولوی عبدالواحد غزنوی تھے۔ اور کچھ فاصلہ سے مولوی رسل بابا امرتسری کی کرسی تھی۔ اور ان دونوں کرسیوں کے درمیان ایک اور کرسی تھی جس کا اندر سے کچھ اور رنگ تھا اور باہر سے کچھ اور تھوڑی سی تحریک سے ہل بھی جاتی تھی اور کچھ ٹوٹی ہوئی بھی تھی۔ یہ کرسی مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری کی کرسی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی بنچ پر میاں چٹو لاہوری بیٹھے ہوئے تھے جو اسی دربار کے شریک تھے۔ اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی کرسی کے پاس ایک اور کرسی تھی جس پر ایک بڈھا نود سالہ بیٹھا ہوا تھا جس کو لوگ نذیر حسین کہتے تھے۔ اس کی کرسی نے مولوی محمد حسین بٹالوی کو ایک بچہ کی طرح اپنی گود میں لیا ہوا تھا۔ پھر اس کے بعد مولوی محمد اور عبدالعزیز لدھیانوی کی کرسیاں تھیں۔ جن کے اندر سے بڑے زور کے ساتھ آواز آرہی تھی کہ پنجاب کے تمام مولویوں میں سے تکفیر میں بڑے بہادر ہیں اور پیغمبر صاحب اس آواز سے بڑے خوش ہو رہے تھے اور بار بار پیار سے ان کے ہاتھ اور نیز مولوی محمد حسین کے ہاتھ چوم کر کہہ رہے تھے کہ یہ ہاتھ مجھے پیارے معلوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہیں جنہوں نے ابھی تھوڑے دنوں میں میری امت میں سے تیس ہزار آدمی کا نام کافر اور دجال رکھا اور فرماتے تھے کہ یہ سخت غلطی تھی جو لوگوں نے ایسا سمجھا ہوا تھا کہ اگر سو میں ننانوے کفر کے آثار پائے جائیں اور ایک ایمان کا نشان پایا تو پھر اس کو مومن سمجھو اور ایک نشان کفر کا خیال کیا جائے یا ظن کیا جائے۔ یا بے تحقیق شہرت دی جائے تو اس کو بلا شبہ کافر سمجھنا چاہیے۔ یہ فرمایا اور پھر مولوی محمد حسین کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کہا یہ عالم ربانی ہے جس نے میرے اس منشا کو سمجھا۔ تب مولوی محمد علی بھوپڑی کھڑا ہوا اور کہا میں تو سب سے زیادہ مسجدوں اور گلیوں اور کوچوں اور لوگوں کے گھروں میں اس شخص کو جو کہتا ہے کہ میں مسیح ہوں گالیاں دیا کرتا ہوں۔ اور لعنت بھیجا کرتا ہوں۔ اور ہر ایک وقت میرا کام ہے کہ ہر مجلس میں لوگوں کو اس شخص کی توہین و تحقیر و لعن طعن کرنے کے لیے کہتا رہتا ہوں اور ہمیشہ انہی کاموں کے لیے سفر بھی کر کے ترغیب دیتا رہتا ہوں۔ اور کوئی گالی نہیں کہ میں نے اٹھا نہیں رکھی اور کوئی توہین نہیں جو میں نے نہیں کی۔ پس میرا کیا اجر ہے۔ تب اس پیغمبر صاحب نے بہت پیار کے جوش سے اٹھ کر بھوپڑی کو اپنے گلے لگا لیا اور کہا کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے اور تو نے میرا منشا سمجھا۔ غرض جیسا کہ حضرت خواب بین صاحب بیان فرماتے ہیں پنجاب کے تمام مولویوں کی کرسیاں اس دربار میں موجود تھیں۔ اور ہر ایک فاخرہ لباس پہنے ہوئے نوابوں کی طرح بیٹھا تھا اور وہ پیغمبر صاحب ہر وقت ان کے ہاتھ چومتے تھے کہ یہ ہیں میرے علمائے ربانی خیر الناس علی ظھر الارض۔ اور پھر آگے چل کر ایک اور کرسی تھی اس پر ایک اور مولوی صاحب کرسی پر کچھ چھپ کر بیٹھے ہوئے تھے اور آواز آ رہی تھی کہ یہی ہیں خلیفہ شیخ بٹالوی محمد حسن لدھیانوی۔ اور ساتھ ان کے ایک اور کرسی تھی اور لوگ کہتے تھے کہ یہ مولوی واعظ محمود شاہ کی کرسی ہے جو کسی مناسبت سے مولوی محمد حسن کے ساتھ بچھائی گئی۔ اور سب سے پیچھے ایک نابینا وزیر آبادی تھا جس کو عبدالمنان کہتے تھے اور اس کی کرسی سے انا المکفر کی زور سے آواز آ رہی تھی۔ غرض یہ خواب ہے جس میں ان تمام کرسی نشین مولوی صاحبوں کا ذکر ہے۔ مگر یہ کرسیوں کی ترتیب میری طرف سے ہے جو اس خواب کے مناسب حال کی گئی۔ لیکن خواب میں یہ حصہ داخل ہے کہ علمائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پنجاب اس پیغمبر صاحب کے دربار میں بڑی تعظیم کے ساتھ کرسیوں پر بٹھائے گئے اور تمام عالم امرتسری بٹالوی لاہوری لدھیانوی دہلوی وزیرآبادی بوپڑی گولڑوی وغیرہ اس دربار میں کرسیوں پر زینت بخش تھے۔ اور پیغمبر صاحب نے میری تکفیر اور ایذاء اور توہین کی وجہ سے بڑا پیار ان سے ظاہر کیا تھا۔

(تحفہ گولڑویہ مصنفہ قادیانی۔ ص ۱۷۶۔۱۷۹۔ قادیانی خزائن جلد ۱۷)

مولانا غلام رسول امرتسریؒ ۶۳ سال کی عمر میں ۱۳۲۰ھ میں فوت ہوئے تو مرزا صاحب نے آپ کی وفات پر خوب شور وغل کیا تھا، اور تخرج الصدور الی القبور کا مصداق بنایا تھا۔ جیسا کہ:

ایک اور نشان ظاہر ہوا

کے عنوان سے اڈیٹر الحکم نے لکھا ہے:

عرصہ ہوا حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود کو یہ الہام ہوا تھا تخرج الصدور الی القبور اور انہیں دنوں میں یہ الہام الحکم کے ذریعہ شائع ہو گیا تھا۔ جن لوگوں نے اس الہام کو پورا کیا مولوی نذیر حسین دہلوی بھی ان میں سے تھا۔ ۸ دسمبر ۱۹۰۲ء کو ساڑھے پانچ بجے صبح کے اس نشان کو پورا کرنے والوں میں مولوی رسل بابا امرتسری بھی بعارضہ طاعون فوت ہو گئے جو حنفیوں کا سب سے بڑا امام تھا۔

مولوی رسل بابا سلسلہ عالیہ کا سخت مخالف تھا۔ ایک کتاب بھی اس نے لکھی تھی اور آج کل اس نے حضرۃ حجۃ اللہ (مرزا) کے خادموں کو امرتسر میں تکلیف دہی کا خاص مذاق پیدا کر لیا تھا۔ مولوی رسل بابا کے بعض نادان دوست ان کو اور اپنے آپ کو طاعون کا نشانہ نہ ہونے میں بطور نشان پیش کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمیں کیوں طاعون نہیں ہوتا، یا رسل بابا کو کیوں نہیں ہوتا۔ آخر خدائے غیور نے رسل بابا کو پکڑا اور وہ ۱۶ روز تک سخت تکلیف کے بعد آخر تخرج الصّدور الی القبور کا نشان پورا کرنے کو اس جہان سے کشتہ طاعون ہو کر رخصت ہوا۔ اس کی موت مسیح موعود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی صداقت پر ایک روشن دلیل ٹھہری۔ امرتسری مقلدین وغیر مقلدین نے اس کی زندگی کے لئے بہت دعائیں کیں مگر ما دعاء الکافرین الا فی ضلال کا مصداق ہوئیں۔ پچھلے جمعہ حضرت اقدس کو الہام ہوا تھا یموت قبل یومی ھذا

یعنی اگلے جمعہ سے پہلے مرجائے گا۔ چنانچہ اب رسل بابا کی موت کی خبر نے ثابت کر دیا کہ یہ اس کے حق میں تھا۔ اب امرتسر پر ایک عبرت ناک نشان کی صورت میں حجت پوری ہوگئی اور رسل بابا کی لاش اور قبر زبان حال سے اپنے ہم عصر مولویوں اور دوسرے لوگوں کو جو اس سلسلہ کے مخالف ہیں مخاطب کر کے نہایت حسرت اور سوز ورقت کے ساتھ یہ کہتی ہے

روزگارم بشد بنادانی — من نکردم شما حذر بکنید

کیا اہل امرتسر اس آواز کو سنیں گے اور دیدہ عبرت کھول کر اس کو دیکھیں گے

(اخبار الحکم قادیان ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء ص ۱۸)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ بتاتے ہیں کہ:

امرتسر کے ایک عالم بزرگ مولوی غلام رسول (عرف رسل بابا) مرحوم نے ایک دفعہ مجھے الگ بٹھا کر فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا ہے اس میں تمہارا دخل ہے، سن لو۔ میں نے عرض کیا ہاں سنایئے، فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ کی مجلس میں پہنچا ہوں۔ تم وہاں اس خدمت پر مقرر تھے کہ جو لوگ عرض معروض کرنے آتے تم ان کی معروضات سمع مبارک تک پہنچاتے۔

لہ الحمد۔ واضح رہے کہ مولوی صاحب مرحوم حنفی تھے اور مجھ سے ان کو وہی اختلاف تھا جو اہل حدیث اور احناف میں ہے۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔ ۷۔ اکتوبر ۱۹۳۲ء ص ۳۔۴)

ذیل میں مولانا غلام رسول مرتسریؒ کا عربی رسالہ الالہام الصحیح فی اثبات حیاۃ المسیح اور اس کا اردو ترجمہ نقل کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الهام الصحيح
فی اثباۃ حیاۃ المسیح

فیقول الراجی للترقی الی اوج القبول محمد غلام رسول حفظه اللّٰه عن شر کلّ لئیم غبیّ و غویّ انّه لما کثر الضلال و الطغیان و البغی و العدوان فی هذا الز مان من اجل الّذی خر ج من قادیان و ادعی انّه المسیح الموعود به الآتی آخر الزّمان و انّه مات نبیّ اللّٰه عیسی بن مریم علی نبینا و علیه السلام مادام الملوان و تعاقب القمران و انّه لم یرفع بجسده الی الخضراء فلا ینزل الی الغبراء و اظهر عقائد الزنادقةو مکائد الملاحدة کل مطالبه و مطالب من یخدوه (یقتدوه؟) حذو النّعل بالنّعل الافساد فی البلاد و جل مآربهم افشاء التزندیق و اشاعة العقائد الخبیثة الکفریة بین العباد و اذاعة الا رتداد یدعون انّهم هم المهتدون و الحال انّهم عن الصّراط لناکبون و انّهم الّذین آمنوا ثمّ کفروا فطبع علی قلوبهم فهم لا یفقهون، فان ماتوا علی ذلك فهم فی جهنم خالدون تلفح وجوههم النّار وهم فیها کالحون، ویقال لهم، الم تکن آیاتی تتلی علیکم فکنتم بها تکذبون، یخنعون بالسلف الصالحین خنعاً و یحسبون انّهم یحسنون صنعاً و نحن بین اظهر قوم یسبّون العلماء و یبغضون الفضلاء صناعتهم السّبّ و الشّتم و الطغیان و فی تفضیح الآمرین الناهین اطالة اللسان لیس لهم من العقل سهم ولا بالدّین، فهم لا یمیزون بین القشر وبین اللباب،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولا بين الدّرّ وبين التّراب، ولا يفرقون بين الشّمال و اليمين، ولا بين الشّيخ و الجنين، فهم حائرون فى اودية الظّلم و ضلال مبين، الا يعلمون ان لعنة اللّٰه على الظالمين،

ولما بلغ الامر الى ما رأيت و انتهى الفساد الى ما تلوت و دريت، التمس منى بعض الاحباب و خلص الاحباب ان اظهر فساد دلائل القا ديا نى على دعواه من موت عيسى حين ما رفعه اللّٰه اليه و اثبت حيوته بالآيات القرآ نيه و اكتفى بها من غير تعرض لذكر الاحا ديث النّبويّة على صا حبها الف الف تحية لانّ القاديانى و اتباعه لا يعتقدونها و لا يدينون بها و من غير تعرض لسائر عقائد هم الفاسدة الكاسدة و المزخرفات الواهيه لعدم اشتهارها كاشتهار المسئلة الاولى و لعدم الفراغ لكثرة الاشتغال بمطالعة الكتب السالفة و المتداولة والافتاء للمستفتين و تعليم الطلبة و لتنفّر الطّبيعة عن التوجه الى امثال هذه الخرافا ت و لكرهتها الالتفات عن اشباه هذه المزخرفات الّتى هى كفريات صرفة و ارتدادات محضة اعاذنا لله تعا لى و اعاذ سا ئر المسلمين من شرور هذه الطا ئفة الباغية الملا حدة خذ لهم اللـه فاعتذرت منهم تارة با نصرا ف البال الى كثرة الاشغال و تارة بالتّنفّر عن صرف الاوقات فى الالتفات الى الزّور الصّريح من هذا المقال فقدمت رجلاً و اخرت ا خرى، و مع ذا لك لم يتركوا لى عذراً و حكموا به على جبراً فاجبت لهم مسؤلهم حسب ما التمسوا و انجحت ماولهم على ما اقترحوا

فكتبت هذه الوريقة المختصرة و سميتها بالالها م الصحيح فى ا ثبات حيوة المسيح و ذكرت فيها دلائل القاديانى مهذبة ومنقحةاولاً فكبكبوا و نكسوا على رؤسهم هم و الغاوؤن و جنود ابليس اجمعون فيها انا اشرع فى المقصود متمسكاً بحبل اللّٰه الودود۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و اقول ان الکائد استدلّ علی موت عیسی بقوله تعالی

و ما محمّد الّا رسول قد خلت من قبله الرّسل افأن مات او قتل انقلبتم علی اعقا بکم

تقریر استدلاله و تهذیبه ان خلت بمعنی ماتت و الرسل جمع معرف بلام الاستغراق فلذا فرع علیه فان مات.. الخ ، اذ لو لم یکن الخلو بمعنی الموت او لم تکن الرسل جمعاً مستغرقاً لما صحّ التفریع اذ صحته موقوفة علی اندراج نبینا ﷺ فی لفظ الرسل المذکور قطعاً و ذلك بالاستغراق و کذا صحته موقوفة علی کون الخلو بمعنی الموت اذ علی تقدیر التغائر و عموم الخلو من الموت یلزم تفریع الاخصّ علی الاعمّ من انّ التّفریع یتعقّب استلزام ما یتفرع علیه للمتفرع ومن المعلوم عدم استلزام الاعم للاخص فالتفریع الواقع فی قوله تعالی یستدعی تحقق کلاالامرین من کون الخلو بمعنی الموت و کون الجمع مستغرقاً

و بعد کلتا المقدّمتین یقال ان المسیح رسول و کلّ رسول مات۔ و ینتج هذا القیاس المولف من المقدّمتین القطعیتین انّ المسیح مات و هو المطلوب

و الدّلیل علی الصغری قوله تعالی

و رسولاً الی بنی اسرائیل

و قوله تعالی

ماالمسیح بن مریم الّا رسول

وامثالهما من الآیات و تسلیم جمیع الفرق الاسلامیّة برسالته

و الدّلیل علی الکبری المقدمتان الممهدتان المذکورتان، لانّه متی کان الخلو بمعنی الموت و قد اسند الی الرّسل و ثبت کونه جمعاً فیندرج فیه المسیح قطعاً ،فیلزم ثبوت الموت له فی ضمن الکبری ،فثبت ما یصدده الکیدیون و یزاح بمنع کلتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المقدّمتين و بمنع لزوم استحالة عدم صحة التفريع على تقدير ارتفاع كليتهما، او احدهما حقيقة كما فهموا و زعموا، و بكونها مشترك الورود مطلقاً بحسب الظاهر سلمت المقدّمتان كلتاهما او منعنا

و سند المنع الاول انّ الخلو هو المضى كما فسّره ارباب اللغة و اطالة الكلام بالنقل من كتب اللغة لا يليق بهذا المختصر، و لتيسر الاستغناء بمطالعتها و لم يفسر احد من ارباب اللغة لفظ الخلو بالمو ت فعلم ان حقيقة اللغو ية انّما هى المضى لا غير كيف لا و قد تا يّد باسناد الخلو الى المنافقين فى قو له عزوجل:

و اذا خلوا الى شيا طينهم ،

و فى قو له تعا لى:

و اذا خلا بعضهم الى بعض ،

و عدم ارادة موتهم بهذا اللفظ ظا هر

و اسند الخلو الى السّنن و قيل:

وقد خلت من قبلكم سنن

و الى الايام كما فى سورة الحاقة فى قوله عز وجل :

كلوا و اشر بوا هنيئاً بما اسلفتم فى الايام الخا ليه

و لا يتصورا ن يرا د بخلوّ السنن و الايّام موتها بل مضيها و هذا ظاهر لا يخفى على احد، فتفسير الخلو ما بلوت تعريف له بالا خص و الا خفى فان المو ت نو ع منه، و الخلو يشتمل على الا نتقال المكا نى بجمع اصنافه سواء كان ذ لك الانتقال من الاعلى الى الاسفل ويسمّى ذ لك خفضاً، او من الاسفل الى الاعلى، و يسمّى ذلك رفعاً ،او من القدام الى الخلف او بالعكس، و يشمل على الموت بالجر ح الذى هو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القتل، و على الموت بلا جر ح فلا يلزم موت المسيح و ان سلم الاستغراق، فان ثبوت الاعم كالخلو مثلاً و ان كان لكلّ فرد فرد من نوع ما كنوع الرّسل مثلاً لا يستلزم ثبو ت كل ما يندرج فيه من انواع ذلك الاعم لكل فرد فرد من ذلك النوع كما لا يخفى على من له ادنى دراية، و التّمسك على تفسيره بالموت دون المضى بلزوم استحا لة تفرع الاخص على الاعم مزيف بان المتفرع فى الحقيقة انّما هو استبعاد الانقلاب و انكار جواز الارتداد على تقدير فقدا ن وجود الرسول من بين ا ظهر القوم بعد اداء الرسالة و تبليغ الاحكام الآلهية و كان تقدير الكلا م:

و ما محمد الّا رسو ل قد خلت اى مضت من قبله الرسل فهل يجوز لكم الارتداد بعد ما اقا م لكم الدّين المتين و ا ظهر بينكم الشرع المبين ان نقل با لر فع كما رفع عيسى (هذا با لا جماع) او ادريس او بالمو ت كما حكمنا به فى سابق علمنا او بالقتل كما صاح به الشيطان و استقر فى قلو بكم

و التصريح بالثا نى موا فقة للواقع و مطا بقة لتقدير اللّه تعا لى و ذكر الثا لث و ان لم يطابق الواقع و التقدير مراعاة لزعمهم و توسيعاً لنفى جواز الارتداد على كلا الشقين و ان كان هذا الثالث مزعوماً محضاً و جهلاً مركباً الا انّه لما كان قوى الاحتمال و كثر وقوعه بين ا لانبياء السّابقين كما دلّ عليه قوله عزوجل :

يقتلو ن النبيين بغير الحق

فكان ذكره ضرورياً و عدم التصريح بالاول و ان كان مقدراً مراداً لا نتفاء ما يو جب ذكره من الموجبات المذكورة لظهور عدم توا فقه القضاء و الواقع و لعدم استقراره فى قلوبهم و شذوذ تقد مه فظهر ان المتفرع فى الحقيقة هو نفى جواز الارتداد على تقدير احد الشقوق الثلاثة المصدرة و ذلك الامر الدائر بين الثلا ثة مسا و للخلو بمعنى المضى فلا يلزم تفريع الاخص على الاعم على تقدير كون المعنى الحقيقى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراداً من لفظ الخلو بل يلزم تفريع احد المسا ويين على الآخر و ذا جائز كما يقال رأيت زيداً انه جسم نام حساس متحرك بالارادة مدر ك للكلى و الجزئى فيفرع على هذا المفصل انه انسان ولا ارتياب فى تساوى هذا المجمل و ذ لك المفصل و فى صحة تفريع ا حدهما على الآخر و الامران اللذان حكمنا بمساواتهما و كون ا حدهما متفرعاً و الآخر متفرعاً عليه هو ثبوت خلو كل رسول و نفى جواز الارتداد على تقدير تحقق واحد من الشقوق فان النسب انما تقتضى المفهومين مطلقاً اعم من ان يكونا وجوديين او سلبين او يكون احداهما و جودياً و الآخرة سلبياً و لا يلزم توافقهما فى الثبوت او العدم و الدليل على لزوم ذلك النفى للخلو ان المقصود من البعثة وارسال الرسل التشريع مطلقاً و تعيين الطريقة الموصلة الى الله تعا لى لا التشريع الى زمان وجود الرسول بين ا ظهر قومه و لم يخل زمان من الرسل و ذا باطل باتفاق من اهل الملل فوضح بطلان زعم لزوم استحالة تفريع الاخص على الاعم على فرض ارادة المضى من الخلو

و اما استد لال الصديق الاكبر على موت سيدنا محمد ﷺ بهذه الآية فليس موضع استشها ده فى هذه الآية كلمة خلت بل قوله تعا لى : افأن مات ،

لما انكر الفاروق العادل موته ﷺ و قال ما مات رسول الله ﷺ و لا يموت و كان ذلك جزماً منه بامتناع موته ﷺ فردّ الصديق ذ لك الامتناع بقوله تعالى افأن ما ت.

فان مد خول ان بحسب ا صل الوضع لا يكون الّا من الامور التى يجوز تقررها و يمكن وجودها لا من الامور التى تابى عن التكون و التقرر و هذه وا ضح على من طالع بحث معا نى الحروف

فاذا ثبت جواز تقرر الموت عليه ﷺ ارتفع الامتناع الذى هو نقيضه و يدل على كون موضع استشهاد سيد نا الصديق قوله تعا لى افأن مات لا كلمة خلت قرأ ته

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حين الا ستدلال قول اللّه عز وجل انك ميت و انهم ميتون ۔

و تقرير ازاحة استدلالهم بمنع المقدمه القائلة ان كل جمع عرف باللام فهو مستغرق للافراد كلّها بان يقال ان هذه المقد مة ممنوعة كيف لا و قد صرح المحققون بذ لك فى اسفا رهم۔ الا ترى الى قو له عز و جل:

و اذ قا لت الملائكة يا مريم انّ اللّه يبشر ك .. ا لآيه

و الى قوله تبار ك و تعا لى:

واذ قالت الملا ئكة يا مريم انّ اللّه اصطفاك .. ا لآ يه

۔ فقد ذكر ت صيغة الملائكة و هى جمع معرف باللام و لم يرد الاستغراق ۔

و قا ل تعا لى: فسجد الملا ئكة كلهم ا جمعون

فلو كا ن كل جمع محلى باللا م مستغرقاً لكان ذكر كلّهم مستد ركاً ۔

و لو اردنا ان نجمع الامثلة المثبة لنقيض المقدمة الممنوعة لجمعنا دفاتر كبيرة و لكن العاقل الحازم يكفيه ما ذكرنا من البيان و الجاهل الهائم النا ئم لا يستيقظ بضرب السنان

ومنع تلك المقدمة يودى الى منع الكبرى الكلية من مقدمتى القياس الفاسد الكاسد للقاديانى فلانتفاء شرط الانتاج لا ينتج ذلك القياس قوله، ان المسيح مات،واما قولنا استحالة عدم صحة التفريع على منع الاستغراق غير وارد فى الحقيقة لان المراد من قوله تعا لى:

و ما محمد الّا رسول قد خلت من قبله الر سل

ان محمداً ﷺ ليس الّا بشراً رسولاً و جنس الرسل قدخلا۔ و من المعلوم ان ما وقع و ثبت لبعض افراد الجنس بالنظر الى ذا ته وما هيته يمكن ان يثبت لسائر افراده، فالثا بت للبعض بالنظر الى ماهيته كما يستلزم امكان الثبو ت لذ لك البعض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یستلزم امکانه لباقی الافراد فهذه المهملة اعنی قد خلت من قبله الرسل و ان کانت بالنظر الی الفعل و الاطلاق بمنزلة الجزئیة غیر صالحة لکبرویه الشکل الاول الا انها بما تستلزم من الممکنة الکلیة صالحة لها فغایة ما ینتجه القیاس علی هذا انّ المسیح میت بالامکان بان یقال المسیح رسول و جنس الرسل قد خلا بالفعل و الاطلاق و قد عرفت انه یلزمه قولنا کل رسول خال ومیت بالامکان فهذا القول اللازم یجعل کبری منضمة الی الصغری فینتج النتیجة المذکورة فصح التفریع و لم یلزم الاستحالة العقلیة ولا المحذور الشرعی من ثبوت موته علیه السلام فی الزمان الماضی لکونه مخالفاً لظاهر القرآن والاحادیث و اجماع الامة و هذا مع منع کون لفظ الرسل جمعاً مستغرقاً فاذا لم تثبت مطلوب الکیدیین علی تقدیر منع احدی المقدمتین فقط فعدم ثبوت مطلوبهم علی تقدیر منعهما معاً اجلی واولی و هذا ظاهر لمن لی ادنی درایة۔

وما قلنا من اشتراک ورود عدم صحة التفریع ظاهراً علی تقدیر تسلیم المقدمتین ایضاً علی منعهما فلان صیغة الرسل و ان سلمت انّها مستغرقة و سلم ان الخلو بمعنی الموت لا تستغرق نبینا محمداً ﷺ لانّ الکلام وقع فی خلو الرسل قبله علیه و علیهم السلام

ومن الضروریات ان خلوهم قبله معناه انّهم سابقون علیه فی وصف الخلو و هو لاحق بهم فی ذلک الوصف و هذا السبق و اللحوق زمانیان اللذان لا یجتمع فیهما القبل البعد و الا البعد القبل فحین کون الرسل واجدین لوصف الخلو کان نبینا ﷺ فاقداً له اذ لو کان مثلهم فی ذلک الحین للزم فی قوله تعالی قد خلت من قبله الرسل الاخبار بقبله الشیء علی نفسه و مع فقدانه علیه السلام ذلک الوصف و تحلی سائر الرسل به کان مستعداً له یمکن له ان یخلو کما خلو فاذا ثبت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كـونـه ﷺ فـا قـداً لو ف الخلو حين خلت الرسل فلم يندر ج فى تلك الرسل ا الخالية حيـن فـقـدان ذلك الوصف و يلزم على اندرا جه ﷺ بالنظر الى ذلك الو صف فيهم عـد م صحة التفريع بحسب الظا هر لانه اذا لم يكن مندر جاً فى جملتهم فكيف يتعدى الحكم منهم اليه فان التعدى فر ع الا ندرا ج و عدم المتفرع عليه يوجب عد م المتفرع فلم يجد هم تخصيص الخلو بالمو ت و لا ادعاء الاستغراق كيف و التمسك بالحشيش لا يـنـفـع الـغر يق فما يجيبون به عما عما ورد عليهم نجيب بمثله مع فضلنا عليهم بما اجبنا

ولا يـمـكـن لهم التثبت بجوا بنا لد لا لته على ما يعم مدعا هم و نقيض منا هم فـان امـكـان شيء كما يقا رن ثبو ته يقارن عد مه و ثبوت الاعم من المطلوب غير نافع لـلـمـعـلـل و ان نفع المانع السائل و اختفاء هذه القاعدة عليهم من كمال جهلهم و نهاية حمقهم مع كونها فى غا ية الانكشا ف وغاية الظهور من لم يجعل الله له نوراً فما له من لـور عـلـى انـه لـو دل قـو له تعا لى و ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل على مـوت مـا عـدا نبيـنـا ﷺ من الرسل جميعهم لدل قو له تعالى ما المسيح بن مر يم الا رسـول قـد خـلـت من قبله الرسل على مو ت ما عدا نبى اللّٰه عيسى عليه السلا م من الـرسـل و يـندر ج فى ذلك العا م المحكو م عليهم بالمو ت نبينا ﷺ و هذا محال فان نـزولـه لـم يكن الّا فى حيا ته و هذا المحال لم ينشا الا من تسليم استغراق الرسل فى الآ ية الاولى فيكون محالاً لان ما يلز م منه المحال محال البتة

فـاذا لـم يثبت اندراج المسيح تحت الاكبر الموقوف على تسليم الاستغراق الـمـسـتـلـزم لـلـمـحـذور و الـمـحـال الشرعى لم تصدق النتيجة فى استدلالهم العاطل اللاطائل

و الآية الـثـانية تـد ل دلا لة صـريحة على حيوة المسيح بن مريم حين نزولها

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذ لو كان من الميتين فى ذلك الحين لقال تعا لى

ماا لمسيح بن مر يم الّا رسو ل قد خلا مع الرسل،

او قال تعا لى قد خلا و قد خلت الرسل ،

او قال عز وجل قد خلا كما خلت الرسل،

او اكتفى بقوله قد خلت الرسل ولم يقل و قد خلت من قبله الرسل،

و هذا بناء على انحصار الجمع المعرف باللام فى الاحاطة و الشمول كما زعم الكائد و مقلدوه المكيدون فالتقييد بقوله من قبله صريح فيما قلنا و دلالة هذه الآية على حيوة المسيح لا تتوقف على استغراق الرسل ليلزم ذلك المحذور من ثبوت المو ت للنبى ﷺ حين نزول تلك الآية بل يكفى فيها كون الرسل جنساً فيقال فى توجيهها ان جنس الرسل و انكان تحققه فى الموارد الخا صة قد خلا من قبل المسيح و المسيح و ان لم يخل الى الآن فسيخلوا كما خلت الرسل جنسهم فيكون مفادها ان الموت له على نبينا و عليه السلام لم يوجد الى الآن و لكنه سيموت كما ان مفاد الآية الاولى نفى موت نبينا ﷺ فيما مضى و ترقيبه له فيما يا تى و متى د لت هذه على حيوة المسيح فلو دلت تلك على موته كما تخيل و تخيلوا للزم الاختلاف بين هذين القولين جل قائلهما و القول بوقو ع الاختلاف فى القرآن حكم بوقوع ما حكم اللّه بامتناعه و هذا كفر قال اللّه عز وجل :

و من لم يحكم بما انزل اللّه فاولئك هم الكافرون

و الدال على امتناع الاختلا ف فى القرآن قو له تعا لى:

ولوكان من عند غير الله لو جدوا فيه ا ختلا فاً كثيراً

فبطلت ارادة استغراق الرسل وعمومه و الدليل على ان الحيوة و الموت مختلفان ان الموت ان فسر بعدم الحس و الحركة عما من شانه كلاهم فيقابل الحيوة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتقابل العدم و الملكة و ان بانحياز الروح عن البدن و هو الحق الثابت بالنصوص الشرعيه و الفصوص العقلية فبينهما تضاد و كل منهما اختلاف فاستقر على عرش التحقيق ما قلنا من حيوة المسيح فى الازمنة الماضية و موته فيما ياتى و هذا ما ذهب اليه الاسلاميون باجمعهم بخلاف النصارى القائلين بوقوع موته ثم احياءه و رفعه بجسده و بخلاف من هم اسوء حالاً و اشر مالا و هم الكائد القاديانى و المكيدون القائلون بوقوع موته و بعدم رفعه الجسدى ثمّ استدلّ الكائد القاديانى على مطلوبه بقوله تعالى:

و ما جعلناهم جسداً لا يأكلون الطّعام و ما كانوا خالدين

و تهذيب استدلاله انّه لو كان المسيح حيّاً فى السّماء لزم كونه جسداً لا ياكل الطعام و كونه خالداً و قد نفى الله تعالى ذلك، فان مفاد الآية سلب كلّى اى لا شئى من الرّسل بجسد لا ياكل ولا احد منهم بخالد، و من المقرر ان تحقق الحكم الشّخصى مناقض للسّلب الكلّى، و الدليل على كون المفاد سلباً كلياً قوله تبارك و تعالى:

و ما جعلنا لبشرٍ مّن قبلك الخلد افأن مت فهم الخالدون

فانه صريح فى السّلب الكلّى، فاذا ثبت الرّفع و السّلب كلّيّاً بالنّصّ ارتفع الحكم الشّخصى المستلزم للايجاب الجزئى المناقض لذلك السلب المدلول بالنص فان احد المتناقضين لا يجامع النقيض الآخر كما لا يرتفع معه و هذا بديهى۔

اقول بتوفيق الله ان فى قوله تعالى:

و ما جعلناهم جسداً .. الخ

انّما ورد النّفى على الجعل المولف المتخلل بين المفعولين و مفعوله الثانى المجعول اليه هو قوله، جسداً لا ياكلون .. الخ۔ فمدخول النفى هو الجعل المقيد بهذه القيود و ظاهر ان المقيد و لو بالف قيد لا يتصوّر تحققه الا بتحقق كل من تلك

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القيود و القيود التى ههنا هى تا ليف الجعل و كون المجعول اليه جسداً مع تقييده بعدم اكل الطعام فلا بد لتحقق هذا المقيد من تحقق تلك القيود الثلا ثة بخلاف الانتفاء فانّه متصور بانتفاء جزء اى جزء كان و لا يتوقف على انتفاء جميع الاجزاء فينتفى ذ لك المدخول للنفى بوقوع غير الجعل موقعه و بانتفاء تاليفه بان يتعلق الجعل المفرد باحد المفعولين اما بالاول فقط

و اما بالثانى فحسب و برفع خصوص المجعول اليه و وضع امر ا خر فى محله و بانتفاء قيد عدم الاكل، ولو سلم تحقق كل قيد ما عد ما فرض انتفا عه و بانتفاء مجموع القيود بمعنى انتفاء كل قيد و بانتفاء المقيد اعنى ذا تاما مع تسليم القيود باسرها فهذه المواد و المواقع ليست الّا بالامكان لا با لفعل و الا طلاق الا رفع القيد الاخير فانه واقع بالفعل و مراد بقوله تعالى، و ما جعلنا هم جسداً ،و تحقق ماعدا ذلك القيد مسلم بل مثبت بالبراهين النقلية و العقلية القطعيتين و عدم الاكل الذى هو امر عدمى متصور بوجهين بعدم اكل شئى ما اعم من ان يكون طعاماً او غيره و بعد م اكل الطعام خاصةً و ان وجد معه اكل غير الطعام و عدم ذلك الانتفاء الذى اضيف الى الامر العدمى انّما يتحقق بتحقيق نقيض ما اضيف اليه الانتفاء فيستلزم انتفاء ذ لك العدم الذى هو فى قوة السالبة ثبوت الا كل الذى هو فى قوة الموجبة المحصلة اذ عموم الاولى من الثانيه انّما هو بامكان تحققها بعدم الموضوع و عدم امكان تحققها حين عدمه لضرورة استدعائها وجود الموضوع، و من البديهات ان الموضوع فيما نحن فيه موجود و قد تقرر فى مدارك العقلاء التلازم بين السالبة السالبة و بين الموجبة المحصلة عند وجود الموضوع فلزم من قوله تعا لى، و ما جعلنا هم جسداً لا يأكلون الطّعام الّذى هو بمنزلة السالبة السالبة تحقق قضية موجبة محصلة اعنّى كلّ رسول يأكل الطعام فيقال لمن يدعى به على اثبات موت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المسيح بن مريم ان نسبة الاكل الى كلّ رسول فى هذه القضيّة هل هى بالضّرورة بحسب الذّات او بحسب الوصف او فى وقت معين او بحسب الدوام ذا تاً او وصفاً او بالاطلاق او بالامكان مع قيدا للدوام فى ما عدا الاول، و الخامس او مع قيد اللاضرورة فى ما عدا الاول فقط على راى او فى ماعدا الخامس ايضاً كما على رأى آخر وان لم يكن بعض التراكيب منها متعارفاً اولا يعتبر قيد ا للا ضرورة ولا قيد اللادوام الاول و الخامس بديهى البطلان لوجود نقيض كلّ منها و هو امكان عدم الاكل للاول و اطلاقه للخامس و كذا الثانى و السادس لعدم مدخلية وصف الرسالة فى ضرورة الاكل او دوامه كما لا مدخل فيهما ملعنون؟ ذلك الوصف و كذا لا تكون ضرورية بحسب الوقت مطلقاً لا بحسب وقت ما ولا بحسب وقت معين لان غاية الامر ان يكون الاكل ضرورياً بشرط الجوع و الجوع لما لم يكن واجباً فى وقت ما لم يكون المشروط به ضرورياً فى وقت ما كما صرح به فى كتب المنطق من ان الكتابة ليست بضرورية فى حين من الاحيان فما ظنك بالمشروط بها و الضرورة بشرط الشىء غير الضرورة فى وقت ذلك الشئى و الاول لا يستلزم الثانى كما فى تحرك الاصابع بشرط الكتابة فان التحرك بشرطها ضرورى و ليس فى وقتها بضرورى ، فكذلك ضرورة الا كل بشرط الجوع امر و ضرورته فى وقت الجوع امر آخر لا تلازم بينهما فضلاً عن الاتحاد فاذا لم يكن الاكل ضرورياً فى وقت ما لم تكن القضية وقتية مطلقة ولا منتشرة مطلقة فلم يكن وقتيه ولا منتشرة لاستيجاب انتفاء الاعم انتفاء الاخص و كون الاكل ضرورياً بشرط الجوع لا يقتضى ان تكون القضية مشروطة ايضاً اذا المشروطة ما يوجد فيه الضرورة بشرط الوصف العنوانى لا بشرط اى وصف كان، و من الظاهر ان الوصف العنوا نى فى القضية انما هو وصف الرسالة دون وصف الجوع فلم يبق الا ان يكون بالاطلاق او الامكان مع قيدا للا دوام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

او ا للاضرورة او بدونه و الاول من کل منهما متعین بدلیل قوله تعا لی:

وما ارسلنا قبلك من المر سلین الا انّهم لیاکلون الطعام و یمشون فی ا لاسواق

فیکون وجودیة احد جزئیها ثابت بهذه الآیةو ثانیهما بما مر من البیان و هی و ان کانت مستلزمة لما عدا ها لکنها لکونها اخص احق بالاعتبار وینحل الی قولنا کل رسول یاکل الطعام بالفعل ولا شئی من الرسول یا کل الطعام بالفعل و هذه القضیة لا تناقص ما ذهب الیه الاسلامیون لانه یصدق قولنا المسیح بن مریم اکل الطعام بالفعل و لیس با کل بالفعل و ما قررنا قبل من ان الجوع لیس بضروری لان الجوع خلو الباطن و اقتضاء الطبیعة بدل ما یتحلل منه و ذلك فر ع التحلل و لا ارتیاب فی تنوع مرا تب التحلل با ختلا ف الاسباب الدا خلیلة و الخارجیة و لا تحدید لمراتبه فالتحلل الّذی فی مرتبة ناقصة غیر التحلل الذی فوقه یجوز سلب کل منهما عن الآخر و کذلك یقال فی جمیع مراتبه ان کل مرتبة عینا ها فهی مسلو بة عما تحتها و عما فو قها من المراتب و هما مسلوبان عنها فهذا حکم اجمالی علی کلّ مرتبة با مکان سلبها عن جمیع المرا تب ا لآخر کامکان سلب المرا تب آخر عم تلك المرتبة و هذا فرع امکان السّلب فی نفس الامر اذ سلب مرتبة معیّنة فی مرتبة اخری سلب مقیّد و السّلب فی نفس الامر اعمّ من ان یّکون ذلك السّلب مقیّداً بکونه فی مرتبة اخری او لا سلب مطلق و لا ریب فی ان امکان المقید فر ع امکان المطلق و متاخر عنه واذا کا ن الامر کذ لك امکن سلب التحلل را ساً فامکن انتفاء الجوع اصلاً مع بقاء الشخص بل حکم اللہ تعا لی بتحقق انتفاء الجوع فی القرآن و لم یکتف بمحض امکانه و قال و عز من قا ئل مخاطباً لآدم:

ان لك الا تجوع فیها ولا تعری و انك لا تظمؤ فیها و لا تضحی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و ليس ذلك الا لعدم التحلل كما ان عدم الضحى العدم الشمس و حمله على عدم دوام الجوع او على عدم اشتداده غير صحيح والا لصح حمل جميع الا فعال المد خلو لة بحرف النفى على نفى دوا مها او عدم اشتدا د ها و امثال هذا لا تصح و لا تستقيم الالوجود ضرورة دا عية و اى ضرورة ا حوجنا الى صرف ا للفظ عن الظا هر، وحمله على غير الظا هر،بحيث لا ينتقل اليه الذهن اصلاً و التمسك على وجود تلك الضرورة بقوله و قلنا يا آدم اسكن انت و زوجك الجنة و كلا منها رغداً حيث شئتما و لا تقربا هذه الشجرة فتكونا من الظالمين، غير مستقيم فان اطلاق الاكل و ا باحته لهما لا يقتضى الجوع اذ كما ان الفواكهه فى الدنيا لا توكل الا لحصول اللذة لالدفع الجوع كذا طعا م الجنة و لا افتقار اليه لحصو ل ا للذة فقط فا ن لم تقنع بما قلنا فطا لع التيسير و الو جيز، و كيف لا مع انه قد تا كد و تايد بما صح ان فى الجنة باباً يقال له الريان من د خل شرب و من شرب لا يظمأ ابداً و لا فرق بين الجوع و الظمأ فكما لا امتناع فى عدم التعطش لا امتناع فى عدم الجوع و لا يرد على ما قلنا من انه اذا امكن سلب التحلل امكن انتفاء الجوع انه احتجاج بلا دليل اذانتفاء العلة لا يستلزم انتفاء المعلول بدليل ما تقرر عند الاصولين من جواز تعدد العلل على معلول واحد فلا يلزم انتفاء المعلول با نتفاء وا حد منها لجواز تحققه بتحقق علة اخرى منها كعدم صحة الاحتجا ج على الحكم بان زيداً لم يمت بانتفاء واحد من علل الموت كما يقال لانه لم يسقط من اعلى الجبل فهذا الاستدلال غير صحيح اذ الموت كما يتحقق با لسقوط من اعلى الجبل كذ لك به من اعلى سطح البيت و من فوق الشجرة الطويلة و بضرب من السيف و الحجر و امثاله و بنحو امراض يستصعب احصائها فبانتفاء واحد منها كيف يجزم بانتفاء الموت اصلاً لامكان تحققه بتحقق واحد آخر من تلك الا نواع و عدم وروده لا ن التحقيق ان المعلول اذا انحصر فى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العلة و تكون العلة لازمة له و هى مفسرة فى كتب القوم بما لو لاه لا متنع الحكم المعلول فانتفائها يستلزم انتفاء المعلول اذ لا يتصور تعدد العلل بهذا المعنى حتى يمكن عند انتفاء احد هما ثبوته باخرى منها فاذا لم يجز تعدد العلة و انحصر المعلول الواحد فى العلة الواحدة اللازمة له فلو تحقق المعلول من ارتفاع العلة بهذا المعنى لزم تحقق الملزوم بدون اللازم فالاستدلال على عدم المعلول بانتفاء العلة بهذا المعنى استدلال بانتفاء اللازم على انتفاء الملزوم ولا ريب فى صحته و التحلل بالنسبة الى الجوع كذلك لانه المتوقف عليه الجوع بمعنى لو لاه لامتنع لا بمعنى الامر المصحح لد خول الفاء فيصح الاستدلال على امكان انتفاء الجوع با مكان انتفاء التحلل نعم الجوع علة للا كل با لمعنى الا خير و لذا لا يلزم من انتفا ء الجوع ا نتفاء الا كل لجواز تحققه بدونه بعلة غير الجوع كا ستحصال ا للذة و قصد علاج و نحوه و هذا وا ضح على من له ادنى تامل۔

و استدل ايضاً ببعض هذه الآ ية و هو قوله تعا لى، و ما كا نوا خا لدين، و بقوله تعا لى:

و ما جعلنا لبشر من قبلك الخلد افأن مت فهم الخالدون

و تحرير استدلاله هذا انه لو كان المسيح حياً لزم ان يكون خالداً و قد نفى اللّٰه الخلود عن كل افراد البشر فى هاتين الآ يتين

و جوابه ان الخلود المنفى فى كلتا الآيتين هو الخلود بمعنى دوام الحيوة فى الدنيا لا بمعنى طول العمر بل لا حقيقه للخلود الا دوام الحيوة كما لا يخفى على من هم ماهر فى معانى اللغة و مفاهيم نظم القرآن

قال تعالى فى حق اهل الجنة: اولئك ا صحاب الجنة هم فيها خالدون

و فى حق الكفار :اولئك اصحاب النار هم فيها خالدون

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و على هذا فمعنى الآيتين نفى دوام الحيوة فى الدنيا لفرد من افراد البشر و هو نقيض الدائمة المطلقة الموجبة الجزئية ،اعنى قولنا بعض البشر حى دائماً وهذه قضية كاذبة قطعاً و يلازم ذلك النقيض الصريح قولنا لا شيء من البشر بحى بالفعل و هى قضية صادقة لصدق ملزومها الثابت بقول الله عز و جل المذكور لاستلزام تحقق الملزوم تحقق اللازم فهذه المطلقة العامة السالبة لا تستوجب موت المسيح فى الزمان الماضى خاصة اذلااختصاص للاطلاق العام بزمان دون زمان بل تقتضى موته فى الجملة و المسلمون باجمعهم قائلون بوقوع موته فى مبادى الساعة فما لزم و ثبت بالآيتين غير مناقض و لا مناف لاعتقاد كون المسيح حياً الآن و ما ينافى لذلك الاعتقاد الصحيح الحق الصريح من دوام الحيوة فى الدنيا و عدم الموت عدماً مؤبداً غير ثابت بالآيتين فالثابت غير محال و المحال غير ثابت و حمل الخلود فى الآيتين على معنى طول العمر مجازاً لايصح اذ حمل اللفظ على المعنى المجازى بغير قرينة صارفة عن معناه الموضوع له غير جائز اذ ليس للعمر حد معين حتى يصح حمله عليه و القول بان العمر الطبعى مأة و عشرون قول مشهورى لا يوجد عليه دليل لا نقلى و لا عقلى و المشاهدة شاهدة عادلة و النقول متعاضدة بوجود الذين تجاوزوا من مأة و عشرين فى السلف و الخلف و لو لا خوف الاطالة لا دريت بعد ما استقريت الا ترى انّه قد صرح محققوا الاطباء بعدم وجود الدليل على هذا القول المشهور و كذا لم يوجد دليل شرعى عليه بل ورد الدليل على خلافه قال تعالى فى حق نوح فلبث الف سنة الا خمسين عاماً فحمله على ما حمله الكائد يفضى الى التناقض بين الآيتين و بين قوله تعالى المار آنفاً فى حق نوح فهل هذا الا سفاهة و جهالة او زندقة و ضلالة اعاذنا الله تعالى من سفاهة السفهاء و جهالة الجهلاء و ادخلنا فى زمرة العلماء العاملين

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و استدل ایضاً بقوله تعالی :

و منکم من یتوفّی و منکم من یردّ الی ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئاً

و تهذیبه ان هذا التقسیم حاصر لجمیع افراد البشر کحصر الزوج و الفرد لجمیع افراد العدد بحیث لا یجتمع و صفا التوفی و الرد الی ارذل العمر فی فرد من البشر و لا یخلو فرد من کلیهما کما لا یجتمع الزوج و الفرد فی عدد ولا یخلو العدد من کلیهما فالقضیة منفصلة حقیقیة فاذا لم یمت المسیح

و لم یعرضه ارذل العمر لزم ار تفاع کلا جزئی الحقیقة و ذا غیر ممکن فهذا المحال انّما لزم من فرض عدم موته فیکون با طلاً فیثبت نقیضه و هو موت المسیح فذ لك هو المطلوب

و الجواب انّه یمکن التقسیم بین ظاهر مفهومی من یتوفی و من یرد لان من یرد بحسب مفهومه یندرج فی من یتوفی لانه اخص منه فان من یرد الی ارذل العمر لا محالة یدرکه التوفی و التوفی متحقق بدون الرد ایضاً کما هو معه فالمتوفی اعم ممن یرد و تقسیم الشیء الی نفسه و الی ما هو اخص منه غیر صحیح بل غیر متصور لانه عبارة عن جعل الشیء الواحد بالوحدة المبهمة متعدداً بضم قیود متعدة مختلفة فان کا نت القسمة اعتباریة کتقسیم کل ماهیة الی حصصها و افرادها الاعتباریة یکون التقیید بها داخلاً فی عنوانا تها دو ن الحقائق و المعنونا ت و القیود غیر داخلة ا صلاً لا فی هذه و لا فی تلك و ان کا نت حقیقیة فاما بالمقو ما ت المحصلة و الفصول الممنوعة فیکون القیود داخلة فی المعنونات و ان بالعوارض المخصصة فالقیود داخلة فی العنوا نات دون المعنو نات و ظاهران الانسان لو کان منقسماً الی المتوفی والی من یرد لکان انقسامه بهذین الوصفین انقسام الشیء بالعوارض المخصصة الممیزة لبدا هة خروج وصفی التوفی و الرد عن الانسان و التمیز لقسم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انما یحصل بو صف یختص بذ لك القسم ولا یوجد فی قسمیه و التوفی لیس کذ لك لتحققه فیما زعمه المستد ل قسیماً للمتو فی ایضاً فاذا انتفی الاختصا ص و التمیز انتفی التقسیم و ان تاملت حق التامل تیقنت بالتقسیم بین من یتوفی من غیر ان تعرضه حالة الرد و بین من یتوفی مع عروضها و یدور حینئذ المتوفی مطلقاً المتلازم للانسان بین قسمیه کما یدور الحیوا ن المنقسم الی قسمیه من الناطق و غیر الناطق فمحل التقسیم و مورد القسمة هو المتوفی مطلقاً و القسمان اللذان ینقسم الیهما هما المتوفی المعروض للرد و المتوفی الذی لیس کذ لك، فهذا التقسیم صحیح و حا صر و بحصر المتوفی المطلق اللازم ینحصر الانسان الملز وم ولا یلزم التنا فی بین القول بعدم مضی موت المسیح و بین ذلك الحصر لکفایة القول بوقوع موته فی ا لآ تی لصحة ذلك الحصر و هو علیه السلام داخل فی الشق الاول من الحصر و لیس من لوازم دخوله فیه مضی موته البتة فان الشق الاول مذ کور بصیغة المضارع دون صیغة الماضی و لعل المستدل الکائد اشتبه علیه لفظ یتوفی المضارع المجهول بصیغة توفی الماضی المجهول فتفوه بما تفوه و لم یا ت بشیء معقول نعم انما یلزم ابطال الحصر لو قیل بتابید حیو ته و خلوده فی الد نیا فحینئذ لارتفع کلا الشقین و لوجد قسم آخر من الانسان لم یوجد فیه التو فی مطلقاً فکان محلاً لان یورد علیه بانه اما ان یوجد فی ذلك القسم الخار ج من القسمین الذی فرض مؤبداً و مخلداً مطلق التوفی و هذا مع کونه بد یهی الاستحالة لتنافی ابدیة الحیوة والتوفی یقتضی ابطال الحصر لوجود المقسم بدون ما انقسم الیه من القسمین و اما ان لا یوجد بسبب انتفاء جمیع موارده ماانحصر فیه و هذا یفضی الی القول بعدم لزوم التوفی للانسان و ذلك باطل بد لیل قوله تعا لی، کل نفس ذا ئقة الموت، و اما الی القول بجواز حصر اللاز م فی شیء بدو ن حصر الملزوم فی ذلك الشئی و هو ایضاً با طل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لـلـزوم انـفكاك ا للازم عن الملزوم و هذه المحالا ت انما هی لازمة علی القول بتا بید حیـوتـه عـلیه السـلام فیـکون باطلاً ولا تلزم للقول بطول حیاته مع وقوع موته فی الـمستـقبـل و بیـنهـمـا بون بعید وعد ذلك الکائد هذه الاستد لالات من ا لا ستد لال بالعمو مات۔

ثـم استـدل عـلی زعمه بـالخصوصات منها حـدیث المعرا ج الدال علی ملاقات نیـنـا ﷺ مـع ابـنـی الخالة یحی و عیسی فی السماء الثانیة و تنقیحه انه لم لم ؟ لکن میتاً لمااجتمع عیسی مع الاموات من النبیین فی مقار ارواحهم

اقـول ان هـذا ا لاستـد لال مـمـا یـضـحـك علیه البله و الصبیان فا نه لو کان الا جتـمـاع معهم یستلز م موت من یجمتع معهم لزم کون نبینا ﷺ میتا حین ا جتماعه مـعهم و هل هذا ا لا خبط او جنون و لو ادعی طول اجتماعهما و کون الا جتماع الکذا ئـی دا عیـاً لـلا تـحـا د بینهما فی و صف الموت و ان هذا النوع من الاجتماع لم یوجد لـنبیـنـا ﷺ مـع ارواح النبیین فلا یلزم کونه مثلهم بخلاف عیسی و یحی فانهما معاً مستـقـران فی تلك السماء فیلزم ان تکو ن حال ا حد هما کحال الآخر یقال معنا المقد متیـن مـن کـون الـسـمـاء الـثـا نیة مـقـر الـکلیها و من کون هذا النوع من الاجتماع علة لاتحاد حالتی المجتمعین و سند المنع ا لاول انه لا یلز م من ملا قا ت رسول الله ﷺ مع نبی الله یحی کون یحی مستقراً مقیما فی تلك السماء بل یجوز ان تکو ن ملاقاتهما کـملاقا ته مع جمیع الانبیاء فی الاقصی بان یکون مقرهم العلیین و امروا بالذها ب الـی الـمسـجـد ا لا قـصـی او الـی السما وا ت المختلفة من مقرهم الاصلی باجساد هم بـعینها او بارواحهم بالتمثل بامثال اجسادهم و کل ذلك ممکن او یکو ن مقرهم القبور کـمـا رئـی مـوسی یصلی فی قبره فامروا بالذهاب الی الا قصی او الی السما وا ت کذ لك فـان قیل ان هذا القول بعروجه ﷺ با لعرو ج المثالی قلت کلا فان عروجه ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عـروج عينى واقعى بجسده الطاهر الا شرف و لا يلز م من ر ؤيته بالمثا ل فان رؤيته ا لا شيـاء فـى ليـلة المعرا ج تنو عت فقد رأى بعض الاشياء انفسها و بعضها با مثا لها كـمـا يظهر لمن طا لع ما ورد فى بيا ن معاملة الا سراء ذ ها باً و ايا باً و فرق بين كون الـمثـال مر ئيـاً و بيـن كـو نـه رائيـا فـلم يلزم المحذور و بهذا وضح انه لا يلزم من اجتماع المسيح ويحى فى السماء كون كليهما مقيمين فيها فضلاً عن كونهما مشا ركين فـى وصف الـموت كـمـا ز عـمه و سند المنع الثا نى ظاهر فان اتحاد المكا ن ولو على سبيل القرار لا يستلزم اتحاد المتمكنين فى الاوصا ف كلها فتا مل يظهر لك حقيقة ما قلنا

و من دلائله الخا صة على حسب زعمه قو له تعا لى: انى متو فيك و قو له عز و جل فلما تو فيتنى۔

و مـا هـذا فـى الـحـقيـقة الا تـمويه للباطل و ايهام جهلة الناس و ايقاعهم فى الـضـلا لة و الـحيـرة و ازاحته ان هذ ين القولين الكر يمين لا يـدلان على مزعو مة اذالتوفى عبارة عن ا خذ الشئى وافياً و ماد ته الوفاء و من الاصول المقررة و القواعد الـمسـلـمة ان ا صـل الماخذ بمفهومه معتبر فى جميع تصاريفه و ان اختلفت الصيغ و الابـوا ب و اعتبـاره فيهـا اعتبـار الـجـز ء فى الكل ا لا تر ى الى لفظ العلم فان معناه حـصـول صـورـة الشـئى عـنـد العقل و الاضا فة بين العا لم و المعلوم او نسبة ذا ت اضـافة كـذائية او الـصورة الـحاصلة او الـحالة الادراكية او تـحصل صورة الشيء على حسـب تـنـوع ارائهـم و هذا المعنى يكون داخلاً فى معا نى جميع ما اخذ من لفظ العلم سواء كان ذالك الماخوذ من تصريفات المجرد او المزيد فان علم مثلاً بصيغة الماضى و هـذا عـلـى الا صـطـلاح الاول او حـصلت له الاضافة بينه و بين ما علمه و هذا على الـتـفسيـر الـثـانـى و قس على ما مثلناك به باقى الاصطلا حات فبا شتمال مفهوم علم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الماضی علی مفہوم المصدر و نسبة الی الفا عل و الزمان یکون مفہومه کلاً و مفہوم المصدر جزءاًفیه الترکیب من ثلاثة اجزاء و کون النسبة الی الفاعل و الزمان جزئین عام فی جمیع ما اشتق من المصدر المجرد او اشتق من الماخوذ من ذلک المجرد من الافعال و لا یلزم ان یکون کل ما اشتق من ذلک المجرد او ما اخذ منه او اشتق من الماخوذ منه سواء کان فعلا او غیره کذلک فان من مشتقات العلم العالم و النسبة الی الزمان لا توجد فیه و من الماخوذ منه الاعلام و کلتا النسبتین لا توجد ان فیه لا نسبة الفاعل ولا نسبة الزمان بل فیه مفہوم الاصل المجرد و ما اقتضاه خصوص هذا البا ب الذی بذاک تعدی الآن الی ما لم یتعد الیه فی صورته الاصلیة لمادته ففیهما الترکیب من جزئین و من الشتقات من الماخوذ منه اعلم بصیغة الماضی ایضاً مثلاً ففیه الترکیب من اربعة اجزاء اثنان منهما الجزء ان اللذان تضمنهما الاعلام من مفہوم المصدر المجرد و من خصوص مقتضی البا ب و الآخران هما النسبتا ن المذکورتا ن ففی التوفی لکونه ماخوذاً من الوفاء احتواء علی معنی الوفاء باعتبار کونه ماخذاً له و علی الاخذ باعتبار خصوص الباب و فی ما اشتق من التوفی من الصیغ الغیر الدالة علی الزمان کتوفیت مثلاً احتواء علی اربعة اجزاء و من الصیغ الغیر الدالة علی الزمان کصیغة المتوفی الظواء علی ثلا ثة اجزاء لعدم اشتمالها علی الزمان فاحاطة کل صیغة من هذه الصیغ المشتقة علی مفہوم اصل الماخذ سواء کان ترکیب معناها من تلک الاجزاء ترکیباً حقیقیاً کما هو المشهور او ترکیباً تحلیلیا کما هوالحق الحقیق با لتامل الدقیق احاطة الکل علی الجزاء و ان کانت هذه الاحاطة علی الاحتمال الثانی الراجح یؤل الی الاحاطة بمعنی صحة انتزاع الجزء التحلیلی من الکل کذلک فاذن المعنی الذی یراد من التوفی او مما اشتق منه فهو علی تقدیر کونه مجرداً عن معنی الوفاء لا یکون معنی حقیقتاً للفظ التوفی او المشتق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منه لان التجريد عن بعض اجزاء المو ضوع له تجر يد عن كله و الا يلزم تحقق الكل مع انتفاء الجزء او تحقق ما هو فی حکم الکل مع انتفاء ما هو فی حکم جز ئه و ذا باطل بالبدا هة فاذا لم یکن ذ لك المعنى المراد معنى حقيقياً لذ لك اللفظ لا بد ان يكون معنى مجازياً اذ اللفظ المستعمل فی المعنی لا يخلو عن الحقيقة و المجاز و لا يختص ذ لك الحكم بارتفاع مفهوم الماخذ فحسب بل يحكم با لمجاز ية فی کل صيغة بانتفاء کل جزء ای جزء کان من ا لاجزاء المعتبره فی تلك الصيغة سواء کان دخول ذ لك الجزء فيها بالوضع الشخصى او با لوضع النوعی يمثل الاول با للبنا ت فی الجدران و الثانی بدخول جزء المشتق فی المشتق فان و ضع المشتقا ت و ضع نوعی کما يقال کل لفظ علی وزن مفعول فهو يد ل علی من وقع عليه الفعل فاذاً لم یکن بد لکو ن المعنى معنى حقيقياً حال كونه مرکباً من تحقق کل جز ء من اجزا ء ه و يكفی فی ارتفاعه و تحقق المعنى المجازی انتفاء واحد من تلك الاجزا ء لانه كما ينفی الكل بانتفاء جميع الا جزاء ينتفی بواحد منها و ذلك ظاهر و هذا التحقيق يدل دلالة واضحة بينة علی ان المتو فی هو الآخذ بالوفاء و التمام و ذ لك معناه الحقيقی لتحقق جميع ما لا بد منه للمعنى الحقيقی بهذا اللفظ من مدلول الوفاء و الاخذ و نسبة الی الفاعل ففی قوله تعالی خطا با لعيسى بن مريم يا عيسى انی متو فيك و رافعك يكون معنا ه علی الحقيقة ان يا عيسى انی آ خذ ك با لكيلة و بالتما م و كذا المراد فی قوله تعا لی حكاية عنه فلما توفيتنی كنت انت الرقيب عليهم هو الاخذ بالتمام و ذا لا يوجد الا فی الر فع الجسدی لا نحصار الا خذ بتمامه فی هذا الرفع دون الر فع الروحی لانه ا خذه ببعضه دون كله فا طلاق التو فی مع كونه محمولاً علی الحقيقة علی الرفع الرو حی غير جا ئز نعم لو ار يد بالتوفی اخذ الشئی مجرداً عن معنى الو فاء و التمام با ن يكون عد م الوفاء ماخوذا فيه او بان لا يكون الوفاء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معتبراً فیه سواء قارنه او لم یقارنه و اعتبار عدم الوفاء یغائر عدم اعتبار الوفاء فحینئذ یصح اطلاقه علی الرفع الروحی لکن علی الاول یکون اطلاقه علیه من قبیل اطلاق الکل علی الجزء و علی الثانی من قبیل عموم المجاز و الفرق بین اعتبار عدم الشیء و بین عدم اعتبار ذلك الشیء انما هو بالخصوص و العموم و کل من هذین الاطلاقین اطلاق مجازی لایصار الیه الا بقرینة صارفة عن ارادة معناه الحقیقی الاصلی و القرینة غیر موجودة فلا بد من ان یحمل علی الحقیقة دون المجاز و من المعلوم ان مدار کون اللفظ حقیقةً و مجازاً انما هو الوضع مطلقاً اعم من ان یکون الوضع و ضعاً شخصیاً او وضعاً نوعیاً فان استعمل اللفظ فی المعنی الموضوع له شخصی او النوعی کان حقیقة و الا کان مجازاً و المشتقات لترکبها من مادة و هیئة موضوعتین اولاهما بالوضع الشخصی و ثانیهما بالوضع النوعی تکون دلالتها علی معنی اصل المبدء بمادتها بالوضع الشخصی و علی مفهومها الترکیبی بوضعها النوعی و لکونها مرکبة بهذه الصفة لا بد لکونها حقیقة من تحقق کلا الوضعین و لا یکفیها فی کونها حقیقة تحقق احدهما فقط بخلاف مجازیتها فانها تتصور بانحاء ثلاثة بانتفاء الوضع الشخصی فقط کمجازیة الناطق فی معنی الدال بصرف لفظ النطق الموضوع بالوضع الشخصی عن معناه الحقیقی الی معنی الدلالة و بانتفاء الوضع النوعی فقط کاطلاق لفظ القائلة علی المقولة مع بقاء اصل المعنی المصدری و بانتفاء کلیهما کما لو اطلق الناطق و ارید به المدلول فلفظ متوفیك او لفظ توفیتنی ان حمل علی معنی الاخذ بالتمام الذی لا یکون الا برفع الروح و الجسد یکون حقیقة لتحقق مدار الحقیقة من کلا الوضعین و ان حمل علی معنی لم یندرج فیه معنی الاخذ بالتمام سواء جرد عنه بان یکون عدمه قیداً للاخذ او بان یرسل الاخذ و لم یعتبر معه قید التمام وجد فیه التمام او لم یوجد یکون مجازاً لصرفه عن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معناه المو ضو ع له با لو ضع الشخصی و من المقررا ت و المسلما ت ان المصیر الی المجاز بلا قرینة صارفة غیر جائز فتعین المصیر الی الحمل علی الحقیقة و دعوی تبادر التوفی فی معنی الاماتة و جعل التبادر قرینة لکو نه حقیقة فی الاما تة غیر مسلم لا نه لو ارید بتبادره فی هذا المعنی التبادر مع عدم القر ینة فذلك اول النزاع و لم یوجد فی القرآن فی مو ضع من موارد هذ اللفظ استعما له فی هذا المعنی بغیر قرینة و ان ارید به التبادر مع القرینة فذا ك مسلم و لکن علامة الحقیقة هی تبادره مع العراء عن القرینة لا مع انضما مها و الا یکون کل مجاز مستعمل حقیقة فلم یصح تقسیم اللفظ الی الحقیقة و المجاز لعدم امکان وجود المجاز علی هذا التقدیر و انما ادعینا ان لفظ التو فی حیث وقع فی القرآن بمعنی الاماتة فانما وقع مع القرینة لا بدونها فان حمل التوفی علی الموت فی قوله تعا لی ثم یتوفهن الموت بقرینة اسناده الی الموت و فی قوله عز وجل: یتوفکم ملك الموت الذی وکل بکم

و فی :ان الذین توفهم الملا ئکة ظا لمی انفسهم

و فی: تتو فهم الملا ئکة ظا لمی انفسهم

و فی :تتوفهم الملا ئکة طیبین

و فی: توفته رسلنا

و فی: رسلنا یتو فو نهم

و فی: یتو فی الذین کفروا الملا ئکة

و فی قو له تعا لی: فکیف اذا توفتهم الملا ئکة یضربون وجوههم

اسناده الی الملك الموکل فی الاول و فی البا قیة من اقوا له الشریفه اسناده الی الملائکة القا بضة للروا ح قر ینة صا رفة

و فی قو له تعالی: و توفنا مع الابرار ، سوال المعیة بالابرار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و فی قو له عز و جل: توفنا مسلمین ، سوال حسن الخا تمة قر ینة

کـذ لك و فـی: فـامـا نـریـنك بـعض الذی نعد هم او نتو فینك فا لینا یر جعون، قرینة

التقابل اذ ما یعتبر فی ا حد المتقا بلین یعتبر عد ماً فی المتقابل الآخر

کم اعتبر الانتقال التدریجی فی الحرکة وجوداً و عدمه فی ضد ها اعنی السکون ولا

ریـب ان الحیوة معتبرة فی نرینك اذ ا لا رائة بدون حیوة الرائی غیر متصور فیعتبر

عد مها فی مقابله و هو نتوفینك

و فـی قوله تعا لی: و الذین یتوفون منکم و یذ رون ازوا جاً یتربصن با نفسهم اربعة

اشهر و عشراً ، قرینتان: احد هما و یذرو ن ازواجاً و الا خری یتربصن

و کـذا فـی قـو لـه تـعـا لی و الذین یتو فو ن منکم و یذرون ازوا جاً وصیة لا ز واجهم

الآیة قـریـنـتـان اولهـمـا هـی اولهـما فی ا لآیة السا بقة و ثا نیتهما لزوم الو صیة و کذا

الـتـقـابـل فی و منکم من یتوفی و قید حین موتها فی قوله تعا لی الله یتو فی ا لا نفس

حیـن مـو تهـا و التـی لـم تـمـت فـی منا مها قر ینة علی المعنی المجازی وفی هذه الآیة

الا مـاتة و الا نـامة کـلتا هما مرادتان لا بطریق الجمع بین الحقیقة و المجازلما تقررمن

امتـنـاعـه فی الاصول ولانه لیس شیء من الاماتة والانامة معنی حقیقیاً للفظ التوفی

حتی یلزم ذ لك من اجتما عه من الآخر و لا بطریق عموم المجاز کما فی قو ل القائل لا

یـضـع قـد مـه فـی دار فـلان فـانه یحنث سواء د خل من غیر وضع القدم کما اذا دخل

راکبـاً او مع الوضع کما اذا د خل ما شیاً حا فیاً و سواء د خل فی الدار المملوکة لفلا ن

او الـدار المستعارة و اللمستاجرة لفلا ن ولا یـخصص هذا القول بمعناه الحقیقی حتی

ینحصر حنثه فی الدخول حا فیاً و فی الد خول فی الدار المملوکة لفلا ن و لا با لمعنی

الـمجازی حتی یـنحصر حنثه فی الدخول فی غیر الدار المملوکة لفلا ن و فی الد خول

غیـر حـاف بـل یـعـم با لد خول مطلقاً فی دارفلا ن بان کا نت مسکونة له سواء کا نت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلك السکو نة بالملك او بالعارية او الاجارة و ليس ذ لك الا على سبيل ارادة معنى اعم يشتمل على المعنى الحقيقى و المجازى كليهما و هذا هو عموم المجاز و ارادة كلتيهما لا بهذا الطر يق لعدم اعتبار معنى عا م يشتمل على المعنى الحقيقى من الاخذ با لكلية و الاخذ با لبعضية فا ذن كونهما مراد تين ليس ا لا من حيث ارادة ا لا خذ بالبعضية بان يراد با لتوفى سلب تعلق الروح با لبد ن تعلقاً يوجب الادراك الاحساسى او تعلقاً يوجب الحيوة فا نكان الاول مسلوباً بدون الثا نى فهذا هو الانامة و ان كان الثانى و من لوازمه كو نه متضمناً لسلب الاول فهذا هو الاماتة و دوران ذلك التعلق بين الاحساس وبين ا لحيوة ليس كدورا ن الشىء بين النقيضين بل كدورا نه بين امر ين يكون ا حد هما ا خص و الآخر اعم و لذا امتنع وجود التعلق الاول بدون الثا نى و يقال و جو باً كل حسا س حى بدو ن عكس كلى فلا تنا فى فى اجتماع الاحسا س و الحيوة فى الحيوان بل فى ارتفا عهما عنه و تضمن رفع التعلق الثا نى لر فع التعلق ا لاول لا يقتضى نفى سماع الاموا ت اذ سماعهم الذى نحن مثبتوه هو بمعنى ادرا ك ارواحهم و ذ لك ثا بت با لادلة القطعية لا مجا ل لا حد فى انكاره و هذا لا يرتفع فى ضمن ارتفاع الحيوة وما يرتفع فى ضمن ار تفاعها و هو السماع العادى الذى لا يمكن الا بقوة جسمانية عصبانية و لا يقول احد بتحققه مع انتفاء الحيوة فالسماع الثابت بالادلة الشرعية و العقلية غير مرتفع و ما هو مر تفع غير ثا بت و بهذا يظهرا ن التقابل الذى بين الموت و الحيوة هو التقابل بالتضاد لكون كليهما وجوديين فان كون الحيوة امراً و جو دياً ظا هر و اما المو ت فلا نه ا ثر للاما تة و الاماتة لما كانت عبارة عن قطع تعلق الرو ح بالبد ن و ايقاع الفصل بينهما و تخريب البدن كان الموت الذى هو مطاوعها عبارة عن انقطاع ذلك التعلق و الانفصال و التخريب و كل ذ لك و جودى و يد ل على كو نه وجودياً قو له تعالى خلق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الـمـوت و الـحيوة، لان المو ت لو كان عد مياً لما تعلق به الخلق اذ لا يقال للعد مى انه مـخـلـوق فـا ن الـخـلـق هـو الجعل الا يجاد و عد مية عدم الحيوة عدماً ثا بتاً ا للازم لـلـمـوت لا تـصير الموت عد مياً لظهور عدم استلزام عد مية اللازم عدميه الملزوم الا تـرى الـى الـفـلـك فـانه ملزوم لعدم السكو ن عند الفلا سفة ولا يلز م يكو ن لا زمه هذا عدمياً كو ن الفلك عد مياً و نظا ئره اكثر من ان تـحـصر

و هـذا مـا قـلـنـا من ان التوفى ليس حقيقة فى الاماتة لان الاماتة لا يوجد فيها الا خذ بـالتما م بل الا خذ فى الحملة بخلع صورة نو عية عن الجسم الحيوا نى و ليس ا خرى مـنـهـا و بـفـصـل الـرو ح عن البد ن فباعتبار وجوب حمل اللفظ على الحقيقة بكون قـولـه عز وجل يا عيسى انى متو فيك د ليلاً لنا لا له، و يؤيده العطف بقوله و را فعك الـىّ ،اذ الـمـراد بـه الـر فـع الـجـسـمـانى و الا فما وجه تخصيصه بعيسى لعموم الر فع الـروحـا نى كل مو من و حمله على هذا الرفع العا م مستد لاً بقو له عز وجل ير فع الله الذين آ منوا منكم و الذين اوتو ا العلم درجات غير صحيح لان المذ كور فى تلك ا لآ ية هـو رفع المسيح نفسه و فى هذه الآية رفع الدرجا ت و لا يـخفى الفرق بين رفع الشيء نـفـسـه و بـيـن رفـع درجا ته كما هو بين قو لك رفعت زيداً و بين رفعت زيداً ثو به او بيتـه او شـيـئـاً آ خرمما يتعلق به ومع ثبوت التغائر بين الرفعين لا يتم التقريب فعلى هـذا يـقـال ان من نودى و خو طب بالضما ئر هو عيسى فيكون المنادى و المتو فى و الـمـرفـوع و الـمطهر من الكفرة و فائق الابتاع اياه فيتركب القياس من الشكل الاول مـن ان عيـسـى هـو الـمـصـداق لـلـمتوفى المفهوم من الآية و المصداق له هو المصداق لـصـيـغة من وقع عليه فعل الرفع فينتج ان عيسى هو المصداق للمرفوع و هذا عين ما ادعيـنـاه من ان المرفوع هو شخصه لا روحه فقط و ا يضاً لو كان روح عيسى مرفوعاً دو ن جسـد ه ا لا طهـر لوقع جسده فى ايدى الكفرة و لحصل مراد هم و لا ها توه فلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يـصـح قـولـه تعا لى و مطهرك من الذين كفروا فان ا لاما تة ليس تخليصاً و تطهير من الاعـداء بـل تحصيلاً لمراد هم و ايصا لالهم الى منا هم و غا ية متمنا هم فهل يصح لمن لـه فهـم مستقيم و عقل سليم ان يفهم من الرفع فى هذه الآية الرفع الروحا نى فى وهل لايـعـد ذلك الـمستـنبط من ارباب الجهالة و لعمرى ان هذا الشىء عجيب يتعجب منه كل لبيب

و استدل ايضاً بقوله تعا لى:

و قـولهـم انـا قتلنا المسيح بن مريم رسول الله و ما قتلوه و ما صلبوه و لكن شبّـه لهـم و انّ الـذيـن ا ختـلـفوا فيه لفى شكٍ منه ما لهم به من علم ا لا اتّباع الـظـن و مـا قتلو ه يقيناً بل رفعه الله اليه و كـان الـلـه عزيزاً حكيماً و ان من اهل الكتا ب الا ليومنن به قبل موته و يوم القيا مة يكون عليهم شهيداً

حيـث حـمل الرفع على الرفع الروحانى وقال برجوع الضمير المجرور المتصل با لباء فـى قـو لـه تـعـالـى ليـومـنـن به الى كونهم شا كين غير متيقنين بكون عيسى مقتولاً مـصـلـوبـاً و بـرجـوع الـضـميـر المتصل بقوله موته الى الكتا بى ثم و جهه بتوجهين آخرين و حكم على كليهما با لصحة و الصواب

الاول ان لـفظ الايمان مقدر فى قو له تعا لى قبل موته اى قبل الايمان بمو ته فيكون مـعنى ا لآ ية كل كتا بى يؤمن بان قتل عيسى مشكوك فيه قبل ان يومن بموته الطبعى الذى وقع فى الزمان الما ضى

و التـوجيه الثانى ان كل كتا بى كان يو من و يعلم قطعاً بانّهم شا كون فى قتل عيسى و ليـس قتـلـه الا على سبيل الشك و الظن و ذلك اى ايما نهم بكونهم شاكين كان قبل ان مـا ت عـلـيـه السـلا م و الحا صل انهم و الحال ان عيسى حى اى قبل ان مات كا نوا شـا كـيـن فـى قتـلـه و لـم يـكـن حـصـل لهـم قطع لقتله بل كا نوا قبل ان مات يوقنون

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بمشكوكية قتله و فی هذا ا لاستدلال انظار شتی اما النظر الاول علی التوجیه الاول فلان حمل الرفع فی الآیة علی الرفع الروحانی غیر صحیح اذ الکلا م وقع بطر یق قصر المو صو ف علی الصفة علی نحو قصر القلب و هذا مشروط تبنا فی الوصفین کما اذا خاطب المتکلم رجلاً بعکس ما یعتقد مثل ما قام زید بل قعد لمن یظن بقیامه و ظاهر ان القیام و القعود متنا فیان و اشترا ط التنافی اعم من ان یکون شر طاً لحسنه اولاصله و من ان یکون التنا فی تنا فیاً فی نفس الامر او فی اعتقاد المخا طب علی حسب تعدد الآراء و انما کان قو له تعا لی و ما قتلوه یقیناً بل رفعه الله الیه علی نحو قصر القلب لانهم کانوا یدعون ان عیسی مقتول فخاطبهم الله تعالی بعکس ما زعموا من انه مرفوع لا مقتول کما زعمتم فیجب التنافی بین وصفی القتل و الرفع و ذلك لا یتصور الا اذا کان مرفوعاً حال کونه حیاً اذ منافاة الرفع حال الحیوة ای الرفع الجسما نی للقتل ظا هر بد یهی لا یحتا ج الی تنبیه فضلاً عن دلیل و اما اذا کان الرفع رفعاً رو حا نیاً فلوجو ب اجتماع الرفع مع القتل لا یتحقق التنافی بین الرفع و القتل لا ن کل احد یعلم قطعاً ان من قتل فی سبیل الله فهو مرفوع بالرفع الروحانی باجماع المذاهب فحینئذ یجب اجتماعهما و مع ثبوت الا جتماع النفس الامری بل و الاعتقا دی ایضاً ارتفع التنا فی رأساً فلم یصح القصر او لم یحسن فا ما ان یقر بکون هذا الکلام نزل رداً لزعم اهل الکتا ب فیلزمه الاقرار بکونه قصر القلب و وجوب تنافی و صفی القتل و الرفع با حد الوجهین و بکو ن الرفع رفعاً جسما نیاً و اما یقر بعدم و جو ب التنا فی بین الو صفین فی قصر القلب و هذا هدم للقواعد العر بیه

و بالجملة لا بد له اما من القو ل بر فعه علیه السلا م حیاً و اما من الخرو ج عن العر بیة فا یهما شا ء فلیختر

و النظر الثانی ان ارجاع الضمیر الاول الی مشکوکیة قتل عیسی دون عیسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ليس باولى من ارجاعه اليه فا ختياره عليه مع لزوم مخالفتة السلف و الخلف تر جيح بلا مرجح بل ترجيح للمرجوع و هذا افحش من ذلك مع انه يكو ن المعنى على هذا ان كل كتا بى يومن بان المسيح مشكوك القتل و ان قتله ليس بقطعى كما اوضحه بنفسه و هذا المعنى لا يستقيم لا ن اتيانهم بمضمون قتل عيسى فى عنوان الجملة الاسمية و تاكيده بان صريح فى كو نهم مذ عنين بقتله و لذا ردّ الله عز وجل ادعاء هم هذا بقوله عز و جل و ما قتلوه و لم يزد عليه قيد يقيناً فالقول با نهم لم يكو نوا مذعنين بل كا نوا شا كين فى قتله قو ل بالغاء قيد يقينا فى قوله تعالى و ما قتلوه يقيناً الخلوه عن القا ئدة على هذا التقدير و ادعاء ان قيد يقيناً قيد للقتل المنفى فى وما قتلوه فيكو ن النفى وارداً على القتل المقيد بهذا القيد و النفى على هذه الوتيرة كما يتحقق و يصح با نتفاء القيد كذ لك يصح با نتفاء المقيد و القيد كليهما و ههنا كذلك فان القتل مع التيقن منتف لا ينفعه و لا ينجيه من لزوم الغاء القيد لكفاية نفى اصل القتل فى ردهم مع انه يخالف القاعده الاكثرية من ان النفى الوارد على المقيد يتوجه الى القيد فحسب على انه لم يوجد دليل على انهم قالوا بهذه الجملة من غير صميم القلب كما وجد على كو ن قو لالمنا فقين لرسو ل الله ﷺ نشهد انك لرسو ل الله من غير صميم القلب فكيف يصح ان هذا القول منهم مع كونهم شا كين من قبيل اظهار خلاف ما كانوا عليه لئلاً يتوجه ايرا د لزوم الا لغاء على الكا ئد المستد ل بل وجد الد ليل على انهم كانوا بقتله مذعنين كما يدل عليه صر يح عبارة القرآن ان النصارى قد يماً و حد يثاً يدعون بذ لك و يدعون الناس الى الايمان بذ لك و يزعمون ان وقوعه له عليه السلام كا ن كفارة لذ نوب امته مع انه كان ذالك مكتوباً فى انجيلهم و ان كان بطريق التحريف لكنهم لايمانهم بالانجيل و زعمهم عدم التحريف فيه كيف يجوز و يمكن منهم الشك فى قتل عيسى و مع وجود هذا الدليل لا يتصور ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ینسب الی جمیعهم الشك فی قتله و قول الله عز وجل و ان الذین ا ختلفوا لفی شك منه ما لهم بذ لك من علم ا لااتباع الظن مؤل بان المراد با لشك لیس ما یتسا وی طرفاه کما اصطلح علیه المنطقیو ن بل المراد من الشك المذ کور ما یقا بل العلم و من العلم الحکم الجازم الثا بت المطابق لنفس الا مر و علی هذا لا تنا فی بین شکهم و اذعانهم فی قتل عیسی فیکون معناه و ان الذین اختلفوا لفی شك منه ای لفی حکم غیر مطابق للواقع و ان کان حکمهم بذلك حکماً جازماً و لکن لعدم مطا بقته لنفس الامر لا یعد علماً بل شکا و لیس لهم بذ لك علم اذ لا بد فیه من المطابقة فی نفس الامر فهم انما یتبعون الظن ای الحکم الغیر المطابق لنفس الامر فیکون مال الشك و الظن واحداً و لو اریدا بالمعنی المصطلح لا هل المعقول لم یتحد مصدا قهما المتبا ئن بینهما لو جو ب رجحان ا حد طرفی الظن ای الطرف الموا فق و عدمه مطلقاً فی الشك و هذا ظا هر و اطلاق الشك و الریب علی غیر المعنی المصطلح لهم مما یقابل العلم الیقینی شائع و فی القرآن واقع قال عز وجل و ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا اطلق الریب علی انکارهم و قو لهم الجاز م با نه کلا م البشر و با نه شعر او کهانة یدل علی ذ لك قو له تعا لی:

فلا اقسم بما تبصرون و ما لا تبصرو ن انه لقول رسول کر یم وما هو بقو ل شا عر قلیلاً ما تو منو ن و لا بقو ل کا هن قلیلاً ما تذ کرو ن تنز یل من رب العا لمین

فلو کانوا شا کین فی کو نه کلا م الله تعا لی با لشك المصطلح لما وقعت هذه التاکیدا ت من کون الجملة اسمیة و تا کید ها با ن و بالقسم فهذه دلا لة بینة علی شدة انکار هم لکو نه کلام الله تعا لی البا لغ الی حد الجز م با نه کلا م غیر الله و کذا اطلاق الظن علیه قال تعا لی:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان يتبعون الا الظن و ان هم الا يخرصون

و خلاصة الاشكال الذى ورد عليه على تقدير ارجاع الضمير الاول الى الشك اما لزوم الغاء القيد فى ا لآ لة و اما حمل قو لهم انا قتلنا المسيح بن مر يم على خلاف الظا هر مع وجود ما يوجب حمله على الظاهر فمن التزم الاول فقد تكا فر و ان الثانى فقد تحا مر فا يهما شاء فليختر و ثا لث الانظار ان فى هذا التوجيه تكلفاً بحيث لا يتبادر ا لذهن الى رجوع الضمير الى مالدعى رجوعه اليه مع انتشار الضمير و ذ لك مخل لكمال فصا حة القرآن

و الرا بع ان المعنى على هذا التقدير يؤل الى انهم يصدقون بمشكوكية قتله و لما كان الشك و المشكو كية متحلين لزم كون التصديق متعلقاً با لشك الذى هو تصور سواء اريد با لشك مفهو مه العنوا نى او مصداقه لان كلا منهما تصور لا محالة و سواء اريد با لتصديق الادرا ك الاذعا نى الذى هو من جنس الادراك او الحالة الادراكية الاذعا نية التى هى من لوا حق الادراك و تعلقه بالتصور مطلقاً باطل كما تقرر فى مقره و لكن تعلقه بالشك حال كون التصديق من جنس الادراك افحش من تعلقه به على تقدير كونه من لوا حقه لانه على هذا يكون الشك معلوماً و التصديق ادرا كاً و علماً به وقد ثبت با لبرهان عند هم اتحاد العلم بمعنى الصورة العلمية بالمعلوم فلزم اتحا د التصديق و الشك مع انهما متبائنان

و النظر الخامس ان الشك المصطلح عبارة عن التردد بين طرفى النسبة من الوجود و العدم على التساوى اى ادراك النسبة مع تجو يز طرفها من غير ا ذ عان باحد جا نبيها فا لمعنى الذى اراد الكا ئد من ان اهل الكتا ب يو منو ن بشكهم فى قتل عيسى قبل الايمان بموته الطبعى يرجع الى ان شكهم فى قتله حاصل من غير ا ذعان بمو ته الطبعى لا ن من لوازم القبلية ان لا يوجد البعد حين حدوث القبل و لا ن الشك

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی قبل الشخص مع الایمان بموته الطبعی مما یستحیل و لا خفاء ایضاً فی ان لقتله علیه السلام طرفین وجوده و عدمه فاذا کان مشکوکاً یجب ان لا یذعن باحد جانبیه مطلقاً ولا بما یندرج فی ذلک الجانب و ظاهر ان الموت الطبعی یندرج فی عدم القتل اندراج الاخص تحت الاعم لشموله الحیوة و الموت الطبعی کلیهما فتجر ید الشک فی قتله من الاذعان بموته الطبعی من اجلی البدیهات لان تساوی طرفی الشک مع رجحان احدهما غیر ممکن و هذا مما یعلم کل من له ادنی فهم ۔

فلو کان مراد هذه الآیة ما قاله فای علم حصل بنزولها و ای فائدة من فوائد الخبر ترتبت علیها فتدبر علی ان حملك هذه الآیة علی ما حملت قول بان هذه الآیة مبینة لبعض اجزاء الماهیة للشک و هذا کانه ادعاء ان القرآن یبین المعانی المصطلحة للقوم کما ان الکافیة و الشافیة و التهذیب و امثالها کذلک فهل یتفوه به عاقل

و اما علی التوجیه الثانی فیرد علیه ما عدا الخامس من الانظار المذکورة کلها و یرد علیه خاصة ایضاً ان سلب الاوصاف بتمامها عن فرد فرد من افراد شئی ثم اثبات صفة معینة لها کما یقتضی انحصار ذلك الشیء فی تلك الصفة و هذا انحصار حقیقی کذالك سلب و صف معین عنها سواء کان مقدراً او ملفوظاً ثم اثبات منا فی ذلك الوصف یقتضی انحصار الشیء فی المنافی للوصف المسلوب و هذا انحصار اضافی و کلا هذین الحصرین نوعاً حصر الموصوف فی الصفة و اما انحصار الصفة فی الموصوف بالانحصار الحقیقی فبوجودها فی الموصوف و انتفائها عن جمیع ما عداه و بالانحصار الاضافی فبوجودها فیه و انتفائها عن بعض ما عداه فقط و من المعلوم بالبداهة صدق المحصور فیه علی المحصور الکلی کلیا و فی الآیة انحصار اضافی لانحصار اهل الکتاب فی الایمان بالنسبة الی و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صف الکفر دون سائر الاوصاف فلکو ن المراد من ا لآیة سلب الکفرعن جمیعهم و اثبات نقیضه من الایمان لجمیعهم کذ لك و حصرهم فی ذلك النقیض یجب صدق الایمان علی الکتابی صدقاً کلیاً بان یقال کل کتابی یومن به فهذه قضیة موجبة محصورة کلیة فاذا حمل قوله عز و جل و ان من اهل الکتا ب ا لالیو منن به قبل موته علی ما حمله فی هذا التو جیه یکون معنا ه کل کتا بی یؤمن بمشکو کیة قتله علیه السلا م قبل ان ما ت ۔ و مع قطع النظر عن لزوم حمل المضارع علی الما ضی و الاغماض عن مفاد النو ن الثقیلة من معنی الا ستقبال اما ان یخص هذا الحکم ببعض اهل الکتاب الموجودین فی زمانه قبل رفعه و هذا مناف للقاعدة المارة آ نفاً و اما ان یعم للموجودین منهم قبل رفعه و بعده الی یوم القیا مة و هذا یؤدی الی تجویز وجود من لم یوجد حال عدم وجوده لا متناع تقرر الصفة بدون موصوفها و فیه تجو یز لمعیه النقیض و کذا یرد علیه ان حمل موته الذی هو مصدر علی الما ضی من غیر داع مخصص تکلف لا یرتضیه ارباب الفهوم و یرد علی تصویبه کلا المعنین و نسبه کلا منهما الی الکشف و الالهام ان احد المعنیین باطل لا محا لة اذ التو جیه الثا نی قوی الاحتمال فی الخصوص لاهونیة خلا ف القا عدة من اجتما ع النقیضین و ا لاول لا یتمشی فیه سوی العموم و العمو م و الخصو ص مما یتغا ئرا ن فا ن سلم التو جیه الاول انتفی التو جیه الثا نی و ان الثا نی ارتفع الاول فا حد الکشفین لو فر ض بالهام من الرحمن یکو ن ا لآخر بالها م من الشیطان اذ لو کا ن کلا هما بالهام الله تعالی لما وقع التخالف بینهما فالحق ان کلا الکشفین من الکشوف الکاذبة الشیطانیة لا من الکشو ف الصادقة الرحمانیة و الا لم یرد علی کل منهما نقوض شرعیة قاطعة و ایرادات عقلیة ساطعة فالذی من شانه امثال هذه الدعاوی و من خصائله انه اذا اخذ بالقرآن تمسك بالانجیل واذا الزم بالانجیل رجع الی القرآن و اذا بهما تثبت بالعقل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و ان بكل منها تذيل بالكشف و الا لهام فان طو لب بد ليل يد ل على صدق كشفه تبهت و تحير و تنكس او هو مثيل للمريض مرض الموت ليس بحى فيرجى و لا ميت فيلقى او نظير للنعا مة اذا استطير تبا عر و اذا استحمل نظا هر

فاقول بفضل الله تعالى ان المعنى الصحيح للآ ية المذ كورة الذى لا يرد عليه شىء من تلك الانظار هو انهم قالوا انا متيقنو ن بقتل المسيح بن مر يم فردهم الله عز و جل با نهم ما قتلوه و ما صلبوه فكيف يتصور تيقنهم بقتله لانه لا بد للعلم اليقينى من مطابقة لنفس الامر و اذا لم توجد المطا بقة لم يتحقق التيقن بقتله فحكمهم بهذا النحو من القطع و ادعاء اليقين مع انتفاء العلم اليقينى به شبهة صرفة و جهل مركب يفسر بالحكم الغير المطابق الثابت فى نفس الامر فهم فى شك منه اى فى حكم لم يطابق الواقع و ليسوا على اليقين بل هم يتبعون الظن و الجهل المركب لانهم ما قتلوه اى انتفى قتله انتفاءً ا يقينياً بان يكون قوله يقينياً قيداً للنفى لا للمنفى بل رفعه الله اليه با لرفع الذى ينا فى القتل و هوالرفع الجسما نى دون الرفع الروحا نى لا ينا فى القتل بل يجامعه فى نفس الامر و فى اعتقا د المخاطب و كان الله عزيزاً لا يعجزه شئى عن رفعه مع جسده حكيماً فى صنع رفعه و ليس احد من اهل الكتا ب الا ليومنن به اى بعيسى قبل موته اى قبل موت عيسى سواء كا ن ايمانه نا فعاً له كالايمان فى حا لة غير الباس او لم يكن نا فعاً له كا يمانه فى حا لة الباس و الايمان فى غير حالة الباس اعم من ان يكو ن قبل نزول عيسى او حين نزوله فهذا المعنى قد روعيت فيه صيغة المضارع و النون الثقيلة التى تدل على استقبا لية مد خولها بالاجماع من اهل ا للغة و لم يرد عليه شىء من النقوض فالذى ذكرنا ه من المعنى هو المحكوم عليه بالصحة الصافى عن شوا ئب الايرادات كاف لد فع الاشكالات يومن به المصنف المنا ظر و ان اعرض عنه الجاهل المجادل المكابر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و استدل ایضاً بطر یق الالزام علی اهل السلا م القائلین بحیوة المسیح بان کل من یومن بوجود السماوا ت یومن یتحرکها علی الاستدارة فلو کان علی السماء للز م بتحرکها تحرکه فلم تتعین له جهة الفوق بل علی هذا قد یصیر تحتا و قد یصیر فو قاً فلا یتعین له النزول ایضاً اذا النزول لا یکو ن ا لا من الفوق

و ایضاً یلز م کو نه فی الا ضطرا ب و عدم القرار دا ئماً ما دا م هو فی السماء و هذا نوع من العذا ب

و جوا به ان جهة الفوق تطلق حقیقة علی منتهی الحظ الطولانی من جانب را س الانسا ن با لطبع من محد ب فلك ا لافلا ك و جهة التحت علی منتهی ذلك الحظ مما یلی رجلیه من مرکز العالم و هاتان الجهتان لا تتبدلا ن عوض و یطلق الفوق و التحت علی الحدود التی بین المرکز و بین المحدب ایضاً لکن اطلاقاً ا ضا فیاً لا حقیقیاً و کل من هذه الحدود المتوسطة یمکن اتصا فه بکلا الوصفین من الفوقیة و التحتیة مثلاً محدب فلك القمر متصف با لفوقیة بالاضافة الی مقعره وما عداه من الحدود المتقاربة الی المرکز و متصف بالتحیة بالنسبةالی سائر الافلاك فهذا الحد المعین فوق و تحت لکن بوجهین و الحاصل ان کل حدین فرضاً بین المرکز و بین محدب الفلك الاعلی فما کان منهما اقرب الی المرکز و ابعد من المحدب فهو تحت و ما بالعکس فهو فوق بخلاف الحقیقیتین فان ما یتصف منهما بالفوقیة لا یمکن ان یتصف بالتحیة و ما یتصف بالتحیة لا یمکن اتصا فه با لفوقیة لا ن محد ب الفلك الاعلی محد ب دا ئماً و مر کز العا لم مرکز دا ئماً لا تغیر و لا تبدل فیهما و علی هذا یقال ان المسیح لما کا ن فی السماء الثا نیة فلا ریب فی انه ابعد من المرکز و اقرب الی المحد ب بالنسبة الی من هو علی وجه الا رض فیکو ن فوق من هم علی الا رض

و ان سلمنا تحرکة بتحرك السما وا ت فلا یلزم عدم تعین جهة الفوق له علیه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلام بل مـا دام هـو فى السماء متصف بالفو قية بالنسبة الى سكان ا لارض جميعاً فـاذا اراد الـلـه تعالى نزوله انتقل من مقره السما وى من محد ب السماء الثانية بحيث يتـزا ئـد البعد فيما بينه و بين محد ب فلك الافلاك انا فا نا من البعد الذى كان بينهما و يتـنـاقص كذا لك البعد فيما بينه و بين مركز العا لم من البعد الذى كان حيث هو فى مـقره الى ان يصل الى سطح الارض و انت تعلم ان الحركة من المحد ب الاعلى او مما يـقـربـه الـى جـا نب مركز العوالم هو النزول كما ان الحركة من جانب ذ لك المركز الى جـانـب ذ لك الـمـحـد ب هـو الـعـرو ج فـلـم يـلـزم مـن تحركه بتحر ك السماوات على الاستدارة عدم تعين النزول له

و ايـضـاً لا يلز م من تحركه بتحرك السما وا ت كو نه مضطر باً و فى نوع من الـعـذاب الا ترى الى الذى ذهب اليه اهل الهيئة اليوم من الافرنج ان الشمس فى وسط الـكـوا كـب التـى تـدور حـو لهـا و قالوا انها ليس لها حركة حو ل الارض بل للارض حـركة حـولهـا و ان ا لا رض ا حـدى السيـا را ت عـنـد هم و هى عطـارد و الز هره و الارض و المريخ و سنة

و قـال بـعـضهم ان الارض هى التى تتحرك هذه الحركة السريعة اليومية من الـمغرب الى المشرق و بسببها ترى الكوا كب طالعة و فارية لانها اذا تحر كت كذ لك و كـا نـت الـكـوا كـب سـا كـنة او متـحـر كة الـى تلك الجهة ايضاً لكن بحر كة ابطاء من حـركتهـا ظهر لنا فى كل ساعة من الكواكب ما كانت محتجبة بحدبةالارض فى جانب الـمشـرق و احـتـجبت عنا يتحدبتها فى جانب المغرب ما كا نت ظاهرة لنا فيتخيل ان الارض سا كنة و ان الكواكب هى متحركة بتلك الحركة السريعة الى خلاف الجهة التى تتـحـرك الارض اليهـا كـمـا يتـخيل ان السفينة الجارية فى الماء سا كنة مع كون الماء متـحـركـاً الـى خـلاف جهة السـفينة و هذا القو ل و ان كا ن مردوداً بان الا ر ض ذا ت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبدء میل مستقیم طبعاً کما یظهر من اجزا ئها المنفصلة فیمتنع ان تتحرک علی الاستدارة و بانها لوکانت کذلک لما و صلت الطیور الی ما توجهت الیه من جهة المشرق عند طیرانها من المغرب الی المشرق و ان کانت المسافة التی بین مبدء مسیر الطیور و بین منتهاه مسافة قلیلة ا لا بعد مضی اکثر من یوم و لیلة و بانه علی هذا کان یجب ان یتخیل جمیع ما فی الجو من الطیور متحرکاً الی جانب المغرب سواء کان ذلک الطائر متحرکاً بحرکة نفسه الارادیة الی المشرق او المغرب و ذلک لبطوء سیر الطیور و سرعة حرکة الارض و بوجوه اخری ترکنا ذکرها و بقوله تعالی شانه و القی فی ا لارض رواسی ان تمید بکم و بقوله الکریم

ام من جعل الار ض قراراً و جعل خلا لها انهارا و جعل لها رواسی

فمع بطلان هذا القول نقول انهم مع کونهم عقلا لم یجزموا ببطلان مذهبه ذا بظهور استلزامه عذاب من هو علی الارض و لم یورد علیهم احد ممن یخالفهم من المسلمین و سائر اهل المعقول هذا الایراد نعم اوهام العامة الجهلة الذین لا حظ لهم من العلوم العقلیه تتزلزل بامثال هذا و کل علی تقدیر تسلیم حرکة فلک الافلاک علی الاستدارة ثم بتسلیم حرکة سائر الافلاک بتحریکه ایاها ولنا ان نمنع حرکة فلک الافلاک المعبر بالعرش فی لسان الشروع علی الاستدارة لانه لم یوجد فی الشرع دلیل قطعی یوجب الظن بذلک فضلاً عن ان یوجب العلم القطعی کیف ولم یثبت ذلک فی خبر قوی بل ولا ضعیف ان العرش یتحرک علی الاستدارة و یحرک ما تحته من الافلاک بل قد ثبت فی ا خبار صحیحة ان له قوائم و هذا بظاهره یابی ان یکون الفلک الذی یصفونه علی ما یصفونه ولا یابی ما صح من انه مقبب کالخیمة و قد ورد انه یحمل الیوم العرش اربعة من الملائکة و ثمانیة منهم یوم القیامة قال عز و جل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و يحمل عرش ربك فو قهم يو مئذ ثما نية

اى يوم القيامة و على هذا كيف يستقيم كون الفلك متحركا بالحركة المستد يرة و ما ورد فى القرآن انما هو سير الكواكب كما قا ل تعا لى:

لا الشمس يبغى لها ان تد رك القمر و لا ا لليل سا بق النهار و كل فى فلك يسبحو ن

و قال :كل يجر ى الى اجل مسمى.

و قال ما اعظم شا نه: فلااقسم بالخنس الجوار الكنس

و فسر بالنجو م الخمسة زحل و المشترى و المر يخ و الزهرة و عطارد و لئن سلم كون ذلك الفلك متحركاً فلا نسلم انه يلزم بتحركه تحرك سائرا لافلا ك لان الشرع لم يرد باتصال الافلا ك فيما بينها بل ورد على انفصالها كما يظهر لمن تتبع الاحا ديث و لم يثبت كونها كروية بل ورد ان الارض بالنسبة الى السماء الد نيا كحلقة فى فلاة و هكذا سماء الد نيا بالنسبة الى السما ء الثا نية و الثانية بالنسبة الى الثالثة و هكذا و الكل من الكرسى و ما تحتته بالنسبة الى العرش كحلقه فى فلاة و ظاهر انها لو كا نت كروية لما صح هذا التمثيل و اذا لم يثبت كروية الافلاك لم يثبت حركتها على الا ستدارة و لما لم يثبت الاتصا ل فيما بين الافلاك فمع تسليم تحرك فلك الافلاك لا يلزم تحرك ما تحته من الافلا ك بل عرفت ان نفس حركة الفلك الاعلى ايضاً لم تثبت فلم يرد ما زعمه المستد ل بطر يق الا لزا م تقليداً للا وها م العا مة

و حا صل كلامنا هذا كله و رود منوع متعاقبة مترتبة على استد لاله بانا لا نسلم كون الفلك الاعلى متحركاً و لئن سلم فلا نسلم انه متحرك على ا لاستدا رة و لئن سلمنا ه فلا نسلم ان بتحركه يلز م تحرك باقى الافلا ك لتو قفه على اتصا لها و لا اتصال فلا يلزم تحركها حتى يتحقق مزعومه و لئن سلم كل ذ لك فلزو م

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المحذورات الثلث من عد م تعين جهة الفوق له و عدم تعين النزول له و كو نه فى العذا ب الدا ئمى ممنوع مطلو ب د ليله و انى له ذ لك

و قد عر فته مفصلاً و تا مل فيه بالنظر الصا ئب يظهر لك مبلغ انكشا فه فى علم الهيئة و دركه فى القواعد الهند سية لينكشف لك حقيقة دعواه من المجددية و المحدثية و تقوله المفترى فى ادعاء المسيحية

واعترض على العلماء الاسلا مية على قولهم بان الفلسفة القديمة تشهد بان الجسم العنصرى للانسان لايمكن ان يبلغ الى الطبقة الزمهر يرية و بان اهل فلسفة اليوم قد حققوا بتوسط الصعود على بعض الجبال ان اهو يه ر ؤس تلك الجبال مضرة منافية لصحة البدن بحيث لا يمكن ان يبقى حياً حين وصوله فى تلك الاهو ية ،فاتفاق سوابق الفلاسفة و لواحقهم على ذلك يحيل ارتفاع المسيح الى السماء اذ لا بد لارتفاعه اليها من الوصول الى الطبقة الز مهريرية و نفوذه فيها فى اثناء الصعود الى السماء و الوصول الى تلك الطبقة لما كا ن غير ممكن امتنع صعوده الى السما ء لاستلزا م عدم امكان المعد لعدم المكان المعد له و لا يخفى عليك ان كل ذ لك سفسطة و تز ئين للبا طل و تمو يه للفا سد العا طل لا يستتر وهنه على اللبيب العاقل فان ما ترتب عليه امتناع صعوده من عدم امكان و صول البد ن الا نسانى الى الطبقة الزمهريرية معللا بمنافاتها لحيوة ا لانسان غير مسلم لان عد م امكا نه اليها يتو قف على عدة امور منها استواء جميع اجزا ء الطبقة فى هذه الكيفية المضرة و هذا ممنوع لا بد له من دليل بل باعتبار ا ختلا ف نسبة او ضاع الشمس الى العوا لم العنصر يه يشهد الو جدا ن بخلا فه و منها كو نها ثا بتة لتلك الطبقة فى مرتبة ذا تها ثبو ت الذاتيا ت للذات بحيث يستحيل انسلا خ تلك الكيفية عن هذه الطبقة فى مرتبة ذا تها و هو ايضاً ممنوع فان نسبة الكيفية الى الطبقة لو كانت بهذه المثابة لكا نت ذا تية لها

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و قد ثبت فی مقرها ان لا تشکیک فی الماهیة ولا فی ذاتیاتها و التشکیک فی المتکیفات انما یکون بالشدة و الضعف و من المعلوم با لبداهة العقلیةان تلك الکیفیة تشتد و تضعف حسب مسامتة الشمس کما فی النهار و عدم مسامتتها کما فی ا للیل ولا ختلا ف اجزاء الطبقة فیها صیفا و شتاء و شما لا و جنو باً إختلافها کذ لك ادل دلیل ینفی کونها ذا تیة لها و اما کونها لازمة لتلك الطبقة فذا لك اما باعتبار ذا تها واصلها و هی نفس البرودة و ظاهر انها لا تنافی لحیوة الا نسان و اما باعتبار مر تبة معینة من مرا تبهاالمنافیة لها فهی غیر معینة بعد و بعد تسلیم تعینها فدوا مه غیر مسلم فا ین ا للزوم۔ و لئن سلم ا للزو م فذلك ا للزوم عادی لا عقلی یمتنع انفکا که عن ملزومه کما یمتنع انفکا ك الزوجیة عن الاثنین و ا للازم العادی یجوز انفکا که عن ملزومه کلز و م السکر للخمر فانه لازم عادی للخمر و لذا ینفك عن الخمر بالملح و بالخل و الحرارة للنار کذ لك لازم عا دی و لذا خاطبها الله تعا لی فی حق ابرا هیم بقوله عز وجل قلنا یا نار کونی برداً و سلا ماً علی ابرا هیم، فانفادت و تبردت کما اخبر به عز و جل:

فما کان جوا ب قومه ا لا ان قا لوا اقتلوه او حرقو ه، فانجاه الله من النار کیف و لو کانت الحرارة لازمة لها با للزوم الذا تی لا نتفت النار بزوال الحرارة۔ و ذکر المورخون ان النار تبردت علی ابی مسلم الخولانی حین امر مسیلمة الکذاب بنار عظیمة حتی اشتعلت و توقدت فامر بالقاء ابی مسلم فیها فالقی فلم تضره النار فاذا کان حال الحرارة بالنسبة الی النار کذلك مع ان حرارتها بذاتها فما بال البرودة بالنسبة الی الطبقة الزمهریریة من الهوا من کون برودتها بالتبع و بالعرض لا ن عنصر الهوا بحسب ذا تها حار رطب کما هو محرر فی کتب الطب و لما تکن الکیفیة ذا تیة لها و لا لازماً عقلیاً یمتنع انفکا کها عنها مجاز انفکا کها عنها حین صعود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المسيح الى السماء لامكان وجود ما يقتضى كسر صورة البرودة عن مسيره من تلك الطبقة من مجاورة الادخنة الغليظة المشتعلة التى ترى منها صور مختلفة كالينازك و الرماح و الحيوا نات ذى القرون وغيرها سواء كانت الادخنة المشتعلة ممتدة متصلة بالارض التى تسمى بالحريق او غير متصلة بها فلم يمتنع صعوده عليه السلام الى السماء من اجل البرودة المفرطة التى فى تلك الطبقة الكائنة فى مسافة ذهابه اليها و منع حرارة كرة النار لمسيره اليها۔ كذ لك لما عرفت من ان الحرارة للنار لازم عادى يجوز انفكاكها عنها و لو آ ينا و من ا لامور المتعددة التى قلنا بتوقف عدم امكان وصول البدن الانسا نى الى الطبقة الز مهر يرية عليها استقرار البد ن و اقا مته فيها مدة يتاثر فيها ببرودتها ومن الضروريا ت ان استقرار البدن فيها غير لازم للذ هاب الى السماء المتضمن للوصول اليها لان الذهاب الى السماء انما يكون اما بالانتقال الد فعى او التدريجى و كل منهما لا يستلزم الاستقرار فى مسا فة الا نتقال حتى يتاثر البد ن فى مسيرة بكيفية متضا دة لصحته و ظا هر ان ا حد المتضادين با لذا ت مع كونه اشد انفعالا و اسرع تاثراً من الضد الاخر يشترط لتاثره منه الاجتماع بينهما مدة يتحقق فيها تاثير ا حد هما فى ا لآخر و تاثر الآخر به فالا مران اللذان ليس بينهما التضاد بالذا ت بل بالتبع اولى بان يشترط لتا ثر احد هما بالآخر الاجتماع فيما بينهما فى زمان معتد به وعلى هذا يقال ان مزا ج بدن المسيح و ان كان ينافيه هواء الطبقة الز مهر يرية لكن لما يلز م لذ هابه و صعوده الى السماء الاستقرار فى تلك الطبقة سوا كان فى الواقع انتقاله و ذهابه بطريق الدفع او بطريق الحركة يلزم تضرره المشروط بالاستقرار لعدم لزوم شرطه فلم يمتنع صعوده الى السماء و لم يلز م عدم امكان المعد حتى يتفرع عليه عد م امكان المعدله كما زعمه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الا تـر ی انك اذا نفذ ت يد ك فی الشعلة و اسرعت فی تنفيذ و اخراجها منها لا تتـاثـر يـدك بـحرارتها و كذا ان اوقدت نـاراً عظيمة بحيث يشتد و يرتفع شعلتها و رميت السهم من القوس الی هد ف تحول تلك النار بينك و بين الهد ف فهو حين نفوذه فی الشعلة مع كو نه من الخشب لا يتاثر من حرار تها و ذا لك لسر عة خرو ج اليد و السهم و ذها بهما منها و عدم الاستقرار و هذا علی تقدير منع محض الاستقرار مع تسليم الامرين الاولين من كون كيفية البر ودة ذا تية او لاز ماً عقلياً و من كون جميع اجزا ء الطبقة متسا وی الكيفية البردية فكيف اذا انتفی كل من هذه الامور الموقوف عليها اعترا ضه و استلز ام انتفاء المو قو ف عليه لانتفاء المو قوف من المعلوما ت بالضرورة

و استدل ايضاً بقوله تعالی:

فيها تحيون و فيها تموتون و منها تخرجون

و تهذ يبه ان فی ا لآ ية تقديم الجار و المجرور المتعلق با لفعل اعنی تحيون و ذلك لا فا دة الحصر فيؤل معناه الی انه لا حيوة لاحد من بنی آ د م الا فی الارض فلو كان المسيح حياً فی السماء للزم بطلا ن هذا الحصر المستفاد من قول الله عزوجل فالاذعان بقوله تعا لی و فيها تحيون لا يجتمع مع القول بكونه حياً فی السماء فلا بد من القول بكو نه ميتاً كسا ئر ا لا نبياء و كونه مر فوعاً بالرفع الروحانی دون الجسدی۔

اقول بتوفيق الله حصر التقديم فی افادة الانحصار مخدوش بل التقديم قد يكو ن لاغرا ض آخر كرعا ية القوا فی و الفوا صل و اهتمام البيان و امثالهما فيحتمل التقديم فی الآية توافق الفواصل فلم تتعين افادة الحصر و لئن سلمنا ذلك فباعتبار الاكثر لا باعتبار الكل و لو باعتبار الكل ايضاً فبخصو ص الحيوة فی عالم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الناسوت الذی هو محل الکون و الفساد دون الحیوة المطلقة التی من جملتها الحیوة السماویة اذ لو تعلق الا نحصار بالحیو ة مطلقاً انتقض بحیوة اصحا ب الجنة فی الجنة و بحیوة اهل النار فی النار ولا بد لا عتبار الحیوة الناسوتیة ایضاً من التقیید بغالب ا لاحوا ل و الا انتقض بمن سار فی الهواء بواسطة الطیران علی طر یق خرق العا د ة کما وقع لبعض الکبراء او بواسطة الرکوب علی البابور الد خانی الهوا ئی کما شا هده کثیر من ابناء الزمان فلا منا فا ة حینئذ بین التصدیق بقو له تعا لی المذ کور و بین التصدیق بکو ن المسیح بن مر یم حیاً فی السما ء کما لا یخفی علی من له اد نی تا مل

و من استدلالا ته المزخر فة الوا هیة ان لو کان عیسی حیاً فی السماء و نازلاً قبیل قیام الساعة فلا یخلو اما ان یکون حین نزوله معزولاً عن وصف الرسا لة و فی مثل هذا النزول تنزیل لشا نه و تحقیر لمکا نه و لا یلیق ذلك بشان الرسل او ینز ل و هو رسول متصف بوصف الرسا لة کما کان قبل رفعه الی السماء و هذا یخا لف قول الله عز وجل فی حق نبینا المطهر المکر م ﷺ و شرف و عظم :

ما کا ن محمد ابا ا حد من ر جا لکم و لکن رسو ل الله و خا تم النبیین۔ ا لآ یة

و خاتمهم من لا یکو ن بعده نبی کما قال علیه السلا م لا نبی بعدی۔ فاذا لم یکن بعده نبی فکیف ینز ل عیسی و هو رسو ل نبی۔

و جوا به بالنقض بان ما عدا النبی ﷺ من الانبیاء کلهم حال کونهم فی البر زخ بعد بعث نبینا ﷺ او حال ما یکونون فی عالم المعاد هل هم معزولون عن وصف الرسا لة او النبوة و فی هذا تحقیر لهم و لا ینا سب ذ لك لعلو حا لهم و قد تقرر فی کتب العقا ئد ان الانبیاء بعد انتقا لهم من دار الدنیا لا یعزلون عن مناصب النبوة بل صرح فی بعضها بتکفیر من قال هذه الجملة او هل هم متصفون بوصف النبوة و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هذا يخالف قول الله و لكن رسول الله و خاتم النبيين لان خا تميته تقتضى ان لا يكو ن بعده نبى فكيف يصح ان يكونوا موصوفين بالنبوة بعد كون نبينا ﷺ مبعوثاً و كيف لا يعزلون عن منصب النبوة فى المعاد فما هو جوا بك عن هذا النقض الوارد فهو جوا بنا عن اعترا ضك المزخر ف

و الحل ان المسيح حين تمكنه فى السماء و حين نزو له و كذا هو و سا ئر الانبياء فى البر ز خ و فى المعاد متصفو ن بو صف النبوة و الرسا لة غير معزو لين عن منا صبهم و قول النا قض ان هذا يخا لف قول الله عز و جل ما كا ن محمد .. الآيه، غير متو جه اذ النبى ﷺ آخر الانبياء بعثاً بمعنى انه اوتى النبوة بعد ما اوتيها سا ئر النبيين عليهم من الصلوة اتمها و من التسليمات اكملها و ليس بآ خرهم بقاءً بمعنى ان كلهم مما عداه ﷺ بعد ارسا له صاروا معزولين عن منا صب نبوا تهم و رسالا تهم و لا منافا ة بين كونه ﷺ خا تم النبيين و آ خرهم و بين بقاء نبوا تهم و رسالا تهم لان المعية بين الشيئين بقا ءً لاينا فى بعد ية احد هما و اولية ا لآ خر حدو ثا كما ترى فى البنا ء و البنّاء و فى الا بن و الا ب فان حدو ث البنّاء بعد حدوث البناء و حد وث الا بن بعد حدو ث الا ب مع تحقق المعية بينهما بقاءً و امثلته كثيرة لا تحصى

ثم اكد ذ لك المعتر ض هذا الا عترا ض المزخرف فى موضع آ خر من كتابه بان المسيح لو كان حياً فى السما ء متظرا نزو له الى الارض فا ذا نزل و الحال انه لا يعرف العربية فيحتا ج الى علم القرآن ولا يتيسر له ذلك لعدم معرفته العربية و يتعسر له التعليم فى تلك الحا لة لشيخوخته فيحتاج الى ان ينزل عليه كتا ب جد يد بلسا نه فيقرأ النا س كتا به و يقرأ فى صلو ته من ذلك الكتا ب ويعلم النا س بلسا نه و فى هذا استيصال لدين الاسلا م

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقول متمسكاً بلا حول و لا قوة الا با لله العظيم و مستعيذا با لله من الشيطان الضا ل المضل الر جيم ان كل ذ لك سفسطة من سفسطا ته و لا ادری انه كيف حصل له العلم اليقينی بان المسيح لم يكن يعرف العر بية من كون العبر ية كثيراًلتوا فق كالفنجا بية و الاردويه فهل يتعسر لمن يعرف احدی ا للغتين معرفة اللغة الاخری منهما و اما شا هد الذين يعرفون السنة مختلفة يقدرون علی ادا ء مضامينهم بلغات متنوعة اليس فی نفسه آ ية انه مع كونه من خمسة ماء يعرف لغتها و يعرف اللغة الفارسية فای شیء اعجز المسيح من تعلمه العربية اما بتعليم الله تعالی او بتعليم معلم من البشر لسبق التقدير الازلی علی كونه مجدداً لهذا الدين و لم يعجز الكائد عن معرفته اكثر من لغة واحدة فبا ی شیء يتيسر ذ لك لغير النبی ﷺ و لم يتيسر للنبی الذی تكلم حال كونه صبياً و قال:

انی عبد الله آ تا نی الكتا ب و جعلنی نبياً مبار كاً

و لو سلم عدم علمه العربية قبل رفعه الی السماء فمن اين جز م بانه له يتعلم فی الملكوت و لئن سلم عدم تعلمه هناك فمن ابناء ه انه لا يمكن له او لا يتيسر له العلم بها نزولها فمن علم الاسما ء كلها لآد م و علم نبينا المكرم علما ما لم يعلم يعلم المسيح بن مر يم و ليس ذا لك علی الله بعزيز اما قرع صماخ ا ذنه ان صاحب القوة القدسية تصير النظر يا ت كلها بديهية عنده و هذا مجمع عليه عند اهل المعقول فكيف يستبعد ذلك و لم يستبعد هذا و لئن سلمنا استبعاده او استحالته فلا نسلم ان تبليغ احكام الشر يعة و تفهيم معا نی القرآن و تاد ية مفاهيم كلما ت التوحيد بلغة غير العرب تبد يل للا سلا م و نسخ للاحكا م و استيصال للدين المتين لا نه لوكان كذلك للزم كو ن المسلمين كلهم من غير العرب مبد لاً للاسلا م و للزم كون الكا ئد لما انه يؤدی العقائد و معا نی القرآن و كلما ت التو حيد حسب ما يرتضيه بالهند ية مبدلاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

للاسلام ومعرضاً عنه وتوجب ان من ايقن بان الله عز وجل متصف بصفا ته الكمالية التى د لت عليها النصوص و واحد لا يماثله شئى ولا لشبهه احد لا فى ذاته و لا فى صفاته و ان اكرم الموجودات و اشرف المخلوقا ت سيد نا محمداً النبى ﷺ العربى الهاشمى صادق فى دعواه النبوة حق ما جاء به من عند الله تعا لى و تلفظ بهذه المعتقدا ت الحقة الثا بتة بلغة يعرفها من غير العربية و دام على هذا التيقن و الاقرار و مات على ذلك لا يكون مؤمناً فهل هذا الا نفى لعموم دعوة القرآن و اثبا ت لخصو ص رسالة رسو ل الانس و الجان و قد قا ل تعا لى و تبا ر ك:

تبا ر ك الذى نزل الفرقا ن على عبده ليكو ن للعا لمين نذيراً

و قا ل عز و جل : و ما ار سلنا ك ا لا رحمة للعا لمين

و قال و عز من قا ئل : و ما ارسلنا ك ا لا كا فة للناس

و امره الله تعا لى بقو له : يا ايها الناس انى رسول الله اليكم جميعاً

افلم يعلم انه كما ان انكار ا صل نبوة نبينا محمد ﷺ كفر كذ لك انكار عموم نبو ته ﷺ كفر لكون كل منهما متسا وى ا لاقدا م فى رد النصو ص القطعية۔

و ايضاً استدل على عد م كو نه فى السماء بقو له تعا لى:

و او صا نى بالصلو ة و الز كو ة ما دمت حياً و براً بوا لد تى

و تحريره بانه لو كان حياً للزم كو نه ماموراً فى السماء باداء الزكوة و باحسا ن وا لد ته و ظا هر ان امتثا له بهذين ا لامر ين و هو فى السماء غير متصور

والجواب ان المراد بالزكوة ههنا معناها الحقيقى وهى الطهارةدون معنا ها المنقو ل الفقهى المعروف فى كتب الفقه كما اريد بقو له تعا لى:

و من تز كى فا نما يتز كى لنفسه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و بقوله تعالى : فارد نان يبد لهما ربهما خيراً منه زكوة و اقر ب ر حما

و بقوله تعالى : عبس و تولى ان جاء ه ا لا عمى و ما يد ريك لعله يز كى او يذكر فتنفعه الذ كرى اما من استغنى فانت له تصدى و ما عليك ا لا يز كى

و بقوله عز و جل: قد افلح من ز كها

و بقوله تبارك و تعالى: و سيجنبها ا لا تقى الذى يؤتى ما له يتزكى

و بغير ذ لك من ا لآ يات و على هذا فعدم تصور امتثا له بهذا الامر خفى غاية الخفاء و تصوره ظاهر كما ل الظهور و ان خفى على من عمى المبتدع الفجور و اما لزومه ايتمار المسيح عليه السلام ببر والد ته حا ل كونه فى السماء بهذه ا لآ ية فغير ظاهر لان قوله برا ً بوا لد تى، ليس معطوفاً على مدخول الجار المتعلق بقوله، اوصانى، حتى يلزم ذلك اذ لو كان كذلك لكان مجروراً مثل معطو فه و لم يكن منصوباً و لقرأ قو له براً بكسر الباء لا بفتحها لئلا يلز م كون من يقوم به البر ما موراً به كما ان الصلوة و الزكوة مامور بهما مع كونه بد يهى البطلان لضرورة ان ما يؤمر به او ينهى عنه انما هو الافعال دون الذوا ت فاجماع القراء على فتحهايابى كل الاباء عن كونه معطو فاً على ذلك المدخول و الا لا حتيج لتصحيح للكلا م والاحتراز عن المحذور المذكور الى تكلف حمل التكلف لا مكان تصحيح ذلك الكلا م من غير تكلف بعطف براً على قو له نبياً فيكونان مفعولين بقوله تعا لى، و جعلنى، من قبيل عطف المفرد على المفرد وبعطف جعلنى المقدر قبل قوله براً على قوله و جعلنى الملفوظ صريحاً فيكو ن من قبيل عطف الجملة على الجملة و تما م ا لآ ية:

قال انى عبد الله آ تانى الكتا ب و جعلنى نبياً مباركاً اين ما كنت و اوصانى بالصلوة و الزكوة ما دمت حياً وبراً بوالد تى

و على هذا التوجيه الصحيح الحالى عن المحذور و التكلف لم يلزم توجه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هـذا الامر اليه عليه السلام وجوب امتثا له به حال كونه فى السماء ايضاً على انا و ان سلمنا التوجيه الذى ذكره ذلك و قطع النظر عن لزوم المحذور و التكلف فلا نسلم ان ايتمـا ره بهذه بهذا ا لا مر فى تلك الحال غير متصور اذ البر كما هو متصور فى زما ن حيـاة البـار و الـمبرو ر اليــه كـليهمـا كـذلك يتـصور فى زمان مما ت المبرور اليـه بـالاستـغـفـار له و اهدا ء ثوا ب الطا عات اليه فجزم المستد ل بعدم امكان بر المسيح عليه السلا م بوالد ته فى تلك الحا لة جزم فى غير محله ـ

و جملة المرام و خلا صة الكلا م ان المسيح رسول الله حيّ الى الآن و مرفوع الـى الـسمـا ء بـجسـده و هذه المسئلة ثابتة با لدلائل من الآيات القرآنية و الاحاديث النبو ية و اجماع الامة المحمد ية و الآيات الدا لة عليها قول الله تبار ك و تعا لى:

ما المسيح بن مر يم ا لا رسو ل قد خلت من قبله الرسل ـ

و قو له جل و علا : و اذ قا ل الله يا عيسى انى متو فيك و را فعك اليّ ـ

و قو له تعا لى : و ما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه

و قو له الكر يم: و ان من اهل الكتا ب الا ليومنن به قبل مو ته

و تـقرير دلالة هذه الآيات على حيوته مر باكمل وجه و احسن تفصيل و منها قو ل الله عز بر ها نه:

لـقـد كفر الذين قا لوا ان الله هو المسيح بن مر يم قل فمن يملك من الله شيئاً ان اراد ان يهلك المسيح بن مر يم و امه و من فى الارض جميعاً

و تـقـريـر الـدلالة ان كـلمة ان الداخلة على كلمة اراد من ادوات الشرط التى وضـعـت لـو قـو ع الجزا ء بوقوع الشرط فى المستقبل و الشر ط ههنا ارادة ا هلا ك

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المسيح و الجزاء انتفاء قدرة الدفع لغير الله المدلول عليه التزاماً بقوله تعالى، فمن يملك من الله شيئاً ۔فان الاستفهام قائم مقام النفى و نفى الملك من الله شيئاً على تقدير ارادة الله تعالى اهلاكه يوجب و يستلزم انتفاء القدرة لاحد غير الله عن دفع اهلاكه على ذلك التقدير فيجب كون كليهما اى الاهلاك و انتفاء القدرة متوقعى الوجود فى المستقبل والا لزم خلاف وضع كلمة ان و توقع وجودهما فى الآتى لا يمكن الا اذا كان المسيح حياً حين نزول هذه الآية لانه لو لم يكن حياً فى ذلك الحين و كان وقوع موته فى الزمان الماضى بالنسبة الى ذلك الحين لادت الآية معنى توقع ارادة اهلاك الهالك و ازالة الزائل و امتناعه غير خفى كامتناع ايجاد الموجود و تحصيل الحاصل و حمل الكلام لضرورة تصحيح المعنى على حكاية حال حيوته فى الدنيا مع كونه حقيقة فى الاستقبال او استعمال كلمة ان فى معنى لوالدالةعلى انتفاء الجزاء بانتفاء الشرط فى الماضى رجوع الى المجاز من غير قرينة و قوله عز وجل :و امّه و من فى الارض ،ليس نصاً فى المعطوفية على قوله المسيح بن مريم ليصلح قرينة على ذلك الحمل او الاستعمال لانّه يحتمل ان يكون مفعولاً لفعل مقدر وهو لفظ يساوى و يكون جملة حالية فيؤل حاصل معنى الآية الى ان اللّٰه قادر على ان يهلك المسيح بن مريم و الحال انّه يساوى امه ومن فى الارض فى عدم الالوهية فكما انّ اللّٰه قادر على مريم ومن عداهم فكذلك هو قادرعلى المسيح لاستواء كلّهم فى نفى الالوهية بل ان حكم بتعين هذا الاحتمال بالارادة لكان اجدر و احرى لان المقصود بهذه الآية رد قولهم انّ اللّٰه هو المسيح بن مريم و ذا لا يكون الا بايقاع المساوات بين المسيح و بين امّه و من فى الارض فى انتفاء و صف الالوهية و ثبوت و صف العبودية ومع هذا كيف يصح كونه عطفاً وقرينة لصرف الكلام عن حقيقته على ان فى اختيار استعمال كلمة ان بمعنى لو مع قطع النظر عن لزوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المحذور ثبوت المد عی من حیات عیسی علیه السلام ا ظهر و اجلی لانّه علی هذا یؤل الی ان الله تعالی لم یرد اهلا که علیه السلام و هزا هو المطلو ب الذی نحن بصدده فیقال ان حملت کلمة ان علی معناها الحقیقی الوضعی فا لدلیل ثابت و مدلولنا متحقق و ان علی معنی لو الذ ی هو معنا ها المجازی فا لمد عی علی هذا التقدیر ایضاً ثا بت و علی کل تقدیر فا لآیة د لیل لنا و شا هد علی حیوة عیسی کما لا یخفی علی من له اد نی درا یة۔

و اما الاجماع علی حیا ته الی الآن فلعدم وجود النقل فی کتا ب من کتب الشر یعة علی خلافها من لدن زمان الصحا بة الی یو منا هذا اذ لو لم یکن ا لا جماع منعقداً علی حیوته و کان القول بمما ته مذهبا لا حد من المسلمین لنقله النا قلون و لم یطبقوا علی عدم نقله و تفسیر حبر الا مة ابن عباس قوله عز و جل انی متو فیك بقو له انی ممیتك لیس نصاً فی مضی اماتته لان اسم الفاعل لکونه اسماً لا اختصا ص له بزمان دون زما ن کما یدل علیه ما حدوا الاسم به و ما رواه النسا ئی و ابن ابی حاتم عن ابن عباس لما اراد الله ان یرفع عیسی خر ج علی ا صحا به و فی البیت اثناعشر رجلا فقا ل ان منکم من یکفر بی من بعد ان آمن ثم قال ایکم یلقی شبهی فیقتل مکا نی فیکون له الجنة فقال شا ب احد هم سناً فقال انا فقال اجلس ثم اعاد فعا د فقال اجلس ثم عاد فعاد الثا لثة قال فصلب بعد ان رفع عیسی الی السماء و جاء الطلب من الیهود فا خذوا الشا ب .. ا ه کما لین و ما نقل عن و هب فغیر مستند و لئن سلمنا استنا ده فلا یضر اجماع المسلمین لاحتمال انه نقل ذ لك من اهل الکتا ب و یؤید هذا ا لاحتمال نسبة محمد بن اسحاق و صا حب الو جیز و البیضا وی القول بوقوع مو ته الی النصاری و انه قال فی الوجیز حیوة المسیح مما اجمع علیه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المسلمون و ا خبر الحا فظ ابن القیم و الفا ضل ا لکھنوی نقلاً عنه بتحقیق اجماع المسلمین کلھم علی حیاته علیه السلا م فلم یبق للمنقول عن وھب محمل سوی ذلك الاحتمال و لئن تا ملت فی رسائل الکا ئد القادیا نی ما وجدت دلیلاً لا شرعیاً و لا عقلیا بیده علی ما ادعا ہ و و جد ت اقوی دلا ئله ما لا یعدہ او لو العقول د لا ئل بل استبعادا ت عا دیة و استیحاشات بعدم موانسة کما ھو دا ب ارباب الجھالات من عد ا لا استبعاد استد لا لاً کا ستدلا ل بعض کفرہ ایام الجا ھلیة باستبعاد احیاء العظا م وھی رمیم و قد ا خبر منه الله الحمید فی کتا به المجید حیث قال عز وجل او لم یر الانسا ن انا خلقناہ من نطفة فاذا ھو خصیم مبین و ضرب لنا مثلاً و نسی خلقه قال من یحی العظام و ھی رمیم و کاستد لال بعضھم کما حکی الله تعا لی اجعل الآ لھة الھا واحداً ان ھذا لشیء عجا ب و کثیر من ھذہ ا لا مثا ل مذ کور فی کتا به المستطا ب۔ (مصنفه ۱۳۱۱ھ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آفتاب صداقت

(الھا م الصحیح کا اردو ترجمہ از مولوی غلام مصطفیٰ امرتسری)

خلو کے معانی:

ہم پروردگار کی مہربانی پر بھروسہ کر کے مطلب شروع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قادیانی، حضرت مسیح کی وفات پر اس آیت مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں:

و ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم (آل عمران:۱۴۴)

(نہیں کہ ہیں حضرت محمد ﷺ مگر اللہ کے فرستادہ بلا شبہ آپ سے پہلے پیغمبر گذرے ہیں کیا اگر آنخضرت ﷺ مر جائیں یا مارے جائیں تو تم دین اسلام سے پھر جاؤ گے)۔

قادیانی کی استدلال کی تقریر اور اصلاح یوں ہے (جہاں کہیں تہذیب کا ذکر قادیانی کے استدلال میں مصنف رسل بابا نے فرمایا ہے وہاں اس طرف اشارہ ہے کہ قادیانی کو گو دلیل پیش کرنے کا ڈھب نہیں آیا مگر اس کے بدلہ اس کی دلیل کو سنواریں گے۔مترجم،غلام مصطفیٰ) کہ بتحقیق خلت کا معنی مر گئے ہیں، الرسل کا لفظ الف لام استغراقی کے ساتھ معرف ہے اسی واسطے اس پر افان مات متفرع ہوا کیونکہ اگر خلو کا معنی موت نہ لیا جائے یا الرسل جمع مستغرق نہ ہو تو افان مات کا اس پر متفرع ہونا صحیح نہیں ہوگا وجہ یہ ہے کہ اس تفریع کی صحت آنخضرت ﷺ کے الرسل میں داخل ہونے پر موقوف ہے اس میں شبہ نہیں اور ظاہر ہے کہ نبی ﷺ کا الرسل میں داخل ہونا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تب ہی درست ہوگا جب کہ الرسل کا الف لام استغراقی ہوگا، ایسا ہی اس تفریع کی صحت اس پر موقوف ہے کہ خلو بمعنی موت ہو۔اس لئے کہ اگر موت اور خلو کے درمیان غیریت سمجھیں خلو کو موت سے عام لے لیں تو خاص کی تفریع عام پر لازم آوے گی حالانکہ یہ غلط ہے۔کیا معلوم نہیں کہ تفریع تب ہی درست ہوتی ہے کہ جب متفرع علیہ کو متفرع لازم ہو لا غیر۔

پر ظاہر ہے کہ خاص عام کو لازم نہیں ہے پس ثابت ہوا کہ جو تفریع کلام الٰہی میں واقع ہے اس کے لئے دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے ایک خلو بمعنی موت ہو۔دوم الرسل کا جمع مستغرق ہونا۔ان ہر دو مقدمتین سے ایک کو شکل اول کا صغری دوسرے کو کبری بنائیں گے۔شکل یہ ہے کہ مسیح بے شک رسول ہیں ہر رسول مر گئے ہیں۔اب اس شکل سے جو وہ دو یقینی مقدمتین سے مولف ہے، یہ نتیجہ نکلے گا کہ بے شک مسیح مر گئے ۔یہی مطلوب تھا صغری پر (صغری یہ ہے کہ مسیح رسول ہیں کبری یہ ہے کہ ہر رسول مر گیا۔الرسل کا جمع مستغرق ہونا یہ ہے کہ اس سے تمام پیغمبر آدم سے جناب رسول اکرم تک مراد رکھ لئے جائیں۔مترجم) دلیل یہ کلام الٰہی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مسیح بنی اسرائیل کی طرف فرستادہ ہیں، نیز یہ کلام ربانی جس کا معنی یہ ہے کہ: نہیں ہیں مسیح ابن مریم مگر خدا کے فرستادہ۔

ان کی مانند اور آیات بھی ہیں جن سے مسیح کا رسول ہونا ثابت ہوتا ہے۔اور آپ کا رسول ہونا کل اہل اسلام کے اجماع سے ثابت ہے۔

کبری کے لئے دلیل وہ دو مقدمہ ہیں جن کی تمہید اور اصلاح ہو چکی ہے کیونکہ جب خلو بمعنی موت ہوا اور اس کی نسبت الرسل کی جانب کی گئی اور الرسل کا جمع ہونا ثابت ہوا تو مسیح کا الرسل میں داخل ہونا یقیناً سمجھنا پڑے گا جب ہی مسیح کی موت کا کبری کی ضمن میں ثابت ہونا لازم آوے گا۔پس قادیانیوں کا یہ مطلب پایہ ثبوت تک پہنچا۔

اس استدلال کی تردید و ازالہ یوں ہے کہ یہ دونوں مقدمہ جو کبری کیلئے تھے دلیل بنائے گئے ہیں، مسلّم نہیں ہیں۔عدم صحت تفریع کا استحالہ اس صورت میں کہ دونوں مقدمہ یا ایک نہ پایا جائے نیز مسلّم نہیں، ہم استدلال کو اس طرح پر بھی توڑیں گے کہ یہ استحالہ بہر حال لازم آوے گا خواہ وہ دونوں مقدمہ مان لئے جائیں یا نہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب پہلے منع کی سند سنتے جائیں کہ خلو کا معنی گذرنا ہے چنانچہ کتب لغات میں خلو کی تفسیر بھی موجود ہے ہم ان کی نقلیں اس واسطے پیش نہیں کرتے کہ وہ باعث طول ہے۔اور یہ کتاب مختصر ہے۔ نیز جس کو علم سے کچھ تھوڑا سا بھی مس ہو وہ کتب لغات کا ملاحظہ کرسکتا ہے لیکن یہ تو ضرور کہدیں گے کہ خلو کا معنی کسی اہل لغت نے موت نہیں لکھا ہے پس اس سے معلوم ہو گیا کہ اصلی اور حقیقی معنی خلو کا بجز گزرنے کے اور کچھ نہیں ہے۔ایسا کیوں نہ ہو حالانکہ یہ مرجح ہے اس سے کہ قرآن شریف میں خلو کو منافقین کی طرف اس آیت میں نسبت کی گئی ہے جس کا مضمون یہ ہے:

جب منافقین میں سے بعض لوگ دوسرے منافقین کے پاس گزرتے اور جاتے ہیں۔

اسی طرح پر خلو کو قرآن مجید میں سنین کی طرف نسبت کی گئی ہے۔ دیکھو اس آیت کا مضمون یہ ہے :تم سے پہلے سنن گذرے ہیں۔

اور دوسری آیت میں دونوں کی طرف ان کو نسبت ہے دیکھو سورہ الحاقہ میں ارشاد ہے:

کھاؤ پیئو بسبب اس کے کہ تم نے گزرے ہوئے دنوں میں آخرت کے لئے آگے ہی نیک اعمال کئے ہوئے تھے۔

پس قرآن سے بھی ثابت ہوا ہے کہ خلو کا معنی موت نہیں ہے بلکہ اس کا معنی گذرنا اور جانا ہے۔ لہذا اب متصور نہیں ہے کہ خلو کا معنی موت لیا جائے بلکہ بالضرور اس کے معنی گزرنا اور جانا ہے جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔پس خلو کو موت کے ساتھ تفسیر کرنا یہ بعینہ اخص کے ساتھ تعریف کرنا ہے اس لئے کہ موت خلو کا ایک قسم ہے گزرنا ہر ایک قسم کے انتقال مکانی پر صادق آتا ہے اگر بلندی سے پستی کی جانب انتقال ہو تو اس گزرنے کا نام خفض ہے اگر پستی سے بلندی کی طرف انتقال ہو تو اس گزرنے کا نام رفع ہے۔ یا قدام سے خلد کی جانب یا اس کے برعکس ہو سب کو شامل ہے۔موت کے ہر قسم کو خواہ جرح سے ہو یا بلا جرح ہو پس گو ہم الرسل کے جمع مستغرق ہونے کو مان بھی لیں تو بھی مسیح کا مرجانا لازم نہیں آتا۔کیونکہ خلو اور گزرنا جو ایک عام چیز ہے گو نوع رسول کے ہر ہر فرد کو ثابت ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس امر عام کا ہر ہر قسم بھی نوع رسول کے ہر ہر فرد کو ثابت ہو۔رہی یہ بات کہ اگر خلو کی تفسیر موت سے نہ کی جائے تو اخص کی تفریع اعم پر لازم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آوے گی نیز مردود ہے اس واسطہ کہ انقلاب کا بعید سمجھنا اور ارتداد کے جواز کا انکار دراصل متفرع ہے مگر آنحضرت ﷺ کی قوم کے درمیان بعد اداء رسالت موجود نہ ہونے کی تقدیر پر۔ پس ماحصل اس آیت کا یہ ہوا کہ نہیں ہیں آنحضرت ﷺ مگر اللہ کے رسول بلا شبہ آپ سے پہلے رسول گذرے ہیں پھر کیا جائز ہے تمہارے لئے دین سے پھر جانا۔ اگر وہ منتقل کئے جاویں اس طرح پر کہ آسمان پر اٹھا لئے جائیں جیسا کہ حضرت مسیح (یہ بات بالا جماع ثابت ہے) یا جس طرح ادریس آسمان پر چڑھائے گئے۔ یا اگر آپ کا انتقال موت سے ہو۔ چنانچہ یہی ان کی نسبت علم ازلی میں مقرر تھا۔ یا آپ کا انتقال شہادت سے ہو۔ چنانچہ اس قسم کی آواز شیطان نے دی تھی (ایک جنگ میں شیطان نے آواز دی تھی ان محمد فقد قتل ۔مصنف نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مترجم) اور تم نے اس پر یقین کر لیا تھا۔ ہاں یہ بات ضرور البیان ہے کہ آیت میں موت اور قتل صریح کا ذکر کیا گیا ہے نہ رفع کا، سو واضح رہے کہ موت کی تصریح کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہی آپ کے حق میں تقدیر اللہ اور واقع کے مطابق تھی۔ قتل کی تصریح صرف ان کے زعم فاسد کی رعایت سے ہے نیز تا کہ وہ دونوں تقدیر پر (موت اور قتل) سمجھ جائیں کہ دین سے پھر جانا ناجائز ہے آپ کا مقتول ہونا گو ان کا زعم ہی تھا لیکن چونکہ انبیاء سابقین بہت سے مقتول ہو چکے تھے (دیکھو خدا فرماتا ہے: انہوں نے پیغمبروں کو ناحق قتل کر دیا ہے) تو رسول کے حق میں بھی یہ گمان قوت پکڑ گیا تھا اس لئے آیت مذکورہ میں قتل کا ذکر کرنا ضروری تھا۔ رہا یہ کہ رفع کا ذکر نہیں ہوا باوجود یکہ عبارت میں مقصود ہے سو واضح ہو کہ اس کی تصریح بچند وجہ ضروری نہیں تھی۔

اولاً کہ آپ کا مرفوع ہونا تقدیر اور واقع کے مطابق نہیں تھا۔

دوم: یہ کہ اس قسم کا خیال مخالفین کو نہیں تھا۔

سوم: آپ سے پہلے رفع نادر الوقوع تھا۔

بناء علیہ ثابت ہوا کہ ہر تینوں تقدیروں پر موت قتل رفع، جواز الارتداد کا انکار ہی متفرع ہے لا غیر۔

اس میں شک نہیں کہ انتقال جو تینوں میں دائر ہے خلو کے ساتھ (جب اس کا حقیقی معنی گزرنا ہو) مساوی ہے اسلئے اب استحالہ لازم نہیں آیا۔ وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں ایک مساوی کی دوسرے مساوی پر تفریع ہوگی۔ اور یہ جائز ہے، نہ اخص کی تفریع عام پر، جو ناجائز ہے۔ دیکھو کہتے ہیں کہ ہم نے زید کو نشو و نما پانے والا بالا رادہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرکت کرنیوالا کلیات و جزئیات کا ادراک کرنیوالا جسم پایا ہے۔ پس اس پر تفریعاً کہہ سکتے ہیں کہ وہ انسان ہے کیونکہ وہ مفصل اور یہ مجمل (انسان) آپس میں مساوی ہیں۔

جن میں سے ہم نے ایک کو متفرع اور دوسرے کو متفرع علیہ کہا ہے وہ یہ دو ہیں ہر رسول کا گزرنا ہر ایک تقدیر پر جواز الارتداد کی نفی، سبب یہ ہے کہ نسبتوں کے لئے دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے خواہ وہ دونوں وجودی یا دونوں عدمی یا ایک وجودی اور دوسرا عدمی ہو۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ دونوں عدمی یا دونوں وجودی ہوں۔ باقی ماندہ کہ ارتداد کی نفی خلو بمعنی گزرنے کو کس طرح پر لازم ہے تو اس پر یہ دلیل ہے کہ اللہ نے پیغمبروں کو صرف اس واسطے مبعوث فرمایا ہے کہ تا مطلقاً شریعت کو بیان کریں اور طریقہ جو اللہ تک پہنچانے والا ہے معین کردیں، اس واسطے مبعوث نہیں فرمایا کہ وہ اسی زمانہ تک شریعت کو ظاہر کردیں جب تک کہ وہ قوم کے درمیان موجود رہیں ورنہ لازم آوے گا کہ کوئی زمانہ بھی رسول سے خالی نہ ہو حالانکہ یہ صریحاً اور بالاتفاق باطل ہے۔

اس سے واضح ہوگیا کہ اخص کی تفریع عام پر (گو خلو سے گزرنا ہی مراد ہو) لازم نہیں آتی، ہاں یہ جو حضرت صدیق اکبرؓ نے جناب آنحضرت ﷺ کی موت پر آیت مذکورہ دلیل کے طور پر پیش فرمائی ہے انہوں نے تو لفظ خلت (گزرے اور گئے) سے مدعا ثابت نہیں کیا (مصنف کی تقریر ہی حق ہے اس لئے بھی کہ اگر خلت سے صدیق اکبرؓ استدلال فرماتے ہیں تو لازم آتا ہے کہ دعوی خاص اور دلیل عام ہو حالانکہ یہ باطل ہے، عام اس لئے کہ خلو کا معنی لغۃً وہ ہے جو موت اور غیر موت کو شامل ہے۔ مترجم) بلکہ افان مات (کیا پس اگر رسول کریم ﷺ مر جائیں) سے استدلال فرمایا ہے سبب یہی ہے کہ حضرت فاروق اعظم نے بعد موت رسول اکرم کے فرمایا تھا کہ آپ نہیں مرے اور نہ مریں گے اور یہ اس خیال سے فرمایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی موت جائز نہیں اور غیر ممکن ہے اس لئے حضرت صدیقؓ نے آپ کے اس خیال کو اٹھانے کیلئے اس آیت کو پڑھ کر افان مات سے استدلال فرمایا۔ وہ اس طرح ہے کہ دراصل مدخول ان کا وہ ہوتا ہے کہ جس کا پایا جانا واقع میں ممکن اور جائز ہو، لاغیر۔ چنانچہ یہ بات ان لوگوں پر واضح ہے جو بحث معانی حروف پر آگاہ ہیں۔ پس جبکہ رسول کریم ﷺ کے واسطے موت کا ہونا جائز اور ممکن ہوا تو حضرت فاروقؓ کا خیال جو اس کے ناممکن ہونے پر جما ہوا تھا بالکل اٹھ گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات کہ صدیق اکبرؓ نے افان مات سے استدلال فرمایا ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس موقع پر حضرت صدیق اکبرؓ نے یہ آیت پڑھی تھی جس کا مضمون یہ ہے:

اے رسول تم اور وہ موت کا مزہ چکھنے والے ہیں۔

ان کا یہ قول ہر جمع جو معرف باللام ہو وہ تمام افراد کو شامل ہوتا ہے مسلّم نہیں ہے چنانچہ یہی محققین کی کتابوں میں مصرح ہے۔ اسی کی تائید قرآن میں ہے۔ ان آیات کا ماحصل یہ ہے کہ:

کہا فرشتوں نے مریم سے کہ اے مریم خدا بلاشبہ تم کو خوش خبری دیتا ہے۔ مریم سے فرشتوں نے کہا اے مریم خدا نے تجھ کو برگزیدہ کیا ہے۔

اب دیکھو کہ ان آیات میں ملائکہ کا لفظ جمع اور معرف ہے مع ہذا تمام فرشتہ مراد نہیں۔ ہمارے مدعا کو یوں بھی تائید ملتی ہے کہ حق سبحانہ فرماتا ہے کہ آدم کو تمام فرشتوں نے سجدہ کیا اس میں بھی لفظ ملائکۃ سے تمام فرشتے مراد نہیں لئے گئے بلکہ یہ فائدہ لفظ کل اور اجمعون نے دیا ہے ورنہ یہ لفظ بے فائدہ ٹھہریں گے۔ العیاذ باللہ

ایسے ہی بہت قرآنی مثالیں ہیں کہ جن سے مخالف کے برخلاف جمع معرف باللام استعمال کیا گیا ہے لیکن چونکہ ان سب کا ذکر کرنا طول کا باعث ہے اسی پر اکتفا کیا۔ نیز عاقل کو اتنا ہی کافی ہے جو ہم نے ذکر کیا جب یہ مقدمہ غیر مسلّم ہوا تو شکل مذکور کے کبری کی کلیت بھی غیر مسلّم ٹھہری۔ پس یہ نتیجہ کہ مسیح مر گئے، اس سے حاصل نہیں ہوگا اس لئے کہ شکل اول میں کبری کی کلیت شرط ہے اور کلیت تو جاتی رہی۔ لہذا نتیجہ جو مشروط ہے وہ بھی جاتا رہا اس پر یہ جو ہم نے کہا ہے کہ اگر الف لام استغراقی نہ لیا جاوے تو دراصل تفریع کا ناجائز ہونا لازم نہیں آوے گا سو اس کی وجہ یہ ہے کہ جس آیت کا یہ مضمون ہے کہ،

نہیں ہیں آنحضرت ﷺ مگر خدا کے رسول، بلاشبہ آپ سے پہلے گزرے اور گئے،

اس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ صرف خدا کے مقرب بندے اور سچے رسول ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ پیغمبروں کی جنس گزری اور گئی ہے ظاہر ہے جو چیز (مثلاً موت) جنس کے بعض افراد کو باعتبار ذات کے ثابت ہو اس کا باقی افراد کو بھی ثابت ہونا جائز ہے پس جیسا کہ اس چیز کا ثبوت بعض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افراد کے لئے ملزوم الامکان ہے ویسے ہی باقی افراد کے لئے ۔ واقع میں یہ مہملہ اگر چہ بمنزلہ جزیہ کے ہے (مہملہ وہ ہی ہے جس میں افراد کی مقدار بیان نہ کی گئی ہو یعنی اس قضیہ میں نہ یہ ہوگا کہ یہ حکم تمام افراد پر ہے اور نہ یوں ہوگا کہ یہ حکم بعض افراد پر ہے چونکہ قد خلت من قبلہ میں بھی نہ تو تمام افراد رسول اور نہ بعض افراد رسول کو حکم لگایا گیا ہے کہ اس لئے مصنف نے اس کو قضیہ مہملہ فرمایا ۔ مترجم) اس لئے شکل اول کا کبریٰ نہیں بن سکتا (کیونکہ اس میں کبریٰ کی کلیت شرط ہے) لیکن اس مہملہ کو ممکنہ کلیہ لازم ہے اس واسطے وہ کبریٰ بن سکتا ہے جیسا کہ کہدیں کہ مسیح رسول ہیں اور بلا شبہ جنس رسول بالفعل گزرا اور گیا ۔ پھر ممکنہ کلیہ کو جو اس مہملہ کو لازم ہے کبریٰ بنائیں گے پس شکل اول حاصل ہوگی ۔

دیکھو مسیح رسول ہیں ، ہر رسول بالامکان میت ہے

اس لئے یہ شکل یہ نتیجہ دے گی کہ مسیح علیہ السلام بالامکان میت ہے ۔ پس اس صورت میں ایک تو تفریع درست ہوئی اور نہ کوئی محال عقلی اور شرعی عائد ہوا (یعنی مسیح کا مرنا جو قرآن واحادیث واجماع سے مخالف ہے)

اب دیکھئے کہ صرف ایک ہی مقدمہ کے تسلیم نہ کرنے کی حالت میں یہ کیفیت ہوئی تو پھر جس حالت میں دونوں مقدموں کو تسلیم نہ کریں گے تو قادیانی کے مدعا کا کہاں ٹھکانا ہے ۔ چنانچہ جن لوگوں کو کچھ بھی سمجھ ہے وہ بھی اس بات کو جانتے ہیں ، ہاں یہ بھی یاد رہے کہ ہم پہلے یہ بھی بیان کر آئے ہیں کہ اگر دونوں مقدموں کو (الف لام کا استغراقی ہونا اور خلو کا بمعنی موت ہونا) ، مان بھی لیں تو پس ظاہراً تفریع کی عدم صحت پر الزام نہیں جاتا جیسا کہ دونوں مقدموں کے تسلیم نہ کرنے کی تقدیر پر نہیں جاتا ۔ سو اس لئے کہا جاتا ہے کہ الرسل کا لفظ گو ہم اس کو جمع مستغرق اور خلو کو بمعنی موت ہی لیں ، ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ کو شامل نہیں ہوگا کیونکہ اس کلام ربانی (قد خلت من قبلہ) میں آپ سے پہلے رسولوں کا خلو بیان کیا گیا ہے ۔ اور یہ بھی ہے کہ ان کا خلو آپ سے پہلے بہمیں معنی ہے کہ وہ آپ پر وصف خلو میں سبقت لے گئے ہیں آپ ان سے اس وصف میں متاخر ہیں ۔ ظاہر تر ہے کہ آپ ان کی پیش دستی اور آپکا تاخر یہ دونوں زمانی ہیں اس میں متقدم متاخر کے ساتھ موصوف ہوتے تھے اسلئے لازم ہوا کہ جس زمانہ میں اور رسول وصف خلو کے ساتھ موصوف ہوئے اس وقت میں رسول اکرم ﷺ اس وصف کے ساتھ موصوف نہیں تھے وجہ یہ ہے کہ اگر ہم مان لیں کہ رسول کریم ﷺ بھی ان پیغمبروں کے ساتھ خلو سے موصوف ہو چکے تھے تو بریں تقدیر لازم آوے گا کہ آیت میں ایک چیز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اپنے آپ پر مقدم ہونے کی خبر دے گئی ہو۔ حالانکہ نادان تک اس کے بطلان کو جانتے ہیں البتہ جب یہ اعتقاد کرلیں کہ جس زمانہ میں اور پیغمبروں کو خلو عارض ہو گیا تھا تو تب جناب رسالت مآب کو یہ وصف لاحق نہیں تھا تو بلاشبہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے لئے خلو اور گزرنا ممکن تھا جیسا کہ اور انبیاء گزرے اور گئے۔

بنا براں کہہ سکتے ہیں کہ جب یہ ثابت ہوا کہ رسول کریم ﷺ اس زمانہ میں دوسرے انبیاء اس وصف خلو سے موصوف ہو گئے تھے خلو کے ساتھ موصوف نہیں ہوئے تھے تو پھر یہ ضرور تسلیم کرنا پڑیگا کہ آپ رسل ماضیہ میں (اس سبب سے کہ وہ اس وصف سے خالی تھے) داخل نہیں ہوئے۔ پس جس حالت میں یہ ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ انبیاء سابقین میں داخل نہیں تو ظاہراً تفریع کی عدم صحت کا پھر بھی اقرار کرنا پڑے گا کیونکہ رسول کریم ﷺ تو ان میں داخل ہی نہیں ہوئے ہیں پھر کیونکر خلو کا حکم جوان پر لگایا گیا ہے آنحضرت ﷺ کی طرف منتقل ہوگا۔ آخر یہ تو صریح الفہم بات ہے کہ انتقال موقوف اور داخل ہونا موقوف علیہ ہے۔ پس جہاں پر موقوف علیہ ہی نہیں پایا گیا ہو موقوف کیسے پایا جاوے گا۔ لہذا قادیانیوں کو خلو صرف موت ہی میں مستعمل سمجھنا، الرسل کو جمع مستغرق ٹھہرالینا بالکل نافع نہیں ہے۔ کیا غریق کو گھاس سے چنگل مارنا کچھ فائدہ دیتا ہی نہیں۔

اب ہم کہتے ہیں کہ جو قادیانی اس الزام کے دفعیہ میں پیش کریں گے وہی ہماری طرف سے بھی حاضر ہے۔ مگر معہذا ہمارا پلہ بھاری ہے کیونکہ ہم تو ماسوا اس کے بھی جواب دے چکے ہیں چنانچہ ماسبق سے ظاہر ہے۔ شاید قادیانی ہمارے ہی جواب کو اپنی طرف سے بھی جواب سمجھ لیں لیکن یہ تو ان کیلئے نافع نہیں ہے وجہ یہ ہے کہ ہمارا جواب ایسی چیز پر دلالت کرتا ہے جو قادیانیوں کے مدعا اور نقیض کو شامل ہے۔ کیا دیکھتے نہیں کہ کسی چیز کا امکان جیسا کہ اس چیز کے وجود کو مقارن ہے ویسے ہی اس کے عدم کو مقارن ہے۔ پر بدیہی ہے کہ مدعا اور غیر مدعا کو جو ثابت ہوا سکا پایا جانا گو مانع اور تسلیم نہ کرنے والے سائل کو نافع ہو مگر دلیل پیش کرنے والے کو ہرگز نافع نہیں ہے۔ یہ قاعدہ بالکل مسلّمات سے ہے اور ظاہر ہے کہ گو قادیانیوں پر ان کی کم علمی سے پوشیدہ ہو۔

اس سے علاوہ اور لیجئے کہ اگر مان لیں کہ وہ آیت جس کا مفاد یہ ہے کہ:

نہیں ہے حضرت محمد ﷺ مگر خدا کا رسول بلاشبہ آپ سے پہلے پیغمبر گزرے اور گئے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر دلالت کرتی ہے کہ آپ کے ماسوا جتنے بھی رسول تھے وہ سب مر گئے، تو اس صورت میں وہ آیت جس کا معنی یہ ہے،

نہیں مسیح بن مریم مگر خدا کا رسول بلا شبہ ان سے پہلے پیغمبر گذرے،

چاہیے کہ اس پر دلالت کرے کہ مسیح کے سوا جتنے رسول ہیں سب مر گئے، حالانکہ یہ غلط ہے اس لئے کہ مسیح کے ماسوا رسولوں میں ہمارے سردار فخر موجودات ﷺ بھی داخل ہیں تو اس سے لازم آوے گا کہ آنحضرت ﷺ بھی اس آیت کے اترنے سے پہلے مر گئے ہوں، اور یہ صریح جھوٹ ہے، اس لئے کہ یہ آیت آپ کی حیات میں نازل ہوئی ہے۔

لہذا الف لام کا استغراقی لے لینا بھی محال ہوا۔ وجہ یہ ہے کہ جس کے مان لینے سے کوئی محال لازم آوے اس کا ماننا بھی محال ہوتا ہے۔ اس لئے یہ نتیجہ کہ، مسیح مر گئے ہیں، صادق نہیں ہے۔ لوجی اس کا صدق اس صورت میں تھا کہ اگر مسیح آخر میں مندرج ہوتے لیکن وہ تو مندرج نہیں ہیں سبب یہ ہے کہ ان کا اندراج الف لام کے استغراقی ہونے پر موقوف ہے اور وہ خود ہی باطل ہے۔ پس نتیجہ مذکورہ بھی کاذب ہوا۔

نیز دوسری آیت (جس کا معنی ابھی بیان کیا گیا ہے) صراحۃً مسیح کے (آیت کے نازل ہونے کے وقت) زندہ ہونے پر دلالت کرتی ہے دیکھو اگر مسیح اس آیت کے نازل ہونے کے وقت اموات میں داخل ہوتے تو خدا کو یوں فرمانا چاہیے تھا کہ،

نہیں ہیں مسیح مگر خدا کے رسول، بلا شبہ رسولوں کے ساتھ ہی مر گئے ہیں، یا

بلا شبہ مسیح مر گیا درحالیکہ اور رسول مر گئے، یا

بلا شبہ مسیح مر گئے جیسے کہ اور رسول مر گئے۔ یا

بلا شبہ رسول مر گئے، اور نہ فرماتا:

بلا شبہ مسیح سے پہلے رسول مر گئے۔

مگر یہ سب کچھ اس تقدیر پر ہے کہ جب الرسل کو جمع مستغرق مراد رکھ لیں گے جیسا کہ قادیانی اور اس کے مقتدی کا گمان فاسد ہے۔ پس خلو کو من قبلہ (آپ سے پہلے) سے مقید کر دینا اسی لئے ہے جو ہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کر آئے ہیں۔

رہی یہ بات کہ یہ آیت مسیح کی حیات پر تب ہی دلالت کرے گی جب کہ الف لام استغراقی لیں، اس سے مسیح کی موت آیت کے نازل ہونے کے وقت پر لازم آوے گی، سو یہ غلط ہے کیونکہ لفظ الرسل سے جنس رسول مراد ہے۔اس لئے اس کی توجیہ یوں ہوگی کہ، جنس رسول کسی زمانہ میں اس کا وجود ہو، گو مسیح اب تک نہیں مرے، مسیح سے پیشتر مر گیا، لیکن مسیح علی؟ بھی اس جنس کی طرح مریں گے۔

بناءعلیہ اس آیت کا ماحصل یہ ہوگا کہ مسیح اگر چہ اب تک نہیں مرے ہیں، مگر آخر مریں گے۔ یہ ایسا ہوا جیسا کہ پہلی آیت سے ہمارے سید و مولا ﷺ کے انتقال کے زمانہ ماضی میں نفی اور آئندہ انتظار ثابت ہوا تھا ۔اب اگر باوجود اس کے کہ اس آیت نے مسیح کی حیات پر دلالت کی ہے اس آیت سے ان کی موت سمجھ لیں گے تو بھی بداہۃً قرآن میں تخالف اور تعارض پایا جاویگا حالانکہ ایسے امر کا قائل کافر ہے۔اس لئے ماننا پڑے گا کہ الرسل کا الف لام استغراقی نہیں ہے۔

شاید اس موقع پر کوئی شخص یہ کہہ دے کہ چونکہ موت اور حیات آپس میں مخالفت نہیں رکھتی ہیں تو اگر ایک آیت سے زندگی دوسری آیت سے موت مراد رکھ لیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔سو واضح رہے کہ یہ بات مضحکہ خیز ہے سبب یہ ہے کہ اگر موت کے معنی اس چیز کا حساس ہونا کہ اس کی شان سے حساس ہوتا ہے مقصود ہے تو موت و حیات میں بطور تقابل عدم وملکہ کے تخالف ہوگا۔اگر موت کے معنی بدن سے روح کا جدا ہونا ہے چنانچہ یہی نصوص شرعیہ عقلیہ سے ثابت ہے پس موت و حیات میں تضاد ہوگا اور بہر صورت دونوں میں مخالفت پائی جائے گی لہذا مسیح کا زمانہ ماضی میں نہ مرنا اور آئندہ میں ان کی موت کا واقع ہونا ثابت ہوا۔اور یہ بھی تمام معتبر اہل اسلام کا عقیدہ ہے البتہ نصاریٰ اور قادیانی اس رائے میں متخالف ہیں۔نصاریٰ تو کہتے ہیں کہ مسیح مر کر زندہ ہوا اور آسمان پر چڑھا۔قادیانی کہتے ہیں کہ مسیح مر گئے اور آسمان پر بجسدہ نہیں چڑھائے گئے۔

پھر قادیانی مسیح کے مرجانے پر اور آیت کو پیش کرتے ہیں اس کا مضمون یہ ہے کہ:

نہیں بنایا ہم نے پیغمبروں کے بدنوں کو کہ وہ کھانے پینے کی طرف محتاج ہوں اور نہ ہمیشہ رہنے والے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن ہم نے پہلے اس کے استدلال کی اصلاح کریں گے پھر جواب دیں گے۔

قادیانی کا استدلال کہ اگر مسیح آسمان پر زندہ بھی مان لئے جائیں تو بالضرور کہنا پڑے گا کہ وہ ایسے بنائے گئے ہیں کہ وہ طعام کی طرف محتاج نہیں ہیں ہمیشہ زندہ رہنے والے ہیں حالانکہ خداوند تعالی نے آیت میں ان دونوں باتوں کے برخلاف ارشاد فرمایا ہے، کیونکہ ماحصل آیت کا یہ ہے کہ نہیں کوئی جسد رسولوں کے اجساد میں سے کہ وہ طعام کی طرف محتاج نہ ہو۔نہیں کوئی ایک بھی ان میں سے کہ ہمیشہ زندہ رہے۔ظاہر ہے کہ مسیح کا اب تک زندہ ہونا جو گویا خلو سے عبارت ہے ان کے حق میں کہنا کہ وہ وہاں پر کھانے پینے سے فارغ ہیں یہ ایک ایسا حکم ہے کہ صراحۃً اس سالبہ کلیہ (نہیں کوئی جسد..الخ) سے مخالف ہے۔اس سلب کلی پر یہ دلیل ہے کہ خدا ایک آیت میں فرماتا ہے کہ اے رسول ہم نے آپ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشگی نہیں دی ہے کیا اگر آپ مر جائیں گے تو وہ (کافر) ہمیشہ زندہ رہیں گے۔پس اس آیت سے صاف سلب کلی ثابت ہوا۔اس سے یہ بھی لازم آیا ہے کہ یہ موجبہ جزئیہ (کہ بعض آدمی جیسے کہ مسیح فلانے وقت سے اب تک یا فلاں وقت زندہ ہے) باطل ہو سبب یہ ہے کہ یہ اس سالبہ کلیہ کی نقیض ہے قاعدہ یہ ہے کہ جب ایک شے متحقق ہو تو اس کی نقیض کاذب اور غیر متحقق ہو ورنہ اجتماع النقیض لازم آئے گا حالانکہ یہ باطل ہے۔جیسا کہ دونوں نقیضوں کا متحقق نہ ہونا باطل ہے۔

الجواب: آیت مذکورہ میں حرف نفی (ما) کا وارد ہوا ہے وہ تو جعل بسیط پر وارد نہیں ہوا ہے (جعل کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ بسیط ہے ان کا مذہب ہے کہ خدا نے اشیاء کی ماہیتوں کو دراصل بنایا ہے اور وجود تبعیت کے طور پر خود بخود ہی عارض ہوا ہے مثال لوہار تلوار کو بناتا ہے اور تیزی خود بخود موجود ہو جاتی ہے بعض کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ بنانے کے یہ معنی ہیں کہ خدا ماہیات کو موجود کر دیتا ہے۔پس بریں تقدیر جعل اور بنانے کے لئے دو مفعولوں کا ہونا ضروری ہے لیکن یہ بھی یاد رہے کہ جہاں پر مصنف نے جعل مؤلف فرمادیا ہے وہ ہرگز جعل بسیط نہیں ہے) بلکہ جعل مولف پر جس کے لوازم سے ہے کہ وہ دو مفعولوں کے درمیان پایا جائے ایک کا نام مجعول (بنایا گیا) دوسرے کا نام مجعول الیہ (جو کچھ بنایا گیا ہو) ہے۔دیکھو اس آیت میں انبیاء مجعول اور جسد جو بغیر طعام کے فاسد ہوتا ہے مجعول الیہ ہے۔پس یہاں پر نفی ایسے جعل اور بنانے پر وارد ہوئی ہے جو مقید ہے۔پر بدیہی ہے کہ مقید گو اس کے ساتھ ہزار قیدیں لگی ہوئی ہوں تب تک نہیں پایا جاتا جب تک کہ ہر ایک قید نہ پائی جائے۔اب یہاں تو تین قیدیں ہیں ایک جعل کا مرکب ہونا، دوم جسد کا مجعول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الیہ ہونا، سوم عدم الاکل کی قید۔ لہذا یہ جعل جوان قیود سے مقید ہے جب ہی متحقق ہوگا کہ یہ سب قیود پائے جائیں۔ البتہ کسی مرکب چیز کا معدوم ہو جانا اس کے تمام اجزاء کے نابود ہو جانے پر موقوف نہیں، بلکہ اس میں اگر ایک چیز بھی نابود ہو جائے تو اس چیز کا عدم پایا گیا۔ اس سے یہ بھی سمجھا ہوگا کہ اگر بجائے جعل مولف کے جو مقید ہے اور ہی چیز فرض کی جائے یا اس کا مرکب ہونا اڑا دیویں بایں طور کے صرف پہلے مفعول کے ساتھ یا دوسرے کے ساتھ فقط متعلق ہونا مان لیں یا جسد کے مقام پر اور ہی کوئی مفعول قرار دیویں یا تمام قیود کا تحقق مان لیں، مگر عدم الاکل یا تمام قیود یا مطلق شئے کا (باوجود مان لینے تمام قیود کے) نابود ہونا فرض کر لیں، تو بہر حال مقید بھی معدوم ہوگا۔ لیکن یہ سب مفہوم صرف ممکن ہی ممکن ہیں، واقع میں ان میں سے کوئی بھی متحقق نہیں ہے۔ البتہ ان میں سے عدم الاکل کا منتفی ہونا گو ممکن ہے واقعی بھی ہے، ماسوا اس کے جتنے ہیں ان کا واقع میں پایا جانا دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ثابت ہے اس لئے ان کے عدمات واقعی نہیں ہیں۔

جب یہ سن لیا تو اس کا علم بھی ضروری ہے کہ قید عدم الاکل کا پایا جانا دو طرح پر ہے کہ یا تو کوئی چیز (خواہ طعام ہو یا اور کچھ ہو) نہ کھائی جائے یا خاص کر طعام ہی نہ کھایا جائے۔ اس میں شبہ نہیں ہے کہ عدم الاکل کا نہ پایا جانا تب ہی متحقق ہوگا جب کہ کھانا متحقق ہوگا۔ پس عدم الاکل کے نہ پائے جانے کو جو سالبہ سالبہ ہے (کہتے ہیں زید نے طعام نہیں کھایا یہ سالبہ ہے جب اس پر اور نفی داخل کریں گے تو یوں کہیں گے کہ ایسا نہیں ہے تو صریح لازم آئے گا کہ زید نے طعام کھایا ہے۔ غرضیکہ جہاں نفی پر نفی داخل ہو وہ سالبہ سالبہ ہے جہاں زید کے لئے کھانا ثابت کیا گیا ہو وہ موجبہ محصلہ کہلائے گا۔ مترجم) موجبہ محصلہ لازم ہوا اگر چہ یہ ملازمت موضوع کے موجود ہوتے ہی ہوتی ہے لیکن یہاں تو موضوع (انبیاء) امر واقعی ہے۔ پھر کیا دونوں متحقق نہیں ہوں گے ضرور ہوں گے اس لئے ضرور تسلیم کرنا پڑے گا کہ آیت مذکورہ (وما جعلنا ھم) سے جو سالبہ سالبہ ہے قضیہ موجبہ محصلہ لازم آتا ہے وہ یہ ہے کہ ہر رسول طعام کھاتا ہے۔

اب قادیانی سے مستفسر ہے کہ اس قضیہ موجبہ میں اکل اور کھانا جو ہر رسول کو ثابت ہے تو یہ ان کے لئے ان کی ذات کی طرف نظر کر کے ضروری الثبوت ہے یا باعتبار کسی وصف کے یا ضروری الثبوت غیر معین یا معین وقت میں ہے یا یہ کہ وہ ذات کے اعتبار سے یا وصف کی جہت سے دائمی الثبوت ہے، یا تین زمانوں میں سے کسی زمانہ میں ثابت ہے۔ یا یوں کہو کہ اس کا ثبوت ان کے لئے ممکن ہے خواہ مع قید اللا دوام جیسا کہ اول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پانچویں کے ماسوا میں خواہ مع قید اللا ضرورۃ جیسا کہ اول کے ماسوا میں بنا بر ایک رائے کے یا پانچویں کے ماسوا میں بھی عند البعض یا لاضرورۃ ولا دوام کی قید کہیں بھی تسلیم نہ کریں۔ بہرحال پر ظاہر ہے کہ ضروریہ (یعنی ہر رسول کی ذات کو طعام کھانا بالضرور ثابت ہے) اور دائمہ (یعنی ہر رسول کے لئے اکل الطعام دائماً ثابت ہے) باطل ہے کیونکہ ضروریہ مطلقہ کی نقیض جو ممکنہ عامہ ہے متحقق ہے۔ پس لازم ہوا کہ ضروریہ باطل ہو ورنہ اجتماع النقیضین پایا جائے گا۔ اسی طرح پر دائمہ کی نقیض مطلقہ عامہ متحقق ہے۔ چنانچہ کہدیں کہ بعض اوقات میں رسول طعام نہیں کھاتے ہیں۔ اب اس مطلقہ عامہ کو کون باطل کہہ سکتا ہے۔ یہ تو صریح صادق ہے اس لئے دائمہ کاذب ہوا نہیں تو ویسے بھی اجتماع النقیضین لازم آئے گا جیسا کہ گذرا۔ ایسا ہی دوسرا اور چھٹا باطل ہے اس لئے کہ وصف رسالت ہرگز ضروریات یا دوام اکل کو نہیں چاہتا ہے۔ علی ہذا القیاس اکل الطعام رسول کے واسطے مطلق وقت میں کوئی وقت ہو اور خاص ایک وقت میں ضروری الثبوت نہیں ہے آخر یہی تو کہو گے کہ اکل طعام بشرطیکہ بھوک متحقق ہو ضروری ہے لیکن یہ تو ظاہر ہے کہ بھوکا خود ضروری الوجود نہیں ہے پھر طعام کا کھانا جو اس کا مشروط ہے وہ کیسے ضروری ہوگا۔ کیا دیکھتے نہیں کہ جب کہدیں کہ زید کی انگلیاں لکھنے کی حالت میں متحرک ہیں اس میں لکھنا چونکہ خود کسی وقت میں ضروری الثبوت نہیں ہے تو جس کے لئے یہ شرط ہے وہ بھی کتابت کے وقت میں ضروری نہیں ہے وجہ یہ ہے کہ کتابت چونکہ کسی وقت ضروری نہیں ہے اور منجملہ اوقات وہ وقت بھی ہے جس میں کتابت متحقق ہے پس وہ جب آپ ہی اس وقت میں ضروری نہیں ہے تو انگلیوں کا ہلنا کتابت کے وقت کب ضروری ہوگا۔ ویسے کھانا گو بشرط الجوع (بھوکا) ضروری ہے مگر بھوک کے وقت میں ضروری نہیں۔ چنانچہ ابھی ہم بیان کر آئے ہیں۔

شاید کہو کہ جب یہ مانا گیا کہ طعام کا کھانا بشرطیکہ بھوک لگی ہو ضروری ہے تو یہ قول جس قضیہ مشروطہ کہتے ہیں صادق آئے گا کہ ہر رسول کیلئے بشرط الجوع طعام کا کھانا ضروری ہے حالانکہ تمہارے لئے مضر ہے۔

سو واضح رہے کہ مشروطہ ہرگز صادق نہیں آئے گا سبب یہ ہے کہ یہ مشروطہ نہیں بن سکتا کیا معلوم نہیں ہے کہ مشروطہ میں یہ بات لازمی ہے کہ ضرورت بشرط اسی عنوان اور وصف کے ہو کہ جس کے ذریعہ سے موصوف پر حکم لگایا گیا ہو پر ظاہر ہے کہ قضیہ مذکورہ میں وصف اور عنوان رسول کا لفظ ہے نہ بھوکا کا، پھر کہو کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت مذکورہ میں وہ کیسا مشروطہ بن سکتا ہے۔ بنابریں ماننا پڑے گا کہ قضیہ مذکورہ مطلقہ یا ممکنہ عامہ ہے (مطلقہ عامہ اس قضیہ کو کہتے ہیں کہ جس میں محکوم علیہ پر محکوم بہ کے ساتھ تین زمانوں میں کسی زمانے میں حکم لگایا گیا ہو جیسا کہ کہہ دیں زید کہ کسی زمانہ میں کاتب ہے ممکنہ عامہ وہ ہے جہاں پر جانب مخالف کی ضرورت سلب کردی گئی ہو۔ چنانچہ کہیں زید بالا مکان عالم ہے یعنی زید کا عالم ہونا ضروری نہیں ہے۔ پس قضیہ مذکورہ یوں ہوگا کہ ہر رسول کیلئے طعام کا کھانا جائز ہے نہ کھانا ضروری نہیں ہے پس یہ ممکنہ ہوا ہر رسول کسی زمانہ میں طعام کھاتا ہے یہ مطلقہ عامہ ہوا۔ مترجم) خواہ لا دوام ولا ضرورۃ کی قید لگاویں یا نہ۔ ہاں مطلقہ اور ممکنہ عامہ اس آیت سے مستفاد ہے جسکا مضمون یہ ہے،

اے رسول آپ سے پہلے جتنے رسول تھے وہ طعام کھاتے بازاروں میں چلتے پھرتے بھی تھے

کیونکہ اس آیت کا ماحصل یہی ہے کہ وہ رسول کسی نہ کسی زمانے میں کھاتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے، نہ یہ کہ ہر ہر وقت میں جیسا کہ ہر ہر وقت میں چلتے پھرتے نہیں تھے اور یہی مطلقہ عامہ ہے ایسا ہی طعام کے کھانے کا ان کے لئے امکان ثابت ہوا، پس اس مطلقہ اور ممکنہ کو لا دوام کی قید لگا دیں گے تو یہ قضیہ وجودیہ (جیسے کہ کہیں زید کھاتا ہے کبھی نہ ہمیشہ اس کو وجودیہ کہتے ہیں۔ مترجم) ایسا ہوا کہ اس کی پہلی جزء آیت مذکورہ سے ثابت ہوئی اور دوسری یعنی لا دوام کا مفہوم ہماری سابق تقریر سے پایہ ثبوت تک پہنچی۔ البتہ اس وجودیہ کو بسبب اس کے کہ یہ ایک مقید اور خاص چیز ہے ضروریہ وغیرہ لازم ہے لیکن چونکہ یہ خاص ہے اور خاص زیادہ تر قابل اعتبار ہوتا ہے تو وجودیہ ہی معتبر ٹھہرے گا۔ اس لئے اس کی دو جزو لے کر قضیہ بنائیں گے پھر دیکھیں کہ وہ اسلامیوں کے عقیدہ کے مخالف ہے یا نہ۔

دیکھو ہر رسول بعض اوقات میں طعام کھاتے ہیں اور کوئی رسول بعض اوقات میں طعام نہیں کھاتا۔ اب غور سے دیکھو کہ یہ قضیہ ہرگز عقیدہ اسلامی کی مخالفت نہیں رکھتا ہے کیونکہ یہ قضیہ کہ مسیح بعض اوقات میں طعام کھاتے تھے اور بعض اوقات میں نہیں کھاتے تھے یہی صادق ہے۔

اچھا صاحب یہ جو ہم بیان کر آئے ہیں کہ بھوک ضروری الثبوت نہیں ہے سو اس کی دلیل یہ ہے کہ درونی اور بیرونی اسباب کے سبب اجزاء گھستے ہیں ان کے قائم مقام اجزاء کے چاہنے کو بھوک کہتے ہیں۔ پس جب گھسنا متحقق ہوگا تو بھوک بھی متحقق ہوگی۔ پھر بدیہی ہے کہ جب تحلل یعنی گھسنے کے اسباب مختلف ہوں گے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالضرور تحلل کے درجہ بھی مختلف ہو جائیں گے۔ مگر یہ یہی ظاہر ہے کہ تحلل کے درجہ بے شمار ہیں۔ پس بنا براں کہ کہیں ادنی اور کہیں اعلی ہے، ہر ایک دوسرے سے سلب کیا جا سکتا ہے اور کہہ سکتے ہیں کہ ادنی تحلل اعلی تحلل نہیں ہے اور اعلی ادنی نہیں ہے۔ غرض کہ جس مرتبہ اور درجہ کو مدنظر رکھیں اس سے جو ادنی ہے یا اعلی اسے اس درجہ معینہ سے مسلوب کرنا جائز ہے ویسے ہی ان دونوں کو اس معین درجہ سے رفع کر سکتے ہیں تو گویہ اجمالاً حکم لگایا گیا ہے کہ ہر ہر درجہ کا اپنے ماسوا سب درجات سے مسلوب ہونا ممکن ہے جیسا کہ باقی درجات کا سلب اس درجہ سے ممکن ہے۔ اب واضح ہو گیا کہ یہ سلب مقید ہے جب یہ ممکن ہوا تو صاف ثابت ہوا کہ واقع میں بھی سلب ممکن ہے کیونکہ وہ مطلق ہے اور مقید بجز امکان مطلق کے ممکن نہیں ہو سکتا۔

رہی یہ بات کہ جو سلب واقع میں ہے وہ کیوں مطلق ہو، سو اس کی وجہ یہ ہے کہ سلب واقعی میں کسی درجہ میں محقق ہونے کا لحاظ نہیں ہے، لیکن سلب کے ممکن ہونے سے یہ لازم آیا کہ تحلل کا سرے سے ہی مسلوب ہونا ممکن ہو کیونکہ نفس تحلل کا سلب ہی مطلق سلب ہے، اس لئے تحلل کا سرے سے ہی مسلوب ہونا ممکن ہوا۔ پس بھوک کا سلب بھی سرے سے ممکن ٹھہرا۔ لہذا ثابت ہوا کہ بھوک خود ضروری الثبوت نہیں ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے تھے۔

ہاں یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ تحلل کا سلب ممکن ہی ممکن ہے۔ نہیں بلکہ خدا کے کلام سے اس کا وقوع بھی ثابت ہے آیت میں خدا تعالی فرماتا ہے کہ:

اے آدم تجھ کو بہشت میں نہ بھوک لگے گی اور نہ تم اس میں برہنہ ہو گے اور نہ تجھ کو پیاس لگے گی اور نہ تم اس میں چاشت کا وقت دیکھو گے۔

بھوک کا ان کو بہشت میں عارض نہ ہونا اس لئے تھا کہ وہاں تحلل نہیں تھا جیسا کہ چاشت کا وقت آفتاب کے نہ ہونے کے سبب نہیں تھا۔

اگر اس کے جواب میں کہیں کہ اس سے مقصود یہ ہے کہ ہر ہر وقت میں بھوک نہیں لگے گی یا سخت بھوک نہیں عارض ہوگی، سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ غلط ہے ورنہ چاہیے جہاں کہیں حرف نفی داخل ہوا ہو وہاں پر ایسا ہی مراد ہو حالانکہ اس قسم کی تجویز تب تک صحیح نہیں ہے جب تک کوئی ضرورت نہ ہو پھر یہاں پر کہیے کہ کون

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سی ضرورت درپیش ہے کہ ظاہر معنی چھوڑ کر ایک ایسے معنی مراد رکھ لیں کہ اسکی طرف ذہن کا انتقال بھی نہیں ہوتا اگر ضرورت یوں ثابت کریں کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ اے آدم تم اور تمہاری بی بی بہشت میں رہو اور اس میں فلانے درخت کے سوا جس درخت کا پھل کھانا چاہو کھاؤ تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ بہشت میں بھی بھوک عارض ہوتی ہے لہذا جہاں پر بھوک کی نفی کی گئی ہے وہاں سخت بھوک یا دائمی بھوک مراد رکھ لینا چاہیے سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں صرف آدم وحوا کے لئے بہشت میں کھانا مباح اور جائز کر دیا گیا ہے اور اس سے بھوک کا اس میں متحقق ہونا لازم نہیں آیا ہے۔اس واسطے کہ یہ ایسا ہے جیسا کہ دنیا میں میوہ جات استلذاذ کیلئے کھائے جاتے ہیں نہ بھوک کے واسطے۔ ویسے ہی بہشت میں جو طعام کھانے کی اجازت دی گئی ہے اور دی جائے گی وہ تو صرف تلذذ کے واسطے ہے اس پر بھی اگر اے مخالف قانع نہیں تو تفسیر تیسیر اور وجیز کا مطالعہ کر ایسا کیوں نہ ہو کہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ بہشت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کا نام ریان ہے اس میں سے جو داخل ہوگا پئے گا اور جو پئے گا پھر کبھی اس کو پیاس نہیں لگے گی۔ ظاہر ہے کہ پیاس اور بھوک میں کچھ فرق نہیں ہے۔پس جیسا کہ پیاس کا نہ ہونا ممکن ہوا اسی طرح بھوک کا نہ ہونا بھی جائز ٹھہرا۔ یہ تو ایسی ایک بات ہے کہ اس پر کوئی دلیل نہیں ہے وجہ یہ ہے کہ علت کے نہ پائے جانے سے معلول کا نہ پایا جانا لازم نہیں ہوتا پھر کیسے آپ کہتے ہیں کہ تحلل کے غیر متحقق ہونے سے بھوک کا غیر متحقق ہونا جائز ہے۔ کیوں درست نہیں کہ بھوک کے لئے اور ہی کوئی علت ہو جس کے تحقق سے اس کا بھی تحقق لازم ہو۔کیا زید کا نہ مرنا اگر یوں ثابت کرنا چاہیں کہ وہ پہاڑ پر سے گر کر نہیں مرا صحیح ہوگا نہیں کیونکہ زید کا مرنا چھت یا درخت پر سے گرنے سے بھی متحقق ہوسکتا ہے۔علی ہذا القیاس مرنے کیلئے اور اسباب بھی ہیں جن کے عارض ہونے سے زید مر سکتا ہے۔ پھر اگر ان اسباب میں سے ایک سبب نہ پایا جاوے گا تو کیا زید کا مرنا جائز نہیں ہوگا بلکہ ہوگا ویسے ہی وہ حکم جو آپ لگا چکے ہیں صحیح نہیں ہے۔

الجواب۔ علت دو طرح پر ہے ایک یہ کہ اگر علت متحقق نہ ہو تو معلول ہرگز متحقق نہیں ہوگا۔ سو اس صورت میں معلول کا اس علت کے بدون پایا جانا ہرگز جائز نہیں کیونکہ بایں معنی علتیں دو تین نہیں ہوسکیں

(کیونکہ پھر ہر ایک عبارت پر کہ، اگر وہ نہ ہوتو معلول بھی نہیں ہوگا، ہرگز صادق نہیں آوے گی بلکہ پھر تو یوں کہنا پڑیگا کہ اس علت کے غیر متحقق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کی حالت میں معلول متحقق ہوسکتا ہے۔ مترجم) پس جب کہ اس علت کا تعدد اور تکثر جائز نہیں ہے تو معلول اس میں منحصر ہوگا اور علت اس کو لازم ہوگی اس لئے کہ اگر معلول اس علت کے بغیر پایا جائے گا تو ملزوم کا لازم کے بغیر پایا جانا متحقق ہوگا حالانکہ یہ باطل ہے۔ لہذا ہمارا یہ قول کہ، بھوک نہیں ہے کیونکہ تحلل نہیں ہے، صحیح ہوا کیونکہ تحلل بایں معنی کہ، وہ اگر نہ متحقق ہوتو بھوک بھی متحقق نہیں ہوگی۔، بھوک کے لئے علت ہے۔ تحلل بھوک کے واسطے علت بایں معنی نہیں ہے کہ وہ جس وقت پایا جاوے گا تو بھوک بھی متحقق ہوگی (ایسی علت کو مصحح لدخول الفاء کہتے ہیں جیسا کہ خاص رکن اور تھم چھت کیلئے علت ہے، کیا معنی کہ اگر یہ خاص رکن ہوں گے تو چھت قائم رہے گی اگر ان کے قائم مقام اور تھم بھی رکھے جائیں تو بھی قائم رہے گی۔ مترجم) (یعنی اذا وجد فوجد) اسلئے یہ استدلال کہ، بھوک کا غیر متحقق ہونا ممکن ہے کیونکہ تحلل کا عدم جائز ہے، درست ہوگا۔ البتہ بھوکا کھانے کے واسطے بمعنی مصحح لدخول الفاء (اس کا معنی وہی ہے جو ابھی گذرا) علت اور علت ہے کیونکہ کھانا بھوک کے بغیر بھی متحقق ہوسکتا ہے۔ کیا دیکھتے نہیں کہ لذت یا کسی علاج کے واسطے بھی کھاتے پیتے ہیں۔

قادیانی اس استدلال کو بھی پیش کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ہمیشہ زندہ رہنے والے نہیں تھے نیز کہ ہم نے اے رسول آپ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشگی نہیں دی کیا اگر آپ مرجائیں تو آپ کے مخالف ہمیشہ رہیں گے۔

اس استدلال کی توضیح تنقیح اس طرح پر ہے کہ مسیح اگر اب تک زندہ ہوتے تو ان کا ہمیشہ زندہ ہونا لازم آئے گا حالانکہ خدا نے صاف ظاہر فرمایا ہے کہ کسی کو ہمیشگی نہیں ہے۔

الجواب: دونوں آیتوں میں جو ہمیشگی کی نفی کی گئی ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ طول العمر بھی نہیں بنایا گیا بلکہ دراصل اس کا معنی تو یہ ہے کہ کوئی ابدالآباد خدا کی طرح زندہ نہیں رہے گا۔ اگر اے مخالف اس پر آگاہی نہیں ہے تو کتب لغات مفاہیم قرآن مجید کو غور سے دیکھو۔ دیکھتے نہیں کہ قرآن شریف میں بہشتیوں کے حق میں فرمایا ہے کہ وہ بہشت میں خالدین اور ہمیشہ رہیں گے۔ دوزخیوں کے حق میں ارشاد ہے کہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ لہذا دونوں آیتوں میں جو خلود ہمیشگی مذکور ہے اسکے معنی دوام کے ہیں۔ پس اگر نفی ہے تو دوام کی ہے لاغیر (یعنی نہیں کوئی ایک بھی آدمیوں میں سے کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے) دائمہ موجبہ جزئیہ مطلقہ کی نقیض ہے (وہ یہ ہے کہ بعض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی دائماً زندہ ہیں) لیکن یہ قضیہ کاذب ہے اس لئے کہ اس کی نقیض، کہ نہیں ہے کوئی بشر بالفعل زندہ، صادق ہے کیونکہ اس کا ملزوم (یعنی نہیں ہے کوئی ایک بھی آدمیوں میں سے ..الخ) جو قرآن سے ثابت ہو حق ہے وجہ یہ ہے کہ ملزوم کے متحقق ہونے کو لازم کا تحقق ضروری ہے پس یہ مطلقہ عامہ سالبہ کہ نہیں ہے کوئی بشر بالفعل (تین زمانوں میں کسی زمانہ میں) زندہ مسیح کی موت کو زمانہ گزشتہ میں مستلزم نہیں ہے کیونکہ جس چیز کا پایا جانا تین زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں معتبر ہو تو اس کا خاص ماضی یا خاص مضارع میں متحقق ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ یوں ضروری ہے کہ وہ (جیسے موت المسیح کا) کسی نہ کسی زمانہ میں وجود ضروری ہے خواہ استقبال میں ہی ہو ماضی میں تو ضروری نہیں پر ظاہر ہے کہ اہل اسلام سلفاً وخلفاً اس کے قائل ہیں کہ مسیح بعد نزول قرب قیامت کے مریں گے۔ اب یہ قرآن مجید سے بالکل مخالف نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید سے تو دوام الحیوۃ کی نفی ثابت ہے جو ہمارا اعتقاد اور باقی اسلامیوں کا عقیدہ ہے اس کے منافی نہیں ہے بناء علیہ ہم کہتے ہیں جو ثابت ہوا وہ محال نہیں۔ جو محال ہے وہ ثابت نہیں۔ سوال دونوں آیتوں میں خلود کا معنی طول بقا بطور مجاز کے ہے۔

جواب۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس لفظ کو اس لفظ کو وضعی اور حقیقی معنی سے چھوڑ کر غیر حقیقی معنی میں مستعمل کرنا تب ہی جائز ہوگا کہ کوئی قرینہ جو حقیقی میں استعمال کرنے سے روکتا ہو پایا جائے لیکن قرینہ تو موجود نہیں ہے۔ البتہ اگر عمر کے واسطے کوئی معین حد ہوتی تو بے شک یہ قرینہ تھا مگر وہ بھی معین نہیں ہے۔ بھلے مانسو! اس بات پر کہ عمر طبعی ایک سو بیس برس ہے غرہ نہ ہوؤ، یہ تو ایک مشہوری بات تحقیق سے مخالف ہے اس پر نہ تو عقلی نہ نقلی دلیل ہے، نیز مشاہدہ کے برخلاف ہے۔ کئی لوگ ایسے پائے گئے ہیں اور پائے جاتے ہیں جو اس عمر سے متجاوز ہو کر مرتے ہیں۔ خود اطبا نے بھی تصریح کی ہے۔ اس مشہور بات پر کوئی بھی دلیل نہیں ہے خاص کر شرع شریف سے صاف ثابت ہے کہ عمر طبعی نہیں ہے دیکھو قرآن شریف میں حضرت نوح کی نسبت ارشاد ہوا کہ حضرت نوح قوم کے درمیان ساڑھے نو سو برس تک رہے ہیں۔ مع ہذا اگر قادیانی وہ معنی لیں گے تو قرآن شریف میں تناقص ثابت ہوگا حالانکہ یہ باطل ہے۔ خدا ہمیں گمراہوں کی گمراہی، زندیقوں کی زندیقی سے اپنی پناہ میں رکھے، صالحین کے زمرہ میں داخل کرے۔

قادیانی اپنے مدعا کے ثابت کرنے کیلئے یوں بھی دلیل پیش کرتے ہیں کہ خداوند تعالی فرماتا ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض تم میں سے اے بنی آدم ایسے نہیں کہ وہ ارذل عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی مارے جاتے ہیں۔
بعض ایسے ہیں کہ ان کو ہم ارذل العمر تک پہنچاتے ہیں۔ پھر پیرِ فرتوت بناتے ہیں ایسا کہ وہ سیکھے
سکھائے کو بھول جاتا ہے۔

اس استدلال کی اصلاح اس پر طرح پر ہے کہ جس طرح جفت اور طاق عدد کے افراد کو حاصر ہے ویسے ہی مر جانا، ارذل العمر تک پہنچنا تمام افراد انسان کو حاصر ہے۔ پس جیسے کہ عدد کے افراد میں جفت و طاق جمع نہیں ہوتا نہ دونوں سے خالی ہوتے ہیں، ویسے ہی افراد انسان ان دونوں سے نہ تو خالی ہو سکتے ہیں اور نہ یہ دونوں ان میں اکٹھے پائے جا سکتے ہیں۔ پس یہ ایک قضیہ منفصلہ حقیقیہ ہوا (منفصلہ حقیقیہ، جیسے کہیں کہ زید یا پہلے ہی مرے گا یا ارذل العمر تک پہنچ کر مرے گا۔ اب اس میں یہ ضروری ہے کہ نہ تو یہ کہ زید پہلے ہی مرے اور ارذل العمر تک بھی پہنچے، اور نہ یہ کہ نہ وہ ہو نہ یہ۔ هذا بناء علی قول القادیانی۔ مترجم)

اب بھی اگر تم کہو گے کہ حضرت مسیح نہ تو مر گئے ہیں اور نہ ارذل العمران کو عارض ہوگئی ہے تو بداہۃً ان دونوں کا افراد انسان کی بعض سے ارفاع لازم آوے گا حالانکہ دونوں کا مرتفع ہونا باطل ہے چونکہ یہ امر محال مسیح کی زندگی کے فرض کرنے سے لازم آیا تو معروض بھی محال ہوا۔ جب زندگی محال ہوئی تو اس کی نقیض (یعنی ان کا مرنا) ثابت ہوئی۔ یہی مقصود تھا۔

الجواب: من یتوفی (بمعنی جو شخص مارا جاتا ہے) اور من یرد (یعنی جو شخص ارذل العمر تک پہنچایا جاتا ہے) کے ظاہر معنی کی طرف لحاظ کر کے یہ تقسیم درست نہیں ہے۔ سبب یہ ہے کہ ،

جو ارذل العمر کی طرف مردود ہوتا ہے وہ باعتبار اپنے معنی کے من یتوفی میں داخل ہے کیونکہ وہ خاص اور یہ عام ہے۔ کیا یہ معلوم نہیں ہے کہ جو ارذل العمر تک پہنچتا ہے اس کو بھی موت لاحق ہوتی ہے اور ہر موت اس کے بغیر بھی پائی جاتی ہے۔ چنانچہ یہ بات اسی آیت سے ثابت ہے۔ پس متوفی جب کہ من یرد سے عام ہوا تو یہ تقسیم اس لئے درست نہیں ہے کہ یہ ایک چیز کو اپنے آپ اور اخص پر بانٹنا ہے۔

حالانکہ تقسیم جب ہی درست ہوتی ہے کہ اقسام مقسم سے مغائرت رکھتی ہو، نہ کہ ایک قسم عین مقسم ہو اور دوسرا غیر۔ بلکہ ایسی تقسیم متصور بھی نہیں ہے اس لئے کہ تقسیم کے یہ معنی ہیں کہ ایک چیز کو بلا اس کے کہ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں خصوصیت اور عموم کا لحاظ کریں، لے کر اس کو مختلف قیدیں لگائیں (مثلاً کلمہ اور لفظ کو ہم بلالحاظ خصوص اور عموم کے جسے ، مرتبۃ لا بشرط شیء کہتے ہیں لے کر ایک یہ قید لگا دیں کہ اپنے معنی پر بالاستقلال دلالت کرے اور کوئی زمانہ اس سے مفہوم نہ ہوئے تو کلمہ اسم کہلاتا ہے اگر اپنے معنی پر بالاستقلال دلالت کرے مگر اس سے کوئی زمانہ بھی مفہوم ہو تو یہ فعل کہلاتا ہے علی ہذا القیاس اور ایک قید لگانے سے وہ حرف کہلاتا ہے۔اب دیکھو کہ کلمہ مقسم ہے اور یہ تینوں اس کی قسم ہیں مگر یہ قسیم مختلف قیود لگانے سے حاصل ہووے۔ مترجم) پھر اگر یہ تقسیم اعتباری ہے تو مضاف الیہ یا صفت وغیرہ کے ساتھ عبارت میں تقید داخل ہوگی۔معنوں سے خارج جیسے مطلق سیاہی کو جب پتھر کی یا گھوڑے کی یا حبشی کی سیاہی کی طرف تقسیم کریں یا تقسیم واقع ہوگی لیکن یہ تب ہوگی کہ ماہیت کو فصول کے ساتھ تقسیم کریں مگر اس صورت میں فصل کی قید معنوں میں داخل ہوگی جیسے کہ حیوان کو ناطق یا ناہق سے مقید کریں۔قید مع مقید پر انسانیہ یا حماریہ کا حکم لگا دیں (معنوں میں داخل ہونے کے یہی معنی ہیں۔مترجم) یا اگر ماہیت کو عوارض سے مقید کر کے تقسیم کریں۔قید کو معنوں میں داخل سمجھیں چنانچہ لکھنے والا انسان، غیر کاتب انسان پس صورت اولی میں حیوان انسان حمار کہلائے گا دوسری صورت میں زید اور عمرو وغیرہ کہلائے گا۔یہی تقسیم ہے۔

جب یہ سمجھ گئے تو یہ بھی سمجھ لیں کہ انسان کو اگر متوفی، مـن یـرد کی طرف تقسیم کریں گے تو یہ تقسیم ایسے عوارض کے ساتھ ہوگی جو الگ قسم اور خاص بنانے والے ہیں کیونکہ جو چیز کہ حقیقت سے خارج ہو وہ عرض ہے۔پس چونکہ توفی اور ردّ، یہ دونوں انسان کی حقیقت سے خارج ہیں عوارض ہیں۔لیکن تقسیم میں جو یہ بات ضروری ہے کہ اقسام آپس میں غیریت رکھتے ہوں اور جب ایک ہی ممتاز ہوگا کہ ایک کا وصف دوسرے میں متحقق نہ ہو حالانکہ توفی ایسا نہیں ہے، اس لئے کہ یہ وصف مـن یـرد میں بھی متحقق ہوتا ہے پس اس وصف کی ایک چیز کے ساتھ کیا خصوصیت رہی۔کیا تمیز دے سکتا ہے۔لہذا قادیانی نے جس کو تقسیم سمجھا تھا وہ تقسیم ہی نہیں ہے۔

ہاں بلاشبہ اگر مطلق مـن یـتـوفـی کو لے کر یہ دو قسم کر ڈالیں تو صحیح ہے۔چنانچہ کہیں ایک مـن یـتـوفـی وہ ہے کہ جس کو ردّ کی حالت عارض نہیں ہوتی، دوسرا وہ ہے کہ جس کو یہ حالت عارض ہوتی ہے۔البتہ اس طریق پر متوفی دونوں میں مشترک ہوگا۔اب جس طرح کہ حیوان محل قسمت ہے، حیوان ناطق ہے حیوان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناحق ہے، اس کے دوقسم ہیں ویسے ہی مطلق متوفی محل تقسیم ہے اور متوفی جس میں ردّ کی حالت کا عارض نہ ہونا معتبر ہے اور متوفی کہ جس میں اس حالت کا عارض ہونا ملحوظ ہے، اس کے دوقسم ہوں مطلق متوفی کے جو، لازم ہے، محصور ہونے سے انسان کا جو ملزوم ہے۔ محصور ہونا متحقق ہوا۔

رہی یہ بات کہ مسیح کا اگر زمانہ ماضی میں نہ مرنا ہی مانا جائے تو یہ اس حصر سے منافی ہے، سو یہ غلط ہے کیونکہ مسیح پہلی شق (یعنی متوفی سوا اس کے کہ اس کو ردّ کی حالت عارض نہ ہو) میں داخل ہے۔ پس مسیح کا زمانہ ماضی میں نہ مرنا منافی حصہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ حصر کے واسطے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ زمانہ مستقبل میں مرجائیں۔ حصر کے لوازم سے یہ تو نہیں ہے کہ وہ زمانہ ماضی میں مرگئے ہوں۔ کیا دیکھتے نہیں کہ شق اول بصیغہ مضارع مجہول آیت میں بیان کی گئی ہے نہ بصیغہ ماضی مجہول، شاید قادیانی صاحب مضارع و ماضی میں فرق نہیں کرتے ہیں اس واسطے جو کچھ خیال میں آیا لکھ مارا۔ بے شک اگر مسیح کا دنیا میں ہمیشہ زندہ رہنا مانا جاتا تو یہ حصر سے منافی تھا۔ وجہ یہ ہے کہ پھر تیسری قسم کا انسان جس میں مطلقاً تـــو فـــی نہیں تھا ماننا پڑتا۔ پس بریں تقدیر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اس قسم کے انسان میں مطلق تـــو فـــی پایا جاتا ہے یا نہ۔ اگر پایا جاتا ہے تو یہ باطل ہے کیونکہ ابدیت ایک تو منافی موت ہے، دوم اس صورت میں حصر باطل ہوتا ہے۔ اس واسطے اس صورت میں مقسم کا ان دونوں قسموں کے بغیر جن کی طرف اس کو تقسیم کی گئی تھی موجود ہونا لازم آئے گا۔ اگر انسان میں مطلق تـــو فـــی متحقق نہیں ہے اس سبب کہ وہاں پر اس کا محل جن میں منحصر تھا پائے نہیں جاتے تو اس سے دو محالوں میں سے ایک محال لازم ہوگا۔ یا یہ کہ تـــو فـــی انسان کو لازم نہیں حالانکہ یہ باطل ہے اس لئے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر نفس موت کا مزہ چکھے گا، یا لازم آئے گا کہ ایک لازمی امر کسی چیز میں منحصر ہو اور ملزوم اس میں منحصر نہ ہو۔ یہ بھی محال ہے کیونکہ اس صورت میں لازم کا ملزوم سے جدا ہونا ظاہر ہے حالانکہ یہ بھی باطل ہے۔ اب چونکہ یہ سب محالات اس صورت پر عائد ہوتے ہیں کہ مسیح کا ہمیشہ زندہ رہنا مان لیا جائے تو یہ بھی باطل ہوا لیکن یہ محالات جس تقدیر پر کہ مسیح کے لئے طول بقا، مستقبل میں مرجانا، مراد لیں گے، عائد نہیں ہوتے۔

اب تک قادیانی عبارات کے عموم سے استدلال کرتے تھے اب اپنے مدعا کیلئے حدیث معراج پیش کرتے ہیں کہتے ہیں کہ اس حدیث میں مذکور ہے کہ رسول کریم ﷺ نے دوسرے آسمان پر حضرت مسیح اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حضرت یحیی سے ملاقات کی۔

تنقیح الاستدلال، اگر حضرت مسیح مرے نہ ہوتے تو حضرت یحیی کے ساتھ جو اموات میں داخل ہیں کیوں مجتمع ہوتے۔

جواب: یہ قول بالکل لچر ہے۔ کیا اگر اموات کے ساتھ مجتمع ہونا مصاحب کے میت ہونے کو بھی چاہتا تو رسول کریم ﷺ جو معراج کی رات میں اموات کے ساتھ مجتمع ہوئے تھے تو وہ بھی اس حالت میں میت ہی تھے۔ آپ کو کیا مر کر معراج ہوا تھا؟ زہے دانش۔ شائد قادیانی یوں بھی کہہ دیں کہ مدت دراز تک میت کے ساتھ مجتمع ہونا یہ اس کو چاہتا ہے کہ ہم صحبت بھی میت ہو، سو یہ بھی غلط ہے اولاً جائز ہے کہ حضرت یحیٰ کا دوسرا آسمان مستقر نہ ہو بلکہ اس خاص وقت میں ان کو دوسرے آسمان پر مستقر ہونے کا حکم دیا گیا تھا جیسا کہ رسول کریم ﷺ کو حضرات انبیاء سے مسجد اقصیٰ میں یا آسمانوں پر خواہ ارواح متمثل تھے یا بمعہ اجساد بعینھا ملاقات ہوئی تھی حالانکہ ان کے ارواح اعلی علیین تھے۔ یہ سب ممکنات سے ہے۔ یا یہ کہ ان کا دراصل مقر قبور ہی ہیں (چنانچہ حدیث میں آچکا کہ موسیٰ کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا گیا ہے) لیکن ان کو اس وقت آسمان پر یا مسجد اقصیٰ میں جانے کا حکم دیا گیا تھا۔

سوال: یہ تو ہمارا عین مدعا ہے کہ معراج مثالی ہے (قادیانی کا بیان ہے کہ رسول کریم ﷺ کے معراج کی حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ بذات خود زمین پر ہی تھے مگر کشف کے طور پر آپ پر مسجد اقصیٰ آسمانوں کے حالات ظاہر کر دیئے گئے چنانچہ انکے بڑے خلیفہ مولوی محمد احسن نے ایک اشتہار میں لکھا ہے کہ شاہ ولی اللہ بھی اس کے مطابق لکھتے ہیں لیکن جب حجۃ اللہ البالغہ کا یہ مقام دیکھا گیا تو فی الحقیقۃ شاہ صاحب کا اور ہی مطلب ہے جو ہرگز خلاف عقیدہ قدیمہ نہیں۔ گو اس خلیفہ نے اپنے زعم میں اور ہی کچھ اپنے مطلب کے موافق سمجھا ہوا تھا۔ مترجم)

جواب: آپ کے معراج کو مثالی جان لینا ہی غلط ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کا یہ معراج جسد عنصری لطیف کے ساتھ تھا، نہ مثالی اور کشفی طور پر، کیونکہ صحیح احادیث میں جو حالات آمد و رفت کی حالت میں مذکور ہیں ان سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ یہ جسمانی معراج تھا۔ ہاں مثال کو دیکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ انہوں نے مثال کے ساتھ ہی دیکھا ہو مثال کا مرئی ہونا اور ہے اور رائی ہونا اور ہے۔ کیا دیکھتے نہیں کہ آپ نے معراج کی حالت میں کئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیزوں کی مثال کو اور کئی چیزوں کے عین کو ملاحظہ فرمایا ہے۔ چنانچہ احادیث صحیحہ کے پڑھنے سے معلوم ہوگا، لہذا کوئی محال عائد نہیں ہوسکتا۔ اس سے بخوبی واضح ہوگیا ہے کہ مسیح اور یحیی کے دوسرے آسمان پر مجتمع ہونے سے دونوں صاحبوں کا آسمان دوم پر مقیم ہونا ضروری نہیں ہے، پھر یہ کب لازم آسکتا ہے کہ جیسے حضرت یحیی میت تھے ویسے ہی حضرت مسیح بھی ہونے چاہیے۔

ثانیاً۔ گو دو شخص ایک ہی مکان میں دائمی طور پر مقیم بھی ہوں تو کیا اس سے ان دونوں کا ہر ہر وصف میں یکساں ہونا لازم ہے، ہرگز جیسا کہ ظاہر ہے۔

انی متو فیك

قادیانی اپنے گمان فاسد سے اس آیت کو بھی اپنے مدعا کے لئے دلیل سمجھتے ہیں کہ اس آیت (انی متو فیك) اور دوسری آیت (فلما تو فیتنی) میں خدا فرماتا ہے کہ اے مسیح میں تیرا متوفی ہوں، جب تو نے مجھ کو توفی دی۔

لیکن یہ استدلال دراصل محض ملمع بے علموں کو ورطہ ضلالت میں ڈالنے کیلئے کافی ہے۔ خیر بہرحال ہم اس کی تردید کریں گے۔ وہ یوں کہ تو فی کا معنی لغۃً کسی چیز پر پورے طور پر قبضہ کرنا ہے۔ اس کا مادہ (یعنی جس سے یہ لفظ لیا گیا ہے اور اسی کو ماخذ بھی کہتے ہیں) وفا ہے۔ پر قاعدہ مسلّمہ یہ ہے کہ ماخذ کا معنی ماخوذ کے تمام گردانوں میں معتبر ہوتا ہے۔ گو ان کی صورتیں اور صیغہ مختلف ہوں۔ ماخذ کا معنی ماخوذ میں اس طرز پر داخل ہوتا ہے جیسے کہ جز کل میں داخل ہوتی ہے۔ دیکھو علم کا لفظ (خواہ اس معنی عند العقل شئے کی صورت کا حاصل کرنا ہو، یا عالم ومعلوم کے درمیان نسبت ہونا خواہ کہ ایک اضافت والی چیز ہے یا خود صورت حاصلہ یا دانش ہے یا شیء کی صورت کا حاصل کرنا وغیرہ) گو کسی معنی سے اس کو لو، وہ ضرور اس کے ماخوذ میں پایا جائے گا۔ وہ ماخوذ ابواب مجردہ سے ہو یا مزیدہ سے مثلاً علم (جان لیا اس نے) ماضی معلوم کے ساتھ اس کا معنی پہلی اصطلاح کے موافق یہ ہے کہ فلانے نے فلانی چیز کی صورت زمانہ گذشتہ میں اپنی عقل میں حاضر کی دوسری اصطلاح کے مطابق فلانے کو اپنے آپ کے اور معلوم کے درمیان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک نسبت (عالمیہ معلومیہ) حاصل ہوگئی ہے اسی طرح پر اوروں میں جاری کرو تا ہر ایک میں وہی پائیں گے جو ہم بیان کر آئے ہیں۔

پس جب کہ علم کا لفظ جو صیغہ ماضی معلوم ہے اپنے مصدر اور ماخذ پر بھی شامل ہوا تو اس میں تین جزؤں سی ترکیب ہوگی ایک مصدر، دوم زمانہ، سوم فاعل کی طرف نسبت، لیکن یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ یہ دو جز ہیں ایک نسبت دوم زمانہ ہر ایک میں خواہ مصدر مجرد لیا گیا ہو یا اس سے جو اس مجرد سے لیا گیا ہے ماخوذ ہو، متحقق ہونے۔ البتہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ایک ماخوذ میں پایا جاوے، نہیں بلکہ افعال میں نہ غیر میں دیکھو علم سے عالم ماخوذ ہے مگر اس میں فاعل کی طرف نسبت ہے اور نہ زمانے کے جانب۔ ہاں اتنا تو ہے کہ اس کا ماخذ یعنی علم اس میں موجود ہے ایسا ہی اِعلام (سکھانا) جو اسی علم سے ماخوذ ہے اس میں نہ تو فاعل کی طرف نسبت ہے اور نہ زمانہ کی طرف۔ ہاں اس کا ماخذ اس میں موجود ہے نیز اس میں باب افعال کا مقتضا جس کے لئے یہ متعدی ہوا (حالانکہ اس کے آخذ میں یہ نہیں ہے) پایا جاتا ہے لہذا اس میں دو جزو متحقق ہیں۔ اعلام سے جو علم سے لیا گیا ہے اعلم بصیغہ ماضی معلوم مشتق ہے، اس لئے اس میں چار جز ہیں ایک علم جو مصدر ہے، دوم باب افعال کا مقتضا۔ سوم فاعل کی طرف نسبت۔ چہارم۔ زمان۔

جب یہ ثابت ہوا تو پھر ضرور ماننا پڑے گا کہ توفی کے معنی میں وفا داخل ہے کیونکہ وہ وفا سے ماخوذ ہے نیز اقرار کرنا پڑے گا کہ باب تفعل کا مقتضا جو اخذ (بمعنی لے لینا) ہے اس میں معتبر ہے۔ پس جو الفاظ توفی سے ماخوذ ہیں بشرطیکہ وہ زمانہ پر دلالت کرتے ہیں چار چیزوں پر شامل ہوں گے جیسا کہ توفیت (پورا لیا میں نے) اور جو زمانہ پر دلالت نہیں کرتے ان کی تین جزئیں ہوں گی۔ دیکھو متوفی (شاید کوئی کہہ دے گا کہ اسم فاعل میں تو زمانہ ضروری ہے، سو اس کا جواب یہ ہے کہ ضروری اس موقعہ پر ہے کہ جب عامل ہو نہ مطلقاً۔ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ آیت انی متوفیك میں جو متوفی ہے اس میں زمانہ معتبر ہے کیونکہ یہ یہاں پر عامل ہے۔ اس لئے کہ متوفی کاف خطاب کی مضاف ہے اور کاف محلاً مجرور ہے نہ یہ کہ متوفی کا مفعول ہے۔ مترجم) اس لئے کہ اس میں زمانہ معتبر نہیں ہے۔ مختصراً کہ جو جو صیغہ کسی مصدر سے لیا گیا ہو اس میں یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے ماخذ و مصدر پر شامل ہو گو اس ترکیب کو حقیقی کہیں یا اعتباری ہاں یہ تو ماننا ہی پڑتا ہے کہ اگر اس ترکیب کو تحلیلی کہیں گے حق بھی یہی ہے تو شمول کا معنی یہی ہوگا کہ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جز و اعتباری کا اس اعتباری کل سے اعتبار کر لینا جائز ہے۔ پس اگر توفی کا معنی وفا کو چھوڑ کر لئے جائیں گے تو یہ حقیقی نہیں ہوگا۔ اس واسطے کہ موضوع لہ بعض اجزاء کو الگ کر دینے سے کل ہی سے تخلیہ لازم آتا ہی نہیں تو باوجود انتفاء جزء کے کل کا تحقق چاہیے (یہ اس صورت میں ہے کہ ترکیب حقیقی ہو) یا لازم آوے گا جو حکماً کل ہے وہ حکمی جز کے بغیر متحقق ہو حالانکہ یہ باطل ہے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ وہ مجازی معنی ہوگا۔ آخر یہ تو ظاہر ہے کہ لفظ کا استعمال یا حقیقۃً یا مجازاً ہوتا ہے لیکن یہ خیال نہ کرنا کہ ماخذ ہی صرف معتبر نہ ہوگا تب ہی مجازی ہوگا نہیں بلکہ کوئی جزء ہو جب کہ اس کا انتفا مان لیں گے وہ مجازی ہی ہوگا خواہ اس جزء کا دخول وضع شخصی یا وضع نوعی کے ذریعہ سے ہو۔ پہلے کی مثال اینٹ کا دیوار میں داخل ہونا ہے (وضع کا معنی یہ ہے کہ ایک لفظ یا شئے کو کسی مفہوم کے واسطے معین کر دینا۔ رہا یہ کہ شخصی کیا ہوا اور نوعی کیا، سو واضح ہو کہ شخصی میں وضع اور موضوع لہ دونوں خاص ہوتے ہیں جیسا کہ زید کا لفظ زید کے لئے موضوع بھی ہے۔ اب اس میں وضع اور موضوع بھی خاص ہیں۔ پس یہ وضع شخصی ہو یا لفظ دیوار کا خاص ایک دیوار کے لئے موضوع ہے یہ بھی شخصی ہوگا اور اینٹ کا دیوار میں داخل ہونا بھی اسی شخصی وضع کے ذریعہ سے ہو کیونکہ وہ دیوار میں جزء کی طرح داخل ہے اور وہ دیوار موضوع لہ بوضع شخصی ہے۔ وضع نوعی وہ ہے جو حضرت مصنف نے خود بالتصریح فرما دیا ہے۔ غرض کہ جس طرز پر جناب فرماتے ہیں اسی طریق پر جب وضع ہو تو وہ نوعی کہلاتا ہے۔ مترجم)

دوسرے کی مثال، مشتق کی جزو کا اس میں داخل ہونا کیونکہ یہ دخول بوضع نوعی ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ہر لفظ جو مفعول کے وزن پر ہو وہ اس پر دلالت کرے گا کہ جس پر فعل واقع ہوا ہو لہذا حقیقی معنی جب کہ مرکب ہو وہ تاوقتیکہ آپس میں تمام اجزاء متحقق نہ ہولیں حقیقی نہیں کہلائے گا اس کے مرتفع ہو جانے، مجازی بننے کے لئے ایک جزو کا انتفاء کافی ہے کیونکہ کل کا انتفاء جیسے کہ تمام اجزاء کے منتفی اور معدوم ہو جانے سے ہو جاتا ہے ویسے ہی اس کا انتفاء کسی ایک جزو کے نابود ہو جانے سے ہوتا ہے۔

اب دیکھو کہ یہ تحقیق سابق واضح طور پر اس پر دلالت کرتی ہے کہ متوفی کا معنی، پورے طور پر لینے والا ہے، لاغیر۔ یہی متوفی کا حقیقی معنی ہے کیوں نہ ہو کہ جس کے حقیقی ہونے کو ضرورت ہے وہ پایا گیا ہے، وہ یہ ہیں ایک وفا، دوم لے لینا، سوم فاعل کی طرف نسبت۔ پس آیت یا عیسی انی متو فیك، جس کا مضمون یہ ہے کہ اے عیسی میں تیرا متوفی اور اپنی طرف اٹھا لے جانے والا ہوں، کہ اے مسیح میں تجھ کو پورے طور پر لینے والا ہوں۔ ایسا ہی آیت فلما تو فیتنی سے بھی پورا اور تمام کا لے لینا مراد ہے لیکن مسیح پر جو پورا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تماماً مقبوض ہونا، صادق آئے گا تب ہی ہے کہ وہ بجسدہ اٹھائے گئے ہوں اگر ان کی روح ہی صرف اٹھائی گئی اس لئے کہ خالی روح کا اٹھایا جانا تو تمام پر قبضہ نہیں بلکہ ایک حصہ پر قبضہ ہوا پھر بایں ہمہ اگر کہو گے کہ توفی کا اطلاق رفع روحی پر حقیقی ہے تو یہ ناجائز ہے، ہاں اگر یوں کہہ دیں کہ توفی کا معنی لے لینا ہے مگر اس طرح پر کہ وفا سے مجرد ہے خواہ یوں کہ وفا کا عدم اس میں اعتبار کیا گیا ہے، یا وفا اس میں معتبر نہیں پھر وفا اس کو کبھی مقارن ہو یا کبھی مقارن نہ ہوتا ہو، وفا کے عدم کا اعتبار ایک چیز ہے وفا کے اعتبار کا عدم اور چیز ہے۔ بنابراں توفی کا اطلاق رفع روحی پر صحیح ہوگا مگر اس پہلی صورت میں کل کا اطلاق جز پر ہوا، دوسری صورت میں عموم مجاز ہوگا (عموم مجاز اس کو کہتے ہیں کہ لفظ سے ایک ایسا معنی مراد لیا جائے کہ وہ حقیقی اور مجازی کو شامل ہو جیسا کہ حضرت مصنف نے فرمایا ہے کہ اس کو وفا مقارن ہو یا نہ ہو۔ اب جہاں پر مقارن ہوگا وہ حقیقی اور پر مقارن نہیں ہوگا وہ مجازی کہلائے گا، تو یہی عموم کا معنی ہے۔ مترجم) رہی یہ بات کہ کسی چیز کے عدم کے اعتبار اور اس چیز کے اعتبار کے عدم میں کیا فرق ہے، سو یہ فرق ہے کہ پہلا خاص دوسرا عام ہے جز و جو کچھ ہے سو ہے مگر اس میں شبہ نہیں کہ دونوں تقدیر پر یہ معنی مجازی ہے نہ حقیقی لیکن مجازی لے لینا تو تب ہی جائز ہوتا ہے کہ جب کوئی ایسا قرینہ موجود ہو کہ اس کے ہوتے حقیقی لینا جائز نہ ہو۔ ہاں یہاں اس قسم کا کوئی قرینہ نہیں ہے پھر کہو کہ یہ مجازی لے لینا کیونکر درست ہوگا۔ لہذا حقیقی ہی مراد لینا لازم ہوا نہ مجازی ۔ یہ ظاہر ہے کہ حقیقی و مجازی کا مدار وضع ہے خواہ وہ نوعی ہو گا یا شخصی بہرحال لفظ کو جب ان دونوں میں کسی وضعی معنی میں استعمال کریں گے تو وہ حقیقی استعمال ہوگا ورنہ مجازاً ہوگا۔ پس مشتقات جو ایسے مادہ اور ہیئت ترکیبی سے کہ ان میں سے پہلا بوضع شخصی موضوع ہے دوسرا بوضع نوعی مرکب ہیں بہ سبب اس ترکیب کے مبداء پر باعتبار مادہ بوضع شخصی اور معنی ترکیبی پر بوضع نوعی دال ہیں۔ (دیکھو متوفی مشتق ہی اس کا اصل ماخذ وفا ہے اور یہ لفظ تو اپنے معنی پر بوضع شخصی دال ہے رہی ہیئت جو حروف کے آپس میں م جانے سے پیدا ہوگئی ہے وہ اپنے مرکب معنی پر بوضع نوعی دال ہے جیسا کہ کہیں کہ ہر لفظ جو متفعل کے وزن پر ہو وہ تین چیزوں کے مجموعہ پر دال ہوگا ایک ماخذ دوم باب کا اقتضاء سوم نسبت الفاعل۔ ظاہر ہے کہ متوفی کا یہی مجموعہ ہے متفعل کے وزن پر بھی ہے، مترجم) نیز جب اس طرز پر ہوں گے تو استعمال حقیقی اسی صورت میں ہوگا کہ دونوں وضع متحقق ہوں نہ صرف ایک ہی متحقق ہو تو پھر بھی حقیقی ہی ہوگا۔ البتہ مجاز تین صورتوں میں پایا جا سکتا ہے ایک جب کہ وضعی شخصی نہ رہے، دیکھو ناطق اس کے مبداء کا موضوع لہ دراصل بوضع شخصی ادراک کلیات و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جزئیات ہے جب اس سے دال مرادلیں گے تو یہ استعمال مجازی ہوگا۔ ایسا ہی جب وضع نوعی کو اٹھاویں دیکھو قائلہ جب کہ اس سے مقولہ مقصود ہو گو اس میں قول جو اس کا مصدر ہے اپنے اصل معنی پر دال ہے مگر باعتبار اس کے کہ اس میں وضع نوعی منتفی ہوا ہے مجازی ہوگا اگر دونوں کو اٹھادیں نیز مجازی ہوگا دیکھو ناطق سے جس حالت میں مدلول مراد رکھ لیں گے کیونکہ ناطق، مدلول، کے لئے نہ تو بوضع نوعی اور نہ بوضع شخصی موضوع ہے اس لئے مستفسر ہے کہ لفظ متوفیک توفیتنی ان کو کسی معنی پر محمول کریں گے تو کون سا معنی ان سے مرادلیں گے۔ اگر پوری طور پر لے لینا مراد ہے تو یہ روح وجسد دونوں کے اٹھائے جانے کے بغیر نہیں ہوسکتا لیکن یہ استعمال حقیقی ہوگا کیونکہ حقیقت کا مدار وضع شخصی اور نوعی پر ہے سو وہ پایا گیا ہے۔ اگر اس میں اخذ کو مراد رکھیں گیا ور تمامیت لہ قید مجرد سمجھیں گے خواہ یوں کہ اخذ کے لئے تمامیت کا عدم قید ہے یا مہمل طور پر لیں گے یعنی اس کے ساتھ تمامیت کی قید لگی ہو یا نہ تو ان صورتوں میں یہ استعمال مجازی ہوگا اس لئے کہ ان تقدیروں پر لفظ کا موضوع لہ بوضع شخصی سے ہٹانا متحقق ہوگا لیکن یہ بات مسلمات سے ہے کہ حقیقی معنی کو قرینہ صارفہ کے بغیر چھوڑ کر مجازی کو اختیار کرنا نا جائز ہے اور قرینہ یہاں پر موجود نہیں ہے۔ پس لامحالہ حقیقی معنی ہی لینا پڑے گا۔ ہاں یہ جو تم کہتے ہو متوفی سے مارنا ہی سریع الفہم ہے، سریع الفہم ہونا ہی قرینہ ہے، نیز مسلّم نہیں ہے اس لئے کہ یا تو کہو گے کہ توفی سے بلا قرینہ مارنا۔ مرنا متبادر ہے سو یہ تو پہلا ہی جھگڑا ہے قرآن شریف میں تو کہیں بھی توفی اور متوفی کا لفظ مرنے مارنے میں بلا قرینہ مستعمل نہیں ہوا ہے یا کہو گے کہ نہیں توفی اور متوفی سے مرنا مارنا بمعہ قرینہ متبادر ہے البتہ یہ مارنا لیکن حقیقی کی نشانی تو یہ ہے کہ وہ بلاقرینہ ہی متبادر ہو نہ بمعہ قرینہ ورنہ سب مجازات حقیقی ہی بن جائیں گے۔ لہذا لفظ کی تقسیم حقیقت ومجاز کی طرف صحیح نہ ہوگی کیونکہ بنابراس مذہب کے تو مجاز ممکن بھی نہیں ہے۔ بیشک یہ ہمارا دعوی کہ قرآن شریف میں کہیں بھی توفی کا لفظ بلاقرینہ موت میں مستعمل نہیں کیا گیا ہے ثبوت طلب ہے لیکن ثبوت تو موجود ہے دیکھو یتو فا ھن المو ت یعنی وہ مرتے ہیں لیکن یہاں موت کا قرینہ موجود ہے وہ یہ ہے کہ توفی کو موت کی طرف اسناد کی گئی ہے۔ نیز اور بھی بہت سی آیتیں ہیں کہ جن میں توفی سے موت ہی معنی مراد ہیں مگر ہر ایک میں موت کا قرینہ موجود ہے۔ دیکھو

یتو فکم المو ت تم کو ملک الموت موت کا مزہ چکھادے گا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ان الذین تو فهم الملا ئکه وہ لوگ کہ ملائکۃ الموت نے ان کو موت کا مزہ چکھایا

تو فا هم الملا ئکة ۔موت کا ذائقہ ان کو ملائکۃ الموت چکھائیں

یتو فهم الملا ئكة طيبين انکو ملائکۃ الموت پاکیزگی کی حالت میں موت کا مزہ دکھائیں گے

تو فته رسلنا ہمارے فرستادوں نے ان کو مارا۔

ر سلنا یتو فو نهم ہمارے فرستادہ یعنی ملک الموت ان کو ماریں گے۔

یتوفی الذین کفروا الملا ئكة ۔ کافروں کو ملائکۃ الموت ماریں گے

فكيف اذا تو فتهم الملا ئكة ۔کیا ہوگا جس وقت کہ ان کو ملائکہ الموت ماریں گے۔

اب دیکھوان سب آیتوں میں بلا قرینہ توفی سے موت نہیں لی گئی دیکھئے قرائن پہلی آیت میں ملک الموت کی طرف توفی مسند ہے اور یہی قرینہ ہے اور باقیوں میں قابض ارواح فرشتوں کی طرف توفی کو اسناد ہے اور یہی قرینہ موت ہے ایسا ہی اس آیت میں و تو فنا مع ا لا برار جس کا معنی یہ ہے کہ ہم کو مارکر نیکوں کے زمرہ میں داخل کر اس میں ابرار کے ساتھ التجا قرینہ موت ہے۔آیت تو فنا مسلمين کہ اے خدا ہم کو اسلام پر مارنا، میں حسن خاتمہ کا سوال قرینہ موت ہے آیت فـا ما نر ينك بعض الذى نعد هم او نتو فينك فـاليـنـا یر جعو ن ،یارسول یا تو ہم آپ کو وہ بعض امور کہ جن کا ہم کافروں کو وعدہ دیتے ہیں دکھا دیں گے یا موت کا ذائقہ آپ کو چکھائیں گے پھر ہماری طرف لوٹیں گے۔اس میں مقابلہ قرینہ ہے کیونکہ اگر ایک میں متقابلین میں سے کسی چیز کا وجود معتبر ہو تو دوسری میں اس چیز کا عدم معتبر ہوتا ہے۔کیا جانتے نہیں کہ حرکت میں جو سکون کی ضد ہے بتدرج منتقل ہونا معتبر ہے اور اس کی ضد میں یعنی سکون میں اس انتقال کا عدم بہتر ہے پس چونکہ آیت مذکورہ میں دکھانے ار أیت کا مقابل نتو فينك (ہم تجھ کو مایں گے) مقرر کیا گیا ہے ار أیت میں زندگی کا وجود معتبر ہے تو بالضرور اس کے مقابل یعنی نتو فينك میں اس زندگی کا عدم معتبر ہو ورنہ تقابل کیسا ہو گا۔یہی قرینہ موت ہے اسی طرح پر آیات ذیل میں قرائن موجود ہیں دیکھو

و الذين یتو فو ن منكم و یذ رو ن ازوا جاً و صية لا ز وا جهم ۔

جولوگ تم میں سے بیویاں چھوڑ مریں توان پر ازواج کے لئے وصیت کرنا لازم ہے۔

www.KitaboSunnat.com

و الذین یتو فو ن منکم و یذ رو ن ازوا جاً یتر بصن بانفسھن ار بعة اشھر و عشرا جولوگ تم میں سے بیویاں چھوڑ مریں تو وہ بیویاں چار مہینہ اور دس دن عدت الموت کاٹیں

اب دیکھیئے دوسری آیت میں موت کے دو قرینہ ہیں ایک بیویوں کو چھوڑ مرنا، دوم عدت الموت کا کاٹنا۔ پہلی آیت میں بھی دو قرینہ ہیں ایک بیویوں کا چھوڑ مرنا دوسرا وصیت کا لازم ہونا۔ آیت و منکم من یتو فی میں بھی تقابل قرینہ ہے۔ رہی آیت اللہ یتو فی ا لا نفس حین موتھا و التی لم تمت فی منا مھا یعنی خدا ارواحوں کو موت کے وقت میں لے لیتا ہے۔ ملخصاً اس میں حین مو تھا قرینہ ہے۔ یاد رکھو کہ اس آیت میں مارنا سلانا دونوں مراد ہیں مگر نہ اس طرح پر کہ اس سے حقیقی و مجازی دونوں اکٹھے مراد لئے جائیں کیونکہ حقیقت و مجاز کا اجتماع ناجائز ہے۔ دیکھو کتب اصول وغیرہ۔

دوم اس لئے بھی یہاں پر جمع نہیں ہے کہ مارنا یا سلانا اس میں کوئی ایک بھی تو فی کا حقیقی معنی نہیں ہے اس واسطے یہ جمع لازم نہیں آتا اور نہ تو فی سے مارنا اور سلانا عموم مجاز کے طور پر مراد ہے جیسا کہ کوئی شخص قسم کھاوے کہ میں فلاں مکان میں اپنا قدم نہیں رکھونگا اب یہ شخص خواہ گھوڑے پر چڑھ کر اس میں داخل ہو یا اس طرح پر جیسا کہ کہا تھا یا وہ مکان اسی کا ملک ہو یا کرایہ پر یا استعارہ کے طور پر ہو بہر حانث ہوگا یہ قول حقیقی معنی کے ساتھ خصوصیت نہیں رکھتا ہے۔

پس اس کا حانث ہونا اسی پر موقوف نہیں ہوگا کہ وہ گھر فلاں کا مملوک ہی ہو اور اس میں ننگے پاؤں ہی داخل ہو بلکہ بہر حال حانث ہی ہوگا ایسا ہی اس کا قول مجازی معنی کے ساتھ خصوصیت نہیں رکھتا ہے تا کہ کہا جاتا کہ وہ جب فلانے کے غیر مملوک مکان میں یا جوتا پہن کے یا سواری پر ہی چڑھ کر داخل ہوگا تو حانث ہوگا نہیں تو نہیں بلکہ بہر حال حانث ہوگا خواہ حقیقی معنی پایا جائے یا مجازی۔ چنانچہ گذرا۔ آیت مذکورہ میں توفی سے سلانا، مارنا جب کہ بطریق عموم مجاز بھی نہیں تو لامحالہ اس سے کچھ لے لینا مراد ہوگا۔ مثلاً جب تو فی سے سلانا مقصود ہو تو اس صورت میں کہیں گے کہ روح کے تعلق سے جو بدن حساس تھا وہ تعلق مسلوب کیا گیا تو بلاشبہ یہی سلانا ہے اور اگر تو فی سے مارنا مراد ہو چنانچہ ایسا ہی ہے تو یوں کہیں گے کہ روح کے تعلق سے جو بدن زندہ تھا وہ تعلق سلب کیا گیا ہے اس صورت میں بلاشک اس کو مارنا کہا جائے گا ہاں دوسرے میں حس کا سلب بھی معتبر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جیسا کہ زندگی کا کمال مر ۔ لیکن یہ خیال رکھنا کہ یہ تعلق حس اور زندگی کے درمیان بطور تردید دائر ہے جس طرح کہ کوئی امر خاص و عام کے درمیان مردود ہوتا ہے یہ نہ سمجھنا کہ یہ تردد اس طرز پر ہے کہ جس طرح پر شئے نقیضین کے درمیان مردود ہے اس لئے وہ تعلق جس سے احساس کا وجود ہوتا ہے دوسرے تعلق کے بغیر (یعنی وہ تعلق کہ جس سے زندگی ہوتی ہے) موجود نہیں ہوتا پس یوں کہنا کہ ہر حساس زندہ ہے صادق ہے اور یہ کہنا کہ ہر زندہ حساس ہے غلط ہے کیونکہ بعض زندہ (یعنی سوئے ہوئے) حساس نہیں ہیں۔

سوال: آپ کی تقریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مردہ میں حس باقی نہیں رہتی ہے اس لئے لازم آیا کہ وہ سنتے بھی نہیں؟

جواب: ہماری تقریر سے مردوں کا نہ سننا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ان کا سننا بمعنی ادراک روحانی ہے چنانچہ ادلہ قاطعہ شرعیہ سے ثابت ہوا ہے اس قسم کا سماع مرنے سے مرتفع نہیں ہوتا ہے البتہ مرنے کے ضمن میں وہ سماع جو قوت جسمانیہ کے ذریعہ سے ہے مرتفع ہو جاتا ہے لیکن اس طرز پر کہ مردہ بقوۃ جسمانی سنتے ہیں کوئی بھی قائل نہیں ہے لہذا جو مرتفع ہے وہ ثابت نہیں ۔ جو ثابت ہے وہ ناپید نہیں ۔ اس تقریر سے یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ موت حیوۃ کے درمیان ضدیت کے طور پر مقابلہ ہے اس لئے کہ یہ دونوں وجودی ہیں ۔ حیوۃ کا وجودی ہونا تو بالکل ظاہر ہے ۔ رہی موت سو وہ بھی وجودی ہے دلیل یہ کہ مارنا اسی کو کہتے ہیں کہ بدن سے روح کا تعلق جس سے بدن کی زندگی ہوتی ہے اٹھا دیا جائے اس کا اثر لازم مرنا ہے چونکہ مرنا اس تعلق کا منقطع ہونا ہے تو یہ بلاشبہ وجودی ہے نیز اس کے وجودی ہونے پر یہ دلیل ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے موت کو پیدا کیا ہے ۔ یہ صریح طور پر دلالت کرتی ہے کہ یہ وجودی ہے اس لئے کہ موت اگر عدمی ہوتی تو خدا کا فعل اس کے ساتھ کیونکر متعلق ہوتا ۔ کیا کبھی کہا جاتا ہے کہ فلاں امر عدمی پیدا کیا گیا ہے ۔ نہیں کیونکہ پیدا کرنیکا معنی موجود کر دینا ہے۔

سوال : کیوں جائز نہیں کہ باعتبار لازم کے عدمی ہو کیا دیکھتے نہیں کہ عدم الحیوۃ اس کو لازم ہے ۔ پس اس کا عدمی ہونا موت کے عدمی ہونے کو مستلزم ہے۔

جواب: یہ استلزام غلط ہے دیکھو عدم السکون آسمان کو عند الفلاسفہ لازم ہے آسمان معدوم نہیں ۔ علی ہذا القیاس اور بھی بہت مواقع ہیں کہ لازم کی عدمیت ملزوم کی عدمیت کو نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس ثابت ہوا کہ آیت مذکورہ میں جو توفی ہے وہ مارنے میں حقیقی طور پر مستعمل نہیں ہے اس لئے کہ ماردینے میں پورے طور پر لے لینا نہیں پایا جاتا ہے بلکہ ماردینے میں صرف بدن سے روح الگ کر کے اٹھائی جاتی ہے اور یہ گویا ایک حصہ کا لے لینا ہے نہ پوری شئے کا لے لینا، لیکن لفظ کا بصورت عدم قرینہ حقیقی معنی پر محمول کرنا۔ جب کہ واجب ہوا تو آیت یاعیسی انی متو فیك ہمارے لئے دلیل ہوئی نہ قادیانیوں کیلئے۔ اسکا ہمارے لئے دلیل ہونے کو را فعك الی کا اس پر معطوف ہونا قوت بخشتا ہے اسلئے کہ اس رفع سے رفع جسمانی مراد ہے ورنہ خاص کر مسیح سے کیا اس رفع روحی کو خصوصیت تھی جو اس آیت میں انکی روح کا مرفوع ہونا بیان کیا جاتا ہے

سوال: چونکہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ خدا ایمانداروں، اہل علم کے درجات کو (مرفوع) بلند کرتا ہے تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ خود ایماندار اور اہل علم مرفوع نہیں ہوتے ہیں بلکہ ان کے درجات مرفوع اور بلند کئے جاتے ہیں۔ پس رفع مسیح سے بھی خود مسیح کا رفع مراد نہیں ہے بلکہ رفع روحی۔

الجواب: دلیل مفید مطلب نہیں ہے کیونکہ آیت سابقہ میں خود مسیح کا رفع مذکور ہے اور اس آیت میں رفع درجات کا ذکر کیا گیا ہے ظاہر ہے کہ رفع درجات اور خود شئے کے مرفوع ہونے میں غیریت ہے اس لئے رفع درجات سے رفع غیر جسمانی ثابت نہیں ہوگا۔ دیکھو کہا جاتا ہے کہ میں نے زید کو اٹھا لیا ہے۔ یا میں نے زید کا کپڑا یا کچھ اور جس کا زید کے ساتھ تعلق ہوا ٹھا لیا ہے اب اس صورت میں زید کے کپڑے کے اٹھائے جانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہاں پر بھی خود زید کا رفع مراد نہ ہو بلکہ کپڑے کا مثلاً اس لئے کہ خود شئے کا رفع اور ہے، اس کے متعلق کا اور ہے۔ بناء علیہ ثابت ہوا کہ آیت یا عیسی انی متو فیك میں منادی اور ضمائر کا مرجع خود مسیح ہے نہ خالی روح جب مسیح ہی منادی اور مرجع ہوئے تو متوفی مرجوع مطہر فائق الاتباع بھی آپ ہی ٹھہرے نہ صرف روح۔ اب ہم اس سے پہلی شکل بنائیں گے مسیح پر بھی متوفی کا مفہوم صادق آتا ہے۔ جس پر یہ صادق ہے اسی پر مرفوع کا مفہوم بھی صادق ہے۔ نتیجہ مسیح ہی پر مرفوع کا مفہوم صادق ہے۔ اور یہ بعینہ وہی ہے جو ہم دعوی کرتے ہیں۔ دوسری دلیل اگر مسیح کی صرف روح ہی مرفوع ہوئی ہوتی تو آپ کافروں کے ہاتھوں سے کیسے بری اور مطہر ٹھہرتے بلکہ جسد لطیف تو کافروں کے ہی اختیار میں رہتا اور کافروں کا مقصود یہی تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ خدا فرماتا ہے کہ اے مسیح ہم تجھ کو کافروں کے اختیار سے الگ اور پاک کر دیں گے۔ پس اگر خالی روح مرفوع ہوئی ہو تو باری تعالی کا یہ ارشاد کیسا درست ہوگا لہذا رفع روحی غلط ٹھہرا اور مسیح کا بجسدہ مرفوع ہونا ثابت ہوا کیونکہ جب بجسدہ رفع مراد لیں گے تو مسیح بلاشبہ بالکل کافروں کے اختیار سے نکل گئے اور پاک ہو گئے اس لئے آیت مذکورہ سے رفع روحی مراد لینا بے علمی اور عجیب تر ہے۔

انا قتلنا المسیح

قادیانی اس آیت سے بھی استدلال کرتے ہیں۔ اس آیت کا مضمون یہ ہے کہ:

وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے مسیح ابن مریم کو قتل کر دیا ہے حالانکہ انہوں نے نہ تو ان کو قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا ہاں شبہ میں ڈالے گئے ہیں جن لوگوں نے اختلاف کیا وہ البتہ ان کے قتل کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں ان کو اس پر یقین حاصل نہیں ہے صرف خلاف واقع کی تابعداری کرتے ہیں۔ مسیح کو انہوں نے قتل نہیں کیا بلکہ خدا ان نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا ہے اللہ غالب حکمت والا ہے۔ نہیں ہے کوئی اہل کتاب میں سے مگر کہ اس پر ایمان لائے گا اس کے مرنے سے پہلے، وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔

طریقہ استدلال قادیانی کا پہلی آیت میں رفع روحی مراد رکھتا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ اہل کتاب کا مسیح کے مقتول و مصلوب ہونے میں شاک ہونا ہی ضمیر بہ کا مرجع ہے۔ مو تہ کی ضمیر اہل کتاب کی راجع ہے اس کے بعد دو توجیہیں کرتا ہے پہلی کہ قبل موتہ میں ایمان کا لفظ مقدر ہے (قادیانی صاحب یہ عجیب ہے کہ کوئی اگر مقدر کا نام لے تو اس کو محرف کہتے ہیں) اس تقدیر پر آیت کا معنی یہ ہوا کہ ہر ایک کتابی مسیح کی طبع موت پر جو ماضی میں واقع ہو چکی ہے ایمان لانے سے پہلے آپ کے مشکوک القتل ہونے پر ایمان رکھتا ہے۔

دوسری توجیہہ کہ ہر ایک کتابی یقیناً جانتا ہے کہ ہم مسیح کے مقتول ہونے کے بارے میں شک میں ہیں اس شک پر ان کا ایمان مسیح کے مرنے سے پہلے تھا گویا مسیح ابھی زندہ ہی تھے کہ ان کو آپکے مقتول ہونے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں شک تھا اور وہ آپکے مرنے سے پہلے ہی اپنے اس شک پر یقین رکھتے تھے۔

اب دیکھئے کہ استدلال پر کتنے اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ اولا کہ رفع سے روحانی مراد لینا غلط ہے اس لئے کہ اس آیت میں مسیح وصف مرفوعیت میں بطور قلب اور عکس کے محصور کر دیئے گئے ہیں لیکن اس حصر اور قصر کے لئے اوصاف کی منافات شرط ہے مثلاً ایک شخص اعتقاد رکھتا ہے کہ زید قائم ہے دوسرے نے اس سے مخاطب ہوکر کہہ دیا کہ زید قائم نہیں بیٹھا ہے۔ پس دیکھئے یہاں پر متکلم نے ایسا بیان کیا ہے کہ وہ مخاطب کے عقیدہ کا قلب اور الٹ ہے۔ ظاہر ہے کہ کھڑا ہونا، بیٹھنا، یہ دو صفتیں آپس میں منافات غیریت رکھتی ہیں۔ بے شک یہ منافات عام طور پر لی جاتی ہیں خواہ قصر وحصر کی بہتری کے لئے یا نفس حصر کے لئے شرط ہو۔ نیز واقع میں منافات ہو یا اعتقاد میں۔ رہی یہ بات کہ وہ آیت کہ جس کا مضمون یہ ہے کہ انہوں نے مسیح کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا ہے بطور قصر قلب کے فرمائی گئی ہے سو اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل کتاب دعوی کرتے تھے کہ مسیح قتل کئے گئے ہیں تو خدا نے ان سے انکے گمان کے برعکس فرمایا کہ مسیح تو صرف مرفوع ہوئے ہیں قتل نہیں ہوئے۔ اب ظاہر ہے کہ مسیح کو وصف مرفوعیت میں قصر حصر کیا گیا ہے مگر قلب اور عکس کے طور پر پس ضرور ہوا کہ قتل اور رفع میں منافات ہو لیکن یہ منافات جب ہی متصور ہے کہ مسیح بجسدہ مرفوع ہوئے ہوں۔ کیونکہ رفع بجسدہ بداہۃً منافی قتل ہے مگر جب رفع سے روحانی رفع مراد لیں گے جیسا کہ قادیانی کا بیان ہے تو وہ قتل سے منافی نہیں ہے کیا دیکھتے نہیں کہ جو شخص خدا کی راہ میں قتل کیا جاتا ہے تو اسکی روح مرفوع ہوتی ہے پس جب کہ قتل کی حالت میں رفع روحانی پایا گیا ہے تو منافات کہاں رہی جس حالت میں یہ دونوں واقع میں بلکہ عقیدہ میں بھی مجتمع ہوئے تو منافات سرے سے ہی اڑ گئی۔ بنابراں آیت میں جو قصر کے طور پر فرمایا گیا ہے خود قصر ہی غلط ہوگا یا بہتر نہیں ٹھہریگا نعوذ باللہ منہ۔ لہذا قادیانی پر دو باتوں میں سے ایک کا اقرار کرنا لازم ہے یا تو کہے گا کہ آیت اہل کتاب کی تردید کرتی ہے لیکن اس صورت میں قصر القلب قتل، رفع میں منافات کا اقرار کرنا ہوگا۔ پس مسیح کا بجسدہ مرفوع ہونا بھی ماننا پڑے گا۔ یا کہہ دے گا کہ قصر القلب میں وصفین کے درمیان منافات کا ہونا ضروری نہیں مگر اس صورت میں کلام عربی کے قواعد کا ہدم اور ان کے برخلاف پر ہونا لازم آوے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختصراً قادیانی کو اس سے گریز نہیں ہوسکتا۔ یا تو مسیح کے بجسدہ مرفوع ہونے پر ایمان لانا پڑے گا یا قواعد عربیت سے منحرف ہونا پڑے گا۔ پس دو میں سے جسے چاہے اختیار کرے۔

دوسرا اعتراض معہ پہلی ضمیر کا مشکوکیۃ القتل کی راجع کرنے سے اس ضمیر کا خود حضرت مسیح کی جانب پھیرنے سے اولی نہیں ہے چنانچہ ظاہر ہے پھر مشکوکیۃ کو مرجع بنانا باوجود اس کے کہ سلف خلف کے برخلاف ترجیح بلا مرجح بلکہ ضعیف کو ترجیح دینا ہے۔ یہ ترجیح پہلی ترجیح سے بدتر ہے مع ہذا آیت کا معنی اس تقدیر پر یوں ہو گا، کہ ہر ایک کتابی ایمان رکھتا ہے کہ مسیح کا مقتول ہونا شکیہ ہے ان کا مقتول ہونا یقینی نہیں ہے، چنانچہ قادیانی اس بات کو خود واضح کر رہا ہے حالانکہ یہ معنی درست نہیں ہیں کیونکہ انہوں نے مسیح کا مقتول ہونا جملہ اسمیہ کے لباس میں بیان کیا ہے اور پھر اس کو موکد بھی کر دیا ہے پس یہ صراحۃً اس پر دال ہے کہ وہ مسیح کے مقتول ہو جانے پر اذعان کر بیٹھے ہیں آخر اس لئے تو خداوند تعالی نے ان کی تردید کی کہ انہوں نے مسیح کو یقیناً قتل نہیں کیا۔

اجی اگر ان کو مسیح کے قتل ہو جانے پر اذعان نہ ہوتا تو خدا اتنا ہی فرما دیتے کہ انہوں نے مسیح کو قتل نہیں کیا اور یقیناً کی قید نہ بڑھاتے۔ پس یہ کہنا کہ ان کو یقین واذعان نہیں ہے یہ صاف طور پر اس بات کا اقرار ہے کہ قرآن شریف میں یقیناً کی قید لغو ہے نعوذ باللہ منہ۔

اچھا صاحب اگر یہ دعوی کریں گے کہ اس آیت میں جو یقینی مذکور ہے وہ تو منفی قتل کی قید ہے تو گویا یہ نفی مقید پر وارد ہوئی ہے۔ پس یہ نفی جیسے کہ قید کے اٹھ جانے سے منتفی ہوتی ہے ویسے ہی قید و مقید دونوں کے اٹھ جانے سے منتفی ہو جاتی ہے۔ یہاں ایسا ہی ہے کیونکہ یقینی قتل منتفی ہے اس لئے آیت کا معنی یوں ہوگا کہ ان کا متیقن قتل نہیں پایا گیا ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ باوجود ان لن ترانیوں کے یقیناً کی قید کا فائدہ مند ہونا ثابت نہیں ہوتی بلکہ پھر بھی قادیانی کو اس قید کے لغو ہونے کا مقر بننا پڑے گا۔ اولاً کہ ان کی تردید کے لئے نفس قتل اور بلا قید ہی کی نفی کافی تھی۔ دوم یہ بات اکثری قاعدہ سے مخالف ہے وہ قاعدہ یہ ہے کہ نفی جب مقید پر وارد ہوتی ہے تو وہ نفی صرف قید کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے علاوہ براں یہ کسی دلیل سے ثابت نہیں ہوتا کہ انہوں نے یہ جملہ انا قتلنا المسیح .. بلا اذعان ہی کہہ دیا ہے جیسا کہ دوسری آیت میں بلا اذعان کہہ دینے پر دلیل موجود ہے اس آیت کا مضمون یہ ہے کہ منافقین کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں یا محمد (ﷺ) آپ بلاشبہ خدا کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول ہیں پس یہ دعوی کرنا کہ اہل کتاب نے باوجود یہ کہ شک میں پڑے ہوئے ہیں اپنے عقیدہ سے مخالفانہ کہہ دیا ہے کہ مسیح کو قتل کیا ہے، کیسے بلا دلیل قبولیت کے قابل ہے البتہ اگر اس پر کوئی دلیل ہوتی تو یقیناً کی قید کا لغو ہونا لازم نہ آتا مگر دلیل ندارد ہے۔ اسلئے قادیانی لغو ہونے کے الزام سے نہیں بچتے۔ ہاں اس پر تو دلیل موجود ہے کہ وہ لوگ مسیح کے مقتول ہو جانے پر اذعان کر بیٹھے ہیں دیکھو قرآن کی عبارت ہی پہلے شاہد عدل ہے۔ دوم نصاری اور فرقوں کو اسی بات کی طرف بلاتے ہیں کہ آؤ مسیح کے مقتول ہونے پر ایمان لاؤ اور یہ اس گمان سے کہتے ہیں کہ مسیح امت کے گناہوں کے بدلہ میں قتل کیا گیا ہے۔ حال یہ ہے کہ یہ بات ان کی انجیل میں بھی لکھی ہوئی ہے گو تحریف کے طور پر ہی ہو لیکن وہ اس پر اس لئے اذعان کر بیٹھے ہیں کہ وہ انجیل کو بلا تحریف مانتے ہیں۔ مع ہذا یہ کہنا کہ مسیح کے قتل ہو جانے پر اذعان نہیں رکھتے کیا صریح بہتان ہے۔ باوجود اس روشن دلیل کے سب کی طرف شک کو منسوب کرنا کیونکر متصور ہے شاید ایسے لوگوں کو اس آیت (جس کا مضمون یہ ہے کہ وہ لوگ مختلف ہوئے البتہ قتل کے بارے میں شک میں ہیں، نہیں ان کو اس پر اذعان مگر ظن کی تابعداری کرتے ہیں) وہم پیدا ہو گیا ہو گا سو واضح رہے کہ جو اس آیت میں مذکور ہے وہ منطقیوں کے طور پر نہیں ہے منطقی تو شک اس کو کہتے ہیں کہ جس کے دونوں جانب برابر ہوں (جیسے کہ زید کے قائم ہونے کا خیال ہو ویسے ہی اس کے قائم نہ ہونے کا بھی خیال ہو اور کسی جانب کو ترجیح نہ ہو اسے منطقی شک کہا کرتے ہیں۔ مترجم) بلکہ شک سے آیت میں ضد علم مراد ہے جسے حکم جازم مطابق واقع کہتے ہیں مختصراً کہ شک سے ضد یقینی مطلوب ہے۔ پس اس لحاظ سے مسیح کے مقتول ہونے جانے کے بارہ میں ان کے شک کنندہ اور متیقن ہونے میں منافات نہیں ہے۔ بریں تقدیر آیت کا معنی یوں ہوگا کہ وہ لوگ جو مختلف ہوئے البتہ قتل کے بارے میں شک میں ہیں یعنی البتہ وہ ایسے خیال میں گرفتار ہیں کہ جو خلاف واقع ہے گو وہ لوگ حکم بزعم خود قطعاً و جزماً لگاتے ہیں لیکن چونکہ وہ دراصل مطابق واقع نہیں علم و یقین نہیں ہے بلکہ شک ہے کیونکہ یقین کیلئے یہ ضروری ہے کہ مطابق واقع ہو۔ پس بلا شبہ وہ ظن کے تابعدار ہیں یعنی اس خیال اور حکم کے تابعدار ہیں جو مطابق واقع نہیں، اسلئے شک اور ظن کا مآل اور مرجع ایک ہی ہوا۔ اگر شک و ظن کو منطقیوں کی اصطلاح کے موافق لیں گے تو ان دونوں کا مصداق ایک نہیں ہوسکتا کیونکہ ان کے نزدیک ظن وہ خیال ہے کہ طرف موافق قوی ہو (چنانچہ ایک شخص زید کے قائم ہونے پر غالب گمان رکھتا ہے گو اس کے قائم نہ ہونے کا بھی اسکو ضعیف سا گمان ہے، اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو منطقین ظن کہتے ہیں۔مترجم)اور شک میں ان کے نزدیک مطلقاً رجحان نہ چاہیے چنانچہ ظاہر ہے۔رہی بات کہ قرآن شریف میں کہیں بھی شک کا معنی برخلاف منطقین کے لیا گیا ہے سو واضح ہو کہ قرآن میں یہ بات موجود ہے دیکھو خدا فرماتا ہے کہ اگر تم لوگ قرآن کے بارے میں ریب یعنی انکار میں پڑ گئے ہو۔

اب دیکھو کہ اس آیت میں جو ریب بمعنی شک ہے ان کے انکار ان کے حکم بالجزم پر کہ یہ خدا کا کلام نہیں ہے بلکہ کسی بشر کا ہے شعر اور کہانت ہے اطلاق کیا گیا ہے۔اس پر خدا کا کلام دلالت کرتا ہے کہ ہم ان چیزوں کی قسم کھاتے ہیں جنہیں تم دیکھتے ہو اور جنہیں تم نہیں دیکھتے ہو کہ قرآن فرشتہ جبریل کے منہ سے نکلا ہے کسی بشر کا کلام، شاعر کا کلام نہیں۔تھوڑے ہی لوگ ایمان لاتے ہیں اور نہ یہ کاہن کا کلام ہے تھوڑے ہی لوگ ہیں جو نصیحت قبول کرتے ہیں۔یہ قرآن منزل من اللہ ہے۔

اس آیت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اگر قرآن کے کلام الٰہی ہونے میں شک کنندہ بایں معنی ہوتے کہ جو شک کا معنی منطقی کرتے ہیں تو خداوند یہ تاکیدیں نہ فرماتا، پہلی کہ جملہ اسمیہ بیان فرمایا۔ دوم انّ کو ذکر کیا۔سوم قسم ،۔پس بلاشبہ یہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ ان کا انکار قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے سے اس حد تک پہنچا ہے کہ انہوں نے یقین کر لیا ہے کہ یہ غیر اللہ کا کلام ہے۔

اسی طرح پر ظن کا بھی اسی خیال پر جو خلاف واقع ہو اطلاق کیا ہوا ہے، دیکھئے وہ آیت جس کا ماحصل یہ ہے کہ وہ صرف ظن کی تابعداری کرتے ہیں اور وہ صرف جھوٹے ہیں غرضیکہ اعتراض مذکور کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر پہلی ضمیر کو شک کی طرف پھیریں گے تو یا تو قید کا لغو ہونا لازم آئے گا یا یوں کہنا پڑے گا کہ یہ آیت جس کا معنی یہ ہے کہ وہ اعتقاد کر بیٹھے ہیں کہ ہم نے مسیح کو قتل کر ڈالا ہے اپنے ظاہر معنی پر محمول نہیں۔حالانکہ ظاہر پر محمول ہونے کا بھی موجب موجود ہے پس جو لوگ پہلی کا التزام کریں تو یہ کفر ہے۔اگر دوسرے کو اختیار کریں گے تو یہ نادانی ہے۔اب ان دونوں میں سے جس کو چاہیں اختیار کر لیں۔

تیسرا اعتراض کہ یہ توجیہہ تکلف محض ہے کیونکہ جس کی طرف تم ضمیر کو راجع کرتے ہو یہ رجوع ہرگز متبادر نہیں ہے۔نیز اس قسم کے ارجاع سے انتشار ضمائر لازم آتا ہے قرآن شریف میں انتشار ضمائر کا قائل ہونا یہ تو بے عیب پر از فصاحت قرآن کو بٹہ لگانا۔چنانچہ ظاہر ہے اور جب یہ سب کچھ باطل ہوا تو ہمارا اثابت ہوا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی بحث کہ جب اس طرح پر ضمیر کا مرجع مانا جائے تو آیت کا معنی یہ ہوگا کہ اہل کتاب مسیح کی مقتولیت کے مشکوک ہونے پر تصدیق رکھتے ہیں اور شک و مشکوکیۃ چونکہ ایک ہی بات ہے تو تصدیق کا شک سے تعلق پکڑنا لازم آتا ہے یہ شک جو ایک قسم کا تصور ہی ہے اس کے لفظ کا مفہوم ہی شک سے مراد رکھ لیں یا جس پر وہ شک صادق آتا ہے وہی مقصود رکھیں اس لئے کہ شک کا معنی اور اس کا مصداق دونوں تصور ہی ہیں۔ عام اس سے کہ تصدیق علم یقینی جو مطلق ادراک و تصور کا قسم ہے۔ مقصود ہو یا وہ حالت کہ بعد ادراک کے پیدا ہوتی ہے جسے دانش کہتے ہیں مطلوب ہو لیکن تصدیق کا بہرحال تصور یعنی شک سے متعلق ہونا باطل ہے۔ چنانچہ یہ بات ثابت ہے ہاں تصدیق کا شک ہے اس صورت میں متعلق ہونا کہ تصدیق جنس تصور سے مان لیں بہت فحش ہے۔ اس صورت سے کہ تصدیق کو بمعنی دانش لیں۔ وجہ یہ ہے کہ جب تصدیق کو تصور کی ہی قسم سمجھ کر شک سے متعلق جان لیں تو شک معلوم بن جائے گا اور پھر تصدیق کو بہ نسبت شک کے علم قرار دینا پڑیگا حالانکہ دلیل سے ثابت ہے کہ علم تصور و صورت علمیہ کے معنی سے معلوم کے ساتھ متحد ہوتا ہے (جب انسان کا مثلاً علم حاصل ہوتا ہے تو یوں ہوتا ہے کہ اس کی ماہیت اور صورت ذہن نشین ہوتی ہے پس اس صورت کو صورت علمیہ کہتے ہیں۔ مترجم) لہذا لازم آیا کہ تصدیق اور شک ایک ہی بات ہو حالانکہ یہ صریح غلط ہے کیوں غلط نہ ہو کہ تصدیق و شک آپس میں غیریت رکھتے ہیں۔

پانچویں بحث کہ شک اصطلاحی جب ہی متحقق ہوگا کہ نسبت کے طرفین میں تردد ہو یعنی یہ ایسا ہے یا ایسا لیکن دونوں میں سے کسی جانب کو ترجیح نہ ہو۔ بلکہ طرفین کی تجویز برابر ہو۔ پس قادیانی کی یہ تفسیر کہ اہل کتاب مشکوکیت قتل مسیح کے طبعی مرنے سے پہلے ایمان رکھتے ہیں اس طرف کو راجع ہوگی کہ اہل کتاب کا اس قسم کا شک بغیر اس کے کہ ان کو مسیح کی طبعی موت پر یقین ہونا موجود تھا، کیونکہ تقدم کے لوازم سے ہے کہ مابعد مقدم پیدا ہونے کے زمانہ میں موجود نہ ہو۔ نیز جب ایک شخص کی طبعی موت پر یقین ہو تو اس کے مقتول ہو جانے میں شک کا ہونا محالات میں سے ہے۔ ظاہر تر ہے کہ مسیح کے مقتول ہو جانے کے دو جانب ہیں ایک کہ قتل نہیں ہوئے دوم کہ قتل ہو گئے ہیں پس جب کہ آپ کا قتل ہو جانا مشکوک ہے تو واجب ہوگا کہ نہ اس پر کہ وہ قتل ہو گئے ہیں اور نہ اس پر کہ وہ قتل نہیں ہوئے، یقین ہوا اور نیز اس پر جو عدم القتل میں مندرج ہے یقین نہ ہو لیکن یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات واضح ہے کہ طبعی موت عدم القتل میں مندرج ہے ہاں یہ اندراج ایسا ہے کہ خاص وعام میں مندرج ہوتا ہے اس لئے کہ عدم القتل جیسے کہ زندگی کو شامل ہے ایسے ہی طبعی موت کو شامل ہے لہذا لازم ہوا کہ جس صورت میں کہ مسیح کے مقتول ہو جانے میں شک ہو تو آپ کی طبعی موت پر یقین نہ ہو اور یہ بالکل بدیہی ہے کیونکہ شک کے لئے جانبین کی تجویز کا برابر ہونا ضروری ہے اور مع ہذا ایک جانب پر یعنی عدم القتل پر یقین کرنا محال ہے چنانچہ کم درایت پر بھی مخفی نہیں ہے۔ بنا براں اگر آیت سے اگر وہی مراد ہے جو قادیانی سمجھتے ہیں تو کہے کہ اس آیت کے نازل ہونے سے کیا فائدہ ہوا۔ اس جزء پر کون سے عواید مرتب ہوئے علاوہ براں اگر اس آیت کو قادیانی کی ہی مراد پر محمول کریں تو اس سے لازم آئے گا کہ اس آیت نے شک کی ماہیت کے بعض اجزاء بیان کئے ہیں، لیکن یہ اس بات کا دعوی ہے کہ قرآن نے وہ معانی بیان کئے ہیں جو قوم کے مصطلح ہیں۔ پس اس صورت میں لازم آئے گا کہ قرآن بھی کافیہ شافیہ تہذیب کی مانند ایک کتاب ہے حالانکہ اس امر کا کوئی عقلمند قائل نہیں ہے اسی پر قادیانی کی دوسری توجیہہ سواس پر بھی پانچویں بحث کے سواسب ابحاث وخدشہ وارد ہوتے ہیں البتہ اس دوسری توجیہہ پر خاصۃً یہ بحث وارد ہے وہ یوں ہے کہ تمام اوصاف کا سلب کسی شئے کے ہر ہر فرد سے کر دینا پھر خاص صفت ان کے واسطے ثابت کرنا جیسا کہ اس سے لازم آتا ہے کہ وہ افراد موصوفہ اسی صفت میں منحصر ہو جائیں اسی طرح پر ان افراد سے خاص صفت کا سلب کر دینا خواہ وہ صفت ملفوظ نہ ہو مقدر ہی ہو بعد ازاں کوئی ایسی صفت جو مسلوب سے منافی ہے۔ ان افراد کو ثابت کرنا، اس کو چاہتا ہے کہ وہ موصوف اس مسلوب کے منافی میں منحصر ہو۔ پہلے کا نام حصر حقیقی دوسرے کا نام حصر اضافی ہے لیکن یہ دونوں موصوف کے صفت میں منحصر ہونے کیلئے دو قسم ہیں اسی پر صفت کا موصوف میں بطور انحصار حقیقی کے سواس واسطے کے وہ صفت صرف اسی موصوف میں متحقق ہے نہ غیر میں۔ صفت کا موصوف میں بطور انحصار اضافی کی منحصر ہونا سواس لئے ہے کہ وہ صفت تو اس موصوف میں پائی جاتی ہے لیکن اس کے کل اغیار سے منفک نہیں ہوتی بلکہ بعض میں پائی جاتی ہے اور بعض میں نہیں پس چونکہ بعض ہی کی طرف نسبت کر کے منحصر ہے تو یہ حصر اضافی اور نسبتی ہوا۔ پر ظاہر ہے کہ جس میں کوئی چیز منحصر ہو وہ اس پر جو اس میں ملیۃً منحصر ہے کلی طور پر صادق آتا ہے اب دیکھئے کہ آیت (جس کا مضمون یہ ہے کہ نہیں کوئی ایک بھی اہل کتاب میں سے مگر وہ ایمان لائے گا) میں اہل کتاب صفت ایمان میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منحصر کر دیئے گئے ہیں لیکن یہ انحصار صفت کفر کی طرف نسبت کر کے ہے۔ نہ اور صفات کے لحاظ سے پس مراد الآیہ صفت الکفر کا تمام اہل کتاب سے مسلوب ہونا، سب کے لئے صفت الایمان کا ثابت ہونا ہے لاغیر۔ اس سے صاف طور پر واضح ہو گیا ہے کہ یہ انحصار اضافی ہے کیونکہ اہل کتاب جو صفت ایمان میں منحصر کر دیئے گئے ہیں تو صرف ایک صفت محض کی طرف نسبت کر کے اوصاف کے لحاظ سے لہذا مفاد الآیۃ یوں ہوا کہ سب اہل کتاب ایمان میں نہ کفر میں منحصر ہوں گے اور صفات ان میں پائی جائیں یا نہ۔ پس سب اہل کتاب سے وصف کفر جو مقدر ہے مسلوب کر دیا گیا۔ اس کا منافی یعنی ایمان سب کو ثابت کر دیا گیا ہے۔ جب یہ سمجھ گئے کہ تمام اہل کتاب صفت ایمان میں منحصر ہوں گے تو لازم آئے گا کہ صفت ایمان تمام کتابیوں پر صادق آنا چاہیے جیسا کہ کہہ دیں کہ ہر ایک کتابی اس پر ایمان لائے گا اس لئے یہ قضیہ موجبہ محصورہ کلیہ بنا۔ جب کہ ہم آیت مذکورہ سے وہ مراد رکھ لیں جو قادیانی بیان کرتے ہیں تو اس تقدیر پر یہ معنی ہو گا کہ سب اہل کتاب مسیح کے قتل کی مشکوکیۃ پر ان کے مرنے سے پہلے ایمان لے آئیں گے حالانکہ یہ معنی مردود ہے گو ہم اس سے قطع نظر کریں کہ اس طرز پر صیغہ مضاروع کا ماضی پر محمول کرنا لازم آتا ہے اس سے بھی اغماض کریں کہ نون تاکید ثقیلہ معنی استقبال کو چاہتا ہے مگر اور طرز پر جو اعتراض وارد ہوتا ہے وہ بالتصریح بیان کریں گے وہ یہ ہے کہ یہ حکم خاص ان ہی بعض اہل کتاب کے لئے ہے جو مسیح کے زمانہ اور آپ کی مرفوعیت سے پہلے موجود تھے لیکن یہ تو قاعدہ مذکورہ مسلّمہ سے مخالف ہے کیونکہ قاعدہ سے لازم آیا تھا کہ یہ حکم کل کتابیوں کے واسطے ہے نہ بعض کے واسطے یا یہ کہو گے کہ یہ عام اہل کتاب کے لئے ہے یعنی جو آپ کے زمانہ میں آپ کی مرفوعیت سے پہلے موجود تھے اور وہ جو اس کے بعد قیامت تک موجود ہوتے جائیں گے مگر اس سے تو پھر اور ہی محال لازم آئے گا اس لئے کہ اب یہ تجویز کرنا پڑے گا کہ ایک چیز جو موجود نہیں وہ موجود ہونے کی حالت میں موجود ہو۔ اجی جب تم مسیح کے مر جانے کے قائل ہو اور ادھر آیت کے معنی یہ ہوئے کہ مسیح کے مرنے سے پہلے ہی تمام کتابی ایمان لا چکے ہیں تو صاف لازم آیا کہ جو اس زمانہ میں موجود نہیں تھے موجود ہوں۔ آخر جب سب کے لئے موت المسیح سے پہلے ہی صفت الایمان ثابت کیا گیا تو اس صفت کا موصوف بھی تب ہی موجود ہونا چاہیے ورنہ لازم آئیگا کہ صفت بغیر موصوف کے متحصل ہو۔ یہ تجویز گویا اجتماع النقیضین کو جائز کر دینا ہے نیز اس پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں مصدر کو بلا موجب ماضی پر محمول کرنا پڑتا ہے حالانکہ یہ بناوٹ ہے صاحبان فہم کے ناپسند ہے۔ رہی یہ بات کہ مستدل دو معنوں کو اپنی منہ سے اچھا کہتا ہے اور دونوں کو اپنے کشوف سے موید کرتا ہے سو واضح رہے کہ بالضرور دو معنوں میں سے ایک تو بالکل باطل ہے سبب یہ ہے کہ دوسری توجیہہ اور معنی میں زیادہ تر خصوص کا ہی احتمال ہے کیونکہ اگر عموم لیا جائے تو اجتماع النقیضین لازم آتا ہے چنانچہ گذرا پہلی توجیہہ میں خالی عموم ہی ہے اور ظاہر ہے کہ عموم وخصوص یہ دونوں آپس میں متغائر ہیں۔ پس اگر پہلی توجیہہ کو تسلیم کریں گے تو بالضرور دوسری ندارد ہے اگر دوسری کو مان لیں گے تو لامحالہ پہلی مردود ہے۔ اب کہیے کہ اگر ایک کشف کو الہام رحمانی سے ہی فرض کرلیں گے تو دوسرا بداہۃً شیطانی ہوگا۔ اس لئے کہ اگر دونوں الہام اللہ سے ہوتے تو ان میں تخالف نہ ہونا چاہیے تھا۔ لہذا حق یہی ہے کہ یہ دونوں ہی رحمانی نہیں ہیں ورنہ کیوں ان دونوں پر شرعیہ اور عقلیہ اعتراضات ساطعہ قاطعہ وارد ہوتے لامحالہ ایسے مدعیوں کے خصائل سے یہ بات سامنے ہے کہ اگر ان کے مقابلہ پر قرآن پیش کرتے ہیں تو انجیل طلب کرتے ہیں جب انجیل سامنے رکھتے ہیں تو قرآن طلب کرتے ہیں۔ جب دونوں پیش کئے جاویں تو عقل کے طالب ہوتے ہیں پھر عقل بھی اگر پیش کی جاوے تو کشف لے بیٹھتے ہیں تو پھر جب اس کشف پر دلیل طلب کی جاتی ہے تو سرنگوں متحیر ہو جاتے ہیں۔ غرضیکہ وہ لوگ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔ ہر ایک دربار سے ان کو دھکے ملتے ہیں یا یوں کہیے کہ یہ لوگ شترمرغ کے مثیل ہیں اس پر جب بوجھ ڈالنا چاہیں تو اڑنے والا پرندہ بن جاتا ہے، اگر اسے اڑانا چاہیں تو اونٹ کہلاتا ہے۔ یا یوں کہ ایسے لوگ اس مریض کے مثیل ہیں جسے مرض الموت نے گرفتار کیا ہو، نہ وہ زندہ ہو اور نہ وہ مردہ ہے۔ اور کسی نبی کے مثیل نہیں ہیں خیر جو ہیں سو ہیں ہم کو اس سے کیا غرض۔ ہاں ہم اب یہ بیان کریں گے کہ جس طرح پر کہ ہم اور سلف وخلف آیت انا قتلنا المسیح سے سمجھتے ہیں اس طرز پر اعتراضات مذکورہ میں سے ایک اعتراض بھی وارد نہیں ہوتا وہ یوں ہے کہ اہل کتاب نے کہا کہ ہم مسیح کے مقتول ہو جانے پر یقین رکھتے ہیں سو اللہ عزوجل نے ان کی تردید فرمائی کہ انہوں نے مسیح کو نہ تو قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا پس کیونکر مسیح کے قتل ہو جانے ان کو یقین کر بیٹھنا متصور ہے اس لئے کہ علم یقینی کے لئے تو یہ ضروری ہے کہ واقع سے مطابق ہو کیا ہوسکتا ہے کہ واقع سے مخالف ہو اور پھر بھی یقینی ہو۔ ہرگز نہیں۔ لہذا ان کا یہ دعوی کہ ہم قتل کے بارے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متیقن ہیں باوجودے کہ دراصل ان کو یقین حاصل نہیں ہے بلا شبہ جہل مرکب ہے کیونکہ جہل مرکب کا معنی یہی ہے کہ خلاف واقع ایک حکم لگایا جائے۔پس وہ اس کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں یعنی ایسے حکم میں کہ وہ خلاف واقع ہے۔نہیں ان کو یقین حاصل بلکہ ظن اور جہل مرکب کے تابعدار ہیں۔وجہ یہ ہے کہ انہوں نے مسیح کو قتل نہیں کیا یعنی قتل کا نہ پایا جانا یقینی ہے۔ایسا اس لئے ہے کہ یقیناً نفی (ما) کی قید ہے نہ منفی (قتلو ہ) کی بل رفعه الله بلکہ خدا نے مسیح کو اپنی طرف اٹھالیا ہے لیکن وہ اٹھالینا کہ وہ بجسدہ منافی قتل ہے نہ وہ کہ اس کا منافی نہیں یعنی رفع روحی کیونکہ رفع روحانی واقع اور اعتقاد مخاطب میں قتل کے ساتھ مجتمع ہوتا ہے و کان الله عزیزاً حکیماً خدا کو مسیح کے بجسدہ مرفوع کرنے سے کوئی چیز عاجز کرنے والی نہیں ہے حکیماً خدا حکمت والا ہے رفع کے کام میں۔نہیں کوئی ایک بھی من اهل الکتا ب ا لا لیو منن به اہل کتاب میں سے اگر مسیح پر ایمان لائیں گے ان کے مرجانے سے پہلے خواہ وہ ایمان ان کے لئے نافع ہی ہو جیسا کہ حالت حیات میں یا نافع نہ ہو جیسا کہ حالت مرگ میں اور یہ ایمان جو مرگ کی حالت میں نہیں ہے وہ اس سے عام ہے کہ مسیح کے اترنے سے پہلے ہو یا ان کے اترنے کے بعد ہو پس اس معنی میں غور کرو کہ اس میں بہرحال ایمان کی حفاظت ہے دیکھو ایک تو صیغہ مضارع اپنے ہی معنی پر رہا۔نون ثقیلہ جو مدخول کے استقبال پر بالاجماع دلالت کرتا ہے اپنے ہی طور پر رہا۔اس معنی پر اعتراضات سابقہ میں سے کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔کما هو الظاهر بالتا مل الصادق ۔لہذا جو معنی ہم نے بیان کئے ہیں اسی کو صحیح کہنا زیبا ہے اور اس کے برخلاف الہامات وکشوف کو کھنڈروں پر دے مارنا لازم ہے۔یہی معنی تمام اشکالات کے دور کرنے کیلئے کافی ہے اس پر بالضرور منصف مزاج ایمان لائیگا گو کوئی بے انصاف اور بے علم جھگڑالو اس سے انحراف کرے۔

فوق وتحت

قادیانی کا اور بھی استدلال الزام کے طور پر ہے کہ ہر ایک جو آسمان کے موجود ہونے پر ایمان رکھتا ہے اس کا عقیدہ یہ ہے کہ آسمان کی حرکت استدارت پر ہے پس مسیح کو اگر آسمان پر زندہ مان لیں گے تو واضح طور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر لازم آئے گا کہ مسیح بھی آسمان کی حرکت سے متحرک ہوں۔ پس ان کا فوق اور اوپر ہونا متعین نہیں ہوگا یا یوں کہیے کہ ان کے لئے جہت فوق معین نہیں ٹھہرے گا بلکہ اس تقدیر پر مسیح کا کبھی نیچے اور کبھی اوپر ہونا ثابت ہوگا لہذا نزول بھی معین نہیں ہوگا کیونکہ نزول فوق سے ہوتا ہے اور فوق ہی جب معین نہیں تو نزول کا ٹھکانہ کہاں ہے نیز اس صورت میں مسیح کا جب تک آسمان پر ہیں عذاب میں اور اضطراب میں گرفتار ہونا لازم آئے گا۔

جواب: واضح رہے کہ یہ استدلال موٹی اور سرسری نظر والوں کو جلدی جھپ لے گی چنانچہ ایسے لوگوں کے قابو زیادہ تر اسی قسم کے لوگ آئے ہیں لیکن جو نیک بخت باریک بین ہیں وہ ایسے استدلالات کو کوڑے سے بھی نہیں خریدتے۔

تقریر الجواب: کہ دراصل فوق کا اطلاق اس لمبے خط کے جو انسان کے سر کی طرف جس وقت کہ طبعی طور پر کھڑا ہو یا بیٹھا ہو کھینچا جائے منتہی پر کیا جاتا ہے۔ وہ فلک الافلاک یعنی عرش بالا ہے۔ رہا جہت (نیچے کی طرف) اس کا اطلاق اس خط کے منتہی پر ہوتا ہے کہ انسان کے پاؤں تلے سے کھینچا جائے اور وہی مرکز عالم ہے۔ یہ دو جہتیں کبھی متبدل نہیں ہوتی ہیں لہذا حقیقی کہلاتی ہیں۔ فوق وتحت کا اطلاق ان اطراف پر جو کہ مرکز عالم اور فلک الافلاک کی طرف بالا کے مابین ہیں کیا جاتا ہے مگر یہ اطلاق اضافی کہلاتا ہے ہر ایک ان متوسط اطراف میں سے فوقیہ وتحتیہ سے موصوف ہوتے ہیں مثلاً کہہ دیں کہ آسمانی دنیا کا سطح بالا فوق ہے اور اسی آسمان کا وہ طرف جو نیچے کو ہے بہ نسبت مذکور کے تحت ہے۔ ماسوا اس کے جتنے نزدیک نزدیک اطراف ہیں وہ باقی افلاک کی نسبت تحت ہیں اس لئے یہ معین طرف ایک اعتبار (نیچے کی طرف نسبت) سے فوق اور دوسرے اعتبار (باقی افلاک کی نسبت) سے تحت ہوا حاصل کلام یہ ہے کہ جو دو طرف مرکز عالم اور فلک الافلاک کے مابین فرض کئے جاویں ان میں سے جو مرکز سے زیادہ تر قریب اور فلک الافلاک کی طرف بالا سے زیادہ تر بعید ہوگا وہ تحت ہے اور اس کے برعکس فوق ہے۔ حقیقی دو جہتیں ان کے برخلاف ہیں کیونکہ جو ان میں سے فوق کہلاتا ہے وہ ہرگز تحت نہیں بن سکتا اور جو تحت ہے، وہ ہرگز فوق نہیں ہوسکتا۔ وجہ یہ ہے کہ فلک الافلاک کا طرف اعلی ہمیشہ اعلی ہے اور مرکز عالم دائماً مرکز ہی ہے نہ ان میں تغیر اور نہ تبدل ہوتا ہے پس بنا بریں کہا جاسکتا ہے کہ مسیح چونکہ دوسرے آسمان پر ہیں تو وہ بہ نسبت مرکز کے زیادہ تر بعید ہیں، زمین کے باشندوں کی نسبت فلک الافلاک سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف بالا سے زیادہ قریب تر ہیں۔لہذا مسیح زمین کے باشندوں سے ہوں گے گوان کا متحرک ہونا آسمانوں کے متحرک ہونے سے تسلیم کرلیا جائے اب دیکھئے کہ جہت فوق معین ہوا بلکہ جب تک کہ مسیح آسمان پر ہیں تب تک باشندگان زمین سے فوق ہی کہلائیں گے پھر جب کہ خداوند تعالی ان کے نزول کا ارادہ فرمائے گا تو یوں ہو گا کہ مسیح دوسرے آسمان کی طرف بالا پر سے حرکت کریں یہاں تک آنا فانا ان کا فلک الافلاک کی طرف بالا سے بہ نسبت سابق بعد بڑھتا جائے گا اور وہ بعد جوان کو مرکز سے تھا کم ہوتا جائے گا یہاں تک کہ زمین کی سطح پر آ ٹھہرینگے اور اسی کونزول کہتے ہیں کیونکہ یہ بات معلومات سے ہے کہ فلک الافلاک کی طرف بالا یا اس طرف پر سے جو مرکز سے نزدیک ہے حرکت کرنے کونزول کہتے ہیں جیسا کہ مرکز عالم سے فلک الافلاک کی طرف بالا کی طرف حرکت کرنیکا نام عروج ہے۔پس آسمانوں کے استدرات پر متحرک ہونے سے نزول کا غیر معین ہونا لازم نہیں آتا نہ ان کا آسمانوں کے متحرک ہونے کی وجہ سے اضطراب وعذاب میں ہونا ضروری ہوا۔کیا دیکھتے نہیں کہ زمانہ حال کے ہیئت والے اور انگریزی ڈاکٹروں کا یہ مذہب ہے کہ آفتاب جو ستاروں کے درمیان ہے وہ اسکے گرداگرد پھرتے ہیں ان کی حرکت کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ وہ زمین کے گرداگرد نہیں پھرتے بلکہ زمین ہی ان کے گرداگرد گھومتی ہے۔کہتے ہیں کہ زمین بھی ان سیارات میں سے ایک سیارہ ہے وہ سیارہ یہ ہیں عطارد زہرہ زمین مریخ دسنہ، ان میں سے بعض یہ کہتے ہیں کہ سریعہ حرکت ہے جو مغرب سے مشرق کی طرف دن بھر میں ہوتی ہے زمین ہی کی حرکت ہے اس لئے ستارہ کبھی طالع کبھی چھپے ہوئے معلوم ہوتے ہیں کیونکہ مغرب سے مشرق کی جانب حرکت کرتی ہے اور ستارہ ساکن ہوتے ہیں یا وہ بھی مشرق کی طرف حرکت کرتے ہیں لیکن زمین کی حرکت سے ان کی حرکت بہت ہی بطئی ہے تو ہم ہر ساعت ان ستاروں کو دیکھتے ہیں جو ہماری نظروں میں مشرق میں اس سے پہلے غائب ہو جاتے ہیں اسی سبب ہم کو خیال آتا ہے کہ زمین ساکن ہے اور ستارہ بھی حرکت سریہ مشرق سے مغرب کیطرف کرتے ہیں جیسا کہ کشتی دریا میں چلتی ہے اور پانی جس طرف کو متحرک ہوتا کشتی اس کے مخالف طرف کو جاتی ہے تو خیال کیا جاتا ہے کہ کشتی مع ہذا ساکن ہے۔یہ مذہب (یعنی زمین کا متحرک ہونا) گو مردود ہے مگر بات تو یہ ہے کہ جو لوگ اس مذہب کے پابند ہیں یا ان کی باتوں کو پسند کرتے ہیں انہوں نے کیا یہ نہیں سوچا تھا کہ اس طرح تمام باشندگان زمین مبتلائے عذاب ٹھہریں گے پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر باشندگان زمین کو اس سے معذب ہونا لازم آتا ہے تو وہ کیوں اسی دلیل سے اس مذہب کو باطل نہیں سمجھتے مع ہذا کسی ایک مسلمان نے اور کسی نہ کسی دوسرے فلسفی نے ان کے مذہب کو بہ ہمیں دلیل باطل کیا البتہ عوام الناس کو بگاڑنے کے لئے یہ آسان ہے۔ عقل مند تو اس عذاب کی دلیل کو پسند نہیں کرتے۔ رہی یہ بات کہ زمین کا متحرک ہونا یہ ایک مردود بات ہے سو اس کی وجوہ اور ہیں نہ وجہ عذاب۔ وجہ اول کہ زمین میں طبعًا حرکت مستقیمہ کے میلان کا مبداء موجود ہے ظاہر ہے کہ مستقیمہ اور مستدیرہ آپس میں مغائر ہیں کیونکہ مستدیرہ تو وہ حرکت ہوتی ہے جو کہ گولائی پر ہو مستقیمہ وہ حرکت ہے کہ ایک سیدھے خط پر ہو اور یہ بات کہ اس میں میلان مستقیمہ ہو اسی سے ثابت ہے کہ جب ہم زمین کے اجزا لے لیں اور ان کو پھینکیں تو وہ خط مستقیم پر ہی حرکت کرتے ہیں لہذا زمین کا استدرات پر متحرک ہونا مسلّم نہیں ہے۔ دوسری وجہ کہ اگر اس طرح پر وہ متحرک ہوتی تو چاہیے تھا کہ جب جانور مغرب کی طرف دوڑتا ہو تو وہ مشرق کی طرف جاتا تو وہ منزل مقصود پر نہ پہنچتا مگر بعد گزرنے دن اور رات کے اکثر حصہ کے گو جس جگہ سے اس نے سیر شروع کی تھی اس سے مقصود تک تھوڑی ہی مسافت ہو حالانکہ واقع میں اس کے برخلاف معاملہ ہے۔ تیسری وجہ کہ اس صورت میں چاہیے تھا کہ جتنے جانور زمین آسمان کے مابین ہیں ان کے بارے میں بھی خیال کیا جاتا کہ وہ مغرب کی طرف حرکت کر رہے ہیں خواہ وہ بالارادہ آپ ہی مشرق یا مغرب کی طرف متحرک ہوں اس لئے کہ زمین کی حرکت سریعہ مانی گئی جانوروں کی حرکت بطی ہے۔ علی ہذا القیاس اور بھی وجوہ ہیں جن سے یہ مذہب باطل ہوتا ہے مگر خوف طول اور خلاف مقصود ہونے کی وجہ سے وہ مذکور نہیں ہوئے۔ اور یہ بھی وجہ ہے کہ قرآن شریف میں بھی زمین کا ساکن ہونا بیان کیا گیا ہے۔ دیکھو خدا فرماتا ہے ہم نے زمین کو میخیں ٹھوک دیں تم کو متحرک نہ کرے کس نے خدا کے سوا زمین کو ساکن اور فرش بنایا اور اس میں نہریں جاری کیں اسکے پہاڑوں کو میخوں کا قائم مقام بنایا۔ ان سب آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین ساکن ہے۔ لیکن اب تک جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے فلک الافلاک کے استدارت پر متحرک ہونا اور اس تحریک سے باقی آسمانوں کا متحرک ہونا مان کر بیان کیا ہے۔ اب ہم اسکے مطابق جواب دیتے ہیں جو شرعاً ثابت ہے وہ یوں ہے کہ شرعاً فلک الافلاک وغیرہ ہرگز متحرک نہیں ہیں اس لئے کہ نہ قرآن سے ثابت ہے کہ عرش متحرک ہے اور کسی صحیح یا ضعیف حدیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے بلکہ صحیح احادیث میں آیا ہے کہ عرش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پائے ہیں اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ متحرک نہیں ہے اور اس سے وہ حدیث کہ جس میں آیا ہے کہ عرش خیمہ کی طرح قبہ دار ہے انکاری نہیں ہے آچکا ہے کہ خداوند کا عرش بالفعل چار فرشتوں نے اٹھائے رکھا ہے دیکھو کہ قرآن میں ہے کہ قیامت کو اس کو آٹھ فرشتے اٹھائیں گے۔ پس اب فلک الافلاج کا متحرک ہونا باوجود ان اخبار اور آیات کے کب ہوسکتا ہے ہرگز نہیں ہاں قرآن میں ستاروں کی حرکت کا بے شک ذکر ہے دیکھو خدا فرماتا ہے کہ آفتاب چاند کو نہیں پکڑ سکتا نہ رات دن سے آگے بڑھ سکتی ہے، ہر ایک کیا آفتاب اور کیا چاند اور دوسرے ستارہ آسمان میں سیر کرتے ہیں۔ فرمایا کہ ہر ایک ان میں سے ایک وقت معین تک سیر کرتا رہے گا۔ فرمایا ہے کہ قسم کھاتا ہوں ان پانچ ستاروں کی جو پیچھے ہٹ جاتے، سیدھے چلنے اور غائب ہو جانے والے ہیں، اور وہ ستارے یہ ہیں زحل مشتری مریخ زہرہ عطارد۔ اگر مان بھی لیں کہ فلک الافلاک متحرک ہے لیکن یہ ہم تسلیم نہیں کریں گے کہ باقی آسمان اس کی تحریک سے متحرک ہیں اس لئے کہ یہ اس صورت میں لازم تھا کہ اگر شرعاً آسماں کا ملاپ آپس میں ثابت ہوتا لیکن ملاپ تو ثابت نہیں ہے بلکہ شرعاً ثابت ہے کہ آسمان آپس میں دور دراز فاصلہ رکھتے ہیں چنانچہ احادیث وغیرہ کے دیکھنے سے ظاہر ہوگا نیز آسمانوں کی کرویۃ بھی شرع سے ثابت نہیں بلکہ شرع سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین آسمان دنیا کے مقابلہ پر ایسی ہے کہ جیسے کسی میدان میں حلقہ پڑا ہو اسی طرح آسمان دنیا دوسرے آسمان اور دوسرا تیسرے آسمان کی نسبت ہے باقی علی ہذا القیاس سب آسمان کرسی کے اور کرسی معہ فلک الافلاک کے سامنے اس حلقہ کی مانند ہے جو میدان میں پڑا ہو۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اگر آسمان کروی ہوتے تو یہ تمثیل صحیح نہ ہوتی اسلئے ماننا پڑے گا کہ وہ کروی نہیں ہیں۔ پس جب کہ کرویۃ نہ رہی تو خود حرکت مستدیرہ بھی جاتی رہی کیونکہ حرکت مستدیرہ سے تو وہی متحرک ہوتا ہے جو کروی ہو لا غیر۔ جب کہ آسمانوں کے مابین اتصال ثابت نہ ہو تو اگر ہم فلک الافلاک کا متحرک ہونا مان بھی لیں گے تو اس کے متحرک ہونے سے اس کے ماتحت آسمانوں کا متحرک ہونا لازم نہیں آئے گا بلکہ تم جان چکے ہو کہ فلک الافلاک متحرک بھی نہیں بنا براں جو کچھ قادیانی نے الزام کے طور پر استدلال عام خیالات کی تقلید سے پیش کیا تھا ہرگز پیش ہونے کے قابل نہیں ہے اور سر بسر مردود ہے۔

ہماری ساری تقریر کا ماحصل یہ ہے کہ ہم ان کے استدلال پر گوناگوں، پے در پے، ترتیب وار،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراضات وارد کرتے ہیں ایں طور کہ اولاً فلک الافلاک کا متحرک ہونا نہیں مانتے ہیں اگر یہ مان لیں گے تو پھر اس کا اسدارات پر متحرک ہونا مسلّم نہیں ہے۔اس کو بھی اگر مان لیں تو پھر یہ تسلیم نہیں کرتے کہ اس کی تحریک سے باقی آسمان بھی متحرک ہیں کیونکہ یہ بات آسمانوں کے آپس میں متصل ہونے پر موقوف ہے لیکن وہ متصل ہی نہیں۔پس اسکی تحریک سے ان کا متحرک ہونا بھی لازم نہیں آتا۔اگر ہم یہ سب کچھ تسلیم کریں تو ہمارا یہ کہنا کہ نہ جہت الفوق اور نہ نزول متعین ہوتا ہے اور اس صورت میں مسیح کا عذاب دائمی میں مبتلا ہونا لازم آیا ہے غلط ہے ان تینوں محذورات کو ممنوع سمجھتے ہیں ان کے لئے دلیل طلب کرتے ہیں مگر دلیل کہاں یہ تو یوں تقلقل ہے ہم نے جو کچھ مفصل طور پر بیان کیا ہے وہ معلوم ہو ہی گیا ہے اس میں ناظرین خوب تامل کریں تا کہ قادیانی کی ہیئت دانی اور ہندسہ فہمی وغیرہ علوم کے حالات معلوم ہوں۔ان کے مجددیت ومحدثیت ومسیحیت کے دعوی کی بناوٹ روشن ہو۔

قادیانی علماء اسلام پر اس طور پر بھی اعتراضات کرتا ہے کہ پرانے فلسفہ سے ثابت ہوتا ہے کہ انسانی جسم کو طبقہ زمہریریہ تک ہرگز رسائی نہیں ہے زمانہ حال کے فلسفہ نے بھی تحقیق یوں کر لیا ہے کہ وہ بعض پہاڑوں پر چڑھے وہاں جا کر معلوم کیا کہ ان کی چوٹیوں پر اس درجہ کی ہوا ہے کہ وہ انسانی جسم کو سلامت نہیں رہنے دیتی۔بلکہ اتنی بلندی پر پہنچ کر ہرگز زندہ نہیں رہ سکتا پس متقدمین اور متاخرین کے اتفاق سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح ہرگز آسمان پر نہ چڑھے ہوں کیونکہ راستہ میں اس قدر سردی ہے کہ آدمی وہاں پہنچتے ہی مر جائے گا لہذا آسمان تک مسیح کی رسائی ہرگز متصور نہیں پس جب کہ طبقہ زمہریریہ تک پہنچنا ہی غیر ممکن ہے تو آسمان پر پہنچنا بھی غیر ممکن ٹھہرا اس لئے کہ جب معد ہی ممکن نہیں تو معدلہ کیسے ممکن ہوگا (معد اس کو کہتے ہیں کہ جس کا عدم بعد الوجود متاخر کے لئے سبب ہو جیسے پہلا قدم دوسرے قدم کے لئے)

جواب: یہ ساری تقریر ہی معترض کی گویا باطل کو زینت دینا ہے تانبے کو سونے کا پانی چڑھا کر سونے کے بھاؤ بیچنا ہے لیکن ایسی بناوٹ دانش مندوں پر کب پوشیدہ رہتی ہے۔وجہ یہ ہے کہ زمہریریہ طبقہ تک بدن انسانوں کا وصول ممکن ہے اور اسکا ممکن نہ ہونا ہرگز مسلّم نہیں پس مسیح کا آسمان پر چڑھنا بھی ممتنع نہیں ہوا۔رہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات کہ انسان کا وصول کیوں ناممکن نہیں سواس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا ناممکن ہونا چند امور پر موقوف ہے ایک یہ کہ طبقہ زمہریر یہ کے تمام اجزاء اس ضرر رسانی کی کیفیت میں برابر ہوں لیکن ہم اس برابری کو تسلیم نہیں کرتے اس کے لئے کوئی دلیل چاہیے بلکہ اگر اس بات کا لحاظ کریں کہ آفتاب کی محاذات وعناصر کی طرف گوناگوں نسبتیں ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ طبقہ زمہریر یہ کے اجزاء کی سردی برابر نہیں۔ دوم یہ کہ وہ سردی طبقہ زمہریرہ کی ذات میں داخل ہو جیسے کہ ذاتیات میں داخل ہوتے ہیں اس طرز پر وہ سردی اس کے مرتبہ ذات سے ہرگز جدا نہیں ہوسکتی۔ مگر یہ بھی مسلّم نہیں کیونکہ اگر یہ سردی اس کی ذاتیات سے ہوتی تو چاہیے تھا کہ وہ کبھی شدت اور کبھی ضعف کے ساتھ موصوف نہ ہو حالانکہ وہ اس طرز پر موصوف ہوتی ہے جب ایسی ہوتی تو ذاتی نہیں ہوسکتی۔ اس لئے کہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ذات وذاتیات میں تشکیک نہیں لیکن طبقہ زمہریر یہ تو مشکک ہے کیونکہ مشکک ہونا یہی ہے کبھی شدت اور کبھی ضعف سے موصوف ہو پر ظاہر ہے کہ وہ طبقہ کبھی ضعیف ہوتا ہے چنانچہ جب آفتاب طبقہ کی سمت پر ہو جیسا کہ دن میں اور کبھی وہ شدید البرد ہوتا ہے۔ یہ اس صورت میں کہ آفتاب اس کے ساتھ مسامنت نہ رکھتا ہو جیسا کہ رات میں نیز اس میں تشکیک اس وجہ سے بھی ہے کہ گرمیوں اور جاڑے میں بلکہ جنوب اور شمال میں اسکے اجزا سردی میں برابر نہیں ہوتے کیا جیسے کہ گرمیوں میں اس میں سردی ہوتی ہے ویسے ہی جاڑے میں ہوتی ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ جاڑے میں شدید اور گرمیوں میں ضعیف ہوتی ہے۔ پس اس قسم کا اختلاف صریح طور پر اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ کیفیت اس طبقہ کے ذاتیات میں سے نہیں ہے اسی پر اس کیفیت کا طبقہ مذکورہ کے لوازم سے ہونا، سو یہ اس طرح پر ہوگا کہ اس کیفیت کا اصل اور نفس (یعنی بلا شدت وبلا ضعف) اس کو لازم ہو لیکن یہ ظاہر ہے کہ اصل برودت انسانی بدن سے منافات نہیں رکھتی اور نہ انسان کو جان سے ماردیتی ہے۔ یا کہو گے کہ نہیں ہم تو اصل برودت کو لازم نہیں کہتے بلکہ اسکے ایک خاص درجہ کو لازم سمجھتے ہیں سواس کا جواب یہ ہے کہ وہ مرتبہ اور درجہ ابھی تک معین نہیں ہوا اور اگر ہم اس خاص درجہ کا ہونا بھی تسلیم کرلیں لیکن ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ وہ کبھی اس طبقہ سے جدا نہیں ہوتا پھر لزوم کہاں رہا۔ اچھا بھئی لزوم بھی مانا لیکن مستفسر ہے کہ وہ لزوم عادی ہے یا عقلی۔ عقلی تو نہیں۔ اجی عقلی کے تو یہی معنی ہیں کہ اپنے ملزوم کو کبھی جدا نہ ہو جیسا کہ دو کے واسطے جفت ہونا لازم ہے اور یہ زوجیۃ کا وصف اس سے کبھی جدا نہیں ہوتا عادی لازم کا اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معروض سے جدا ہونا جائز ہے دیکھو سکر شراب کیلئے عادی لازم ہے اسی لئے اگر اس میں نمک یا سرقہ ڈال دیا جائے تو سکر زائل ہوگا۔ حرارت آگ کے واسطے عادتاً لازم ہے اس لئے خدا نے ابراہیم کے بارے میں آگ سے خطاب فرمایا کہ اے آگ! تو نیک سرد ہو ابراہیم کے لئے پس وہ آگ سرد ہوگئی۔ چنانچہ اس کی خود سبحانہ و تعالیٰ خبر دیتے ہیں کہ پھر بھی ابراہیم کو قوم نے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہا کہ ابراہیم کو قتل کر ڈالو یا ان کو جلا دو۔ پس خدا نے ابراہیم کو آگ سے بچالیا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حرارت جو عادی لازم تھی وہ آگ سے جدا ہوگئی تھی کیوں نہ ہوا گر یہ لازم ہوتی تو چاہیے تھا کہ حرارت کے معدوم ہوتے ہی آگ بھی معدوم ہو جاتی حالانکہ ایسا نہیں ہوا۔.... پس جب کہ آگ سے حرارت کو باوجودیکہ وہ آگ کی ذات کو عارض ہے، یہ نسبت ہے تو سردی کا بہ نسبت طبقہ زمہریریہ کے جو ہوا کا ایک مرتبہ ہی باوجود اس کے کہ وہ بالعرض سرد ہے۔ کیا حال ہونا چاہیے۔ کیا معلوم نہیں کہ عنصر ہوا بذاتہا گرم تر ہے دیکھو کتب طب۔ چونکہ سردی نہ اس کی ذاتی ہے نہ لازم عقلی تو اس کا اس سے جدا ہونا کیسے ناروا ٹھہرے گا۔ لہذا بروقت صعود مسیح کے سردی کا نابود ہونا جائز ہوا اس لئے کہ ممکن ہے کہ صعود کے وقت وہ چیزیں موجود ہوگئی ہوں جو سردی کی تیزی کو دور کرنے والی ہیں جیسے کہ غلیظ دھویں اور اس کے پاس ہی جل کر روشن ہوئے ہوں چنانچہ بسا اوقات وہی دھویں جل کر نیزوں کی شکل اور سینگ والے حیوان وغیرہ کی ہیئت میں دکھلائی دیتے ہیں یہ ضروری نہیں کہ وہ اتنے لمبے ہوں کہ وہ زمین سے متصل ہو جائیں بلکہ کبھی متصل بھی ہو جاتے ہیں لیکن اس صورت میں اس کا نام حریق ہے اور کبھی زمین سے متصل نہیں ہوتے پس چونکہ ایسے اسباب کا جو سردی کی تیزی کو دور کر دیتے ہیں، ایسا ہونا ممکن ہوا تو مسیح کا آسمان پر چڑھنا بھی ممکن ہوا شاید اب کہو گے کہ طبقہ زمہریریہ سے اوپر ایک اور طبقہ ہے جو جلانے والا ہے تو مسیح اس سے بچ کر کس طرح آسمان پر چڑھ گئے تو واضح ہو کہ یہ بھی غلط ہے کیونکہ حرارت آگ کے لئے ایک عادی لازم ہے اس لئے اس کا کرہ نار سے جدا ہونا جائز ہے گو یہ جدائی آنی ہو۔ برودت کے لازم عقلی یا ذاتی ہونے کو ہم تسلیم کر کے اور طرز پر بھی جواب دیتے ہیں وہ یوں ہے کہ طبقہ زمہریریہ کے اثر کرنے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ انسان اس طبقہ میں اتنا زمانہ قرار پذیر ہو کہ وہ آپس میں اثر کر سکے لیکن ظاہر ہے کہ آسمان پر انسان کے چڑھنے کیلئے اس طبقہ میں استقرار لازم نہیں کیونکہ آسمان پر جانا بطور انتقال دفعی ہے یا حرکت سے اور یہ دونوں اس مسافت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استقرار کو مستلزم نہیں ہیں پس بدن انسانی بھی اس مسافت میں صحت کی مزاحم کیفیت سے متاثر نہیں ہوگا چونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ دو امر جو بلا واسطہ آپس میں ضدیت رکھتے ہوں باوجود اس کے کہ متضادین زیادہ اور جلدی ایک دوسرے سے اثر کو قبول کرتے ہیں تاثر تب ہی ہوسکتا ہے کہ وہ دونوں ضدیں کسی ایسے زمانہ میں مجتمع ہوں کہ اتنے زمانہ میں وہ ایک دوسرے میں تاثیر کرسکیں تو بلاشبہ یہ بات منکشف ہوگئی کہ جن دو چیزوں میں تضاد بالذات نہیں بلکہ بالتبع ہو تو ان کی تاثیر و تاثر کے لئے بھی ان کا آپس میں اتنے زمانہ میں مجمع ہونا کہ اس میں اثر کرسکیں شرط ہے اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ بدن مسیح کی مزاج کو گو طبقہ کی ہوا مخالف تھی لیکن ان کے سعود کو چونکہ استقرار ضروری نہیں تھا تو ان کا ضرر پزیر ہونا (جس کے لئے استقرار شرط ہے) لازم نہیں آتا کیونکہ ضرر پزیر ہونے کی شرط لازمی نہیں ہے۔ لہذا آپ کا آسمان پر چڑھنا ناممکن نہیں ٹھہرا خواہ فی الواقع آپ کا صعود دفعی طور پر ہو یا حرکت کے طور پر نیز معد کا غیر ممکن ہونا لازم نہیں آیا پس معدلہ (صعود) کا غیر ممکن ہونا اس پر متفرع نہیں کرسکتے جیسا کہ قادیانی کا زعم ہے۔ کیا دیکھتے نہیں کہ جب تم آگ کے شعلہ کے بیچ میں سے سرعت اور جلدی سے اپنے ہاتھ کو پار کریں اور نکالیں تو تمہارا ہاتھ متضرر نہیں ہوگا اس کو آگ کی حرارت اثر نہیں کرے گی۔ ایسا ہی اگر تم بہت سی آگ روشن کرو یہاں تک کہ وہ بخوبی مستعمل ہو تو اس کے بیچ میں سے اگر تیر کسی نشان پر ماریں اور چلائیں گے تو وہ تیر باوجود اس کے کہ لکڑی کا ہے، نہیں جلے گا، وجہ اس کی یہ ہے کہ ہاتھ اس میں سے جلدی سے نکل گیا ہے اور اس میں قرار پذیر نہیں ہوا۔ متنبہ ہو جاؤ سن لو کہ محض استقرار کی ممنوعیت کی تقدیر پر باوجودیکہ برودت کا طبقہ زمہریریہ کیلئے ذاتی اور لازمی عقلی ہونا اور سردی کا اس کے تمام اجزاء میں برابر ہونا مان لیا گیا تو جواب دیا گیا ہے پس خود ہی سمجھ لو کہ قادیانی کا اعتراض جن تمام امور پر موقوف ہے وہی سب کے سب جب مرتفع ہوں تو کہاں ٹھکانا ہوگا آخر یہ تو معلومات سے ہے کہ جب موقوف علیہ ہی نابود ہو تو موقوف بھی بالضرور معدوم ہونا چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیھا تحیو ن و فیھا تمو تو ن

قادیانی اپنے دعوی کے لئے اس آیت سے بھی استدلال کرتے ہیں اس آیت کا ماحصل یہ ہے کہ زمین پر ہی زندہ رہو گے اور وہیں مر جاؤ گے اور وہیں سے زندہ ہو کر محشور کیے جاؤ گے اس کے استدلال کا طریقہ اور تہذیب یوں ہے کہ آیت میں جار و مجرور فیھا منھا جو فیھا تحیو ن تموتون تخرجو ن کے ساتھ متعلق ہے مقدم کیا گیا ہے اور یہ تقدیم حصر کا فائدہ دیتی ہے اس لئے آیت کا معنی یہ ہوا کہ زندگی نہیں کسی ایک انسان کے لئے مگر زمین ہی پر نہ اور کہیں۔ پس اگر مسیح آسمان پر زندہ ہوں گے تو اس حصر کا باطل ہونا ضروری ٹھہرے گا لہذا ہم مسیح کے آسمان پر زندہ ہونے پر اور پھر اس آیت کے مضمون پر کیسے اذعان کر سکتے ہیں لہذا ماننا پڑتا ہے کہ مسیح زندہ نہیں ہیں بلکہ مسیح بھی ویسے ہی مر گئے ہیں جیسے کہ اور انبیاء مر چکے ہیں اور ویسے ہی وہ بھی اور ان کی روح مرفوع ہوئی ہے نہ بجسدہ۔

جواب: تقدیم کا افادہ حصر ہی میں منحصر نہیں ہے کیونکہ اس کا مقدم کر لینا دوسرے اعتراض کے لئے بھی ہوتا ہے جیسے کہ قافیوں اور فاصلوں کی رعایت سے اور کبھی بیان کے اہتمام کیلئے بھی جار و مجرور کا تقدیم ہوتا ہے وغیرہ۔ پس آیت مذکورہ میں جو جار مجرور کا تقدم ہے فاصلوں کی موافقت کے لئے بھی ہو سکتا ہے لہذا اس تقدیم کا صرف حصر کے واسطے ہی ہونا متعین نہیں ہوا۔ اگر مان بھی لیں کہ یہ تقدیم صرف حصر کے ہی واسطے ہے تو بریں تقدیر ہو سکتا ہے کہ یہ خطاب اکثر بنی آدم کے لئے ہو، نہ کل کے لئے۔ اگر اسے باعتبار کل کے بھی لیں گے تو ہم اس کے قائل ہیں کہ یہ اسی حیات سے خاص ہے جو عالم کون وفساد میں ہے (کون وفساد کا معنی یہ ہے کہ ایک صورت نوعیہ کو قبول کرنا اور پہلی کو چھوڑ دینا چنانچہ پانی جبکہ ہوا بن جاتا ہے تو وہ صورت مائیہ کو چھوڑ کر صورت ہوائیہ کو قبول کر لیتا ہے۔ مترجم) نہ یہ کہ اس سے مطلق حیات مراد ہے جس کے افراد سے سماوی زندگی بھی ہے اس لئے کہ اگر یہ انحصار مطلق حیات سے متعلق ہوتا تو چاہیے تھا کہ اس آیت کا مفہوم بہشتیوں اور دوزخیوں کی ابدالاباد زندگی کے ساتھ منقوض ہو آخر یہ تو ظاہر ہے کہ وہ زندگی بھی مطلق زندگی میں مندرج ہے۔ نیز جب کہ ہم آیت سے عالم کون وفساد کی زندگی مراد رکھ لیں گے تو اس میں اکثر احوال کی بھی قید لگانی چاہیے ورنہ یہ بھی منقوض ہو گا وہ یوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اسی عالم میں بعض احوال میں بعضے انسان صرف زمین ہی کے اوپر تمام زندگی بسر نہیں کرتے بلکہ بعض کاملین نے خرق عادت کے طور پر یہی کچھ حصہ زندگی اسی عالم میں طیران کی حالت میں بسر کیا ہے حالانکہ اس حالت میں وہ زمین پر نہیں تھے لیکن ایسے لوگ چونکہ خرق عادات وکرامت کو نہیں مانتے ہیں تو ان کے لئے ان کی رائیوں کے موافق تمثیل دیں گے وہ یہ ہے کہ بعض لوگ غبارہ پر بیٹھ کر جو کی سیر کرتے ہیں چنانچہ ہمارے ہم زمانوں نے اس تماشا کو دیکھ لیا ہے اب دیکھئے کہ ایسے جو میں عمر کا حصہ بسر کرتے ہیں نہ زمین پر پس اس سے ثابت ہوا کہ آیت مذکورہ پر یقین کر لینے اور مسیح کے آسمان پر زندہ ہونے کے تسلیم کرنے میں کوئی منافات نہیں آتی چنانچہ تامل سے ظاہر ہے۔

قادیانی کا استدلال یہ بھی ہے کہ اگر مسیح آسمان پر زندہ ہوں اور وہی پھر اتریں گے تو یا تو نزول کے وقت وصف رسالت سے منزل ہوں حالانکہ یہ ان کی تحقیر اور ہتک ہے یا تو اس وصف کے ساتھ موصوف ہوتے ہی اتریں گے جیسے کہ رفع سے پہلے رسول تھے لیکن قرآن میں ہمارے سید ومولا ﷺ کی شان میں فرمایا گیا ہے، نہیں ہیں آنحضرت ﷺ ہمارے مردوں میں سے کسی ایک کے باپ لیکن وہ خدا کے رسول ہیں پیغمبروں کے خاتم ہیں۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی از سرنو مبعوث نہیں ہوگا چنانچہ حدیث میں بھی آیا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی سرنو مبعوث نہیں ہوگا۔ پس جب کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں تو مسیح نبوت کی حالت میں کیسے نازل ہو سکتے ہیں۔ پس یہ عقیدہ کہ مسیح نبی ہی ہوتے اتریں گے صاف طور پر اس آیت کے مخالف ہے

جواب: پہلے ہم اجمالاً نقض کریں گے بایں طور پر کہ ہمارے آنحضرت ﷺ کے بعد جتنے پیغمبر تھے وہ تمام عالم برزخ رسول کریم کے مبعوث ہونے کے بعد وصف نبوت سے موصوف تھے یا عالم آخرت میں موصوف ہوں گے یا نہ۔ اگر کہہ دینگے کہ معزول ہیں یا معزول ہونگے تو یہ صاف سب پیغمبروں کی ہتک ہے اور نہ یہ ان کی عالی شان سے مناسب ہے۔

پہلا، ایسا کیونکر ہو کتب عقاید میں یہ ثابت ہو چکی ہے کہ انبیاء بعد الانتقال ہرگز اپنے مناصب سے معزول نہیں ہوتے بلکہ بعض نے صراحۃً لکھا ہے کہ جو شخص اس عزل کا قائل ہوگا وہ کافر ہے اس لئے ماننا پڑے گا کہ وہ دونوں عالموں میں وصف رسالت ونبوت کے ساتھ موصوف ہوتے ہیں مگر یہ بات قادیانی کی طرز پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت سے مخالف ہے کیونکہ ان کے نزدیک آیت سے ثابت ہے کہ رسول کریم کے مبعوث ہونے کے بعد کسی نبی کو نبوت ورسالت کی صفت ثابت نہیں ہونیچاہیے۔ پس وہ پیغمبر عالم برزخ میں رسالت ونبوت سے کیسے موصوف ہوسکتے ہیں اور کیوں نہیں عالم آخرت میں ان سے عہدہ رسالت ونبوت کا چھینا گیا ہوگا۔ آخروہ وقت بھی تو رسول کریم کے مبعوث ہونے کے بعد ہی کا ہے۔ پس جو کچھ قادیانی جواب دے گا وہی ہماری طرف سے بھی جواب ہے۔

ثانیاً ہم تفصیلی نقض پیش کریں گے۔ وہ یوں ہے (شائد بعض لوگ کہیں کہ عالم برزخ اور آخرت مستثنی ہے ہم ان کے جواب میں کہہ دیں گے کہ مسیح بھی مستثنی ہے۔ اس مصنف کا یہ فرمودہ فما هو جوا بكم فهو جوا بنا ، خوب ذہن نشین ہوگا۔ مترجم) کہ مسیح جس وقت کہ وہ آسمان پر مستقر ہیں اور جس زمانہ میں اتریں گے اسی طرح پر باقی انباء اللہ عالم برزخ میں اور آخرت میں بالضرور رسالت ونبوت کے ساتھ موصوف ہیں اور ہوں گے۔ رہی یہ بات کہ یہ عقیدہ آیت (جس کا مضمون مختصر یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ خاتم الانبیاء ہیں) سے مخالف ہے سو ایسا نہیں ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ بعثاً آخرالانبیاء ہیں بایں معنی کہ وہ بعد ازاں باقی انبیاء نبوت دیئے گئے ہیں نبوت عنایت کئے گئے اور آپ بقاء نبوت میں ان سے متاخر نہیں ہیں یعنی آپکے خاتم النبین ہونے کے یہ معنی نہیں کہ اور پیغمبروں سے پیغمبری چھینی گئی آنحضرت ﷺ کے خاتم النبین (قادیانی کو اس حدیث نے بھی جس کا مضمون یہ ہے کہ میرے بعد وحی نہیں اترے گی دعوی مسیحیت پر چست وچالاک کر دیا ہے مگر افسوس ہے کہ ان کو اتنے عریض وطویل دعوے کو ہوتے یہ معلوم نہیں ہوا کہ یہ حدیث ہی صحیح نہیں۔ مترجم) ان سے متاخر ہونے، ان پیغمبروں کی رسالت ونبوت باقی رہنے میں کچھ منافات نہیں ہے کیونکہ دو چیزوں کی بقا میں معیت ایک کی بعدیت، دوسرے کی حدوثاً اولیت مغائر نہیں ہے۔ دیکھو عمارت اور معمار، بیٹا باپ۔ اس لئے کہ عمارت معمار کے موجود ہونے کے بعد موجود ہوتی ہے۔ بیٹا باپ کے موجود ہونے کے بعد موجود ہوتا ہے۔ معہذا عمارت معمار بیٹا باپ بقا میں معیت رکھتے ہیں۔ دوسری مثالیں بھی ہیں لیکن اتنی ہی مثالوں پر کفایت کی گئی۔

پھر قادیانی نے اپنے اس اعتراض کو دوسرے مقام پر اپنی کتاب میں تائید کی ہے کہ اگر مسیح آسمان پر نزول کے منتظر ہیں تو جس وقت اتریں گے تو اس وقت تو وہ عربی نہیں جانتے ہوں گے لہذا علم القرآن کی طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محتاج ہوں گے اور یہ تو ان کے لئے آسان نہیں ہے کیونکہ وہ عربی جانتے ہی نہیں اور کسی سے تعلیم پانا بھی ان کے واسطے مشکل ہے اس وقت وہ سن شیخوخت میں ہوں گے لہذا لازم ہوا کہ ان پر کوئی نئی کتاب انہی کی زبان میں نازل ہوتا کہ لوگوں کو تعلیم دیں اور نماز پڑھیں۔ لوگوں کو اپنی زبان میں ہی کلمہ توحید کی تعلیم دیں حالانکہ یہ دین اسلام کو گویا جڑ سے اکھاڑنا ہے ہم لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم سے تمسک کر کے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم الضال و المضل پڑھ کر اس کا جواب دیتے ہیں کہ یہ سب کچھ باطل ہے معلوم نہیں ہوتا کہ قادیانی کو یہ علم یقینی کہاں سے حاصل ہوا کہ مسیح عربی نہیں جانتے حالانکہ عربی اور عبرانی میں آپس میں بہت موافق ہے جیسے کہ پنجابی اردو زبان ایک دوسرے سے بہت کچھ موافق ہے اب کہیے کہ کہ پنجابی دان پر اردو کا جان لینا دشوار ہے ہرگز نہیں۔ پس قادیانی کا یہ کہنا کہ مسیح پر عربی کا علم دشوار ہے مردود ہے۔ کیا دیکھا ہوا نہیں ہے کہ جو لوگ مختلف زبانیں جانتے ہیں وہ ان کے مضامین کو مختلف زبانوں میں ادا کر سکتے ہیں۔ اجی اپنے ہی آپ کی طرف خیال کیجئے کہ جو خود پنجابی ہے اور فارسی کو جانتا ہے پس یہ کس منہ سے کہہ دیا کہ مسیح تعلیم عربی سے (خواہ تعلیم اللہ ہو یا تعلیم بشر سے اس لئے کہ خدا نے ان کو ازل میں ہی دین محمدی کا مجدد بنا رکھا ہے) عاجز ہوں گے کیا وہ نبی عاجز ہوں گے۔ کیا وہ نبی عاجز ہوا اور قادیانی عاجز نہ ہوا۔ سبحان اللہ مسیح پر یہ دشوار اور قادیانی کے لئے آسان۔ حالانکہ مسیح وہ پیغمبر ہیں کہ جن کے حق میں قرآن شریف میں آیا ہے کہ مسیح نے سنہ صبی میں یہ گفتگو کی کہ میں خدا کا بندہ ہوں خدا نے مجھے کتاب دی اس نے مجھے نبی مبارک بنایا۔ اب دیکھئے کہ مسیح کی یہ گفتگو سن صبا میں تھی اور قادیانی کہتے ہیں کہ جب اتریں گے (اور باتیں تو درکنار رہنے دو) تعلیم سے بھی عاجز ہوں گے۔ نعوذ باللہ منہ

اچھا مان لیا کہ مرفوع ہونے سے پہلے آپ عربی نہیں جانتے تھے لیکن قادیانی کو یہ کہاں سے یقین حاصل ہوا کہ مسیح کو عالم ملکوت میں یہ علم نہیں دیا گیا۔ یہ بھی مانا کہ ملکوت میں بھی ان کو یہ علم نہیں دیا گیا ہے، لیکن یہ خبر اس کو کہاں سے مل گئی کہ علم عربی مسیح کے لئے ممکن یا آسان نہیں۔ بھلے مانسو! آدم کو کس نے تمام چیزوں کے نام سکھائے تھے۔ ہمارے سردار محمد ﷺ کو کس نے باوجود امی ہونے کے بے کنار دریائی علوم عنایت کیا تھا۔ جس نے ان کو عنایت کیا وہی مسیح کو عنایت کرے گا۔ اجی قادیانی کے کانوں کو اس خبر کی ہوا کی چوٹ نے نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھڑ کا یا ہے کہ صاحب قوت قدسیہ کے سامنے نظریات بھی بدیہی ہو جاتے ہیں۔ یہ بات اہل معقول کے نزدیک متفق علیہ ہے پس کیسے مسیح کا عربی کو جان لینا بعید سمجھا جائے اور وہ بعید نہیں سمجھا گیا اگر اس کے بعید ہونے کو ہم تسلیم بھی کرلیں لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ معانی قرآن کا سمجھنا کلمات توحید یہ کے معانی کو ادا کرنا عربی کے بغیر دوسری زبان میں اسلام کو بدل ڈالنا ہے۔ احکام کو منسوخ کردینا ہے (حدیث میں آیا ہے کہ مسیح جزیہ کو موقوف کردیں گے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ناسخ دین محمدی ہوں گے وجہ یہ ہے کہ یہ حکم بھی دراصل احکام محمدیہ سے ہے ہاں یہ تو ضرور ہے کہ یہ حکم اس زمانہ کے واسطے ہے جب مسیح اتریں گے۔ مترجم) دین اسلام کو جڑ سے اکھاڑنا ہے جیسا کہ قادیانی کہتے ہیں اس لئے کہ اگر ایسا ہوتا تو لازم آتا کہ مسلمان اہل عرب کے سوا سب کے سب اسلام کو بدل ڈالنے والے ہوں بلکہ خود قادیانی جو عقاید اور معانی قرآن معانی کلمات توحید یہ کو اردو میں جیسے کہ اس کو پسند آتے ہیں ادا کرتے ہیں نیز محرف اسلام ہوں۔ اجی! قادیانی کی تقریر سے تو لازم آتا ہے کہ اگر کوئی شخص خدا کی توحید ذاتی و صفاتی، جناب سید و مولا ﷺ کی رسالت اور اس پر جو آپ خدا سے احکام لائے ہیں ایمان رکھتا ہے اس کو فارسی کشمیری اردو پنجابی میں بیان کرتا ہو باوجود اس کے کہ اسی عقیدہ اور بیان پر مر بھی گیا ہو مسلمان نہ ہوا۔ العیاذ باللہ۔ پس کیا یہ رسول اکرم ﷺ کی رسالت کے عموم اور قرآن کی دعوت عامہ سے انکار نہیں ہوا۔ بلکہ انکار ہے حالانکہ وہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ پاک پروردگار وہ قادر مطلق ہے کہ اس نے اپنے خاص بندہ پر قرآن کو نازل فرمایا تاکہ وہ تمام عالموں کے لئے ڈرانے والا ہو۔ نیز فرماتا ہے کہ ہم نے تجھ کو یا رسول اللہ ﷺ مبعوث نہیں فرمایا مگر تمام عالموں کے واسطے رحمت۔ نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو مگر تمام لوگوں کی طرف (خواہ عربی ہوں یا ترکی یا فارسی وغیرہ) نیز فرمایا کہ یا محمد تم کہہ دو کہ میں تمہارے سب لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں کیا یہ معلوم نہیں جیسے کہ آپ کی خود پیغمبری سے سے انکار کرنا کفر ہے ویسے ہی آپ کی عموم نبوت سے منکر ہو جانا کفر ہے کیونکہ جس طرح کہ اصل نبوت سے انکاری ہونا نصوص قطعیہ کو رد کرتا ہے اسی طرح عموم نبوت سے انکاری ہونا نصوص قطعیہ سے لڑائی اور مقابلہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

او صانی بالصلوۃ و الزکوۃ

قادیانی مسیح کے آسمان پر زندہ نہ ہونے کے لئے یوں بھی استدلال کرتے ہیں کہ خدا فرماتا ہے کہ مسیح نے بیان کیا کہ خدا نے مجھ کو نماز زکوۃ کا جب تک کہ میں زندہ ہوں حکم دیا ہے خدا نے مجھ کو اپنی والدہ سے نیکی کنندہ بنایا ہے۔

استدلال اس طرح کرتے ہیں کہ اگر مسیح آسمان پر زندہ ہوتے تو بلاشبہ ادائے صلوۃ زکوۃ والدہ سے احسان کرنے کے ساتھ مامور ہونے چاہییں حالانکہ آسمان پر ہوتے نہ تو زکوۃ ادا ہوسکتی ہے اور نہ والدہ سے نیکی کر سکتے ہیں۔ پس حکم الہی کا خلاف لازم آئے گا۔

جواب: یہاں پر زکوۃ مالی کی زکوۃ مرادنہیں ہے بلکہ طہارت جو اس کا حقیقی معنی مراد ہے نہ اور کچھ جیسا کہ اس میں آیت میں (مصنف کی تقریر سے مفہوم ہوتا ہے کہ اس بیہودہ اعتراض کا اور بھی جواب ہے وہ یہ ہے کہ زکوۃ مالی جب ہی فرض ہوتی ہے کہ مالک نصاب بھی ہو پس چونکہ اہل اسلام اس کے کہ مسیح تجارت یا خوراک کے لئے مال آسمان پر لیں گے، قائل نہیں ہیں اور نہ یہ ثابت ہے لہذا مسیح پر آسمان پر زکوۃ بھی فرض نہیں۔ مترجم) جس کا مضمون یہ ہے کہ جو پاک ہوا وہ اپنے آپ کے لئے پاک ہوتا ہے ان کے خدا نے اس بات کا ارادہ کیا کہ اس کے بدلے ایسا دلوا دے کہ پاکیزگی میں صلہ رحمی میں بہتر ہو۔ نیز رسول اکرم ﷺ نے ترش روئی کی جس وقت آپ کی خدمت میں نابینا حاضر ہوا، کس چیز نے آپ کو یا رسول جتلایا، شائد کہ وہ پاک ہوجاتا، یا نصیحت قبول کرتا پس اس کو نصیحت نفع دیتی، اس پر جو دولت مند ہوتا ہے آپ اس کی طرف ہی التفات کرتے ہیں آپ اس کے ذمہ دار نہیں کہ اگر وہ پاک نہ ہو۔ بلاشبہ اس شخص نے خلاصی پائی کہ جس نے اپنے آپ کو پاک کیا ہے قریب ہے کہ اس کو ہٹایا جائے گا۔ وہ شخص جو مال دار ہے مال کو خدا کی راہ میں اسلئے خرچ کرتا ہے کہ وہ پاک ہوجائے وغیرہ

اب دیکھوان آیات میں زکوۃ کا معنی بجز تزکیہ نفس کے اور کچھ نہیں ہے ویسے ہی مسیح کو بھی تزکیہ نفس کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ ہر جگہ ہوسکتا ہے زمین پر ہو یا آسمان پر۔ پھر کہیے کہ انکے آسمان پر ہونے سے خلاف حکم الہی کیسا لازم آیا۔ چنانچہ ظاہر ہے گو ان لوگوں پر جو مبتدعین اور فاجرین کی طرح بصارت نہیں رکھتے ہیں پوشیدہ ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہی ہے یہ بات کہ مسیح کو گو آسمان پر ہی مستقر مان لئے جائیں والدہ سے احسان نہیں کر سکتے اور اس میں خلاف حکم الٰہی لازم آتا ہے سو واضح ہو کہ یہ بھی غلط ہے کیونکہ یہ اس صورت میں لازم آتا کہ اگر براً صلوۃ پر جو اوصانی سے متعلق ہے معطوف ہوتا کیونکہ اس تقدیر پر یہ معنی ہوتا کہ مجھ کو خدا نے نماز کا اور والدہ سے نیکی کرنے کا حکم دیا ہے جب تک میں زندہ رہوں، لیکن براً تو اس مجرور پر معطوف ہی نہیں ہے اس لئے کہ اگر اس پر معطوف ہوتا تو براً منصوب نہ ہوتا بلکہ مجرور ہوتا اور برٍ، پڑھا جاتا۔ نیز براً کی با کو زیر دی جاتی نہ زبر اگر برٍ، ہوتا اس کا معنی خالی نیکی ہوگا، نہ نیکی کنندہ کیونکہ نیکی کنندہ تو براً کا معنی ہے۔ پس چاہیے تھا کہ برِ پڑھا جاتا نہ براً۔ ورنہ لازم آئے گا مامور بہ مسیح ہوں کہ جن کے ساتھ بر قائم ہے جیسا کہ نماز زکوۃ مامور بہما ہیں حالانکہ مامور بہ فعل ہوتا ہے نہ ذات اسلئے کہ ذات کا مامور بہا ہونا صریح باطل ہے۔ پھر کہیے کہ قرآن مجید میں براً (بنصب باء وراء) قدیم الایام سے کیوں لکھا چلا آیا ہے کیوں ہمیشہ براً پڑھا جاتا ہے۔ پس قراء کا اجماع براً ہی پر اس کے صلوۃ پر معطوف ہونے سے انکاری ہے۔ ہاں اگر براً کو باوجود کہ منصوب الراء والباء ہے مجرور پر معطوف سمجھیں گے تو اس میں یہ قباحت ہے کہ اعتراض سابق کے دور کرنیکے لئے صفت مشبہ بمعنی مصدر لینا پڑے گا بایں طور کہ براً جو بمعنی نیکی کنندہ اور صفت مشبہ ہے (جیسا حسن) اس کا معنی بر ہے یعنی نیکی۔ حالانکہ یہ ایسی بناوٹ ہے کہ اس کا داعی بھی موجود نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ براً کو نبیا پر معطوف کر کے اصلی معنی (نیکی کرنے والا) میں مستعمل کرنا جائز ہے۔ اب کون سی ضرورت درپیش ہے جس کے لئے وہ چھوڑا جائے۔ جاننا چاہیے کہ جب ہم براً کو نبیاً پر عطف کریں چنانچہ قرآن میں بھی ایسا ہی ہے تو جعلنی کے دو مفعول ٹھہرے ایک نبیاً دوسرا براً اور یہ عطف مفرد کے مفرد پر عطف کرنے کے طرز پر ہوگا۔ اور اگر براً سے پہلے بھی جعلنی مقدر مانا جائے اور یہ جعلنی پہلے صریح جعلنی پر معطوف کر دیں تو یہ عطف جملہ کے جملہ پر عطف کر دینے کے طریق پر ہوا۔ پوری آیت کا مطلب یہ ہے کہ مسیح نے فرمایا کہ میں خدا کا خاص بندہ ہوں اس نے مجھ کو انجیل عنایت فرمائی ہے مجھ کو نبی مبارک کہوں پر رہوں بنایا اس نے مجھ کو نماز زکوۃ کا جب تک زندہ رہوں حکم دیا ہے اور اس نے مجھ کو اپنی والدہ پر نیکی کنندہ بنایا ہے۔ (مصنف کی تقریر سے مترشح ہوتا ہے کہ ما دمت حیا، نبیا مبارکا کیلئے بھی قید نہیں ہوسکتا ورنہ لازم آئے گا کہ مسیح بعد الموت نہ نبی ہوں اور نہ مبارک العیاذ باللہ۔ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اگر ما دمت حیا، براً کی قید بھی مان لیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو حاضر ہونا خاص خدمت کیلئے شرط ہے دیکھو مسیح یا اور کوئی خدمت خاصہ کے ساتھ تب ہی ما مور ہے جب کہ حاضر خدمت ہو۔اس لئے اگر بیٹا سفر میں اور والدین یا ایک ان میں سے مقیم ہو تو خاص خدمت اسی ضروری سفر میں فرض نہیں ہو سکتی ورنہ چاہیے تھا کہ مسیح جس حالت میں تبلیغ کے لئے مسافر اور والدہ سے جدا ہوتے تھے اس خاص خدمت کے ترک کے گنہگار رہوتے نعوذ باللہ منہ۔یا تو ثابت کر دیں کہ مسیح والدہ سے کہیں بھی زمین پر ہوتے جدا نہیں ہوئے تو تاہم کچھ بن پڑے گا۔لیکن اس کا ثبوت کہاں۔مترجم)

پس وہ توجیہہ جو ہم بیان کر آئے ہیں تکلف اعتراض سے بری ہے اور اس توجیہہ پر بنا کر کے مسیح کا آسمان پر ہوتے ہوئے بھی اپنی والدہ سے نیکی کرنے کے ساتھ مامور ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ بریں تقدیر مـا دمـت حیـا (جب تک کہ زندہ ہوں) کی قید اگر ہے تو صلوۃ زکوۃ کی فرضیت کے واسطے ہے نہ بـرا کیلئے۔اگر ہم قادیانی کی توجیہہ کو ہی مان لینگے اعتراض تکلف مذکورین سے قطع نظر کر لیں تو پھر اس بات کو کہ مسیح کا آسمان پر ہوتے والدہ سے بار ہونا متصور تسلیم نہیں کریں گے کیونکہ احسان جیسا کہ نیکی کنندہ اور نیکی کردہ شدہ کی حیات میں متصور ہے ویسے ہی جس زمانہ میں نیکی کا مستحق مر گیا ہو اس پر احسان کرنا متصور ہے۔کیا اس کیلئے استغفار اور دعائے ترقی درجات اور ثواب پہنچانا احسان نہیں بیشک احسان ہے لیکن یہ تو آسمان پر ہوتے بھی خواہ مستحق زندہ ہو یا مردہ متصور ہے لہذا قادیانیوں کا یہ حکم بالجزم کہ آسمان پر ہوتے احسان متصور نہیں کیسا ہی محل ہے۔

خلاصہ کلام کہ مسیح خدا کے رسول اب تک زندہ ہیں اور آسمان پر بجسدہ موجود ہیں سبب یہ ہے کہ یہی بات قرآن شریف (جیسا کہ بیان ہو چکا ہے) اور احادیث اور اتفاق امت سے بھی ثابت ہے آیات تو یہ ہیں :

ما المسیح بن مر یم ا لا رسول قد خلت من قبله الرسل ۔ اذ قا ل الله یا عیسی انـی متـو فیك و را فـعك الیّ ۔ ما قتلو ہ یقیناً بل رفعه الله الیه ۔ و ان من اهل الکتا ب ا لا لیو منن به قبل مو ته ۔

اب رہا ان کا ترجمہ سو وہ مذکور ہو چکا ہے۔نیز استدلال کا طریقہ ہم بیان کر آئے ہیں مگر اب اور ہی ایک استدلال پیش کریں گے کہ جس سے مسیح کا زندہ ہونا ثابت ہوگا۔

کیا اگر خدا تعالی مسیح کے مار ڈالنے، ہلاک کر دینے کا ارادہ کرے گا، بی بی مریم تمام باشندگان زمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا، تو کون اپنے آپ پر مختار ہے، کون اپنے آپ آپ کو بچا سکتا ہے۔ پس جب کہ مسیح وغیرہ میں ہلاکت کے دفعیہ کی قدرت نہیں اور نہ خود مختار ہیں تو وہ خدا کیسے بن سکتے ہیں۔ یہ آیت مسیح کی حیات پر یوں دلالت کرتی ہے کہ ان کا لفظ جو ارادہ پر داخل ہوا ہے حروف شرط سے ہے اور وہ جزا کے مستقبل میں وقوع کے لئے موضوع ہے اس سبب سے کہ شرط مستقبل میں واقع ہے۔ ظاہر ہے کہ شرط اہلاک المسیح کا ارادہ ہے جزاء ہلاکت کے دفعیہ پر غیر اللہ کا قادر نہ ہونا، گویا جزا فمن یملك کا مدلول التزامی ہے مدلول التزاماً اس لئے ہے کہ یہ استفہام انکاری ہے اور وہ قائم نفی کے ہوتا ہے۔ بر تقدیر اس کے کہ خدا کسی کے اہلاک کا ارادہ کرے، غیر اللہ سے ملک کا منتفی اور نابود ہونا بالضرور اس کو چاہتا ہے کہ کوئی ایک بھی ماسوی اللہ اہلاک کے دفعیہ پر قادر نہ ہو۔ اور یہی جزا ہے۔ لہذا واجب ہوا کہ شرط۔ جزا (یعنی اہلاک کا ارادہ۔ غیر اللہ سے قدرت کا منتفی ہونا) کا مستقبل میں موجود ہو جانا متوقع اور مامول ہو۔ ورنہ لفظ ان کے وضع سے مخالفت ہوگی حالانکہ یہ باطل ہے لیکن ان دونوں کے زمانہ مستقبل میں متوقع الوجود ہونے سے لازم آتا ہے کہ یہ آیت جب کہ رسول کریم ﷺ پر نازل ہوئی تھی تو مسیح بھی اس وقت زندہ ہوں کیونکہ اگر فرض کرلیں کہ مسیح اس زمانہ میں زندہ نہیں تھے بلکہ رسول کریم ﷺ کی پیدائش سے پہلے ہی مرگئے ہوئے تھے تو اس تقدیر پر ہلاک شدہ کے اہلاک کا ارادہ متوقع ٹھہرے گا اور یہ باطل ہے۔ اجی! یہ تو ایسا ہوا کہ کہا جائے کہ خدا موجود کو موجود کرے گا یا نابود کو نابود کریگا حالانکہ یہ تحصیل حاصل ہے اور وہ محال ہے

سوال: اس آیت میں اس حالت سے کہ مسیح اپنی قوم کے درمیان زمین پر زندہ تھے حکایت ہے لہذا اس آیت سے مسیح کا زندہ ہونا ثابت نہیں ہوگا۔

جواب: اولاً کہ ان دراصل مفید استقبال ہے تو یہ تمہارا قول مخالف اصل اور وضع ہوا جو باطل ہے۔ دوم اصلی کے معنی چھوڑ دینا تب ہی جائز ہوتا ہے کہ کوئی قرینہ صارفہ موجود ہو۔ اور وہ بھی موجود نہیں ہے۔ پس یہ مجاز کو سوائے ضرورت مراد رکھ لینا ہے حالانکہ یہ بھی باطل ہے۔

سوال: جائز ہے ان بمعنی لو ہو جس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ شرط چونکہ ماضی میں نابود ہے تو جزا بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نابود ہے۔

جواب: اس میں بھی خلاف وضع، مجاز کا اختیار کرنا، بلا قرینہ لازم آتا ہے۔ لہذا یہ بھی باطل ہے۔ شائد اب یہ کہو گے کہ چونکہ اس آیت میں بی بی مریم کے مارنے کا بھی ذکر ہے اور وہ بزمانہ ماضی مرچکی ہیں تو یہی اس بات کا قرینہ ہے کہ آیت حالت حیات سے حکایت ہے، مگر یہ بھی غلط ہے کیونکہ صریحاً اس کا مسیح بن مریم پر معطوف ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے۔ ہاں اگر ایسا ہوتا تو حالت مذکور سے حکایت ہو سکتی تھی یا بمعنی لو لینے کا قرینہ بن سکتا تھا لیکن ایسا تو نہیں ہے اس لئے یہ حمل یا استعمال صحیح نہیں ٹھہرا۔ وجہ یہ ہے کہ جائز ہے کہ امہ (مسیح کی والدہ) فعل مقدر کا مفعول ہو۔ یہ وہ فعل مساوی (برابر) اور اسے جملہ حالیہ کہتے ہیں۔ پس آیت کا ماحصل یہ ہوگا کہ خدا، مسیح کے مارنے ہلاک کر دینے پر درحالیکہ مسیح اپنی والدہ اور تمام باشندگان زمین کے ساتھ خدا نہ ہونے میں مساوی اور برابر ہے، قادر ہے۔ پس جیسے کہ خدا مریم وغیرہ کے اہلاک پر قادر ہے ویسے ہی مسیح کے اہلاک پر قدرت رکھتا ہے۔ مساوات اس واسطے ہے کہ نہ مسیح اور نہ مریم وغیرہ خدا ہیں بلکہ قابل ترجیح یہی ہے کہ امہ کو یساوی کا مفعول سمجھیں اور آیت کا معنی وہی ہے جو ہم بیان کرتے ہیں سبب یہ ہے کہ اس آیت کا مقصود یہ ہے کہ جو لوگ مسیح کو خدا بتلاتے ہیں ان کی تردید ہو۔ اور تو کچھ مقصود نہیں لیکن یہ مطلب جب ہی اس آیت سے حاصل ہوگا کہ مسیح کو مریم وغیرہ سے خدا نہ ہونے میں مساوات ہو۔ اب چونکہ یہ مطلب ایسی تقریر پر موقوف ہے جو کہ ہم بیان کرتے ہیں تو اسی تفسیر کو قبول کرنا واجب ہوا پھر معہذا کیسا امہ کا معطوف وقرینہ ہونا صحیح ہوگا۔ بنا براں اس آیت سے مسیح کا زندہ ہونا ثابت ہوا۔

نیز اگر ان کو بمعنی لـو لیں گے تو ہمارے مفید مطلب ہے وجہ یہ ہے کہ گو ہم اعتراض سابق سے قطع نظر بھی کر کے ان کو بمعنی لو لیں گے تو آیت کا معنی یہ ہوگا کہ خدا نے زمانہ ماضی میں مسیح کے اہلاک کا ارادہ نہیں کیا۔ پس اس سے صاف لازم آتا ہے کہ مسیح مرے بھی نہیں ہیں۔ آخر جب خدا نے مسیح کو ہلاک کرنے کا زمانہ گزشتہ میں ارادہ ہی نہیں کیا تو مسیح کیسے مرے لہذا اس توجیہہ سے بھی ہمارا ہی مطلب ثابت ہوا اس لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر ان حقیقی اور وضعی معنی مراد لیں گے تو دلیل متحقق ہے مگر ہمارا مقصود حاصل ہے، قادیانیوں کا نہیں۔ اگر ان سے لـــو کا معنی لیں گے تو اس تقدیر پر بھی ہمارا ہی دعوی ثابت ہے نہ قادیانیوں کا۔ غرض کہ بہر تقدیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ہمارے لئے حجت ہے، ان کیلئے نہیں چنانچہ یہ بات ادنی عقل مند پر بھی روشن ہے اب امت محمدیہ کا اجماع لو۔ اجماع سے بھی ثابت ہے کہ مسیح اب تک زندہ ہیں اگر یہ بات اجماعی نہیں ہے تو پھر کیوں صحابہ سے اب تک مسیح کی وفات شرعی کتابوں میں منقول نہیں ہے۔ اجی! اگر کسی صحابی یا کسی تابعین یا تبع تابعین یا دوسرے اکابرامت کا یہ اعتقاد کہ مسیح مر چکا اور زندہ نہیں پے ہوتا تو ناقلین اس عقیدہ کو کتابوں میں کیوں نہ نقل کرتے اور اگر یہ کسی کا مذہب ہوتا تو ناقلین بیک زبان اجماعاً کیوں لکھتے کہ مسیح کا اب تک زندہ ہونا متفق علیہ اور اجماعی ہے۔ ہاں یوں (قادیانی اس کو کورانہ اجماع کہتے ہیں اس کی سند پیش کرتے ہیں کہ وہب کہتے ہیں کہ مسیح مر گئے۔ سو واضح ہو کہ یہ محض دھوکا ہے کیونکہ وہب یہ کہہ کر کہ مسیح اتنی مدت اموات میں داخل ہوئے ساتھ ہی کہتے ہیں کہ وہ پھر زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ گئے۔ اب کہیے کہ وہب کس طرح اجماع سے مخالف ہوئے بلکہ وہ بھی اس بات کے قائل ہوئے کہ مسیح اب تک زندہ ہے۔ پس اجماع کورانہ نہیں بلکہ فہم ہی کورانہ ہے۔ مترجم) بھی کہنا کہ ابن عباس انی متو فیك کانی ممیتك (میں تیرا مارنے والا ہوں) معنی کرتے ہیں قادیانیوں کو مفید نہیں کیونکہ یہ تفسیر بالتصریح مسیح کے زمانہ گذشتہ میں مر جانے پر دلالت نہیں کرتی (مصنف کی تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ جائز ہے کہ ابن عباس کی مراد یہ ہو کہ خدا فرماتا ہے کہ میں تجھ کو اے مسیح بعد از رفع قرب قیامت بعد النزول ماروں گا۔ مترجم کہتا ہے کہ یہی حق ہے۔ کیا دیکھتے نہیں کہ ابن عباسؓ مسیح کے اب تک زندہ ہونے کے قائل ہیں دیکھو ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ ابن جریر نے سعید بن جبیر کی طریق سے ابن عباس سے صحیح السند روایت کی ہے کہ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ابن عباس، مسیح کے تاقرب قیامت زندہ ہونے کے قائل ہیں جس کو تفصیل کا شوق ہو وہ تحقیق کرے۔ اب اگر ممیتک سے وہی نہ سمجھا جاوے جس کی طرف مصنف نے ارشاد فرمائی ہو تو سچ کہو کہ ابن عباس کے اقوال میں تناقض نہیں ہوگا۔ ہاں ضرور ہوگا۔ مترجم) کیونکہ ممیتك اسم فاعل ہے نہ کہ فعل اور اسم کو ماضی یا غیر ماضی زمانہ سے خصوصیت نہیں ہے جیسا کہ اسم کی تعریف سے ظاہر ہے نیز یہ اس حدیث سے ثابت ہے کہ جس کو امام نسائی اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے اس حدیث کا مضمون یہ ہے کہ خدا نے جب مسیح کے مرفوع کرنے کا ارادہ فرمایا تو مسیح ایک مکان میں تشریف لائے اس موقع پر اس مکان میں اور بھی بارہ شخص تھے اس وقت مسیح نے فرمایا کہ تم میں سے بعض لوگ ایمان کے بعد کافر ہو جائیں گے۔ اس کے بعد فرمایا کہ تم میں سے اگر کوئی اس بات کو قبول کرے کہ اس کی شکل گویا میری شکل کی مانند ہو جائے اور میرے بدلہ صلیب پر چڑھایا جائے تو وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ ان میں سے ایک شخص نے جو جوان تھا اس بات کو قبول کیا غرضیکہ مسیح نے اسے تین بار بٹھایا اور تین ہی بار دریافت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا اور اس نے ہر دفعہ قبول کیا۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ مسیح اسکے بعد آسمان پر چڑھایا گیا اور اس شخص کو یہودیوں نے اس گمان سے کہ مسیح یہی ہے صلیب پر چڑھا کر مار دیا۔

اب دیکھئے کہ اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ابن عباس، مسیح کے بجسدہ مرفوع ہونے کے قائل ہیں۔ اب رہی یہ بکواس سو جس کی خواہش ہو کرتا جائے منع کون کرتا ہے۔

سوال: حضرت وہب فرماتے ہیں کہ مسیح کچھ عرصہ مر گئے تھے۔ پس اجماع کہاں ثابت ہوا۔

جواب: اولاً کہ یہ قول سنداً بیان نہیں کیا گیا۔ دوم اگر مان بھی لیں کہ یہ قول مستند ہے تو جائز ہے کہ یہ اہل کتاب سے لیا گیا ہو چنانچہ یہی موید ہوتا ہے اس سے کہ محمد بن اسحاق اور بیضاوی اور صاحب وجیز نے اس قول کو نصاری کی طرف منسوب کیا ہے۔ بھلا ایسا کیوں نہ ہو وجیز میں لکھا ہے کہ مسیح کے اب تک زندہ ہونے کے بارے میں اجماع ہے۔ حافظ ابن قیم اور فاضل لکھنوی نقلاً بیان کرتے ہیں کہ کل مسلمانوں کا مسیح کے زندہ ہونے پر اتفاق ہے لہذا وہب کی نقل کے واسطے اور کوئی محمل ماسوا اس کے جو ہم بیان کر آئے ہیں نہیں ہے۔

اے ناظرین اگر آپ قادیانی کے رسائل کو غور سے دیکھیں گے تو واضح ہو جائے گا کہ قادیانی کے پاس نہ تو شرعی اور نہ عقلی دلیل ہے صرف یہی دیکھیں گے کہ اس کی دلیل بجز اس کے کہ یہ خلاف عادت ہے یا بعید ہے اور کچھ نہیں۔ یہی اس کا بھاری تمسک ہے لیکن یہ داب ان لوگوں کا ہے کہ جن کو علم نہیں ہے یہ ایسا ہے کہ جس طرح زمانہ جاہلیت میں کفار بوسیدہ ہڈیوں کے زندہ ہونے کو (قیامت کو) بعید اور محال جانتے تھے چنانچہ خدا تعالی اس کی خبر قرآن میں دیتے ہیں کہ انسان نہیں سوچتا ہے کہ ہم نے اس کو نطفہ سے پیدا کیا ہے اب وہ ظاہر جھگڑالو بن گیا ہے اور وہ مثال بیان کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول گیا ہے یہ انسان کہتا ہے کہ خدا قیامت کو بوسیدہ ہڈیوں کو کیسے پیدا کرے گا یعنی کافروں کا اس بھید کو سمجھنا بالکل باطل ہے کیونکہ جس حالت میں کہ انسان کو منی سے پیدا کرتا ہے تو وہ ہڈیوں کو زندہ کیوں نہیں کر سکتا ہے۔ ہڈی تو از کردہ منی انسانیۃ کی طرف اقرب ہے ۔ اسی طرح پر کافروں کے استبعاد سے قرآن شریف میں یوں خبر دی گئی ہے کہ کافروں نے کہا ہے کہ معبود کا ایک ہی ہونا عجیب ہے غرض کہ اسی طرح پر قرآن شریف میں کافروں کے استبعادات بیان فرمائے گئے ہیں مگر خوف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طول سے تھوڑی ہی پر بس کی گئی۔

فائدہ۔قادیانیوں اور نیچر پسندوں نے دراصل محال اس کو بھی سمجھ لیا ہے جو نادرالوقوع ہو نیز اس کو جو ان کی عقل سے بعید ہو۔مگر بڑا تعجب ہوتا ہے کہ ڈھیل ڈھال تو پنجاب سے فرانس تک عریض وطویل رکھتے ہیں اپنی عالی فہمی پر تو اتنے نازاں ہیں کہ علماء وفضلاء اسلام کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لیکن یہ معلوم نہیں کہ محال کس چڑیا کا نام ہے۔بھلے مانس یہ امتیاز نہیں رکھتے کہ محال اور ہے اور نادرالوقوع اور ہے۔رہی عقل سو اگر ان کی عقل سے بعید ہے تو اہل اسلام کی عقل کے نزدیک ایسے امورات کا خدا سے ظہور بالکل آسان ہے اور وہ قادر مطلق ہرگز ایسے امورات کے پیدا کرنے میں عاجز نہیں ہے گو ان کی عقل اسے عاجز سمجھ لے۔نیز انسان کی عقل کیا غلطی سے مبرا ہے؟ تو پھر وہ کیوں اپنی عقلوں پر بھروسہ کر کے نقول قطعیہ کو تاویلات رکیکہ کے مطابق عقل بنانا چاہتے ہیں۔کیا ایک امر یقینی کو غیر یقینی پر محمول کرنا داب دانشمندی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هدیۃ الرسول

(پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ)

جواب اعتراضات قادیانی باستشہاد آیات بر حیات عیسیٰ

﴿قولہ: واستدلال صدیق الامت از آیت قد خلت من قبلہ الرسل (آل عمران:۱۴۴) در پیش وجود جم غفیرے از صحابہ بریں کہ کل انبیاء از قبل پیغمبر ماشربت ممات چشیدند

﴿اقول: دعوی صدیق الامت تحقق وفات آنحضرت ﷺ است ونبودن این واقعہ جانکاہ خلاف سنۃ الٰہیہ۔ ایں دعوی از حضرت صدیق برائے دفع تعجب سائر صحابہ بود۔ خطبہ صدیقی من کان یعبد محمداً فان محمدا قد مات و من کان یعبد اللہ فان اللہ حیی لا یموت شاہد این معنی است۔ پس تصویر دعوی صورت استدلال این کہ وفات یافتن آنحضرت ﷺ موجب تعجب ومخالفِ سنت الٰہیہ نیست زیرا کہ او نبی است از انبیاء (صغری) وہر نبی از انبیاء پیشینیاں گذشتہ است وکارِ تبلیغ ورسالت را فروگذاشتہ (کبری) ازیں جا دانستی کہ کل انبیاء از قبل پیغامبر ﷺ، کبرائے دلیل است نہ دعوی۔ پس قول مولف استدلال صدیق الامۃ بریں کہ کل انبیاء از قبیل التباس است بین دعوی وکبری دلیل

حضرت مولف خلت بمعنی توفّت فہمیدہ اند چنانچہ از قول (وشربت ممات چشیدند) ظاہر است۔ گویم بریں تقدیر آیت سنت اللہ التی قد خلت (الفتح:۲۳) مناقض خواہد بود بآیت و لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً چہ مفاد آیت اولی آنکہ سنت الٰہیہ آنست کہ وفات یافتہ است ومعدوم گشتہ ومعنی آیت ثانیہ ہرگز نخواہی یافت برائے سنت الٰہیہ تبدیل وتغیر بلکہ باقی ومستمر خواہد ماند

بایددانست کہ خلت مشتق از خلو بمعنی تنہا شدن چنانچہ در و اذا خلا بعضھم الی بعض یا بمعنی گذشتن وآں حقیقۃً صفت است برائے زمان می گویند خلا الزمان وقرون خالیۃ ومجازاً برائے زمانیات یعنی امورے کہ درزمانہ موجود اند چنانچہ رسل در آیت مذکورہ گذشت زمانہ رسولاں حقیقت است وگذشتند رسولاں مجاز۔ و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

گذشتن رسولاں از طبقہ زمین من حیث الرسالة (بنابر آنکہ در محکوم علیہ بودن مشتق کہ رسل است دریں جامبدء یعنی وصف رسالت را دخل می باشد ضرورة والالازم آید تعبیر بہ مشتق) بدو وجہ صادق می آید

یکے آں کہ رسول وفات یابد پس موصوف یعنی ذات رسول وصف یعنی رسالت ہر دو گذشتند۔ دوئم آنکہ رسول از وصف رسالت و تبلیغ در طبقہ زمین گذشتہ باشد یعنی وقت کار خانہ تبلیغ و رسالت او گذشتہ (چنانچہ می گویند فلاں حاکم تحصیل دار در راولپنڈی مثلاً گذشت یعنی در کسے زمانہ باوصف حکومت در شہر مذکور ماند، گذشت گو کہ بعد ازاں در جائے دیگر بغیر حکومت موجود باشد) گو کہ خود بقید حیات باشد در عالم علوی بشہادت نص قرآنی چنانچہ در مقصد اول دانستی۔ الغرض حیات مسیح در آسمان بغذاء ذکر و تسبیح مثل سائر ملائکہ بغیر از وصف تبلیغ رسالت منافات ندارد با آیت قد خلت من قبله الرسل وشمول عمومی مفہوم مذکور کفایت می کند در استدلال صدیق الامۃ بریں مدعی کہ وفات آنحضرت ﷺ مخالف سنت الٰہیہ نبودہ کہ آں ہم نوعیست از انواع خلو رسول من حیث الرسالة اگر گوئی

﴿قولہ افا ن ما ت او قتل انقلبتم قرینہ است برارادہ موت از خلت

﴿گویم قولہ تعالیٰ افا ن ما ت او قتل بیان بعض انواع خلو است بعد تمہید و ذکر خلت یعنی گذشتن رسولاں من حیث الرسالة چونکہ خلاف سنت الٰہیہ و دلیل بطلان شرع تا وقت ظہور ناسخ نیست۔ پس در صورت وقوع بعض انواع خلت کہ مات او قتل باشد چرا بطریق استعجاب اورا موجبِ بطلان شرع و باعثِ انقلاب خود ازاں می دانید۔ پس چنانچہ قولہ تعالیٰ او قتل قرینہ نیست برارادہ معنی قتل از خلت ہم چنیں مات دلالت نمی کند برارادہ معنی موت از خلت والا یلزم الترجیح بلا مرجح۔ و نیز بر تقدیر ارادہ معنی موت از قد خلت لازم می آید کذب آیت قد خلت من قبله الر سل چنانچہ لازم می آید بر تقدیر ارادہ معنی قتل

تشریح لزوم کذب آنکہ مراد از مات موت حتف الانف است بدلیل او قتل پس بر تقدیر گردانیدن افان مات قرینہ برارادہ موت از قد خلت معنی آیت ہر آئینہ مردند بموت حرفی خود بغیر ازقتل و دیگر اسباب ہمہ رسولاں حال آنکہ بعض از وشاں بقتل ہم وفات یافتہ اند۔ ہمیں طور اگر قتل را قرینہ ارادہ قتل از خلت گردانیم معنی آیت ہر آئینہ مقتول شدند ہمہ رسولاں حال آنکہ بعض بموت حتفی مردہ اند

وجہ تخصیص ماعدا موت بہ قتل آنکہ نزول آیت مذکورہ در غزوہ احد بودہ وقتے کہ آنحضرت ﷺ مجروح گشتہ در

www.KitaboSunnat.com

غارے افتادند شیطان لعین ندا کرد کہ محمد ﷺ وفات یافت بمجرد استماع ایں خبر لشکر اسلام بغیر از خواص روئے بفرار آوردند۔ حق سبحانہ وتعالی اظہارِ غلط فہمی اوشاں می فرماید آیا شما فہمیدہ اید کہ تعمیل احکام شرعیہ تاوقتے است کہ نبی ﷺ بنفس نفیس خود میان ایشاں موجود باشد ایں طور نیست نمی دانید کہ چہ درقدر انبیاء ورسل گذشتہ اند آیا ہمہ درمیان امتِ خود نشستہ ماندند یا تابعین اوشاں بدیں خیال دتنِ اوشاں را ترک نمودہ

ازیں جا دانستی کہ دراستدلال برغلط فہمی مفروراں ہماں شمول عمومی مفہوم قد خلت استدلال استدلال را بانصرام رساند چنانچہ دراستدلال صدیقی مثل روز روشن شد کہ محض تیزی طبع ونازک خیالی آیت قد خلت من قبلہ الرسل را معارض نص بل رفعہ اللہ نمودوالا فی الواقع کیفیت آنست کہ دانستی باز بطریق تنزل وفرض محال

می گویم کہ برتقدیر ارادہ معنی توفّت از قد خلت وفاتِ مسیح چگونہ ثابت می شود چرا نص بل رفعہ اللہ الیہ مخصص اونہ باشد

قضایا عرفیہ را دررنگ محصورات معقولیہ دانستہ اند قرآن کریم را خیال فرمایند

خلق من ماء دافق یخرج من بین الصلب والترائب (طلاق:۶۔۷)

وہمیں طور خلق الانسان من نطفۃ کہ بظاہر خاکی انداز حال مطلق انسان وآیت خلقہ من تراب مخصص آنہا افتادہ علی ہذا بسیارے از مواضع کتاب وسنت شاہد ایں معنی است

﴿قولہ: وآیت والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون (سورہ نحل:۲۰۔۲۱) دلیل بین است بریں کہ عیسی از زمرہ مردگان می باشد

﴿اقول: ایں آیتے است از سورہ نحل کہ نزولش درمکہ بودہ۔ پس بنابرآں دعوت کنندگان مشرکان مکہ اند ومراد از من دون اللہ معبودان اوشاں یعنی بتان خواہند بودنہ مسیح ابن مریم کہ معبود اہل کتاب است۔ ابن عباس می گوید یخلقون ای ینحتون مخلوقہ منحوتۃ اموات اصنام اموات۔ انتہی

وقولہ تعالی وما یشعرون ایان یبعثون برسبیل تحکم است برائے عبدۃ الاصنام گویا می فرماید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ معرفت وقت بعث از لوازم الوہیت است واین بتاں نمی دانند کہ پرستندگان ما کدام وقت مبعوث خواہند شد اگر کوئی بناء بر قاعدہ مسلّمہ کہ العبرۃ العموم اللفظ لا الخصوص المورد مراد از من دون اللہ مطلق معبودان خواہند بود

گوئم بریں تقدیر لا بد است از تعمیم در غیر احیاء ای مسلوب الحیاۃ فی الحال باشند مثل اصنام وبعض معبودات غیر آنہا وفی المآل مثل ملائکہ وعیسی ابن مریم وہمیں طور مراد از اموات مردگانند دراوقات معینہ نہ دائماً چہ ظاہر است کہ غیر اصنام دراوقات مستعارہ حیاتِ خود زندہ اند۔ تفسیر ابن کثیر وابوالسعود وعباسی وبیضاوی وفتح البیان وکبیر وکشاف وجلالین وغیرہ را ازیں جا ملاحظہ باید فرمود وتعمیمات ہمہ مفسرین دریں چنیں مواضع ہمہ مبنی اند برایمان بہمہ نص بل رفعه الله اليه چنانچہ شناختی۔ بالجملہ تعمیم مذکور برائے ادخال ملائکہ ضروری التسلیم است نہ فقط برائے مسیح

قولہ (ایام الصلح۔ ص ۱۲۱)۔ اگر مثلاً نصرانی گوید کہ این بیان قرآن یعنی و الذين يدعون بموجب معتقدات خود شما مسلماناں خلاف واقعہ است الی حسبۃ اللہ بگوئید ایں اعتراض را چہ جواب خواہید گفت

اقول: حق تعالی جناب را جزائے خیر ایں خیر خواہی ونکوئی درحق مسلماناں دہاد۔ عرض ایں است کہ نصرانی بے چارہ چونکہ خود از مزاولہ قرآن کریم محروم است ایں چنیں معانی کشفیہ را کجا منشا اعتراض قرار دادہ می تواند۔ ایں کمال مخصوص جناب است اموات غير احياء (نحل: ۲۱) منحل بسوئے مطلقہ عامہ فہمند نہ دائمہ مطلقہ۔ والا بحکم ایں آیت روح القدس داخل، اموات، شدہ چگونہ سلسلہ الہامات جناب را جاری کردہ می تواند۔ علی ہذا القیاس انك ميت و انهم ميتون (زمر: ۳۰) یعنی دراوقات معینہ خود رنگ مطلقہ عامہ والا باید کہ دروقت نزول انك ميت آنحضرت ﷺ وفات یافتہ باشند

اگر گوئی میت مشتق از موت است وحمل مشتق قیام مبداء را می خواہد۔ گوئم فرق است ما بین صدق قضیہ وتحقق مضمون او۔ قیام مبداء وقت تحقق مضمون او ضروری است نہ وقت صدق او۔ جناب را مکلّف ام کہ اگر مثلاً نصرانی گوید کہ ایمان بما انزل الى الرسول برشما فرض، ومن جملہ ما انزل و ما قتلوه و ما صلبوه .. بل رفعه الله اليه است و ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ..

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و ما آتاکم الرسول فخذوہ و ما نھاکم عنه فانتھوا (حشر: ۷) و انّه لعلم للسّاعة و من جملہ ما آتاکم الرسول احادیث صحیحہ واردہ در نزول مسیح بن مریم کہ فرع حیات بر آسمان است

ہستند پس شما چرا عیسی را داخل مردگان نمودہ در خطہ دلپذیر کشمیر مدفون ساختہ اید۔ حسبۃً للہ بگوئید چہ جواب خواہید داد۔ ہمیں کہ مراد از عیسی واجب النزول من ہستم باز او گفتہ نمی تواند کہ در نصوص مذکورہ ذکر خیر جناب بود و یا درسب معراج در بارہ بیان نزول و گداختن دجال و قتل یاجوج ماجوج قبل از قیامت جناب آنحضرت ﷺ گفتگو فرمودہ بودند و باز زریب بن برثملا وصی خود را جناب در کوہ عراق امر بمشغولی عبادت الی وقت النزول نمودہ بودند۔ بعد ایں اعتراض بہ فرمائید کہ چہ طور دفاع خواہید کرد۔ آخر بہ ہمیں کہ ایں احادیث موضوعہ اند۔ باز او تحریرات جناب و اتباع جناب را پیش کردہ نمی تواند کہ در قول فصیح وغیرہ وغیرہ برائے اثبات بودن الہام اقوی از ہمہ دلائل قول محی الدین بن عربی و جلال الدین سیوطی را سند گرفتہ اید کہ ایں بزرگواران کیفیت احادیث را از آنحضرت ﷺ را پرسیدہ می توانستند۔ آخر نہ ہماں محی الدین ابن عربی است کہ حدیث زریب بن برثملا را بطریق کشف تصحیح فرمودہ

و امام ہمام جلال الدین نہ ہماں عامل بالکشف است کہ حدیث تکلم مسیح در باہ اشراط ساعت را در تفسیر خود در منثور آوردہ و بخاری نہ ہماں بخاری است کہ کہ کتاب او را بعد کتاب اللہ اصح الکتب دانستہ جناب تمسک باثر ابن عباس گرفتہ اند ایں بخاری در تاریخ خود عیسی بن مریم را بعد نزول نزد آنحضرت ﷺ دفن خواہد نمود۔ حسبۃً للہ بگوید ایں اعتراض را چہ جواب خواہید گفت

قولہ: ہم چنیں اگر نصرانی دعوی کند کہ عیسی نسبت بدیگراں ایں مزیت را دارد کہ خود شما ہا اعتقاد دارید بایں کہ دو ہزار سال است کہ زندہ بر آسمان موجود است و ہیچ گونہ اختلال واغتشاش در قوائے او راہ نہ یافتہ ہم چناں بر تخت تمکین و عزت متمکم می باشد و در آخر زمان با جنود ملائکہ کہ جنود مخصوص خداوند عالم اند نزول اجلال از آسمان خواہد فرمود از اں جا کہ قرآن گوید کہ خداوند عالم با فرشتگان خواہد آمد۔ مع ہذا مسیح لازماً با صفات الوہیت متصف شد و اختصاص خود مقتضی آں می باشد کہ مسیح را از دیگر بنی آدم ممتاز و بالا اعتقاد داریم۔ خدا را زمانے سر در گریبان تامل فرو برید بگوئید ایں دعاوی و اعتراضات نصاری چہ طور تو نید رد کرد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اقول: اگر راہ نیافتن اختلال واغتشاش تا عرصہ دراز موجب فضیلت است باید کہ اصحاب کہف واکثر انبیاء افضل باشند از آنحضرت ﷺ وہمیں طور کسانے کہ از شصت وسہ سالہ عمر دراز یافتہ اند

واگر قیام بر آسمان ولحوق بملائکہ سبب مزیت بر دیگراں باشد باید کہ ملائکہ افضل باشند از سید رسل ﷺ

واگر نزول با جنود ملائکہ موجب الوہیت وشرک است بنا بر اختصاص آں باحق سبحانہ وتعالی باید کہ جبریل بسبب نزول ملائکہ ہمراہ او در وقت انزال سورۃ یا آیت یا وقت نصر مومنین شریک باشد باحق سبحانہ وتعالی واعتقاد بداں مفضی الی شرک بود۔ ونزول را محمول نمودن بر انعکاس فیضان روح القدس بسبب استعداد ومناسبتے کہ در نفوس قدسئہ کامن ومختفی است ابا می آرد از دو منع می کند از قبول او آمدن جبریل در صورت دحیہ کلبی ونشستن در حضور آنحضرت ﷺ وآمدن ملائکہ نزد لوط وابراہیم ودر جنگ بدر وغیرہ

الغرض عقیدہ داشتن بایں کہ عبارت از ارواح کواکب اند وآمد ورفت اوشاں بر زمین از محالات است چنانچہ جناب مولف کتاب واتباع او تصریح بایں عقیدہ در ازالہ وغیرہ نمودہ آیات واحادیث تکذیب می کند واورا

فار سلنا الیها روحنا فتمثل لها بشرا سو یا (مریم: ۱۷)۔

هل اتا ك حد یث ضیف ابرا هیم المکرمین (ذاریات: ۲۴)

اذ تقول للمو منین الن یکفیکم ان یمد کم ربکم بثلا ثه آلاف من الملا ئکة منز لین بلی ان تصبروا و تتقوا و یاتوکم من فورهم هذا یمددکم ر بکم بخمسة آ لا ف من الملا ئکة مسو مین (آل عمران: ۱۲۴۔۱۲۵)

و لما جاء ت رسلنا لو طاً سیء بهم و ضاق ذرعاً و قا ل هذا یوم عصیب و جاء ه قو مه یهرعون الیه و من قبل کا نوا یعملو ن السیات قا ل یا قو م هؤلا ء بنا تی هن اطهر لکم فا تقو ا الله و لا تخزون فی ضیفی الیس منکم رجل رشید قالوا لقد علمت ما لنا فی بنا تك من حق و انك لتعلم ما نرید قال لو ان لی بکم قوة او آ وی الی رکن شد ید قالوا یا لو ط انا رسل ربك لن یصلوا الیك فاسر با هلك بقطع من ا للیل و لا یلتفت منکم ا حد ا لا امرأتك انه مصیبها ما ا صا بهم ان موعد هم الصبح الیس الصبح بقریب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۔ فلما جاء امر نا جعلنا عا لیها سا فلها و امطر نا علیها حجارۃ من سجیل منضود (ھود : ۷۷۔۸۲)

خدارا انصاف ایں متمثل بصورت بشر یہ نزد مریم وایں سہ ہزار و پنج ہزار بر اسپاں فربہ سوار شدہ وایں مہمانان ابراہیم کہ برائے اوشان طعام تیار کردہ بود واو رانخورند و بشارت فرزند من جانب اللہ دادند وایں مہمانان لوط کہ قوم لوط باوجود آں فسق و فجور اوشاں را دیدند وقتے کہ خانہ لوط را قوم احاطہ نمودہ اند۔ وایں فرشتگان حضرت لوط را اطمینان دادہ وقت صبح آئندہ تمام قریہ را تباہ وویران نمودند آیا ایں ہمہ ارواح کواکب برزمین آمدہ بودند۔ پس دراں وقت اجرام کواکب چگونہ برزمین نیامدند برآسمان قائم ماندند۔ چہ حیات وقیام اجسام واجرام بغیر ارواح ممتنع وآں خوش صورت کہ بروے اثر سفر معلوم نمی شد وہمہ حضار مجلس نبوی ﷺ ازو ناشناس

ودر بخاری ومسلم وترمذی وابوداؤد ونسائی وابن ماجہ درحق او آمدہ فانہ جبر یل اتا کم یعلمکم دینکم۔ و بخاری درصحیح خود عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ ﷺ یوم بدر ھذا جبر یل اخذ برأس غرسہ علیہ ادا ت الحر ب یعنی فرمود در روز بدر ایں جبرائل است مسلح اسپ را گرفتہ ایستادہ

وآں معلم کہ آنحضرت ﷺ را امام شدہ تعلیم کیفیت صلوۃ نمودہ ودر رمضان با آنحضرت ﷺ دورِ قرآن می کرد

وآں سوارِ اسپ کہ لشکر فرعون او را دید وسامری خاکِ نعل اسپ او برداشتہ بود یا آن شخص کہ درصورت دحیہ صحابی می آمد وآنحضرت ﷺ حضرت عائشہ یا صدیق اکبر را فرمود کہ ایں جبریل است وشمارا اسلام می رساند یا آں فرستادہ کہ دروقت ایذادادن اہل طائف می گفت کہ یا محمد ﷺ خداوند تو می فرماید کہ اگر می خواہی من ایں کوہ را برسرایشاں افگنم آیا ایں روح کواکب بود۔ اللھم ا صلح امۃ محمد و اغفر امۃ محمد ﷺ

وخالق طیور ومحی اموات حق است سبحانہ وعیسی محل ظہور خوارق۔ بیضاوی می گوید:

فیصیر حیا طیارا باذن اللہ نبہ بہ علی ان ا حیاء ہ من اللہ تعا لی لا منہ و ابری ا لا کمہ و الا برص و احی المو ت باذن اللہ ۔ کرر با ذن اللہ دفعاً لو ھم الا لو ھیۃ فان الا حیاء لیس من جنس الا فعال البشریۃ ۔ انتھی ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وایں احیاء من اللہ یا اظہاراً للکرامۃ و الصداقۃ می باشد چنانچہ از عیسیٰ بن مریم و ابراہیم وبعض اولیاء امت مرحومہ یا ابتلاءً چنانچہ در دجال

الغرض محی حق است سبحانہ ونسبت احیاء بسوئے مخلوق مجاز یست بعلاقہ ملابست وتصدیق بمعجزات عیسویہ وابراہیمیہ یا بحیات مسیحی الی الآن ثمرہ ایمان بکتاب اللہ واحادیث نبویہ است نہ آں کہ بخیال تفضیل اوشاں باشد بر تفضیل رسل ونہ فی الواقع موجب تفضیل اند کہ ظہور ایں خوارق از دست اولیاء امت مرحومہ نیز ثابت شدہ

ارے معتزلہ چونکہ عباد را خالق افعال می گویند بناءعلیہ اقرار بمعجزات احیاء مفضی الی الشرک می باشد نہ بر مذہب اہل حق کہ خالق حق است سبحانہ

قولہ: (ایام الصلح۔ص۴۰) فیہا تحیون و فیہا تموتون (اعراف:۲۵) اول دلیل است بریں کہ غیر از کرہ ارض بجہت انسان مستقر ومستودع یا بعبارت اخری مہد ولحد نبودہ است

اقول: قولہ تعالی قال اہبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین قال فیہا تحیون و فیہا تموتون۔ مفاد۔ و لکم فی الارض مستقر و متاع ومتار اختصاص۔ مستقر ومتاع فی الارض است با مخاطبین یعنی بودن کرہ ارض قرارگاہ ومحل بسر کردن حیات مختص با مخاطبین است از وشان متجاوز شدہ اصالۃً (قولہ اصالۃً مراعات ایں قید برائے اخراج قیام عارضی است۔ فتدبر) در سکان ملاء اعلی یافتہ نمی شود نہ اختصاص مخاطبین با حیات فی الارض تا کہ از و متجاوز شدہ بحیات فی السماء موصوف نہ باشند وقطع نظر ایں اختصاص بآں معنی است کہ مستقر وحیز طبعی ودار الاقامۃ برائے شا کرہ ارض است وایں منافی نیست با بودن آسمان محل بطریق عارضی چنانچہ ملائکہ را مقر طبعی وموطن اصلی افلاک اند ومعہذا بر زمین نیز آمد ورفت می دارند حاصل آنکہ ایں اختصاص اثر جعل تکوینی است

و انفکاک بین المجعول و المجعول الیہ درصورت بودن او عارض غیر لازم جائز است ومتحقق چنانچہ درو جعل اللیل لباساً و جعل النہار معاشاً وانفکاک لباس از لیل ومعاش از نہار درصورت گذاردن زید شب را در کسب معاش وروز را در خواب متحقق است پس درمانحن فیہ یعنی جعل آدم و ذریۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احیاء فی الارض و جعل الارض مستقراً لها انفکاک حیاۃ فی الارض از آدم یا ذریت او متصور اگر گوئی کدام دلیل است بر بودن مجعول الیہ یعنی حیوۃ فی الارض عارض غیر لازم گوئیم بعد اشتراک آدم وابلیس در ہبوط کہ درحق ہر دو فا ہبطوا منہا وارد است ابلیس را صعود در آسمان حاصل شد بدلیل فوسوس لہما الشیطان فاخرجہما مما کانا فیہ پس امتناع صعود آدم و ذریتش را کدام مقتضی بالخصوص فردے کہ مادہ فطرت او نفخ روح القدس و کلمۃ القاھا الی مریم شاہد حال او باشد

قولہ: خلاصہ ختم نبوت کہ شعار نبی کریم ماست ہم مقتضی آں می باشد کہ حضرت عیسی البتہ مردہ باشد چہ اگر چہ بعد از خاتم الانبیاء بعثتِ نبی دیگر ممکن باشد آں جناب خاتم الانبیاء چگونہ تواند بود و نمی شود ہم سلسلہ وحی نبوت انقطاع یابد واگر بفرض محال تسلیم کنیم کہ حضرت عیسی در رنگ احاد امت بروز کند اما شان نبوت از وے چرا و چگونہ مصلوب و منتزع خواہد شد می شود او اتباع شریعۃ اسلام راشعار خود سازد و نے نتواں گفت کہ او دراں وقت در علم الہی نبی نباشد و اگر در علم الہی نبی نباشد باز ہماں محذور و اعتراض لازم آمد کہ بعد از خاتم الانبیاء نبی دیگر مبعوث گردید

اقول: آمدن عیسی باتباع شریعۃ اسلام کما ہو مصرح فی الاحادیث منافی ختم نبوت نبی ما ﷺ نیست بلکہ آمدن او در رنگ احاد امت از ضروریات است بدلیل قولہ تعالی و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ و لتنصرنہ (آل عمران: ۸۱) و بدلیل قولہ لو کان موسی بن عمران حیاً ما وسعہ الا اتباعی۔ و مسئلہ علم الہی باید فہمید تا کہ در غلط نیفتند علم تابع معلوم است من حیث المطابقۃ اگر چہ معلوم تابع شد من حیث الظہور والوجود پس علم الہی قبل وجود الاشیاء مطابق معلومات کما ہی فی الواقع خواہد بود الا لازم آید جہل تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا

در ما نحن فیہ نبوت و رسالت عیسویہ چونکہ محدود و منتہی است تا زمان بعثت آنحضرت ﷺ در علم الہی نیز بطریق محدودیت واقع خواہد بود نہ آنکہ عیسی فی الواقع تا زمان محدود و مشرع احکام باشد و حق سبحانہ و تعالی او را در علم ازلی مشرع موبد داند کہ ایں جہل است

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قولہ: خلاصہ نزول از آسمان چنانچہ ضربہ شدیدہ خورداز آیت قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا ہم چناں لطمہ دنداں شکن یابداز آیاتے کہ آنفا مذکور کردیم

اقول: قولہ تعالیٰ و قالوا لن نومن لك حتی تفجر لنا .... هل کنت الا بشرا رسولا (بنی اسرائیل: ۹۰، ۹۳) ترجمہ: وگفتند ہرگز باور نداریم ترا تا آنکہ جاری کنی برائے ما از زمین چشمہ یا باشد ترا بوستانے از خرما وانگور پس رواں کنی جوئہا درمیان آنہا رواں کردنی یا فرود آری آسمان را چنانچہ گمان مے کنی بر ما پارہ پارہ یا بیاری خدارا وفرشتگان را روبرو یا باشد ترا خانہ از زر یا بالا روی بر آسمان و باور نداریم بالا رفتن ترا تا آں فرود آری بر ما نوشتہ کہ بخوانیم آں را۔ بگو پاک است پروردگار من نیستم من مگر آدمی فرستادہ۔ بر صاحب انصاف پوشیدہ نیست کہ قولہ قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا دلالت نمی کند بر امتناع امور مذکور الصدر ولا باید کہ اجراء چشمہ در زمین و بودن بوستان خرما وانگور بمعہ چشمہا برائے آنحضرت ﷺ نیز ممتنع باشند بلکہ محصل سبحان ربی آنست کہ او سبحانہ بزرگ تر و منزہ است ازیں کہ کسے در امور سلطنت و ملک او دخل دہد یا او سبحانہ حسب اقتضاء او شان ہر وقت و ہر طور کہ خواہند نشانے را پیدا آرد خصوصاً آں نشان کہ بعد اتمام حجت ظہور او موجب ہلاک گردد او خود فعال لما یرید (بروج: ۱۶) است اگر خواہد اجابتِ مسؤل شما فرماید واگر نخواہد نہ کند کار من فقط تبلیغ رسالت است و مرا بآں مشغول باید بود

امام احمد بن حنبل مرفوعاً می آرد کہ فرمود آنحضرت ﷺ کہ پیش نمود بر من رب من عز وجل کہ کند سنگلاخ مکہ را زر۔ پس گفتم نہ یا رب..الخ ترمذی۔ الغرض آیت مذکورہ شہادت بر استحالہ امور مذکورہ نہ دہد بلکہ حق سبحانہ وتعالیٰ مکابرہ وعناد اوشاں را جائے دیگر ذکر فرمودہ۔

و لو نزلنا علیك کتاباً فی قرطاس فلمسوه بایدیهم لقال الذین کفروا ان هذا الا سحر مبین و قالوا لولا انزل علیه ملك و لو انزلنا ملکا لقضی الامر ثم لا ینظرون ولو جعلناه ملکا لجعلناه رجلاً وللبسنا علیهم ما یلبسون (انعام: ۷۔۹)

و ان یرو کسفاً .. الآیه ۔ و لو فتحنا علیهم باباً من السماء ..

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایں ہمہ آیات دلالت می کند بر امکان وقوع ایں امور و نیز براں کہ عدم وقوع برائے آنست کہ بعد وقوع ہم راہ مکابرہ وعناد را نخواہند گذاشت

پس ایقاع ایں امور برائے توقع ایمان اوشاں عبث است ودر واقعہ اسراء یا رفع مسیح ابن مریم چونکہ مطمح نظر محض اکرام یا نجات دادن از دست یہوداں است بغیر آں کہ مقصود بالذات ایمان آوردن کسے باشد بناء علیہ آیات مذکورہ دلالت نمی کنند بر عدم وقوع رفع الی السماء تمسک واستشہاد باں دریں باب از غلط فہمی است بلکہ خود آنحضرت توجہ را مبذول فرمودن بداں طرف خروج از منصب خود تصور می فرمایند

باتباع سفیہے چند سوال ایں امور نمودن داخل سفاہت بودن است ایں جا کالمیّت بین یدی الغاسل باید بود۔ باشد کہ خود سابقہ عنایت ازلیہ لولا ك لما خلقت الا فلا ك وقت ہبوب نسیم سبحان الذی اسری بعبدہ تماشائے چمن را ائتامیہ لنریہ من آیا تنا فرماید ۔حدیث معراج بطریق تواتر از جم غفیر صحابہ کرام مروی است مثل عمر بن الخطاب وعلی وابن مسعود وابی ذر و مالک بن صعصعہ وابی ہریرہ وابی سعید و ابن عباس وشداد بن اوس وابی بن کعب وعبد الرحمٰن بن قرظ وابی حبہ انصاری وابی یعلی انصاری وعبد اللہ ابن عمرو و جابر وحذیفہ و بریدہ وابی ایوب وابی امامہ وسمرۃ الجندب وابی الحمراء وصہیب رومی وام ہانی و عائشہ واسماء ہردو دختران ابی بکر صدیق

ابن کثیر ایں جا گفتہ حدیث معراج عقیدہ اجماعیہ ہمہ اہل اسلام است مگر زندیقان وملحدان ازو اعراض ورزیدہ یر یدون لیطفئوا نور اللّٰہ بافواھھم و اللہ متم نورہ و لو کرہ الکا فرو ن (صف:۸) اکثر برانند کہ معراج جسمی بود در حالت بیداری بعد ازاں کہ اولاً بطریق خواب منکشف شدہ چنانچہ اکثر واقعات آنحضرت ﷺ اولاً معائنہ کنانیدہ می شدند بعد ازاں جاء ت مثل فلق الصبح بظہور می آمدند شیخ محی الدین ابن عربی درفتوحات گفتہ کہ معراج آنحضرت ﷺ سی وسہ مرتبہ بطریق رؤیا ومنام بود و یک کرۃ جسمی ۔حضرت مولف را دریں چنیں مواضع کشفیہ بر صاحب فتوحات کمال وثاقت واعتبار است مثل ابن عباس براں متکد رنخواہند بود ودلالت می کند بر وقوع جسمی کلمہ عبد بناء علی الغالب چنانچہ سبحان در سبحان الذی اسری بعبدہ در استعجاب وانکار مشرکین مکہ وتفسیر افقہ الناس ابن عباس رویا را بہ رویا عین وقول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عائشہ صدیقہ ما فقد جسد محمد محمول بر استماع است از غیر چہ اورا در وقت واقعہ اسراء تشریف صحبت و تمیز عقلی بلکہ وجود عیی ہم حاصل نبود (تفسیر ابن کثیر) وبالجملہ قول افقہ الناس و ما کشفہ محی الدین ابن عربی از مسلمات حضرت مولف است۔ غالباً ایں باں را گذاشتہ اتباع معتزلہ نخواہند فرمود

﴿قولہ: بل رفعه الله اليه ثبوت بین جہت موت اوست

﴿اقول: معنی ایں آیت درابتداء ایں مقصد گزشتہ کہ قول مذکور بہ پنج وجہ نص در رفع جسمی

﴿قولہ: وآیت کا نا یا کلا ن الطعا م نص صریح است برائے موت۔

﴿اقول: قو له تعا لی: كـانـا يـأ كلان الطّعام و كذا قو له تعا لى و ما جعلنا هم جسداً لا ياكلا ن الطعا م دلالت می کند بریں کہ خوردن طعام ورفتن در بازارہا مجعول اند بہ جعل او سبحانہ و تعالی لکن غور طلب ایں امر است کہ ایں مجعول الیہ یعنی خوردن طعام ورفتن در بازارہا لازم غیر منفک علی سبیل الاستمرار است، یا فی وقت دون وقت۔

بعد غور ایں معنی تامہ دریں باید نمود کہ مراد از طعام مطلق ما یطعم و مایہ حیات است یا بالخصوص گندم و جو۔ از ہر دو بشہادت تتبع ہمیں بہ ثبوت پیوست کہ استمرار و تعیین باطل است۔ آیا کسے عاقل گفتہ می تواند کہ انبیاء بلکہ سائر بنی نوع ہر وقت و ہر جاے طعام می خورند۔ حاشا وکلا۔ بلکہ ہر وقتے ہر وضعے ہر ملکے ہر رسمے

آرے ایں قدر ضروری است کہ مایہ حیات باید پس او چنانچہ درحق سائر زمینیاں گندم و جو و امثال آنہا است در حق اصحاب کہف چیزے دیگر است واجب التسلیم کہ دال است بر وزندہ ماندن اوشاں تا بہ سہ صدونہ (۳۰۹) سال بشہادت و لبثـوا فـی كهفهم ثلاث مأة سنين واز دادوا تسعاً (کہف:۲۵) علی ہذا القیاس درحق ساکنان عالم افلاک ذکر تسبیح و تہلیل است چنانچہ در مشتبہان بملاء اعلی از انبیاء واولیاء

وحدیث ايّكم مثلى انّی ابيت عند ربّى و يطعمنى و يسقينى شاہد است بریں قول علامہ عینی زیر حدیث اسراء باید دید۔ و بودن غذا اوشاں ذکر و تہلیل را وجہ عدم تغیر اجسام انبیاء ملا علی قاری ناقلاً عن شرح الصدور در شرح مشکوۃ ذکر نمودہ برادر ایں ہمہ وسوسہ از ہماں شخص جعلی است کہ قانون قدرت نام دارد۔ (ہدیۃ الرسول۔ ص۵۲ تا ۶۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاتقوا اللّٰہ یا اولی الالباب

عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰہ ﷺ انّ اللّٰہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ و ید اللّٰہ علی الجماعۃ و من شذّ شذّ فی النّار (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ نہیں جمع کرے گا امت میری کو اوپر گمراہی کے، اور ہاتھ اللہ کا ہے اوپر جماعت کے اور جو شخص تنہا ہو جماعت سے ڈالا جاوے گا بیچ آگ کے) (جامع ترمذی۔۲۱۶۷)

ناظرین کی سہولت اور غور کرنے کیلئے کسی قدر مرزا کے عقائد اس کی تصنیفات و تحریرات سے نقل کئے جاتے ہیں جس کو زیادہ تحقیق منظور ہو اس کی تصنیفات سے دیکھ لے صفحہ کا پتہ دیا گیا ہے جس کے مطالعہ سے سب مسلمانوں پر روشن ہو جاوے گا کہ مرزا قادیانی کس قسم کا مسلمان ہے اور اہل سنت و جماعت خود انصاف کریں کہ حضرات علماء عرب و عجم سچے ہیں یا تنہا مرزا۔ اگر مرزا قادیانی ان عقائد سے سچے دل سے توبہ کرتا ہے اور لوگوں کو زبانی توبہ سے دھوکہ نہیں دیتا تو جو لوگ کتمان حق یعنی حق چھپانے کے بعد توبہ کریں ان کو بموجب آیت قرآن شریف الّا الّذین تابوا و اصلحوا و بیّنوا .. الخ توبہ کے ساتھ اصلاح و بیان بھی لازمی ہے۔ لہذا مرزا سچے دل سے توبہ کرے اور عام لوگوں میں تفصیل وار بذریعہ اشتہار شائع کردے کہ ان عقائد سے میری توبہ ہے اور جو کچھ میں نے اپنی تصنیفات میں لکھا ہے وہ نادرست ہے پھر وہ انشاء اللہ تعالی مباہلہ کی لعنت سے بھی بچ جائے گا اور ہمارا بھائی مسلمان بن جاوے گا ورنہ جھوٹے پر وہ جو عیدگاہ (امرتسر) میں (بوقت مباہلہ ۱۸۹۳ء) کہا۔ اور میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ کوئی نئی بات نہیں اور نیا فتوی نہیں لکھا وہی ہیں جو مرزا قادیانی نے اپنی تصنیفات میں اپنے عقائد شائع کئے ہیں اور علمائے عرب و پنجاب و ہندوستان نے ان پر فتوی دیا ہوا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا قادیانی کے عقائدواقوال

۱۔ نبوت کا دعوی

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب توضیح مرام کے صفحہ ۱۸ پر لکھا ہے: اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالی کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالی سے ہم کلام ہونے کا شرف رکھتا ہے اور امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور رسولوں اور نبیوں کی طرح اس کی وحی کو بھی دخلِ شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔

صفحہ ۱۹، توضیح مرام میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

فا علم ار شد ك اللّٰه انّ النّبیّ محدّ ث و المحدّ ث نبیّ

مرزا صاحب نے اپنے ازالہ اوہام کے سرورق پر لکھوایا:

از تصانیف مرسل یزدانی مامور رحمانی غلام احمد قادیانی۔

دیکھو یہاں پر صاف مرسل ہونے کا دعوی کیا ہے۔ اور بھی اس سے بڑھ کر سنئے۔ ازالہ اوہام صفحہ ۶۷۳ میں مرزا قادیانی نے لکھ دیا ہے کہ قرآن شریف کی آیت:

اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی۔ اور احمد اور عیسی اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و مبشّراً بر سو لٍ یّا تی من بعدی اسمه ا حمد۔

مگر ہمارے نبی ﷺ فقط احمد ہی نہیں ہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنی جامع جلال و جمال ہیں لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیش گوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے، بھیجا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ تو احمد و محمد دونوں تھے لیکن برطبق پیش گوئی صرف احمد مبشر رسول (خود بدولت) ہیں نہ رسول اللہ ﷺ، اور کھلا کھلا نبوت کا دعوی ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۳ میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

نبوت ناقصہ اس میں پائی جائے گی جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے اور نبوت تامہ کی شانوں میں سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے، سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا اور نبی بھی، اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ لیکن صاحب نبوت تامہ صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اسلئے خدا نے براہین میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی ۔

لو صاحب اب تو صاف کہتے ہیں کہ میرا نام خدا نے نبی رکھا اس کو کیا کرو گے۔

۲۔ جسمانی معراج سے انکار

ازالہ اوہام حاشیہ صفحہ ۴۷ میں مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلی درجہ کا کشف تھا جس کو درحقیقت بیداری کہنا چاہیے۔ ایسے کشف کی حالت میں انسان ایک نوری جسم کے ساتھ حسب استعداد نفس ناطقہ اپنے کے آسمانوں کی سیر کر سکتا ہے۔ پس چونکہ آنخضرت ﷺ کے نفس ناطقہ کی اعلی درجہ کی استعداد تھی اور انتہائی نقطہ تک پہنچی ہوئی تھی اس لئے وہ اپنی معراجی سیر میں معمورہ عالم کے انتہائی نقطہ تک جو عرش عظیم سے تعبیر کیا جاتا ہے پہنچ گئے۔ سو در حقیقت یہ سیر کشفی تھا جو بیداری سے اشد درجہ پر مشابہ ہے بلکہ ایک قسم کی بیداری ہی ہے۔ میں اس کا نام خواب ہرگز نہیں رکھتا اور نہ کشف کے ادنی درجوں میں سے اس کو سمجھتا ہوں بلکہ یہ کشف کا بزرگ ترین مقام ہے جو در حقیقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیداری بلکہ اس کثیف بیداری سے یہ حالت زیادہ اصفی اور اجلی ہوتی ہے اور اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحب تجربہ ہے۔،

رسول اللہ ﷺ کی طرف جسم کثیف کی نسبت کرنا خلاف ادب ہے۔

۳۔ ملائکہ ستاروں کے ارواح ہیں۔ وہ ستاروں کیلئے جان کا حکم رکھتے ہیں۔ لہذا وہ ستاروں سے کبھی جدا نہیں ہوتے۔

۴۔ جبریل کا نبیوں کے پاس آنے کا انکار

جبریل جس کا سورج سے تعلق ہے وہ بذات خود اور حقیقتاً زمین پر نہیں اترتا ہے۔ اس کا نزول جو شرع میں وارد ہے اس سے اس کی تاثیر مراد ہے اور جو صورت جبریل وغیرہ فرشتوں کی انبیاء دیکھتے تھے وہ جبریل وغیرہ کی عکسی تصویر تھی جو انسان کے خیال میں متمثل ہو جاتی تھی جیسے آئینہ میں دیکھنے والے کی صورت متمثل ہو جاتی ہے۔

۵۔ ملک الموت بھی بذات خود زمین پر اتر کر قبض ارواح نہیں کرتا ہے بلکہ اس کی تاثیر سے قبض ارواح ہوتا ہے۔

۶۔ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے نجوم کی تاثیرات سے ہو رہا ہے۔

یہاں پر ایک حدیث یاد آئی، اس کا بیان کرنا بھی یہاں پر ضروری سمجھا گیا اصل عبارت حدیث جس کو دیکھنا منظور ہو وہ بخاری صفحہ ۱۴۱ و مسلم صفحہ ۵۹ میں دیکھ لے میں ترجمہ اس کا لکھتا ہوں:

آنحضرت ﷺ نے بارش کے بعد صبح کی نماز پڑھائی تو اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آیا تم جانتے ہو کہ خدا تعالی نے کیا فرمایا ہے۔ اصحاب بولے کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں کوئی مجھ پر ایمان لاتا ہے اور کوئی کافر ہوتا ہے۔ جو یہ کہے کہ ہم پر خدا کے فضل و رحمت سے بارش ہوئی ہے تو وہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ستاروں سے منکر اور جو یہ کہے کہ فلاں ستارہ کے فلاں مقام پر پہنچنے کے سبب بارش ہوئی ہے تو وہ ستاروں پر ایمان لاتا ہے اور مجھ سے کافر ہے۔

۷۔ معجزات کا انکار نیز مسیح ابن مریم کے (جو مسلمانوں کے اعتقاد میں بن باپ پیدا ہوئے ہیں) یوسف نجار کے بیٹے ہونے کا ادعا:

مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں:

غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد مشرکانہ اعتقاد ہے کہ مسیح مٹی کا پرند بنا کر اوران میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ نہیں، بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کیلئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہرحال یہ معجزہ صرف ایک قسم کی کھیل میں سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی رہتی تھی جیسے سامری کا گوسالہ۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۲۲)

کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالی نے مسیح کو عقلی طور پر سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کی طور پر پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیر سے چلتا ہو کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام کرتے رہے ہیں اور ظاہر کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۳)

کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صناع ایسی ایسی چڑیاں بنالیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعہ پرواز بھی کرتی ہیں۔ (ازالہ اوہام۔ صفحہ ۳۰۴)

یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمریزی طریق سے بطور لہو ولعب،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں۔(ازالہ اوہام۔صفحہ ۳۰۵)

بہر حال مسیح کی یہ تربی کاروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا کے فضل وتوفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا(ازالہ اوہام۔صفحہ ۳۰۹)۔

اللہ تعالی تو قرآن مجید پارہ ہفتم میں عیسیٰؑ بن مریم کو فرماتا ہے کہ اے عیسیٰؑ ان انعامات کو یاد کر جو تیرے پر اور تیری والدہ پر ہیں..الخ۔

انہیں انعامات میں مٹی کا پرندہ بنانا اور اندھے مادرزاد کو اور برص والے کو اچھا کرنا اور مردوں کو زندہ کرنے کا بیان فرمایا ہے۔انصاف سے دیکھو یہاں مرزا قادیانی نے کیسی بے باکی کی ہے کہ قرآن شریف میں خداوندتعالی ان معجزات کو انعامات میں شمار کرے اور مرزا قادیانی ان کو مکروہ سمجھے۔حضرت عیسیٰؑ کو یوسف نجار کا بیٹا کہنا اور ان معجزات کو،جو وہ دکھاتے تھے،مسمریزی(ساحرانہ طریق) سے تعبیر کرنا گویا حضرت عیسیٰؑ کو ساحر کہنا ہے لا حول ولا قوّۃ الّا باللّٰہ

۸۔توہین عیسیٰؑ۔ازالہ اوہام حصہ اول کے صفحہ ۱۵۸ میں مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم عیسی کجاست تا بہ نہد پا بمنبرم

۹۔ روح القدس،روح الامین،اور شدید القوی،ذوالافق الاعلی۔جن کا ذکر شرع میں وارد ہے وہ انسان ہی کی ایک صفت ہے،جو خدا کی محبت،اور اس کے محبوب انسان کی محبت،باہم ملنے سے متولد ہوتی ہے۔ان دونوں محبتوں اور ان سے متولد نتیجہ(روح القدس) کا مجموعہ پاک تثلیث ہے۔قادیانی کی تجویز پاک تثلیث نصف عیسائیت ہے۔عیسائی لوگ باپ بیٹے روح القدس کے مجموعہ کو تثلیث قرار دیتے ہیں۔مرزا قادیانی،خدا کی محبت(باپ)،بندہ محبوب کی محبت(ماں)،اور دونوں سے متولد(روح القدس) کے مجموعہ کو تثلیث قرار دیتے ہیں۔اب لوگوں کو عیسائی بنانے میں ایک آنچ کی کسر رہ گئی ہے کہ اس تثلیث کے ساتھ توحید کو بھی ملا دیں اور ان تینوں کو ایک خدا کہدیں جیسا کہ عیسائی کہتے ہیں۔(صفحہ ۱۲۔۲۲ توضیح مرام ملخصاً)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۔ دعویٰ ابن اللہ :

مسیح اور اس عاجز (مرزا قادیانی) کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ (توضیح مرام۔ صفحہ ۲۷)

قادیانی کا بطور استعارہ، ابن اللہ اپنے آپ کو تجویز پوری عیسائیت ہے۔

۱۱۔ مسیح موعود میں (یعنی مرزا قادیانی) ہوں جس کی بشارت حدیثوں میں ہے نہ عیسیٰ ابن مریم اسرائیلی

فتح اسلام کے صفحہ ۹ میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے :

شکر کرو اور شکر کے سجدات بجالاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گذر گئے اور بے شمار روحیں اس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں وہ وقت تم نے پالیا۔

نیز فتح اسلام صفحہ ۱۵ میں مرزا قادیانی لکھا ہے:

مسیح جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو۔

ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۱ میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

اور میرے پر خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے چنانچہ اس کا الہام یہ کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں وعدہ کے موافق تو آیا ہے و کا ن وعد اللّٰہ مفعو لاً۔

۱۲۔ آنے والے مسیح کے اوصاف جو احادیث میں وارد ہیں کہ وہ عیسیٰ بن مریم ہوگا اور دمشق کے منارہ شرقی کے پاس نزول کریگا اور زرد کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے بازؤوں پر اترے گا وہ دجال یک چشم کو ہلاک کرے گا۔ اس قسم کی حدیثوں کی یہ تحریف کی ہے کہ دمشق سے مراد قادیان ہے۔

ازالہ اوہام صفحہ ۶۸ میں ہے کہ:

دمشق کا لفظ محض استعارہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔

اور ازالہ اوہام صفحہ ۷۴ میں لکھا ہے: چونکہ قادیان کو اپنی خاصیت کے رو سے دمشق سے مشابہت دی گئی تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قادیان کا نام پہلے نوشتوں میں استعارہ کے طور پر دمشق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھ کر پیشگوئی کی گئی ہوگی۔ کیونکہ کسی کتاب حدیث یا قرآن شریف میں قادیان کا نام لکھا ہوا نہیں پایا جاتا۔

اور صفحہ ۷۵، ازالہ اوہام میں مرزا صاحب نے لکھا ہے:

یہ فقرہ جو اللہ جل شانہ نے الہام کے طور پر اس عاجز کے دل پر القاء کیا ہے کہ انّا انزلناہ قریباً مّن القادیان اس کی تفسیر یہ ہے کہ انّا انزلناہ قریباً من دمشق بطرف شرقی عند المنارۃ البیضاء کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے منارہ کے پاس، پس یہ فقرہ الہامِ الٰہی کہ کان وعد اللّٰہ مفعولاً اس تاویل سے پوری پوری تطبیق کھا کر یہ پیشگوئی واقعی طور پر پوری ہو جاتی ہے۔

ازالہ اوہام صفحہ ۲۱۹ میں مرزا صاحب نے زرد کپڑوں کی یہ تحریف کی کہ اس کی صحت کی حالت اچھی نہ ہوگی (یہ تحریف اس لئے کہ آپ ہمیشہ بیمار رہتے ہیں)۔ دو فرشتوں کے بازوؤں پر اترنے کی یوں تحریف کی کہ وہ در اصل دو آدمی ہیں کہ دوسری حدیث میں بیان کئے گئے ہیں (اس جگہ مغالطہ دیا ہے۔ جس حدیث میں ان دو آدمیوں کا ذکر ہے اس حدیث کو نزول عیسیٰؑ سے کچھ تعلق نہیں۔ وہ تو آپ یعنی عیسیٰؑ کے طواف بیت اللہ کے بارہ میں ہے) اور ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھنے سے یہ مطلب ہے کہ وہ مسیح کے مددگار اور انصار ہو جاویں گے۔

اور ازالہ اوہام صفحہ ۴۹۶ میں ہے کہ:

بپایہ ثبوت پہنچ گیا کہ مسیح دجال جس کے آنے کی انتظار تھی یہی پادریوں کا گروہ ہے جو ٹڈی کی طرح دنیا میں پھیل گیا ہے۔ سواے بزرگو! دجال معہود یہی ہے جو آچکا ہے مگر تم نے اسے شناخت نہ کیا۔

اور ازالہ اوہام صفحہ ۵۰۶ میں یک چشم کی تحریف کی ہے کہ دین کی آنکھ بالکل نہ ہوگی جیسے آج کل یورپ اور امریکہ کے لوگوں کا حال ہے۔

اور ازالہ اوہام صفحہ ۵۲ میں یاجوج ماجوج سے انگریز وروس مراد ہیں۔ اور داد دیں کہ رسول اللہ ﷺ تو قسم سے فرماویں کہ عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ نبی اللہ اتریں گے، اور یہ کہیں کہ نہیں اس سے غلام احمد بن غلام مرتضیٰ مراد ہے۔ پھر کہاں دمشق کا منارہ شرقی اور کہاں قادیان کی مسجد کا منارہ۔ کہاں ان کا زرد کپڑے پہنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اترنا، کہاں ہمیشہ بیمار رہنا، کہاں مسیح دجال جس کے ماتھے پر ک ف ر کا نوشتہ اور اس کا یک چشم ہونا، کہاں پادریوں کا گروہ اور آج کل کے یورپ وامریکہ کے لوگوں کا حال۔ کیا یہ اسلام ہے یا الحاد، معارف ہیں یا تحریفیں، الہام ہے یا اوہام۔ حضرت رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی تابعداری ہے کہ من کے ڈھکوسلوں کی۔ بتلایئے کہ خلفاء راشدینؓ یا اصحاب رسول اللہ ﷺ یا تابعین یا تبع تابعینؒ یا سلف خلف میں سے کسی مسلمان نے آج تک ان حدیثوں کے ایسے معانی کئے ہیں۔ یقیناً کہو گے کہ نہیں بلکہ بالاتفاق کل اہل اسلام سیدنا عیسی بن مریم ؑ کے دمشق میں شرقی منارہ کے پاس زرد کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے بازوؤں پر اترنے کے قائل ہیں۔ پھر آپ ہی فتوی دیں کہ کل اہل اسلام کے برخلاف چلنے والا کون ہے۔ بیشک یہ لوگ ان میں سے ہیں جن کی بابت اللہ تعالی فرماتا ہے۔ یسمعون کلا م اللّٰہ ثمّ یحرّ فو نہ من بعد ما عقلوہ و ہم یعلمو ن

۱۳۔ علامات قرب قیامت سے قرآن شریف میں جو دا بۃ ا لا ر ض کا ذکر ہے جو بالاتفاق کل اہل اسلام میں ایک معین دابہ ہے وہ اس کی یوں تحریف کرتا ہے کہ مراد اس سے علماء ظاہر ہیں ازالہ اوہام صفحہ ۵۰۳ میں کہ:

> ہم ایک گروہ دابۃ الارض کا زمین سے نکالیں گے وہ گروہ متکلمین کا ہوگا جو اسلام کی حمایت میں تمام ادیان باطلہ پر حملہ کرے گا یعنی علماء ظاہر ہوں گے۔

یہ عقیدہ جمہور اہل اسلام کے خلاف ہے۔

۱۴۔ ایسا ہی سورج کا چڑھنا مغرب سے اور توبہ کا دروازہ بند ہونا جو شرع میں وارد ہے اور مسلمانوں کا اس پر ایمان ہے، اس کی یہ تحریف کی ہے کہ طلوع آفتاب سے ظہور نور صداقت ممالک مغربیہ میں ہے۔ جیسا کہ ازالہ اوہام صفحہ ۵۱۵ میں لکھا ہے:

> اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر وضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منور کئے جاویں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اورتوبہ کے دراوزہ بند ہونیکی یہ تحریف کی ہے کہ بعض لوگوں کے دل سخت ہوجائیں گے اورتوبہ کی توفیق نہیں دی جائے گی۔مرزاغلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

وہ ہی لوگ اسلام سے محروم رہ جائیں گے جن پر دروازہ توبہ کا بند ہے یعنی جن کی فطرتیں بالکل مناسب حال اسلام کے واقع نہیں توبہ کا دروازہ بند ہونے کے یہ معنی نہیں ...بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کے دل سخت ہوجائیں گے اوران کوتوبہ کی توفیق نہیں دی جائے گی۔(ازالہ اوہام۔صفحہ ۵۱۷)

یہ عقیدہ بھی رسول اللہ ﷺ سے لے کر آج تک کسی مسلمان کا نہیں۔

۱۵۔ لیلۃ القدر سے انکار،جس کا ذکر قرآن میں ہے۔مرزا نے لکھا ہے:

رات مراد نہیں بلکہ وہ زمانہ مراد ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہم رنگ ہے اور نبی یا اس کے قائم مقام مجدد کے گذر جانے سے ایک ہزار مہینہ کے بعد آتا ہے (فتح الاسلام۔ص ۵۴)

یہ عقیدہ بھی تمام اہل اسلام کے برخلاف ہے۔

۱۶۔ملائکہ کا آدم کوسجدہ کرنے کا انکار

توضیح مرام صفحہ ۴۹ میں آیت متضمن ذکر سجدہ آدم

اذ قال ربّك للملائكة انّى خالق بشراً مّن طينٍ فاذا سوّيته و نفخت فيه من روحى فقعوا له ساجدين ۔ فسجد الملا ئكة كلّهم اجمعون الّا ابليس ۔ (سورة ص۔ ۷۲۔۷۵)

کی تشریح میں مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ اس آیت میں باوا آدم کی طرف سجدہ کرنا مراد نہیں بلکہ ملائک کا انسان کامل کی خدمت بجالانا اوراس کی اطاعت کرنا مراد ہے اسکے الفاظ یوں ہیں:

جاننا چاہیے کہ یہ سجدہ کا حکم اس وقت سے متعلق نہیں ہے کہ جب حضرت آدم پیدا کئے گئے بلکہ یہ علیحدہ ملائک کو حکم کیا گیا کہ جب کوئی انسان اپنے حقیقی انسانیت کے مرتبہ تک پہنچے اوراعتدال انسانی اس کو حاصل ہوجائے اور خدا تعالیٰ کی روح اس میں سکونت اختیار کرے تو تم اس کامل کے آگے سجدہ میں گرا کرو۔یعنی آسمانی انوار کے ساتھ اس پراترا کرو اوراس پرصلوۃ بھیجو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷۔ ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۴۱ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

سمجھنا چاہیے کہ جب پیش گوئیوں کے سمجھنے کے بارے میں انبیاء سے امکان غلطی ہے تو پھر امت کا کورانہ اتفاق یا اجماع کیا چیز ہے۔

یارو! کوئی منصف ہے؟ انبیاء کرام سے غلطی کا امکان، تمام امت کا اجماع واتفاق ہونا اندھا پن اور ناچیز۔ مرزا جی کا جو الہام ہے وہ قطعی اور یقینی و من اظلم ممّن افتری علی اللّٰہ کذباً او قال اوحی الیّ و لم یوح الیہ شئی۔ اب انصاف کیجئے کہ کلام الٰہی کے معارف وحقائق ودقائق وباریکیاں سمجھنے والے رسول اللہ ﷺ تھے یا مرزا صاحب۔ اب آپ سلف صالح میں کسی ایک کا نام لیجئے جسکے ایسے عقائد ہوں جیسے مرزا قادیانی کے، یا کسی ایک مسلمان نے ان حدیثوں کے ایسے معنی کئے ہوں جیسے مرزا نے کئے ہیں۔ ضرور کہو گے کہ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر اور کون کلام الٰہی کو سمجھنے والا ہے۔ اور بعد ازاں صحابہ واہل بیت بعد ازاں تابعین و تبع تابعین۔ اور یہ بھی ضرور کہو گے کہ کسی مسلمان کا ایسا عقیدہ نہیں اور نہ کسی نے ایسے معانی قرآن وحدیث کے کئے ہیں، تو پھر مرزا قادیانی سب اہل اسلام کے مخالف ٹھہرا۔ پس بموجب آیت قرآن

و من یّشاقق الرّسول من بعد ما تبیّن لہ الھدی و یتّبع غیر سبیل المؤمنین نولّہ ما تولّی و نصلہ جہنّم و ساء ت مصیراً (جو کوئی برخلاف کرے رسول کے پیچھے اس کے کہ ظاہر ہووے واسطے اس کے ہدایت اور پیروی کرے غیر راہ مسلمانوں کے، متوجہ کریں گے ہم اس کو جدھر متوجہ ہوا ہے، اور داخل کریں گے ہم اس کو دوزخ میں، بری ہے جگہ پھر جانے کی)۔

اور بموجب حدیث رسول اللہ ﷺ: من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو ردّ (جو نئی بات نکالے ہمارے اس دین میں جو اس میں سے نہیں پس وہ بات رد ہے)، اب آپ ہی اپنے دل سے فتوی دے لیں۔

و ما علینا الّا البلاغ

الراقم: عبداللہ کاتب امرتسری۔ مطبوعہ چشمہ نور پریس امرتسر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا قادیانی کی عربی دانی

ایک دفعہ مولوی محمد حسن فیضی آف بھین ضلع جہلم، سیالکوٹ میں مرزا غلام احمد قادیانی سے ملے اور آپ کے علمی کمالات (جن کا ان کو دعوی رہتا تھا) کی قلعی یوں کھولی کہ ایک بے نقط قصیدہ عربیہ منظومہ خود، مرزا صاحب کے پیش کیا کہ آپ اس کا جواب دیں۔ مرزا جی سخت گھبرائے اور کچھ سمجھ نہ سکے کہ قصیدہ میں کیا لکھا ہے نہ کوئی جواب دے سکے۔

مولوی محمد حسن، مرزا جی سے بے اعتقاد ہو کر واپس آئے اور اخبارات کے ذریعہ ساری کیفیت کھول دی اور وہ قصیدہ بھی ایک اسلامی رسالہ انجمن نعمانیہ لاہور میں شائع کر دیا جس کو شائع ہوئے قریباً ٦ سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اب تک مرزا جی یا ان کے کسی حواری کو جواب لکھنے کی طاقت نہ ہوئی، اور نہ ہی اس کیفیت کی جو اخبارات میں شائع ہوئی کسی مرزائی نے تردید لکھی۔

سچی بات کی تردید کیا کرتے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ وہ قصیدہ ہدیہ ناظرین کر دیں اہل علم ناظرین مولوی محمد حسن آف بھین کی علمی فضیلت کا اندازہ اس قصیدہ سے لگا سکیں گے اور اس قصیدہ کو مرزا جی کے مدعی اعجاز کلامی کے قصیدہ سے مقابلہ کرنے سے ہر دو صاحبان کی قادر الکلامی اور فصاحت و بلاغت کا بھی وزن کر سکیں گے اور بمصداق: مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ قصیدہ خود اس کی شہادت دے گا کہ مرزا جی اس کے جواب دینے میں عاجز ہیں اور اس کا جواب دینا ان کے امکان سے باہر ہے۔ اور پیشتر اس کے کہ وہ قصیدہ لکھا جاوے سراج الاخبار ۹ مئی ۱۸۹۹ء صفحہ ۷ سے ہم وہ مضمون نقل کرتے ہیں جو کہ محمد حسن فیضی نے سیالکوٹ والی کیفیت اپنے قلم سے لکھ کر شائع کرائی تھی۔ وھو ہذا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقل مضمون سراج الاخبار ۹ مئی ۱۸۹۹ء مشتہرہ محمد حسن فیضی

ناظرین! مرزا صاحب کی حالت پر نہایت ہی افسوس آتا ہے کہ وہ باوجودیکہ لیاقت علمی بھی جیسا کہ چاہیے نہیں رکھتے کس قدر قرآن وحدیث کا بگاڑ کر رہے ہیں۔ سیالکوٹ کے کئی احباب جانتے ہوں گے کہ ۳ فروری ۱۸۹۹ء کو جب یہ خاکسار سیالکوٹ میں مسجد حکیم حسام الدین میں مرزا صاحب سے ملا، تو ایک قصیدہ عربی بے نقط منظومہ خود، مرزا صاحب کے ہدیہ کیا۔ جس کا ترجمہ نہیں کیا ہوا تھا۔ اس لئے کہ مرزا صاحب خود بھی عالم ہیں اور ان کے حواری بھی، جو اس وقت حاضر محفل تھے، ماشاء اللہ فاضل ہیں۔ اور قصیدہ میں ایسا غریب لفظ بھی کوئی نہیں تھا۔ پھر اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ اگر آپ کو الہام ہوتا ہے تو مجھے آپ کی تصدیق الہام کے لئے یہی کافی ہے کہ اس قصیدہ کا مطلب حاضرین مجلس کو واضح سنا دیں۔ مزید براں مسائل مستحدثہ مرزا صاحب کی نسبت استفسار تھا۔

مرزا صاحب اس کو بہت دیر تک چپکے دیکھتے رہے اور مرزا صاحب کو اس کی عبارت بھی پڑھنی نہ آئی باوجودیکہ عربی خوش خط لکھا ہوا تھا۔

پھر انہوں نے ایک فاضل حواری کو دیا جو بعد ملاحظہ کے فرمانے لگے کہ اسکا ہم تو پتہ نہیں ملتا۔ آپ ترجمہ کر کے دیں۔ خاکسار نے واپس لے لیا۔ پھر زبان سے عرض کیا تو مرزا صاحب کلمہ شہادت اور آمنت باللہ ... الخ مجھے سناتے رہے اور فرماتے رہے کہ میں نبی نہیں نہ رسول ہوں، نہ میں نے یہ دعوی کیا ہے، فرشتوں کو لیلۃ القدر کو معراج کو احادیث کو قرآن کریم کو مانتا ہوں مزید براں عقاید اسلامیہ کا اقرار کرتے رہے دوسرے دن حضرت مسیح کی وفات کی نسبت دلیل مانگی تو آیت فلمّا توفّیتنی اور انّی متوفّیك پڑھ سنائی معنی کے وقت علم عربی سے تجرد ظاہر ہوا۔ یہ پوچھا گیا کہ آپ کیوں مثیل مسیح موعود ہیں آپ سے بہتر آج کل بھی اور پہلے کئی ایک ولی عالم گذرے ہیں، سو وہ کیوں نہیں اور آپ کیوں ہیں؟ تو فرمایا میں گندم گوں ہوں اور میرے بال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدھے ہیں جیسے کہ مسیح کا حلیہ ہے۔

افسوس اس لیاقت پر یہ غل۔ جناب مرزا صاحب وقت ہے توبہ کر لیجئے۔

اخیر پر میں مرزا صاحب کو اشتہار دیتا ہوں کہ اگر وہ اپنے عقاید میں سچے ہوں تو آئیں صدر جہلم میں کسی مقام پر مجھ سے مباحثہ کریں۔ میں حاضر ہوں تحریری کریں یا تقریری۔ اگر تحریر ہو تو نثر میں کریں یا نظم میں عربی ہو یا فارسی یا اردو آیئے سنئے اور سنایئے۔

راقم ابوالفیض محمد حسن فیضی حنفی ساکن بھیں ضلع جہلم (سراج الاخبار جہلم۔ ۹ مئی ۱۸۹۹ء)

پھر مولانا محمد حسن فیضیؒ نے مرزا صاحب کو عربی نظم و نثر میں مقابلہ کی دعوت دیتے ہوئے لکھا کہ اگر آپ میں عربی لکھنے کی طاقت ہے، تو جہاں آپ مجھے بلاویں مقابلہ کے لئے حاضر ہوں۔ اس چھٹی کا جواب بھی مرزا کی طرف سے فیضی مرحوم کی زندگی میں ہرگز نہ ملا، نہ مرزا جی کو مقابلہ کی طاقت ہوئی۔ وہ چھٹی بھی سراج الاخبار میں چھپی جس کی نقل درج ذیل ہے:

مکرمی مرزا صاحب زید اشفاقہ

آپ ۲۰، اور ۲۲ جولائی ۱۹۰۰ء کے مطبوعہ اشتہار کے ذریعہ پیر مہر علی و دیگر علماء کو یہ دعوت کرتے ہیں کہ لاہور آکر میرے ساتھ بپابندی شرائط مخصوصہ فصیح و بلیغ عربی میں قرآن کریم کی چالیس آیات مقدسہ یا اس قدر سورہ کی تفسیر لکھیں فریقین کو ۷ گھنٹہ سے زیادہ وقت نہ ملے اور.. آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہر دو فریق کی تحریرات کے اندر جس قدر غلطیاں نکلیں گی وہ سہو و نسیان پر محمول نہیں کی جاویں گی بلکہ واقعی اس فریق کی نادانی اور جہالت پر محمول کی جائیں گی۔

کسی عربی عبارت کے متعلق یہ دعوی کرنا کہ اسکے مقابلہ میں کوئی شخص اس انداز و فصاحت کی دوسری عبارت معارضہ کے طور پر نہیں لکھ سکتا، آج سے پہلے صرف قرآنی عبارت کا خاصہ تھا۔ بشر کا کلام اعجاز کی حد پر نہیں پہنچ سکتا حتی کہ افصح العرب سید الرسل ﷺ نے بھی اپنے کلام کی نسبت یہ دعوی نہیں کیا اور نہ معارضہ کے لئے فصحائے عرب کو بلایا۔ اگر مان لیا جائے کہ بجز کلام خدا کے دوسرے کلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی حد اعجاز تک پہنچ جاتے ہیں تو پھر فرمایئے کہ الٰہی کلام اور بندہ کے کلام میں مابہ الامتیاز کیا رہا...

تعجب کی بات ہے کہ آپ اپنے اس اشتہار کے ضمیمہ کے صفحہ ۱۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ مقابلہ کے وقت پر جو عربی تفسیریں لکھی جاویں گی ان میں کوئی غلطی سہو ونسیان پر حمل نہیں کی جاوے گی مگر افسوس کہ آپ خود اسی اشتہار میں لفظ محصنات کو جو قرآن کریم میں مذکور ہونے کی وجہ سے ایک معمولی ومشہور لفظ ہے دو دفعہ محسنات لکھتے ہیں۔ س اور ص کی تمیز نہ ہونا اتنے بڑے دعوے دار عربیت کے حق میں سخت ذلت کا نشان ہے۔ یہ لفظ اگر ایک دفعہ غلط لکھا ہوتا تو شائد سہو پر حمل کیا جا سکتا مگر دو دفعہ غلط لکھا اور پھر یہ شرط ٹھہراتے ہیں کہ دوسروں کی غلطیوں کو سہو ونسیان پر حمل نہیں کیا جائے گا۔

اخیر میں التماس ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہر ایک مناسب شرط پر عربی نظم ونثر لکھنے کو تیار ہوں۔ تاریخ کا تقرر آپ ہی کر دیجئے اور مجھے اطلاع کر دیجئے کہ میں آپ کے سامنے اپنے آپ کو حاضر کروں۔ مگر یاد رہے کہ کسی طرح بھی عربی نویسی کو مجددیت یا نبوت کا معیار تسلیم نہیں کیا گیا۔

محمد حسن بھین ضلع جہلم تحصیل چکوال ۵۔ اگست ۱۹۰۰ء

(سراج الاخبار جہلم ۱۳۔ اگست ۱۹۰۰ء ص ۶)

محمد حسن فیضی کا بے نقط قصیدہ

مولانا محمد حسن فیضی ؒ کا بے نقط عربی قصیدہ درج ذیل ہے:

لـــمـــالك مـــلـــكـــه حـــمـــد سـلام

عـــلـــى رســـولـــه عـــلـــم الـــكـــال

حـــمـــوداً حـــمـــد و مـــحـــمـــد و

طهـــور مـــع اولّاء والامـــا مـــمـــلـــوك

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احمد اهل علم و الهام و حلّال السوال

لودك كم مدى همع الدموع

و طا طار لان اعلام عوال

على مرّ المدى و كع الموده

و حمله اهلها ادهى الحمال

هواك الدهر ما دارالسماء

و رامك اهله روم العمال

اطاعك عالم طوعاً و سهلاً

رأوك معلما سهل المآل

محامدك الا واسع هم امالح

و طوراً كلها ما حل حال

هداك الله مسلك اهل ود

و اعلم كلّ اسرار الكمال

و كم مرأ سعواو رأوا حلاك

و كم واردوك معد و موالوصال

و كم مدحوك لما هم الطاعوا

الى دعوا لك الوا لا كدال

حكوا الملائح الكلم المدلل

مكارمك المها لسماء معال

رسائل حرر و اسطر و احلاك

و عدوك المدے اولى اوال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و هم علموك موعود الرسول

و ملهم مالك مولى الموال

امام الدهر رسول الا له

و مصلح اهل عصر ملمحا ل

دعوا على الدعا الا هلموا

رو الموعود مسعود المسال

رسائلك الرسائل للهداء

لهم و لهمهم مرا اك سال

كلا مالك للدواه لهم دوآء

مر وروع ما للروع صال

و ما ارواحهم الا ودادك

على اسمك ورد كل حال

و هم رهط اولو ورع و حلم

عمائد اهل كرم و الكحال

و كم عادوك ما والوك اصلاً

و كم لاموك ملئوم الملال

رأوا الهامك الولع الموسوس

و عددك الملخ لطمع مال

و سموك الماذل للصرائح

و راد مسلم الرهط الاوال

رهاكم لهوا راء العدول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الی کم لطم داماء المحال

و محمود عطاء العالم

اسماً هما م اهل امر و العدال

اوائله الکرا م اما م سلم

مکا ر مهم کا عداد الرّمال

علو مهم کا مطار الدهور

و علم الدهر طراً کا الطلا ل

درا مك دا رهم کح الممدا رك

و کحل سوا لهم دك المحا ل

عصا مهم الحسا م لکل عدو

حسا مهم السلا م لکل حا ل

مدے اعما له اعلا م علم

و اعلا ء الهدی وسط الصلا ل

مماه للا ولاء العلوم

و معط اهلها اعداد ما ل

اما و الله اسئلك المسا ئل

سل هلم سل او لی السوا ل

الا هل صار دعوك الرسا له

کو حی الله معصوم المحا ل

اهم ا صطاد وامعادوك هواء

صلهم الهوی سوء الملا ل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و مـــا امـــلا كـــــه مـــلك الـــعـــلـــو م

و مـــلهـــم وا حـــد و هـــد ى كســـا ل

وهـــل كـــلـــم الـــرســـول اصـــول عـــلـــم

كـــمســـطـــور الالـــــه عـــلـــى الاصـــا ل

و هـــل كـــل الهـــدى ســـد لـــو لهـــا

مـــا درے الـــعـــلـــمـــاء مـــلـــمـــع الـــد لا ل

ام اســـرار و مســـلـــــه مـــعـــمـــى

و مـــا اطـــلـــع الـــعـــوا م عـــلـــى الـــمثـــا ل

كـــلا م الـــلـــــه عـــلـــى مـــحـــوى الـــعـــلـــو م

اا درا هـــــا ا لا لـــــه لـــكـــل وا ل

كـــمـــــا ادرا ك ام لا عـــلـــم كـــلا

ســـوے الـــعـــلّا م مـــحـــمـــود و عـــا ل

(رسالہ انجمن نعمانیہ لاہور مطبوعہ فروری ۱۸۹۹ء)

نقل قصیدہ کے بعد اڈیٹر رسالہ انجمن نعمانیہ نے لکھا ہے کہ اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب اس قصیدہ کا جواب اس صنعت کے عربی قصیدہ کے ذریعہ ایک ماہ تک لکھنے کی طاقت رکھتے ہیں یا نہیں۔ ہر دو قصائد کا موازنہ پبلک خود کر لے گی لیکن تہذیب و متانت سے جواب دیا جائے۔

(منقول از تازیانہ عبرت۔ از مولوی کرم الدین جہلمی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قطع الوتین
باظہار کید المفترین

(ابواسحاق محمد دین۔۸فروری ۱۹۰۱ء۔مطبوعہ چشمہ نور پریس امرتسر)

مرزاغلام احمد قادیانی نے اپنے رسالہ اربعین نمبر ۳ و ۴ میں حافظ محمد یوسف امرتسری کی اس گفتگو کی وجہ سے جو مابین حافظ محمد یوسف ومریدان مرزاصاحب کے درباره دعوی مسیح موعوداورمہدی معہودمرزاصاحب کے ہوئی ہے، بہت کچھ واویلا کیا ہے(اس واویلا کی وجہ یہ ہے کہ مرزانے حافظ صاحب کواپنی صداقت کا بھاری ذریعہ بنایا ہوا تھا اوراپنے دعوی کیلئے حافظ صاحب کے الہامات پر بہت کچھ دارومدار رکھا ہوا تھا جیسا کہ ازالہ اوہام میں درج ہے۔اب وہی حافظ صاحب اس گفتگو میں مرزاصاحب کی تکذیب کے باعث بن گئے۔مگر حافظ صاحب کا اس میں کیا قصور ہے،خداوندتعالی کی ایسی مرضی تھی کہ جن کو مرزااپنے لئے مصدق قراردیتے تھے وہی ان کیلئے مکذب بنیں۔علاوہ برآن جن الہامات کوحافظ صاحب کی طرف منسوب کیا ہےاور نیز معراج یوسفی جولکھی گئی ہےاس کی نسبت حافظ صاحب نے کئی ایک موقع میں اور مجلسوں میں انکارکردیا ہوا ہے کہ یہ سراسرجھوٹ وبہتان ہےاوراس انکارکی خبرمدت سےمرزاصاحب تک پہونچی ہےمگرانہوں نےاس خیال سے کہ حافظ صاحب کاانکارعام لوگوں پرظاہرنہ ہو جائےعمداًاس پرسکوت کیا۔اب جب معلوم ہوا کہ حافظ صاحب کھلے کھلے مکذب ومخالف ہوگئے تواب اس انکارکومشتہرکرکے بہت کچھ جھنجھلائے ہیں،مگرکیا حافظ صاحب پرانکارکامشتہرکرنالازم تھایاان کاانکارکومشتہرنہ کرنا آپ کے لئے دلیل شرعی ہوسکتی ہے) اور ابتداء سےاخیرتک اسی پرزوردیا ہےاور بہت سی خفگی کااظہارکیا ہےاورنیزلکھا ہے کہ اس بارہ میں ایک تحریربھی ہمارے پاس پہونچی ہے جس پرحافظ صاحب کے دستخط موجودہیں،مگراس تحریرکی نقل مرزاصاحب نے درج نہیں فرمائی۔ان حالات سے راقم نے چاہا کہ عام مسلمین کوتمام واصل واقعات سے آگاہ کیا جائے لہذا سطور ذیل لکھی جاتی ہیں تاکہ عام مسلمین خصوصاًمریدان مرزاصاحب مستفید ہوکراس عاجزکےحق میں دعاخیرکریں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولاً یہ گفتگو لاہور میں ہوئی تھی مگر وہاں مریدان مرزا صاحب نے تحریر پر دستخط کرنے سے انکار کیا۔ پھر امرتسر میں گفتگو ہو کر تحریر لکھی گئی جس پر امرتسری و بعض لاہوری مریدان کے دستخط ہوئے جس کی تفصیل یوں ہے:

۱۳۔نومبر ۱۹۰۰ء کو بمقام امرتسر ایک مجلس میں جس میں مولوی محمد احسن امروہی و چند مریدان مرزا صاحب و دیگر اشخاص موجود تھے، حافظ محمد یوسف نے مریدان مرزا سے دریافت کیا کہ مرزا صاحب کے دعوی مسیح موعود اور مہدی معہود کا کیا ثبوت ہے۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اس کا یہی ثبوت ہے کہ اگر مرزا صاحب کا یہ دعوی جھوٹا ہوتا تو ضرور ہلاک ہو جاتا اور اس قدر مہلت نہ پاتا۔ (ناظرین مریدین مرزا صاحب کے اس ثبوت پر غور فرماویں۔ سبحان اللہ! کیسی بدیہی دلیل ہے، اور اسی واسطے مرزا صاحب نے بھی اربعین میں اس پر زور دیا ہے اور ورقوں کے ورق سیاہ کر دیئے ہیں۔ کیا اسی دلیل پر ان کو ناز ہے اور اسی کے بھروسہ پر دنیا بھر میں شور مچایا ہوا ہے) چنانچہ اس بارہ میں ایک تحریر اس مجلس میں لکھی گئی جس کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے:

جو کہ ہم مرزا صاحب کے مریدین کا یہ عقیدہ ہے کہ کوئی مفتری علی اللہ جو اپنے پاس سے بنا کر یہ بات شائع کرے کہ مجھ کو اللہ تعالی کی طرف سے الہام ہوتے ہیں اور اس طرح وہ مامور و مرسل من اللہ ہونے کا دعوی کرے اور لوگوں کو تبلیغ کرے اور دراصل وہ مامور و مرسل نہ ہو، تو ایسا مفتری علی اللہ ۲۳ سال یا اس سے زیادہ کی مہلت خدا تعالی سے اپنے ایسے دعوی کے متواتر پیش کرنے کے بعد نہیں پا سکتا اور ہلاک ہو جاتا ہے یعنی مر جاتا ہے یا اللہ تعالی کی طرف سے اس پر ایسی سخت ذلت وارد ہوتی ہے کہ اس کا سلسلہ نابود ہو کر کالعدم ہو جاتا ہے اور ۲۳ سال تک وہ ایسی کامیابی اور تائید الہی نہیں پا سکتا جیسی حضرت مرزا صاحب نے پائی ہے (حاشیہ: ۲۳ سالہ مہلت کی قید مرزا صاحب اور ان کے مریدان کی اپنی اختراع ہے اور آیت لو تقول سے، جس پر ان کو بہت کچھ ناز و دارومدار ہے، یہ میعاد بالکل ثابت نہیں ہوتی اور ہم اختیار دیتے ہیں کہ مرزا صاحب کسی اور ہی آیت یا حدیث سے اس میعاد کو ثابت کر دیویں۔ مرزا صاحب کے اس قاعدہ سے ایک اور بڑی بھاری خرابی پیدا ہوتی ہے کہ کئی سچے نبی ۲۳ سال سے پہلے ہی مر گئے یا ہلاک ہو گئے تو وہ بقول دعوی مرزا صاحب کے کاذب ہوئے اور اگر بالفرض آیت کے معنی موت لئے جاویں تو پھر کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالی جھوٹے نبی کو ایک دن کی بھی مہلت دیوے، کیوں اس کو فوراً ہلاک نہ کر دیوے تا کہ لوگ اس کی ضلالت سے بچ جاویں۔ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کہ بقول مرزا صاحب مسیلمہ کذاب یا کسی اور مفتری کو۲۲ سال تک مہلت مل جانا محال نہیں ہے اور اس عرصہ تک اس کا لوگوں کو گمراہ کرنا اللہ تعالی پسند رکھتا ہے تو ۲۴ سال یعنی اور دو سال تک اسکی گمراہی کو پسند نہ کرنے کی کیا وجہ ہے۔ پس مرزا صاحب کے نزدیک اس آیت لوتقول کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالی ۲۳ سال تک مفتری کی تعلیم و تضلیل کو پسند فرماتا ہے اور اس سے ایک ماہ بعد پسند نہیں فرماتا۔ یہ تو ہوا مرزا صاحب کا خدا، مگر محمد ﷺ کے خداوند نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ مسیلمہ کذاب کا فوراً قلع قمع کیا جاوے۔ افسوس ہے آپ کی اس تفسیر دانی پر۔ مرزا کے اس معنی سے ایک اور مسئلہ بھی مستنبط ہوا کہ اگر کوئی مفتری مامور من اللہ یا ملہم ہونے کا دعوی کرے تو اس کی تبلیغ کو چپ چاپ ۲۲ سال تک سنتے رہنا چاہیے اور اس کی تردید وغیرہ نہیں کرنی چاہیے اور اس پر قبل ۲۳ سال ایمان بھی نہیں لانا چاہیے کیونکہ اس کی معیار شناخت بقول ان کے ۲۳ سالہ میعاد ہے۔ مگر آپ نے خود ہی اس قاعدہ کو توڑ دیا اور باوجودیکہ ان کے دعوی کو ابھی دس سال ہوئے اور ۲۳ سال نہیں ہوئے، آپ لوگوں کو اپنی بیعت کی ترغیب دیتے ہیں اور ادھر منشی الہی بخش صاحب ملہم ربانی کی تردید بھی آپ نے فوراً شروع کردی اور ۲۳ سال تک انتظار نہیں کیا۔ دوئم، یہ بات تو مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی سچا رسول یا نبی نہیں آئے گا، باقی رہا لفظ مامور من اللہ و مرسل من اللہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سے مرزا صاحب کی کیا مراد ہے۔ شرع میں تو یہ لفظ غیر نبی کے واسطے مستعمل نہیں ہوا، اور امام و مجدد، و محدث و ملہم کے واسطے بھی یہ لفظ نہیں آیا۔ بلکہ بقول مرزا، مسیح علیہ السلام بھی بفحوائے حدیث واما مکم منکم ہمارے میں سے ایک شخص ہوں گے اور ان کا لقب امام ہوگا اور امام مہدی کا لقب تو امام ہی ہے اور آپ نے حضرت مسیح اور امام مہدی دونوں کو بقول لا مھدی الّا عیسی ایک کردیا ہے اور اسی واسطے آپ نے اپنے لئے بھی لقب امام اختیار کیا ہوا ہے۔ اور یہ بات آپ بھی مانتے ہیں کہ یہ سب کے سب شریعت محمدی علیہ الصلوۃ کے تابع ہوں گے تو پھر آپ آیت لو تقول سے اپنے لئے کیونکر استدلال کرسکتے ہیں۔ ہاں اگر آپ اپنے کو اسلام سے خارج مان کر ایسا دعوی مامور من اللہ یا مرسل من اللہ کا کریں جیسا کہ مسیلمہ کذاب وغیرہ نے کیا ہے، اور پھر اس آیت کو اپنی صداقت کے لئے پیش کریں تو گنجائش رکھتا ہے اور پھر ہم دیکھیں کہ آپ کا کیا حال ہوتا ہے. اور چندروزہ مہلت جو آپ کو ہے محض آپ کے زبانی دعوی مسلمانی و ظاہری اتباع خاتم النبیین کے طفیل ہے اور آپ کی حالت موجودہ ان مشرکوں کے مانند ہے جن کے حق میں اللہ نے فرمایا ہے

ا ذا رکبو فی الفلك دعو اللّٰہ مخلصین له الدّین و اذا نجا ھم الی البرّ فاذا ھم یشرکو ن یعنی جب مشرک لوگ کشتیوں جہازوں میں سوار ہوتے ہیں اور ان کے جہاز گرداب میں پھنس جاتے ہیں تو خالص اللہ کو پکارتے ہیں اور اللہ کی توحید کا اقرار کرتے ہیں اور جب نجات پاکر زمین پر اتر آتے ہیں تو پھر اللہ تعالی سے شرک کرنے لگ جاتے ہیں منحرف ہوجاتے ہیں۔ اور یا مثل منافقین کیے کہ ان کے ظاہری اقرار آمنا و سلّمنا، اور صوم و صلوۃ کے ذریعہ ان کو مہلت دی جاتی ہے، اسی طرح آپ کبھی لکھتے ہیں کہ میں امتی ہوں، خاتم النبیین کا تابع ہوں لیکن مجدد ہوں، امام ہوں، محدث ہوں، اور کبھی آپ مامور من اللہ، نبی، رسول، مرسل یزدانی بنتے ہیں۔ اگر آپ کی ....نہیں ہوئی تو اس کی وجہ یہی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوان مشرکوں ومنافقوں کی مہلت پائی گئی ہے آپ عذاب مانگنے میں جلدی نہ کریں لکلّ اجلٍ کتاب۔ اربعین نمبر۳ صفحہ ۲۰ میں خود مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ایک قسم کے مفتری ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی خدا کچھ پرواہ نہیں کرتا اور ایسے خبیث مفتریوں کو ہلاک نہیں کرتا کیونکہ بوجہ اپنی نہایت ذلت کے قابل التفات نہیں ہوتے اور قابل اہلاک وہ مفتری ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو نبی یا رسول کہیں۔ اور ایک دوسری جگہ مرزا صاحب اپنے آپ کو لکھتے ہیں: من نیستم رسول۔ پس آپ کا اب تک موجود رہنا آپ کے قول کے بموجب بھی آپ کی صداقت کی دلیل نہیں ہوسکتا۔ علاوہ ازیں آیت لو تقوّل علینا کے معنی میں جو کچھ مرزا صاحب نے غلطی کی ہے وہ آئندہ بیان کی جاوے گی) اور حافظ محمد یوسف صاحب اس کے جواب میں یہ فرماتے ہیں کہ ایسا مفتری ۲۳ سال یا اس سے زیادہ مہلت پا سکتا ہے اور ہم اس کی نظیریں پیش کرتے ہیں، اور ہم اس قسم کے مفتریوں کی نظیریں پیش کریں گے جنہوں نے اس قسم کی کامیابی حاصل کی جیسی مرزا صاحب نے اگر اس کو کامیابی کہا جاوے، اور فرماتے ہیں کہ نہ کبھی کسی مفتری نے اس سے پہلے کامیابی حاصل کی اور نہ مرزا نے کوئی کامیابی حاصل کی اس واسطے آج ۱۳ نومبر کو بموجودگی حاضرین جلسہ جن کی العبدات ذیل میں ثبت ہیں یہ قرار دیا ہے کہ اگر حافظ صاحب کسی ایسے مفتری کی نظیر ۲۰ دسمبر تک بمقام لاہور نہ دکھا سکے تو وہ حضرت مرزا صاحب سے بیعت کرینگے اور اگر وہ دکھا دیویں تو مرزا صاحب کے وہ مرید جن کے دستخط نیچے ہیں مرزا صاحب کو چھوڑ دیں گے۔ فقط

العبد محمد صادق کلرک دفتر اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب۔ العبد مرزا خدا بخش۔ العبد نبی بخش رفوگر امرتسری۔ العبد عباد اللہ بقلم خود۔ العبد الٰہ بخش بقلم خود سوداگر امرتسر۔ العبد حکیم الٰہی بخش۔ العبد چراغ الدین امرتسری۔ العبد غلام محمد بقلم خود۔ العبد قطب الدین ...امرتسری۔ العبد محمد یوسف بقلم خود۔ گواہ شد حبیب اللہ مختار عدالت۔ گواہ شد ولی محمد بقلم خود۔ گواہ شد نبی بخش اہلمد نہر۔

(اخبار الحکم ۳۰ ستمبر ۱۸۹۹ء میں ایک نائب مرزا نے بجائے ۲۳ کے تیرہ سال لکھا ہے)

بعد اس تحریر کے محمد یوسف اپنے وطن کو چلے گئے اور وہاں پر انکے پاس محمد صادق کلرک دفتر اکاؤنٹنٹ جنرل کی جانب سے ایک خط مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۰۰ء پہنچا جسکی نقل ذیل میں درج ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ صاحب السلام علیکم

لیجئے اب تو فیصلہ بہت ہی آسان ہو گیا خود حضرت مسیح موعود یہ اشتہار دینے لگے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایسا مفتری علی اللہ دکھاوے جس نے ۲۳ سال کی مہلت پائی ہو تو ہم اس کو مبلغ پانچ سو روپیہ انعام دیں گے۔ چاہیے کہ اب آپ الٰہی بخش وغیرہ لوگوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیں اور مرزا صاحب کے مقابل اس بات کو ثابت کر دیویں۔ لیکن ضرور ہو گا کہ آپ اشتہار کے مقابلہ میں اشتہار دیویں تا کہ پبلک فائدہ اٹھاوے۔ اب زبانی تقریروں کی اور آپ کے لاہور آنے کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ اب مقابلہ صرف میرے اور آپ کے درمیان نہیں رہا، بلکہ خود حضرت مرزا صاحب امام نے اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور حضرت کی ساری جماعت ان کے ساتھ اور ان میں ہم بھی شامل ہیں۔ اس واسطے ہماری کسی جداگانہ تحریر کی ضرورت نہیں رہی اور جو لکھی گئی ہے آپ اس کو کالعدم سمجھیں جو ضروری تھا وہ سب کچھ اس عظیم الشان اشتہار میں آ گیا۔ چند آدمیوں کے مقابلہ میں آپ کو تکلیف اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اب مناسب ہو گا کہ آپ اشتہار کے جواب لکھنے کے وقت اپنے ساتھیوں کو بھی شامل کر لیں شائد کہ ان کے واسطے بھی کوئی ذریعہ ہدایت کا نکل آوے، ہاں ایمان داری کی بات یہ ہے کہ آپ اپنے وعدہ پر قائم رہیں کہ اگر آپ ایسا مفتری نہ دکھا سکیں جس نے ۲۳ سال مہلت پائی ہو یعنی ۲۳ سال کے اندر مر نہ گیا ہو تو آپ مرزا صاحب کی بیعت کر لیں اور اگر آپ ایسا مفتری ثابت کریں گے تو ہم اپنے وعدہ پر قائم ہیں۔

مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۰۰ء۔ محمد صادق عفی عنہ

ناظرین کو خود معلوم ہو جائے گا کہ یہ خط بطور پیش بندی کے تھا، یعنی جب تحریر بالا کی اطلاع مرزا صاحب تک پہنچی تو انہوں نے اس خوف سے کہ مبادا ان کے مرید برگشتہ ہو جائیں جھٹ پٹ یہ خط بھجوا دیا کہ حافظ صاحب اس کاروائی سے رک جاویں اور ادھر سے اپنی عادت مستمرہ کے بموجب ایک طولانی اشتہار اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرضی اور مطلب کے مطابق جاری کرایا جو حافظ صاحب کی قرارداد کے مطابق نہیں۔طرفہ یہ کہ تاریخ اشتہار ۱۵ دسمبر اور میعاد جواب بھی ۱۵ یوم،اور لوگوں کے پاس یہ اشتہار ۵ جنوری کو پہنچا ۔

جب حافظ صاحب اپنے وطن سے واپس آئے تو انہوں نے مفتی صاحب کا خط مذکورہ بالا امرتسری مریدان مرزا صاحب (جن کے تحریر بالا پر دستخط تھے) کو دکھایا۔انہوں نے کہا کہ ہم اس خط کے مضمون سے متفق نہیں اور بموجب اقرار کے آپکے نظائر دیکھنے کو تیار ہیں ۔چونکہ مفتی صاحب بذریعہ خط مذکورہ بالا منحرف ہو گئے ہیں اس لئے حافظ صاحب نے لاہور جانا فضول سمجھا اور حسب صلاح امرتسری مریدان مرزا صاحب کے ۱۷۔ دسمبر ۱۹۰۰ء کو ایک مجلس میں جو برمکان میاں حبیب اللہ صاحب مختار عدالت منعقد ہوئی اور جس میں مریدان مرزا صاحب کے علاوہ میاں حبیب اللہ مختار و میاں ولی محمد صاحب رنگریز و تاجر و دیگر چند احباب موجود تھے ۔ حافظ صاحب نے حسب قرارداد بہت سے مفتریان زمانہ گذشتہ کے نظائر نام بنام معہ حوالہ پیش کئے اور کتب تاریخ وغیرہ حافظ صاحب کے ساتھ بتعداد کثیر اس وقت موجود تھیں ۔اور اس بات کو بخوبی ثابت کر دیا کہ زمانہ سابق میں بہت سے ایسے مفتری گذر چکے ہیں جو ۲۳ سال سے زیادہ عرصہ تک زندہ رہے ہیں اور ان کا سلسلہ جاری رہا۔اور آخر ذلیل وخوار ہوئے ۔اور حافظ صاحب نے ان مفتریان کی ایک فہرست بھی مریدان مرزا کو دے دی اور مریدان مرزا نے اقرار کیا تھا کہ اس کا جواب یکم فروری تک مجلس میں پیش کریں گے مگر افسوس کہ انہوں نے اپنے اقرار کے بموجب یکم فروری کو بلکہ آج تک جواب حسب قرارداد پیش نہیں کیا۔گو مرزا صاحب کے دعوی مسیح موعود اور مہدی معہود کو ابھی دس سال کا ہی عرصہ ہوا ہے جیسا کہ ان کی کتاب فتح اسلام مصنفہ ۱۳۰۸ھ میں درج ہے اور نیز ان کی دیگر تصانیف سے اس کی تائید پائی جاتی ہے (کتاب نور الحق حصہ ۲ ص ۲۴ مصنفہ ۱۳۱۱ھ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ انّی اقول من بضع سنين بامر ربّ العالمين انّى انا المسيح الموعود و المهدى المسعود ، یعنی چند سال سے دعوی مسیح موعود ومہدی کر رہا ہوں ۔اور لفظ بضع زبان عربی میں مابین عدد ۳ و ۹ کے بولا جاتا ہے۔اور یہ کلام مرزا صاحب ۱۳۱۱ھ کا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا دعوی اس کلام سے چار سال قبل ہے جو فتح اسلام مصنفہ ۱۳۰۸ھ میں درج ہے۔ نیز کتاب حمامۃ البشری تصنیف ۱۳۱۱ھ کے صفحہ ۱۴ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں، کہ براہین کی اشاعت سے دس سال بعد میں مامور من اللہ ہوا ہوں اور میرا نام مسیح موعود رکھا گیا ہے ورنہ اس سے قبل میں ہمیشہ یہ خیال رکھتا تھا کہ مسیح آسمان سے نازل ہوگا۔غرض ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تینوں کتابوں کا مضمون ایک ہے کہ مرزا صاحب کے دعوی کو اس وقت یعنی فروری ۱۹۰۱ء میں، دس سال ہوئے ہیں۔، اور بے شک مرزا صاحب کا پہلا خیال درست تھا جس کی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے: عن ابی هریره قال قال رسول الله ﷺ كيف انتم اذا نزل ابن مريم من السّماء فيكم و اما مكم منكم) اور مرزا صاحب کے دعوی کو ابھی ۲۳ سال نہیں گذرے اور حافظ صاحب کو ضرور نہ تھا کہ وہ ۲۳ سال یا ۲۳ سال سے زیادہ والے مفتریوں کے نظائر پیش کریں مگر پھر بھی حافظ صاحب نے کھلے دل سے بہت سے ایسے مفتریان کے نظائر پیش کئے جو ۲۳ سال بلکہ اس سے زیادہ عرصہ تک زندہ رہے اور ان کا سلسلہ جاری رہا۔ گو ایسے مفتریان بیشمار تھے مگر حافظ صاحب نے چندہی پر اکتفا کی۔ اب اس موقع پر ایک فہرست مفتریان درج کی جاتی ہے تا کہ عام مسلمین اس بات سے بخوبی آگاہ ہو جائیں کہ زمانہ گذشتہ میں ایسے بہت سے مفتریان گذر چکے ہیں جیسا کہ مرزا صاحب۔ اور ان میں سے اکثروں نے مثل مرزا صاحب کے دعوی مہدی معہود کا اور بعض نے مسیح موعود کا کیا جیسا کہ اس زمانہ میں مرزا صاحب کرتے ہیں مگر وہ سب کے سب آخر کار اس قدر مہلت کے بعد جو اللہ تعالی نے ان کے لئے ازل میں مقرر کی ہوئی ہے، نابود و ذلیل وخوار ہو گئے اور ان کے سلسلے نابود ہو گئے۔

عبید اللہ مہدی۔ اس شخص نے ۲۹۶ھ میں دعوی مہدی موعود کا کیا۔ اس نے افریقہ میں خروج کیا اور ایک مذہب جدید جاری کیا جماعت کثیر اس کے ساتھ ہو گئی۔ کئی مقامات طرابلس وغیرہ کو فتح کر کے مصر کو بھی فتح کر لیا اور ۳۲۲ھ میں اپنی موت سے مر گیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر۔ ج ۸۔ ص ۹۰ میں درج ہے کہ اس کا زمانہ مہدویت ۲۴ سال ایک ماہ ۲۰ یوم رہا۔

حسن بن صباح۔ اس شخص نے بھی ایک جدید مذہب ملک عراق آذربیجان وافریقہ وغیرہ میں جاری کیا اور مدعی الہام بھی تھا۔ ایک جہاز جس میں وہ سوار تھا طوفان میں آ گیا اس نے پیشگوئی کے طور پر کہا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ یہ جہاز نہیں ڈوبے گا۔ چنانچہ یہی ہوا۔ وہ کہتا تھا کہ میں اس دنیا پر متصرف ہوں اور اس کے حکم کی مثل تعمیل حکم خدا کے ہے اور جو اس سے روگرداں ہوا وہ خدا سے روگرداں ہوا، اور اس نے اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مریدوں کے پھسلانے کے واسطے ایک بہشت بھی بنایا ہوا تھا۔ چنانچہ ہزار ہا آدمی اس کے مرید ہوگئے اور اس کے گروہ کا نام فدائی تھا۔ اس امامت کے ذریعہ حکمران بھی ہوگیا۔ آخر ۳۵ برس ولایت وحکومت کر کے اور ہزار ہا مسلمانوں کو گمراہ کر کے ۵۱۸ھ میں اپنی موت سے مرگیا۔

سجاح۔ اس عورت نے مسیلمہ کذاب کے وقت میں دعوی نبوت کیا اور گروہ کثیر قبیلہ تمیم وغیرہ اس کے مرید ہوگئے اور بہت سے رؤساء اس کے ساتھ ہوگئے۔ اور آخر بعہد خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تائب ہوگئے اس کا زمانہ ۳۰ سال سے بھی زیادہ ہوا جیسا کہ تاریخ کامل ابن کثیر کی جلد ۲ صفحہ ۱۲۶ میں لکھا ہے کہ سجاح ہمیشہ اپنی قوم تغلب میں رہی یہاں تک کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس کو اور اس کی قوم کو وہاں سے لے گئے اور سب نے اسلام کو قبول کیا۔

عبدالمومن مہدی۔ یہ شخص بھی افریقہ میں مہدی بنا اور صدہا آدمیوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور ہزار ہا لوگ اس کے مرید ہوگئے اور حاکم مراکو وغیرہ سے مقابلہ وجنگ وغیرہ کرتا رہا اور ۲۵۸ھ میں اپنی موت سے مرگیا اس کا زمانہ ولایت ومہدویت ۲۳ سال سے زیادہ ہے

حاکم بامراللہ۔ اس شخص نے ملک مصر میں دعوی نبوت سے گذر کر خدائی کا دعوی کیا ہوا تھا اور ایک کتاب اپنے گروہ کے لئے تالیف کی اور ایک نیا فرقہ قائم کیا جن کو دروز کہتے ہیں اور اپنے آپ کو سجدہ کرواتا تھا ۔شراب وزنا حلال کردیئے تھے اور علیحدہ شریعت بنائی ہوئی تھی، اور بہت خرافات اس کے ہیں۔ کذا فی حجج الکرامۃ۔ تاریخ کامل ابن اثیر کی جلد ۴ میں لکھا ہے کہ یہ ۲۵ برس تک حکومت کر کے مرگیا۔

اکبر بادشاہ۔ اس بادشاہ نے دعوی نبوت کیا اور ایک نیا مذہب جاری کیا جس کا نام مذہب الٰہی رکھا اور کلمہ لا الہ الّا اللّٰہ اکبر خلیفۃ اللّٰہ ایجاد کیا اور کہتا تھا کہ مذہب اسلام پرانا ہوگیا اس کی ضرورت اب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں رہی اور لوگوں سے اقرار نامے لکھائے جاتے تھے کہ مذہب اسلام چھوڑ کر مذہب الٰہی اکبر شاہی میں داخل ہوا۔نماز روزہ حج ساقط ہوا تھا۔عبدالقادر بدایونی کی تاریخ میں اس کے مفصل حال درج ہیں۔اس نے ۱۵۸۱ء میں دعوی نبوت کیا اور ۱۶۱۵ء میں اپنی موت مر گیا۔اس کی نبوت کا زمانہ ۲۴ سال رہا۔

عبداللہ بن تومرت ۔ یہ شخص بھی مہدی موعود بنا ہوا تھا اور ہزار ہا لوگ اس نے مرید بنائے ہوئے تھے اور اس امامت کے ذریعہ اس نے حکومت بھی حاصل کر لی اور کئی موقع جنگ پر پیش گوئیاں بھی کرتا تھا چنانچہ اس نے ایک موقع پر پیش گوئی کے طور پر کہا کہ خدا کی طرف سے ہم کو اس جماعت قبیلہ پر نصرت اور مدد پہنچے گی اور ہم اس امداد و فتح سے خوش حال ہو جاویں گے چنانچہ یہ بات سچی ہوگئی اور لوگوں کو اس کے مہدی ہونے کا یقین کامل ہو گیا اور ہزار ہا لوگوں نے اس کے ساتھ بیعت کی۔ یہ شخص عالم فاضل تھا اور بڑے عروج میں اپنی موت کے ساتھ مر گیا۔تاریخ کامل ابن اثیر میں لکھا ہے کہ اس کی حکومت کا زمانہ ۲۰ سال کا تھا اور ضرور زمام حکومت حاصل کرنے کے پہلے چار پانچ سال مہدی بنا اور بعدہ حاکم ہوا۔

اس کے بعد ہم چند دیگر مفتریان کا ذکر کرتے ہیں جو مدت ہائے دراز تک رہے ہیں اور چونکہ مرزا صاحب کے دعوی کو ابھی دس سال ہوئے ہیں اس لئے ان مفتریوں کا ذکر بھی ضروری ہے.....(چونکہ میرے پاس قطع الوتین کا ناقص نسخہ ہے اور اس کا آخری صفحہ یا صفحات موجود نہیں اس لئے یہ مضمون یہیں پر ختم کیا جا رہا ہے۔بقیہ صفحات کبھی مل گئے تو اسے انشاءاللہ مکمل کر دیا جائے گا۔یاد رہے کہ قطع الوتین وہ تحریر ہے جس کے جواب میں مرزا صاحب نے تحفہ ندوہ لکھی تھی جس میں صاف طور پر کہہ دیا تھا کہ میں کسی سے مباحثہ کے لئے امرتسر نہیں آؤں گا۔کوئی قادیان آنا چاہے تو آجائے۔کوئی مرزا صاحب سے پوچھے کہ بھئی! مبلغ تو آپ ہیں، تبلیغ کے لئے تو آپ کو جانا چاہیے۔یہ تو نہیں کہ آسکو تو آؤ، اور صم بکم بن کر میرے سامنے بیٹھو، اور وہ کہیں اور سنا کرے کوئی، کا سماں دکھاؤ، میں تو نہیں آسکتا کہ میں تو پاؤں میں مہندی لگا رکھی ہے۔ بلغ ما انزل الیك من ربك کا کیا یہی معنی ہے؟ ۔ اب ذیل میں حافظ محمد یوسف کا ایک اشتہار بنام مرزا اور مرزائیاں ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قابل توجہ مرزا صاحب اور مرزائیاں:

میں نے کل ۸۔اپریل ۱۹۰۷ء جو وقت ۱۰۔۱۱ بجے دن کے سنا کہ منشی الٰہی بخش صاحب لاہوری مصنف عصائے موسیٰ ملہم ربانی آج رات کو اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے ہیں دل کو سخت صدمہ پیدا ہوا اس وقت سے رنج اور غم میں مبتلا ہو گیا۔ رات کو بعد نماز عشاء اسی غم میں سو گیا بعد ۱۲ بجے رات کے آنکھ کھلنے کے بعد غنودگی میں ابھی رضائی میں پڑا ہوا تھا معلوم ہوا کہ مولوی برہان الدین جہلمی و مولوی عبدالکریم سیالکوٹی اور اڈیٹر اخبار بدر مرزائیوں کو بسبب تقلید مرزا قادیانی سخت عذاب کر رہے ہیں اور وہ لوگ مرزائی ہونے سے انکار کر رہے ہیں اس واسطے مرزائیوں کی نسبت شہادت لینے کے واسطے منشی الٰہی بخش صاحب برگزیدہ بارگاہ صمدانی کو نہایت عزت سے طلب کیا گیا ہے جو کچھ ملہم ربانی منشی الٰہی بخش صاحب مرزائیوں کی نسبت شہادت پیش کریں گے اسی طرح پر عمل درآمد کیا جاوے گا۔ اس بات کو سن کر دل کو اطمینان ہو گیا۔ اس واسطے بھائی مرزائیوں کو اور بالخصوص مرزا صاحب کو آگاہ کرتا ہوں کہ قیامت قریب آگئی ہے مگر ابھی تک دروازہ رحمت کا واسطے قبول ہونے توبہ کے کھلا ہے مرزائیو! تم کو لازم ہے کہ جلدی توبہ کریں اور تقلید مرزا سے علیحدہ ہو جائیں ورنہ تمہارا بھی یہی حال ہوگا۔ صرف بطور خیر خواہی آپ لوگوں کو اطلاع دیتا ہوں پہلے بھی بذریعہ قطع الوتین اور کھلے خط کے اطلاع دی گئی ہے اب پھر تبلیغ کرتا ہوں آئندہ اختیار ہے۔

حافظ محمد یوسف پنشنر از امرتسر ۹۔اپریل ۱۹۰۷ء (اخبار بدر قادیان۔۱۸۔اپریل ۱۹۰۷ء ص ۱۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انوارالحق

بجواب تائیدالحق

(مولانا انواراللہ حیدرآبادیؒ۔ مصنفہ۱۳۲۲ھ)

مولانا انواراللہؒ فرماتے ہیں کہ تائیدالحق میں مولوی حسن علی قادیانی نے تمہید میں پہلا عنوان یہ قائم کیا کہ:

سچے خیرخواہوں کے ساتھ ہمیشہ کیسا سلوک ہوا؟،

اس میں بہت سی نظیریں پیش کیں جن سے مقصود یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی تکفیر و تفسیق جو ہو رہی ہے وہ بھی اس قسم کی ہے۔ اس موقع میں ہم یہ بیان کرنا نہیں چاہتے کہ مرزا قادیانی کیسے شخص ہیں اور ان القاب کے مستحق ہیں یا نہیں؟ اس وقت ہمارا روئے سخن صرف اس تمہید کی طرف ہے کہ آیا وہ مسکت خصم ہے یا نہیں۔

کتب تواریخ سے ظاہر ہے کہ صحابہ کے زمانہ سے اب تک کوئی زمانہ نہیں گذرا جس میں مفتری ،کذاب، بے دین پیدا نہ ہوئے اور اس زمانہ کے عمائد دین اور علمائے حقانی نے ان کی تکفیر نہ کی ہو۔ جتنے مذاہب باطلہ آج کے زمانہ میں پائے جاتے ہیں سب کے موجد زمانہ سابقہ ہی کے لوگ ہیں۔ اس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ ایسے لوگ اس زمانہ میں نہیں نکلے یا ان کی تکفیر نہیں ہوئی نہ یہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان کی تفسیق بے موقعہ تھی۔ کیا وہ اپنے مذاہب کی اشاعت کے لئے اپنی مظلومی بیان کرکے اسی قسم کے استدلال نہ کرتے ہوں گے۔ پھر کیا اس قسم کے نظائر حقانیت پر دلیل ہوسکتے ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ ایسے لوگوں کے ساتھ جو بدسلوکیاں کی گئیں وہ ایک قسم کا عذاب الٰہی تھا جس کی طرف اشارہ اس آیت شریفہ میں ہے:

و لنذ یقنّھم من العذاب الادنی دون العذا ب الا کبر لعلّھم یرجعون

(سجدہ:۲۱) یعنی چکھائیں گے ہم ان کو چھوٹے عذاب سوائے بڑے عذابوں کے کہ شائد وہ رجوع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں

اوراللہ تعالی فرماتا ہے:

و امّا الّذین فی قلوبھم مرض فزا د تھم رجساً الی رجسھم و ما توا و ھم کافرون۔ أو لا یرون انّھم یفتنون فی کلّ عامٍ مرّۃ او مرّتین ثمّ لا یتوبون ولا ھم یذّکّرون (تو بہ ١٢٥۔١٢٦) ۔یعنی جن کے دل میں بیماری ہے سوان کو بڑھی گندگی پر گندگی اورمرے جب تک وہ کافر رہے یہ نہیں دیکھتے کہ وہ آزمانے میں آتے ہیں۔ ہر برس ایک بار یا دو بار پھر توجہ نہیں کرتے اور نصیحت نہیں قبول کرتے۔

اس سے ظاہر ہے کہ نفاق وغیرہ سے توبہ کرنے کے لئے بھی عذاب کیا جاتا ہے تا کہ وہ خدا کی طرف رجوع کریں۔

الحاصل نظیریں دونوں قسم کی موجود ہیں بلکہ اس قسم کی نظیریں دس بیس ملیں تو اہل باطل کی تکفیر وتفسیق وتعذیب کی نظیریں ہزارہا ملیں گی۔غرض یہ نظائر مولوی (حسن علی قادیانی) صاحب کے مفید مدعا نہیں ہوسکتیں۔

قادیانی مولوی جو لکھتے ہیں کہ:

یہ جہان دارالامتحان ہے اس عالم میں سب باتیں کھول کر نہیں دکھائی جاتیں۔

فی الحقیقت عادت اللہ ایسی ہی جاری ہے کہ حق وباطل اس جہان میں مشتبہ اور ملتبس رہا کئے۔سحرو استدراج کو ہمیشہ معجزہ اور کرامت کی ہم سری کا دعوی اور کلام الٰہی پر سحر وبیان کا دھوکا لگارہا۔اصل یہ ہے کہ حق تعالی کی صفات کو کبھی تعطل وبے کاری نہیں۔خواہ یہ عالم ہو خواہ دوسرا، اسلئے کہ صفات جلال وجمال ہمیشہ اپنے کاموں میں مصروف ومشغول ہیں۔اگرچہ بظاہر بنی نوع انسان سے ہدایت اور شیاطین سے ضلالت متعلق ہے مگر جب تک حق تعالی نہ چاہے نہ ہدایت ہوتی ہے اور نہ ضلالت۔جسکو خدا ہدایت کرنا چاہے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسکو گمراہ کرنا چاہے کوئی ہدایت نہیں کرسکتا من یّھدی اللّٰہ فلا مضلّ لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ ۔انہیں صفات کاملہ کا ظہور ہے کہ ہر زمانے میں حق تعالی کسی ایسے شخص کو پیدا کر دیتا ہے جس سے بہت سے ہدایت پاتے ہیں اور بہت گمراہ ہوتے ہیں۔انبیاء گو خاص ہدایت کے لئے مبعوث تھے مگر ان کے نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماننے والے گمراہ ہوئے اور بہت سے مفتری کذاب کو گمراہ کرنے کے واسطے پیدا ہوئے ہیں۔ مگران سے بھی صفت جمال اپنا کام لیتی ہے کہ انکے نہ ماننے والے ہدایت پر سمجھے جاتے ہیں۔ جس کو خدا تعالی ہدایت کرنا چاہتا ہے اس کا سینہ حق بات کے ماننے کے لئے وسیع اور کشادہ ہوجاتا ہے اور جس کی گمراہی منظور ہوتی ہے اس کا سینہ تنگ ہوجاتا ہے:

فمن یّرد اللّٰہ ان یّھدیہ یشرح صدرہ للاسلام و من یّرد ان یضلّہ یجعل صدرہ ضیّقاً حرجاً کانّما یصعد فی السّماء (انعام:۱۲۵)۔

وسعت سینہ کی دلیل یہ ہے کہ ہدایت کی بات اس میں سماجائے علی ہذاالقیاس تنگی سینہ کی یہ دلیل ہے کہ وہ بات اس کے سینے میں گنجائش نہ کرے اور یہ ظاہر ہے کہ اہل باطل کا سینہ باطل کے لئے کشادہ اور اہل حق کا دل اس سے تنگ ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وسعت وتنگی دونوں کے لئے ہوا کرتی ہے۔ اس وجہ سے کوئی شخص حق و باطل میں اپنے دل کے مشورہ سے تمیز نہیں کرسکتا بلکہ وہ جس بات کا قائل ہے اس چیز کو حق سمجھنے لگتا ہے۔ جس سے پوچھئے اس کا یہی دعوی ہے کہ میں حق پر ہوں اور اس سے نہایت خوش رہتا ہے کلّ حزبٍ بما لدیھم فرحون (مومنون:۵۳) اور صرف سمجھتا ہی نہیں بلکہ چاہتا بھی ہے کہ سارا جہان اپنا ہم مشرب ہوجائے۔ اس کا تصفیہ باہم ممکن نہیں کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر۔ کیونکہ جس مسئلہ میں دوفریق ہوجائیں تو ہر ایک اپنے کو حق پر سمجھے گا اور تیسرا حکم بنے تو کسی ایک فریق میں شریک ہوجائے گا یا وہ بھی ایک فریق نیا بن کر اپنے ہی کو حق پر سمجھنے لگے گا۔ غرض اس عالم میں اس کا تصفیہ ممکن نہیں کہ شرح صدر کس کا حق پر ہے اور کس کا باطل پر۔ حق تعالی ہی قیامت کے روز اس کا فیصلہ فرماوے گا:

انّ ربّك ھو یفصل بینھم یوم القیامة فیما کانوا فیہ یختلفون (سجدہ)

اب قادیانی مولوی جو اپنا اطمینان اور شرح صدر مرزا قادیانی کی حقانیت پر ظاہر فرماتے ہیں وہ کیونکر اس امر کی دلیل ہوسکے کہ مرزا قادیانی سچ مچ عیسی موعود ہیں۔ ہمیں اس میں کلام نہیں کہ مرزا قادیانی بڑے مرتاض ہوں گے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ جتنے مفتری، دغاباز، جعل ساز ہوتے ہیں جب تک وہ اچھی عادات اچھے حالات اور مستند لوگوں کی صورتوں میں اپنے کو ظاہر نہیں کرتے، ان کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا۔ قرامطہ کا حال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے تواریخ میں دیکھا ہوگا کہ ابتداء کیا تھی اور انتہاء کیسی ہوئی۔تاریخ دول اسلامیہ میں لکھا ہے کہ ایک شخص خوزستان سے سواد کوفہ میں آ کر ایک مدت تک اظہار تقدس میں مشغول رہا زہد و تقوی اور کثرت صلوۃ کی یہ صورت کہ تمام اقران و معاصرین میں ممتاز، اکل حلال کی یہ کیفیت کہ اپنے ہاتھ سے بوریا بن کر اس سے اوقات بسر کرتا کسی سے کچھ قبول نہ کرتا۔جب کوئی اس کے پاس جاتا تو سوائے وعظ ونصیحت کے کسی بات سے سروکار نہیں۔غرض تقوی طہارت زہد ریاضت میں اس کو وہ شہرت حاصل ہوئی کہ کسی زاہد و عابد کو اس کے مقابلہ میں فروغ نہ رہا۔جب دیکھا کہ لوگوں کے دلوں میں اپنی بات کا پورا اثر ہونے لگا تو مشہور مسائل نماز وغیرہ میں تصرف کر کے خلاف اجماع و مذہب تعلیم شروع کی۔جب اس میں کامیابی ہوگئی تو آہستہ آہستہ خیر خواہانہ تمہید کی کہ طالبین حق کو ضرور ہے کہ کسی ایسے امام کے ہاتھ پر بیعت کریں جو اہل بیت نبوی سے ہو۔غرض پوری طرح اپنے مقصود کی تمہید ذہن نشین کر کے شام کو چلا گیا۔وہاں بھی یہی طریقہ اختیار کر کے لوگوں کو امام برحق کا مشتاق بنادیا۔چونکہ دعوت کسی معین شخص کی طرف نہ تھی اس لئے بعضوں کا خیال تھا کہ محمد بن اسماعیل امام وقت ہوں گے اور بعض کسی دوسرے کو خیال کرتے تھے۔بہر حال اس کو یہی انتظار تھا کہ امام وقت اب ظاہر ہونا چاہتے ہیں کہ ایک شخص قرامطہ سے جن میں یہ شخص تھا ظاہر ہو کر مہدویت کا دعوی کیا۔اس مہدی کا اصلی نام ذکرویہ یحی تھا مگر اپنا نام محمد بن عبداللہ بن اسماعیل بن جعفر صادق ظاہر کیا حالانکہ اسماعیل ابن جعفر کا کوئی فرزند عبداللہ نام نہ تھا۔ضرورت اس جعل سازی کی اس لئے ہوئی کہ احادیث میں امام مہدی کا نام محمد بن عبداللہ وارد ہے۔جو لوگ صرف امام کے منتظر تھے ان کو امام مہدی موعود کا مل جانا ایک نعمت مترقبہ تھی اس کے نکلتے ہی کل ہم مشرب اکٹھے ہوگئے اور یہ رائے قرار پائی کہ اصلاح قوم کی فکر کی جائے۔چنانچہ بڑے بڑے گذرگاہوں پر فوجیں روانہ ہوئیں اور حرمین وغیرہ کے راستوں میں راہزنی شروع کردی گئی اور تمام ملک حجاز و شام و مصر وغیرہ میں آتش فتنہ وفساد مشتعل ہوئی چنانچہ ان میں سے ایک شخص ابوطاہر نام مع فوج کثیر مکہ معظّمہ پر مسلط ہوا کسی کو وہاں یہ طاقت نہ تھی کہ اس سیلاب بلا کو روک سکے۔ابوطاہر گھوڑے کو دوڑا کر خاص حرم شریف کے اندر گھس آیا اور خانہ کعبہ کے دروازے پر آ کھڑا ہوا اور اس غرض سے سیٹی دی کہ گھوڑا بول و براز کرے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔پھر اس نے پکار کر کہا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو خدا کا کلام پڑھ پڑھ کر سنایا کرتے تھے کہ و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من دخلہ کان امنا (آل عمران:۹۷) یہ کہہ کر قتل عام کا حکم دیا۔ لکھتے ہیں تخمیناً تیس ہزار مسلمان مکہ معظّمہ میں شہید کئے گئے جس میں سترہ سو خاص مطاف میں جام شہادت سے سیراب ہوئے اور کشتوں کے سر کاٹ کر صرف سروں سے چاہ زمزم بھر دیا گیا۔ اور تمام لاشیں بغیر کفن و جنازہ کے اندرون و بیرون شہر کے کنووں اور گڑھوں میں ڈال دیں گئیں۔ حجر اسود اکھاڑ لیا گیا جس کی وجہ سے بائیس سال تک کعبہ شریف حجر اسود سے خالی رہا۔ تمام مکانات لوٹ لئے گئے غرض مکہ میں اس مہدی کا فتنہ ایسا ہوا کہ اس کی نظیر کسی تاریخ میں مل نہیں سکتی۔

الحاصل بدنام ہونا، برے کہلانا، سزائیں پانا، حقانیت پر قرینہ نہیں ہوسکتا۔ ورنہ جعل ساز، دغا باز، بدمعاش جن سے جیل خانے ہمیشہ بھرے رہتے ہیں سب کو اہل اللہ کہنا پڑے گا اور نہ اظہار تقدس اس کا قرینہ ہے جیسا کہ قرامطہ وغیرہ کے حال سے ظاہر ہے۔

قادیانی مولوی حسن علی نے جہاں اسلام کے موجودہ دشمن فرقوں کی فہرست لکھ کر انکی روز افزوں ترقی اور اسکی وجہ سے مرزا قادیانی کی ضرورت ثابت کی ہے ان میں مولوی اور مشائخوں کو بھی شریک کیا اور ان کو یہ خطاب عطا فرمائے:

> شیطان، حشرات الارض، زر پرست، نفس پرست، کم بخت، موذی، نائب شیطان ناپاک، مجموعہ صفات ذمیمہ، شریری فتنہ پرواز، مسلمانوں کے گمراہ کرنے والے، شیطان کے شاگرد رشید، مکار وغیرہ۔

اس بات میں قادیانی مولوی اپنے پیر کی سنت پر عمل کر رہے ہیں کیونکہ مرزا قادیانی بھی علماء و مشائخ کو ایسے خطابوں سے ذکر کیا کرتے ہیں چنانچہ ان کی تصانیف میں یہ موجود ہیں:

> اے بدذات فرقہ مولویاں.... علیھم نعال لعن اللّٰہ الف الف مرۃ وغیرہ،

جس کو صاحب عصائے موسیٰ نے مرزا قادیانی کی کتابوں سے نقل کیا ہے۔ غرض کوئی گالی ان حضرت نے اٹھا نہ رکھی اور عذر یہ کیا کہ کمال جوش اور حرارت اسلامی میں یہ سب گالیاں دی گئیں۔ گویا اس جوش نے انکو مرفوع القلم بنا دیا۔ ان گالیوں کے پہلے آپ نے یہ تمہید بھی کر دی کہ مصلحان قوم اپنی قوم کو بعض وقت بہت سخت الفاظ میں مخاطب کرتے ہیں، لیکن ان سخت الفاظ کے اندر محبت اور شفقت بھری رہتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ مصلح قوم ہیں جس قدر گالیاں دیں اس کے مستحق ہیں۔ چونکہ اصلاح قوم اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے اور یہ سخت سست کہنا اس کا ذریعہ ہے یا مادہ، اس وجہ سے مولوی صاحب اور ان کے پیر اس کو عبادت اور باعث تقرب الٰہی سمجھتے ہوں گے۔ اس موقعہ میں واقعہ حرہ اور مسلم بن عقبہ کی کارگذاری یاد آتی ہے......اور جب اس کی موت کا وقت آ پہنچا تو آخری دعا یہ کی

اللّٰھم انّی لم اعمل قطّ بعد شھادۃ ان لا الہ الا اللہ و ان محمداً عبدہ و رسولہ عملاً احب الیّ من قتلی اھل المدینۃ و لا ارجی عندی فی الآخرۃ (ذکرابن کثیر فی تاریخ الکامل ج ۳ ص ۳۶۳ طبع بیروت) یعنی اے اللہ بعد شہادت کلمہ طیبہ کے جو کچھ اعمال صالحہ میں نے اپنی عمر میں کیئے ان سب سے مجھے وہ عمل پسند ہے جو مدینہ کے لوگوں کو میں نے قتل کیا اور اسی عمل سے مجھے زیادہ تر توقع ہے کہ آخرت میں کام آئے گا۔

مسلم بن عقبہ کو صرف تعذیب اہل مدینہ پر ناز تھا ہمارے مرزا قادیانی کو اس سے زیادہ فخر و ناز ہونا چاہیے کیونکہ وہ تمام اہل اسلام کی تادیب فرما رہے ہیں وہاں صرف جراحات سنان تھیں یہاں جراحات لسان ہیں جو التیام پذیر نہیں

جراحات السّنان لھا التّیام و لا یلتام ما جرح اللسان

پھر یہ گالیاں کن کو دیئے جا رہے ہیں؟ بازاریوں کو نہیں جن کی عادت میں گالیاں دینا اور سننا داخل ہے بلکہ ان افراد قوم کو جن کو قوم نے اپنا رہبر مربی اور حامی دین بنا رکھا ہے اور ہر ایک ان پر سو جان سے فدا ہے۔ معزز اور شریف لوگ قوم کے اس کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ گالیاں سن کر قوم کا کیا حال ہوتا ہوگا۔ سب کو جانے دیجئے خود حسن علی قادیانی اور ان کے پیر ہی غور کریں کہ کوئی ارذل یا ان کا ہم سر ان کے والد بزرگوار یا پیر کی شان میں یہ الفاظ کہے تو ان کا کیا حال ہوگا۔ اگر غیرت دار ہوں تو کیا اس ذلت کے مقابلہ میں مرجانا آسان نہ ہوگا۔ عرف میں ایسا شخص بڑا ہی بے شرم سمجھا جاتا ہے کہ اس کے باپ یا استاد یا پیر کو کوئی گالی دے اور وہ چپ رہے۔ نہایت افسوس اور شرمناک حالت ہے جس کے مرتکب مولوی صاحب اور مرزا قادیانی ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و لا تسبّـو ا الّذین ید عون من دون اللّٰہ فیسبّوا اللّٰہ عدواً بغیر علم (انعا م : ۱۰۸) ۔یعنی بتوں کو گالیاں مت دو کہ وہ اللہ کو گالیاں دیں گے۔

ہادی برحق اور نبی صادق کو حق تعالی تعلیم فرماتا ہے:

ادع الی سبیل ربّك بالحکمة و الموعظة الحسنة و جادلھم با لّتی ھی احسن (نحل: ۱۲۵)۔یعنی بلاؤ اپنے رب کی راہ پر حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ اور الزام دو ان کو جس طرح بہتر ہو۔

کیا مصلح قوم کی یہی شان ہے کہ اشتعال طبع پیدا کرنے والے الفاظ سے طبیعتوں کو مشتعل کرے اور اس قابل بنائے کہ حق بات کے سننے کی بھی صلاحیت باقی نہ رہے۔قادیانی مولوی نے اپنے آپ کو جو مصلح قوم قرار دیا ہے وہ خود انہی کی تقریر سے باطل ہو گیا اور نہ شرعاً اس قابل ہے کہ مصلح قوم سمجھے جائیں۔ سچ ہے جس قوم کے مصلح رذالت سے کام لیں اس کو ذلت نہ ہو تو کیا ہو..

قادیانی مولوی مرزا قادیانی کی تائید اسلام اور تقدس سے متعلق جتنی باتیں بیان کرتے ہیں، ان کا انکار کرنے کی ہمیں ضرورت نہیں، مگر یہ حقانیت کا قرینہ قطعیہ نہیں ہوسکتا۔کتب تاریخ سے ظاہر ہے کہ حجاج بن یوسف نے بخارا سے ملتان تک صدہا شہر فتح کر کے سرحد اسلام میں داخل کر دیا جن میں کروڑ ہا اہل اسلام پیدا ہوئے اور بفضلہ تعالی اسی تائید کا اثر قیامت تک جاری رہے گا۔ باوجود اس کے دیکھ لیجئے کہ اسلام میں حجاج ظالم کی کیا وقعت ہے۔ یہ تو ہمارے دین کا خاصہ ہے کہ حق تعالی اس کی تائید بدکاروں سے بھی کرایا کرتا ہے جیسا کہ صراحتاً اس حدیث سے ظاہر ہے

قال النّبی ﷺ انّ اللّٰہ لیؤ یّد ھذا الدّین با لرّ جل الفاجر (بخاری ۔باب غزوۃ خیبر)

غرض مرزا قادیانی کی تائید اسلام میں ہماری گفتگو نہیں، کلام ہے تو صرف اس میں ہے کہ مرزا قادیانی عیسی موعود بننا چاہتے ہیں۔ اگر چہ اس میں بھی ہمیں کلام کرنے کی ضرورت نہ تھی اس لئے کہ اس زمانہ میں نبوت تو کیا اگر کوئی خدائی کا بھی دعوی کرے تو کوئی نہیں پوچھتا۔مگر چونکہ وہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے ارشادات میں وہ تصرف کر رہے ہیں اس لئے ہم پر حق ہے کہ جہاں تک ہوسکے ان کی حفاظت کریں اور اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم مشربوں کو ان کا اصلی مطلب معلوم کرادیں۔اس پر بھی اگر کوئی نہ مانے تو ہمارا کوئی نقصان نہیں، ہم کو اپنا حق ادا کرنے کی ضرورت ہے۔

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آخری زمانے میں مسلمانوں کے صفات اور حالات ایسے ہوں گے جیسے مسیح ابن مریم کے مبعوث ہونے کے وقت یہود کی حالت تھی۔ بلکہ یہ لفظ عیسی بن مریم اس غرض سے اختیار کیا گیا ہے، تا ہر ایک کو خیال آجائے کہ خدا تعالی نے اپنے ان مسلمانوں کو جن میں ابن مریم کے اترنیکا وعدہ دیا تھا یہود ٹھہرالیا ہے۔جیسے یہودیوں کا نام خدا تعالی نے بندر اور سور رکھا اور فرمایا:

و جعل منهم القردة و الخنا زير۔

اسی طرح مرزا نے اپنا نام عیسی بن مریم رکھ دیا اور اپنے الہام میں فرمادیا:

جعلنا ك المسيح ابن مر يم (ازالہ اوہام۔ص۶۳۴۔ قادیانی خزائن ۳۴۲)

پھر دس بیس صفات مذمومہ مثل بغض وحسد اور تفرقہ وغیرہ جو اس زمانیکے بعض مسلمانوں میں دیکھے جاتے ہیں، وہ اس زمانہ کے یہود میں بیان کئے جو عیسی کے مبعوث ہونے کے وقت تھے۔مقصود اس سے یہ کہ ان لوگوں میں یہ صفات ہونے کی وجہ سے عیسی مبعوث ہوئے تھے۔اب بھی وہی صفات اس وقت کے مسلمانوں میں آگئے ہیں۔اس لئے اب وہ یہود ہیں اور عیسی کی ان کے لئے ضرورت ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے لکلّ فرعون موسی ۔اس صورت میں وہ عیسی مراد نہیں جو نبی تھے بلکہ انکا مثل اور شبیہ مراد ہے۔صفات مذمومہ جو دونوں فرقوں میں مشترک بتائے گئے ہیں اس کا ثبوت کسی حدیث یا تاریخ کی کتاب سے نہیں دیا گیا۔عیسی کے نزول کا جن احادیث میں ذکر ہے ان میں نہ تو یہود کا نام ہے نہ ان کی صفات کا ذکر جو عیسی کے زمانہ میں ان میں آگئی تھیں۔ یہ مسلّم ہے کہ جب تک کسی قوم میں صفات مذمومہ نہیں پائی جاتیں اس قوم میں نبی کے مبعوث ہونے کی ضرورت نہیں جیسا کہ آیت شریفہ ان اريد الّا الاصلاح (هود:۸۸) سے ظاہر ہے اور وہ صفات مذمومہ اسی قسم کے ہوتے ہیں جو بیان کی گئی ہیں، مگر اس میں قوم یہود کی تخصیص سمجھ میں نہیں آتی۔ اگر کوئی خصوصیت تھی تو چاہیے تھا کہ پہلے وہ خصوصیت قرآن وحدیث سے بیان کی جاتی اس وقت لکلّ یهودی عیسی صحیح ہوتا جیسے لكلّ فرعون موسی صحیح ہے۔یہ تو اس واسطے صحیح ہے کہ فرعون کا سرکش ہونا اور موسیؑ کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرکوب ہونا ہر شخص جانتا ہے اور یہ کوئی نہیں جانتا کہ عیسیٰ کے زمانے میں یہود میں کون سی صفات تھیں جس کی اصلاح کے لئے عیسیٰ آئے تھے۔ اگر بالفرض وہ صفات معلوم بھی ہوتے تو دونوں طرف علم توصیفی کہے جاتے جیسے لکلّ فرعون موسی، میں ہے۔ اگر زید شرارت کرے تو لزید موسی کہنا ہرگز محاورہ کے مطابق نہ ہوگا۔ یہی صورت یہاں بھی ہو رہی ہے۔ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے اس قدر فرمایا کہ تم میں عیسیٰ آئیں گے ۔ یہ کسی حدیث میں نہیں فرمایا کہ تم یہود ہو جاؤ گے یا تم میں یہود کے صفات آجائیں گے اس لئے تم میں عیسی آئے گا۔ البتہ یہ ثابت ہے کہ آخری زمانہ والے امم سابقہ کی پیروی کریں گے جنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی کہ میری امت اگلی امتوں کے پورے پورے صفات اختیار نہ کریگی۔ صحابہ نے عرض کیا وہ لوگ فارس وروم کے جیسے ہو جائیں گے۔ فرمایا ان کے سوا اور کون (کنز العمال حدیث ۳۸۴۱۵) میں یہ حدیث بخاری باب قول النّبیّ ﷺ لتتبعن سنن من کان قبلکم، سے نقل کیا ہے۔

اب اس تصریح کے بعد یہ کہنا کہ یہ امت یہود ہو جائے گی اس لئے کوئی عیسی آئے گا، خلاف احادیث ہے۔

کنز العمال میں صدہا حدیثیں خروج دجال اور نزول عیسی اور تغیر حال امت اور علامات قیامت کے باب میں وارد ہیں۔ کوئی حدیث ان میں ایسی نہیں جس سے یہ معلوم ہو کہ امت میں یہود کی صفات پیدا ہو جائیں اس کی وجہ سے عیسی پیدا ہوں گے... (اس کے برخلاف) کئی حدیثیں اس امت مرحومہ کی فضیلت پر دال ہیں، جن سے اس امر کی بخوبی تائید ہوتی ہے کہ اس امت کی عظمت اور رفعت شان کی وجہ سے عیسیٰ جو نبی اللہ تھے وہی اس امت میں تشریف لائیں گے۔ اس لئے کہ دجال کا فتنہ جو اس امت مرحومہ کے اخیر میں پیدا ہونے والا، ایک ایسا پر آشوب فتنہ ہے کہ خدا ہی اس سے پناہ دے۔ تمامی انبیاء اپنی اپنی امتوں کو اس سے ڈراتے آئے چنانچہ بخاری شریف میں یہ حدیث مروی ہے:

انّ عبد اللّٰہ بن عمر قال: قام رسول اللّٰہ ﷺ فی النّاس فا ثنی علی اللّٰہ بما ھو اھلہ، ثمّ ذکر الدّجّال فقال: انّی لا نذ رکموہ و ما من نبیّ الّا و قد انذرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قومه، و لکنّی سأقول لکم فیه قولاً لم یقله نبی لقومه: انّه اعور، و انّ اللّٰه لیس باعور (بخاری۔باب ذکر الدجال)۔

یعنی ایک روز نبی ﷺ نے خطبہ پڑھا اور حمد کے بعد دجال کا ذکر کر کے فرمایا میں اس سے تم کو ڈراتا ہوں۔کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی قوم کو اس سے نہیں ڈرایا۔یہاں تک کہ نوح نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا۔لیکن میں تمہیں ایک ایسی بات کہتا ہوں کہ کسی نبی نے نہیں کہی۔یادرکھو وہ کانا ہے،اللہ تعالیٰ کانا نہیں۔

غور کرنیکی بات ہے کہ باوجودیکہ اس فتنہ کا وقت علم الٰہی میں معین تھا کہ قریبِ قیامت حضرت ﷺ کی امت کے آخر میں ہوگا،مگر شہرت اس کی نوح ہی کے وقت سے دی گئی۔جس سے ہر فرد بشر پناہ مانگتا تھا اور انبیاء ڈراتے رہے۔وہ فتنہ کس بلا کا ہوگا جس کی دھوم عالم میں قبل از وقوع واقعہ اس قدر مچی ہوئی تھی حالانکہ دنیا میں صدہا بلکہ ہزارہا اشد وقائع اور فتنے ہوئے مگر کسی زمانے میں ان سے پناہ مانگی نہ گئی۔یہ فتنہ معمولی نہیں بلکہ قیامت کا نمونہ ہوگا کہ نقشہ قیامت کا پیش نظر کر دے گا۔جو فتنہ غیر معمولی اور فوق طاقت بشری ہو اس کے دفع کرنے کا اہتمام بھی غیر معمولی طور پر ہونا مقتضائے حکمت ہے جس سے اس فتنے کی وقعت اور بھی زیادہ ہو جائے گی۔یعنی اس اہتمام سے یہ خیال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ جس کے دفعہ کرنے کے لئے انبیائے اولوالعزم سے خاص ایک نبی جلیل القدر مقرر ہو وہ کیسا فتنہ ہوگا جس طرح تمام انبیاء کا ڈرانا اہل ایمان کے دلوں کو متزلزل کرنے اور اللہ تعالیٰ طرف پناہ لینے پر مضطر کرتا ہے۔

نزول عیسیٰ بوجہ خصوصیت و احترام امت است نہ بوجہ فساد آن

عیسیٰ کو خاص اس کے فرو کرنے کے لئے متعین کرنا اس اثر قلبی کو دوبالا کرتا ہے اور اس میں بڑی مصلحت یہ ہے کہ کمال درجہ کی خصوصیت اس امت مرحومہ کی اور کمال درجہ کا فضل و احسان اس پر مبذول ہونا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر چند وہ فتنہ کتنا ہی عظیم الشان ہو مگر اس کے دفعیہ کی تدبیر بھی خاص طور پر پہلے ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کردی گئی۔ تا کہ ہر مسلمان بصدق دل حق تعالیٰ کا شکر گذار اور اپنے نبی کریم ﷺ پر سو جان سے نثار رہے کہ ان کی وجاہت اور رواداری کے طفیل سے کیسی کیسی بلائیں ہمارے سر سے حق تعالیٰ ٹال دیتا ہے۔ اگر ایسی نعمت عظمٰی کی قدر ہم نہ کریں تو بڑی کفران نعمت ہے۔ حاصل یہ کہ اس امت کی خرابیاں اس امر پر قرینہ نہیں کہ عیسیٰ فرضی ان خرابیوں کو دفع کرنے کیلئے آئیگا۔ بلکہ اس امت کی جلالت شان اس امر پر قرینہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے عیسیٰ کو مامور فرمایا کہ اشد ضرورت کے وقت تشریف لا کر دشمن قوی کے ہاتھ سے اس کو بچاویں اور خود بھی سید المرسلین ﷺ کے امتی ہونے کا فخر، جس کی ایک زمانہ دراز سے آرزو تھی، حاصل کریں

ذ لك فضل اللّٰه يؤتيه من يّشاء يفعل اللّٰه ما يشاء و يحكم ما يريد

حدیث مذکورہ بالا میں آپ نے دیکھ لیا ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں دجال کی وہ علامت تم سے کہتا ہوں جو کسی نبی نے نہیں کہی۔ وہ یہ ہے کہ دجال اعور ہے اور اللہ اعور نہیں۔ اس کا مطلب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ دجال الوہیت کا دعویٰ کرے گا کیونکہ اس کے ذکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر نا اور اس کو ایک صفت مختصہ سے ممتاز کر دینا اس بات پر بین دلیل ہے کہ لوگوں کو اس کی شوکت اس کی قدرت ظاہری سے اس کی الوہیت کا گمان ہوگا اور کیوں نہ ہو جس کو حق تعالیٰ کی طرف سے اتنی قدرت حاصل ہو جائے کہ مردوں کو زندہ کرنے لگے تو ضعیف الایمان لوگوں کو اس کی الوہیت کا شبہ ضروری ہوگا۔

اس کا مردوں کو زندہ کرنا اس حدیث سے ثابت ہے جو بخاری شریف (باب لا يدخل الدجال المدينه) میں ہے:

انّ ابا سعيد قال: حدّ ثنا النّبىّ ﷺ يوماً حد يثاً طويلاً عن الدّ جّال، فكان فيما يحدّ ثنا به انّه قال: يأتى الدّ جال و هو محرّم عليه ان يدخل نِقاب المدينة، فينزل بعض السباخ التى تلى المدينة فيخرج اليه يو مئذٍ رجل (و) هو خير الناس. او من خيار النّاس. فيقول: اشهد انّك الدّ جال الذى حدّ ثنا رسول اللّه ﷺ حد يثه، فيقول الدجالَ ارأيتم ان قتلت هذا ثمّ احييته، هل تشكون فى الامر ؟ فيقولو ن: لا فيقتله ثمّ يحييه فيقول: و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہ ما کنت فیك اشدّ بصیرۃً مّنی الیوم، فیرید الدّجال ان یّقتله فلا یسلّط علیه۔

ترجمہ:..وہ مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا مگر کسی زمین شور میں اسکے قیام کرے گا اس وقت ایک بزرگ اسکے پاس جا کر کہیں گے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی دجال ہے۔ وہ اپنے ساتھیوں سے کہے گا کہ اگر میں اس شخص کو قتل کر کے زندہ کر دوں تو کیا جب بھی میرے کام میں یعنی خدائی میں تمہیں شک رہے گا۔ لوگ کہیں گے نہیں۔ تب وہ ان کو قتل کر ڈالے گا۔ پھر زندہ کرے گا۔ وہ بزرگ زندہ ہوتے ہی کہیں گے کہ اب تو تیرے دجال ہونے کا مجھ کو اور بھی یقین ہو گیا۔ غرض اس قسم کی قدرتیں اس کو حاصل ہونے کی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کو خبردار فرما دیا کہ کتنی ہی قدرت اس کو حاصل ہو مگر سمجھ رکھو کہ وہ خدا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ کانا ہے اور خدا کانا نہیں ہے۔

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: دجال کسی ایک آدمی کا نام نہیں ہے بلکہ اس سے گروہ پادریاں مراد ہے،(کتاب البریہ ص ۲۲۵۔۲۲۶ حاشیہ)

انہوں نے ان کو اس لئے اختیار کیا کہ اگر شخص معین مراد ہو تو ان کا دعوی عیسویت صحیح نہیں ہو سکتا۔ کسی شخص کو دجال معین کر کے بتلانا پڑتا۔ اگرچہ ممکن تھا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کو بتا دیتے، اس لئے کہ وہ ان کے سخت مخالف ہیں، مگر ان سب صفات کی تطبیق مشکل تھی۔ غرض بامر مجبوری ایک گروہ کو دجال قرار دینے کی انہیں ضرورت ہوئی۔

یوں تو دجال کے بارے میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں مگر چونکہ مرزا قادیانی بھی بخاری کو بہت مانتے ہیں جیسا کہ ازالہ اوہام وغیرہ سے ظاہر ہوتا ہے اس لئے بالفعل ہم انہی دو حدیثوں کو پیش کرتے ہیں جو ابھی لکھی گئیں۔ انہیں میں غور کیا جائے کہ آیا دجال ایک شخص معلوم ہوتا ہے یا ایک قوم ہے؟

ان حدیثوں میں لفظ دجال مفرد ہے اگر جماعت مقصود ہوتی تو لفظ دجالون آتا جیسا کہ دوسری احادیث میں وارد ہے قال النبیّ کذّا بون دجّالون (کنز العمال: حدیث نمبر ۳۸۳۶۰)۔ یہ دجال لوگ دجال موعود نہیں جس کے لئے عیسی آئیں گے۔ صرف مشابہت کی وجہ سے وہ دجال ٹھہرائے گئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کیونکہ دجال موعود کی خصوصیات ان میں پائی نہیں جاتیں۔ پھر یہ دجال جن کی کثرت اس حدیث شریف سے معلوم ہوئی مثل پادریوں کے غیر محدود نہیں بلکہ ان کی تعداد بعض روایات میں ستائیس اور بعض میں تیس تک وارد ہے اوران دجالوں کی شناخت بھی حضرت ﷺ نے فرمادی ہے (کنزالعمال حدیث نمبر ۳۸۳۷۲) کہ وہ سب یہ دعوی کریں گے کہ ہم اللہ کے رسول ہیں اور چونکہ اب تک نہیں سنا گیا کہ کسی پادری نے رسالت کا دعوی کیا ہو اس لئے کسی پادری پر لفظ دجال صادق نہیں آسکتا اور اگر دجال سے پوری قوم پادریاں مراد ہے جیسے مرزا غلام احمد قادیانی (ازالہ اوہام۔ص ۴۸۸ میں) لکھتے ہیں کہ:

لغت میں دجال جھوٹوں کے گروہ کو کہتے ہیں۔،

تو پہلے تو وہ قابل تسلیم نہیں اس لئے کہ یہ معنی لغوی بیان کئے گئے ہیں۔ جب تک کسی کتاب لغت سے نہ بتائے جائیں قابل تسلیم نہیں۔ اور اگر بفرض محال تسلیم بھی کر لئے جائیں تو ہمیں یہاں لغوی معنی سے بحث نہیں ہمارا کلام اس میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دجال کا جو استعمال فرمایا ہے اس کے معنی یہاں کل قوم پادری ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

حدیث مذکورہ بالا میں مصرح ہے کہ دجال مدینہ شریف کی کسی زمین شور میں اترے گا اور یہ بھی احادیث سے ثابت ہے کہ وہاں اس کا جانا قبل نزول عیسی ہوگا، حالانکہ ہمیں یقیناً معلوم ہے کہ کل گروہ پادریاں نہ اب تک وہاں پہنچا، نہ آئندہ کے لئے یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ سب کے سب جمع ہو کر تمام ایشیاء اور یورپ خالی کر کے اس زمین پاک میں جائیں گے۔ پھر مجموع گروہ پادریان لفظ دجال سے کیونکر مراد ہو سکتی ہے۔

پھر ان بزرگوار کا جسکا حدیث میں ذکر ہے لاکھوں آدمیوں کے مقابلہ میں جا کر یہ کہنا اشھد انك الدّجال کیونکر صحیح ہوگا، اس وقت یوں کہنا چاہیے اشھد انکم الدجالون ، یا، انّکم الدّجال ۔ اسی طرح اس کا ساتھیوں سے پوچھنا کہ اگر میں اس کو مار کر زندہ کروں تو جب بھی تمہیں شک باقی رہے گا، کیونکر صحیح ہوگا۔ کیا اس جملے کو لاکھوں پادری ہم زبان ہو کر ادا کریں گے اور سب مل کر ہاتھوں ہاتھ ان کو مار ڈالیں گے، پھر سب مل کر زندہ کریں گے۔ اسی طرح اس بزرگ کا کا مخاطبہ ما کنت اشدّ بصیرۃ فیك، صیغہ واحد کے ساتھ وغیرہ۔ ان قرائن سے ہر شخص کا وجدان گواہی دیتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پیش نظر اس ارشاد کے وقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ہی شخص تھا یہ بات دوسری ہے کہ قرائن خارجیہ کے لحاظ سے کسی ضعیف الایمان کی عقل اس کو تمیز نہیں کرتی ہو جس کی پابندی مرزا قادیانی کر رہے ہیں ۔ ہمارا کلام صرف اسی نقلی امر میں ہے جو حدیث شریف سے سمجھا جاتا ہے جس پر ایمان لانا ہر ایمان دار کو ضرور ہے ۔

الحاصل ان حدیثوں پر غور کرنے کے بعد کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ گروہ پادریوں کو آنحضرت ﷺ نے دجال قرار دیا ہے ۔ انکے سوا ئی حدیثیں ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ دجال پادریوں کا نام نہیں ۔ مثلاً :

اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک ف ر لکھا ہوگا (کنز العمال)

وہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ سیاحت کرے گا ۔ کنز العمال ۔

دجال کے زمانے میں مسلمانوں کی غذا تسبیح و تقدیس ہوگی جس سے ان کی بھوک جاتی رہے گی ۔ (کنز العمال ۔ رقم حدیث ۳۸۷۵۵) ۔ وغیرہ

... مرزا قادیانی نے یہ طریقہ ایجاد کیا ہے کہ جو حدیث انکے مقصود کے مضر یا مخالف ہو اس کو باطل کہہ دیتے ہیں ۔ پھر اس پر بھی اکتفا نہیں اس کے ماننے والوں کو مشرک اور بے دین بھی ٹھہراتے ہیں ، دیکھ لیجئے جن احادیث میں دجال کے استدراج مثلاً زندہ کرنا ، پانی برسانا وغیرہ امور مذکور ہیں ، ذکر کر کے صاف لکھ رہے ہیں کہ یہ مشرکوں کے اعتقاد ہیں ۔ اب غور کیجئے یہ سب احادیث حدیثوں کی کتابوں میں موجود ہیں اور ان کتابوں پر کس کو اعتقاد نہیں ۔ تمام فقہاء انہی کتابوں سے استدلال کرتے ہیں تمام اولیاء اللہ انہیں سے استفادہ کرتے ہیں ، تمام اہل اسلام انہیں کتابوں کو اپنے دین کی کتابیں سمجھتے ہیں ۔ اگر بقول مرزا قادیانی یہ اعتقادات شرک ہیں تو ان کتابوں کو شرک سے بھری ہوئی کہنا پڑے گا اور ان کے جمع کرنے والوں کو مشرک ۔ معاذ اللہ

ابھی معلوم ہوا کہ دجال کے مردہ کو زندہ کرنے کی حدیث بخاری میں موجود ہے اور کنز العمال سے ظاہر ہے کہ تقریباً کل محدثین نے دجال کے اس قسم کے استدراج کی حدیثیں بکثرت روایت کی ہیں ۔ اول درجہ میں ان حضرات پر الزام شرک کا عائد ہوتا ہے ۔ پھر ان کتابوں کے معتقدوں پر جن میں جمیع اہل سنت و جماعت شریک ہیں پھر یہ سلسلہ صرف محدثین ہی پر ختم نہیں ہوسکتا ان حدیثوں کے کل رواۃ صحابہ تک اس الزام سے نہیں بچ سکتے اور بڑے غضب کی یہ بات ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد فرمانا اور وہ بھی عین خطبہ میں جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاص احکام الٰہی پہنچانے کے لئے موضوع ہے کس قدر وحشت انگیز ہوگا۔

اس سے بڑھ کر سنیئے۔ ازالہ اوہام صفحہ ۳۲۲ میں لکھتے ہیں:

یہ اعتقاد بالکل فاسد اور غلط اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ یہ مشرکانہ کس اعتقاد کی نسبت جو قرآن شریف سے ثابت ہے و اذ تخلق من الطّین کھیئة الطّیر با ذ نی فتنفخ فیھا فتکون طیراً با ذ نی (مائدہ: ۱۱۰) ۔یعنی عیسیٰ مٹی سے پرندے بنا کر ان میں پھونکتے تو حق تعالیٰ کے اذن سے وہ پرندے ہو جاتے تھے۔

اس کے بعد ہمیں تقریر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اہل ایمان خود سمجھ سکتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر اور کیا بے باکی ہوگی۔

ہم نے مانا کہ مرزا قادیانی ان احادیث میں تاویل کر کے اپنی مرضی کے موافق بنا لیتے ہیں مگر اس کا کیا جواب ہوگا کہ خود (ازالہ اوہام صفحہ ۵۴۰) میں تحریر فرماتے ہیں کہ: النّصو ص یحمل علی الظواھر مسلّم ہے۔ یعنی یہ بات مسلّم ہے کہ نصوص کے ظاہری معنی لئے جاتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ صحابہ وغیرھم نے ان احادیث کے وہی معنی سمجھے جو مثل روز روشن ظاہر و باہر بین اور اس پر قرینہ قطعیہ یہ ہے کہ نہ آنحضرت ﷺ نے ان کی تاویل کی طرف کبھی اشارہ فرمایا نہ صحابہ سے کوئی تاویل مروی ہے۔ نہ کسی محدث وفقیہ نے تاویل کی ۔ بلکہ جہاں ان کا مضمون بیان کیا وہی بیان کیا جو ہر شخص سمجھتا ہے۔ بہر حال تاویل نہ کرنے والے شروع سے آخر تک بقول مرزا قادیانی مشرک ٹھہر رہے ہیں، جن کی کوئی دوسری بات بھی قابل اعتبار نہیں رہ سکتی، اس لئے کہ مستند اور معتبر تو وہ شخص ہو سکتا ہے جو متدین ہو اور آدمی کو غیر متدین بنانے والی شرک سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔..

اس موقع پر جب ہم سلف صالح پر نظر ڈالتے ہیں تو کل اہل سنت و جماعت بلکہ کل امت مرحومہ کا اتفاق اور صحابہ کا اجماع اس شرک مصنوعی پر مرزا قادیانی کی مخالفانہ توحید کو محل خطر میں ڈال رہا ہے۔..اور یہ آیت شریفہ ومن یّشاقق الرسول من بعد ما تبیّن لہ الھدی و یتّبع غیر سبیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المؤمنين نولّه ما تولّی و نصله جهنّم و ساء ت مصیراً (نساء :۱۱۵) اس نئے ایمان کی طرف ایک قدم بڑھنے نہیں دیتی۔....

کلام اس حدیث شریف میں تھا جو بخاری باب ذکر الدجال میں ہے: انّه اعور و انّ اللّه لیس با عور ۔سمجھ رکھو کہ دجال اعور ہے اور اللہ اعور نہیں۔ مرزا قادیانی اسکے یہ معنی بتاتے ہیں کہ دجال سے مراد فرقہ پادریاں ہے اور ان کا اعور ہونا یہ ہے کہ ان کو دین کی عقل نہیں، صرف ایک آنکھ ہے یعنی عقل معاش ہے۔ اگر اس کے یہی معنی قرار دیئے جائیں تو اس کا حاصل مطلب یہ ہوگا (یاد رکھو کہ پادریوں کو دین کی عقل نہ ہوگی اور اللہ تعالی کو دین کی عقل ہوگی)، اس کا مطلب ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ خدا تعالی تو خالق عقل ہے، مسلمان تو کیا کافر بھی یہ خیال نہیں کرسکتا کہ کسی زمانہ میں خدا کی دین کی عقل ہوگی یا نہ ہوگی۔ پھر اس اہتمام اور تاکید سے آنحضرت ﷺ کا فرمان انّ اللّه لیس با عور کیونکر صحیح ہوگا، کیا صحابہ سے کسی نے یہ خیال کیا ہوگا کہ دجال یعنی پادریوں کو تو دین کی عقل نہ ہوگی مگر خدا تعالی کو بھی ہوگی یا نہ ہوگی، جس کے جواب میں حضور ﷺ یہ فرمارہے ہیں کہ ضرور ہوگی۔ معاذ اللہ صحابہ کی یہ شان نہیں کہ ایسا رکیک خیال کریں۔ پھر اگر دجال سے مراد گروہ پادریاں ہو تو وہ گروہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بھی موجود تھا چنانچہ خود قرآن شریف میں ان کا ذکر ہے اور ان کو دین کی عقل نہ ہونا بھی ثابت ہے کہ باوجودیکہ معجزات اور آیات بینات بچشم خود دیکھتے مگر ایمان نہیں لاتے تھے۔

اس زمانے کے بیچارے پادریوں نے تو ایک بھی معجزہ نہیں دیکھا۔ دراصل اگر اعور کے یہی معنی ہیں تو یہ لفظ انہی کے واسطے زیبا ہے اور ان کے مقابلے میں ان کو ارمد کہنا چاہیے اور اس دجال اعور کے قتل کے واسطے نہ عیسی کی ضرورت تھی نہ مثیل عیسی کی کیونکہ اس دجال کے وقت خود آنحضرت ﷺ بنفس نفیس موجود تھے چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں: اگر دجال میرے وقت میں نکلے تو میں خود اس کا مقابلہ کرلوں گا۔ ان یّخرج و انا فیکم فانا حجیجه دونکم (احمد۔مسلم۔باب ذکر الدجال) ہاں دجال ارمد کے لئے اگر مثیل عیسی کی ضرورت ہو تو وہ دوسری بات ہے۔ مگر ہم نہ اس دجال الارمد جس کی آنکھوں میں توازن نہ ہو یا شتر مرغ کی طرح دوڑنے والا (مصباح) کو دجال موعود کہہ سمجھتے ہیں نہ اس کے قاتل کو عیسی موعود۔ یہ دجال و عیسی دونوں ما نحن فیه سے خارج ہیں۔ ہمارا کلام اس دجال میں ہے جس سے نوح ؑ سے لے کر آنحضرت ﷺ تک تمام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انبیاء نے اپنی اپنی امتوں کو ڈرایا اور حضرت ﷺ نے اپنی امت کو اس سے ڈرا کر اس کی علامتیں بتلا دیں۔ وہ دجال مرزا قادیانی والا دجال ہرگز نہیں ہو سکتا ورنہ انّ اللّٰہ لیس با عور فرمانا کسی طرح صادق نہیں آ سکتا۔

آنحضرت ﷺ نے دجال کی جو علامتیں بکثرت بیان فرمائی ہیں جن میں سے چند اوپر مذکور ہوئیں اس سے مقصود حضرت ﷺ کا صاف ظاہر ہے کہ صرف خیر خواہی امت ہے تاکہ علامتیں اپنے دشمن کی معلوم کر رکھیں اور موقع پر اس کو پہچان کر اس کے شر سے بچیں، مگر مرزا قادیانی کو یہ خیر خواہی منظور نہ ہوئی۔ بالفرض اگر مرزا قادیانی کی چل جائے اور پادریوں ہی کو دجال سمجھ بیٹھیں اور دجال اعور وقت مقرر پر نکل آئے اور ضرور نکلے گا تو اس وقت یہ اس سے خالی الذہن رہیں گے اور جو مقصود آنحضرت ﷺ کا اس کی علامات بیان فرمانے سے تھا، وہ تو خدانخواستہ فوت ہو جائے گا۔ معلوم نہیں اس سے مرزا کو کیا فائدہ ہوگا اور حضرت ﷺ کو کیا جواب دینگے۔ ازالۃ الاوہام اور مناظرہ مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی بھی بخاری شریف کو اصح الکتب سمجھتے ہیں۔ (شہادۃ القرآن مصنفہ مرزا قادیانی۔ص ۴۱)

پھر اس کی روایات مذکورہ سے ظاہر ہے کہ دجال الوہیت کا دعویٰ کرے گا اور مردہ کو زندہ کر کے اس کی تصدیق بھی کر دکھائے گا تو اب مرزا غلام احمد قادیانی کا پادریوں کو دجال قرار دینا بے موقع ہے اس لئے کہ بے چارے پادریوں میں تو سوائے معمولی باتوں کے ایک بھی ایسی بات پائی نہیں جاتی جس سے کوئی جاہل سے جاہل بھی ان کی خدائی کا خیال کرے۔ ان سے بچانے کے لئے تو ایک ہی عام حکم کافی ہے:

یا ایّھا الذین ء امنوا لا تتّخذوا الیھود و النّصاری اولیاء بعضھم اولیاء بعض و من یّتولّھم منکم فانّہ منھم (مائدہ:۵۱) یعنی جو کسی یہودی یا نصرانی کو دوست رکھے گا وہ بھی انہیں میں ہے۔

اسی وجہ سے پادریوں کو کوئی جاہل مسلمان بھی دوست نہیں رکھتا اور جو دل سے دوستی رکھتا ہے وہ عیسائی ہو ہی جاتا ہے۔ اس میں پادریوں کا کیا قصور جن میں طمع دنیوی غالب ہوتی ہے ہمیشہ ان کے دین و ایمان کی یہی کیفیت رہی ہے۔ دجال اعور اصطلاحی مرزا خود طمع دنیوی اور پیٹ کے دھندے میں گرفتار تھا چنانچہ اس کا انجیل میں تحریف کرنا اسی غرض سے تھا کہ کچھ پیسے مل جائیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثمّ یقولون ھذا من عند اللّٰہ لیشتروا بہ ثمناً قلیلاً (بقرہ:۷۹)

اور دجال ارمد بھی اسی آفت میں پھنسا ہوا ہے۔اس کو دعوی الوہیت سے کیا سروکار۔وہ بے چارا تو سر راہ پٹا کرتا ہے اور اپنی مظلومیت کو باعث فخر سمجھتا ہے،قتل کر کے زندہ کرنا تو درکنار گورنمنٹ کے خوف سے کسی کو قتل کی تہدید بھی نہیں کرسکتا۔

...پھر مرزا قادیانی جو ہندوستان کے پادریوں کو دجال قرار دیتے ہیں،ان کو پہلے یہ ثابت کرنا چاہیے کہ دجال کا فتنہ ہندوستان کے ساتھ خاص ہے اور ممکن نہیں کہ کسی حدیث سے یہ ثابت ہو سکے کہ دجال ہندوستان میں نکلے گا..

مرزا کو دجال کی تلاش کرنے کی ضرورت اس وجہ سے ہوئی کہ عیسویت اور مہدویت کا دعوی اس کے بغیر صحیح نہیں ہوسکتا، کیونکہ احادیث سے ثابت ہے کہ ان تینوں کے ظہور کا زمانہ بہت ہی قریب ہے۔مرزا قادیانی نے اس موقع میں کمال ذہانت سے کام لے کر ان تینوں کا اتفاق پبلک کے سامنے پیش کر دیا کہ خود تو مہدی اور عیسی ہیں اور پادری دجال۔انکے پہلے جن لوگوں نے مہدویت کا دعوی کیا تھا ان میں کسی کو یہ نہ سوجھی انہوں نے صرف یہ خیال کر لیا تھا کہ دعوی مہدویت کے زمانہ میں نہ عیسی کی ضرورت ہے نہ دجال کی کیونکہ حدیث سے ثابت ہے امام مہدی پہلے نصاری سے جنگ کریں گے اس کے بعد دجال نکلے گا،اس وقت عیسی آسمان سے اتریں گے۔انہوں نے سوچ رکھا تھا کہ دجال اور عیسی کی خبر اگر پوچھی جائے گی تو کہہ دیا جائے گا کہ وہ بھی ابھی آتے ہیں،مرزا قادیانی نے اس سوال و جواب کی بھی ضرورت باقی نہ رکھی۔کیونکہ جب دجال مہدی مسیح اکٹھے ہو گئے تو اب کون سی حالت منتظرہ ہے جسکے پوچھنے کی ضرورت ہو۔غرض سید ھے سادھے ان لوگوں کے دعووں کو بھی قبول کرتے رہے اور لاکھوں کا مجمع ان کے ساتھ ہو گیا،اب بھی وہی کیفیت ہے۔

اصل وجہ اس کی یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے قیامت کی بہت سی علامتیں ذکر فرما کر آخری علامتوں میں یہ فرما دیا تھا کہ مہدی نکلیں گے اور اسلام کی تائید میں نصاری سے سخت جنگ کر کے فتح پائیں گے پھر دجال نکلے گا اور اس کو عیسی قتل کریں گے۔چونکہ ہر مسلمان کا کامل اعتقاد ہے کہ حضرت ﷺ کی جملہ پیش گوئیاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باطلاع وحی الٰہی تھیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے و ما ینطق عن الھوی۔ ان ھو الّا و حی یّوحی (النجم:۳۔۴) اسی لئے جب وہ کوئی تغیر اور نئی بات دیکھتے تو فوراً قیامت ان کے پیش نظر ہو جاتی ۔اس کا انتظار صحابہ ہی کے زمانہ سے شروع ہو گیا تھا۔ چنانچہ ابن صیاد یہودی سے جب خوارق عادات صادر ہونے لگے تو بعض صحابہ کو گمان ہو گیا تھا کہ کہیں یہی دجال نہ ہو۔ چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ نے اس کے قتل کا ارادہ مصمم کر لیا تھا مگر آنحضرتﷺ نے ان کو روک دیا کہ اگر وہی دجال موعود ہے تو اس کو تم قتل نہیں کر سکتے ۔اس کا قتل عیسیٰؑ کے ہاتھ پر مقدر ہے اور اگر وہ نہیں ہے تو اس کا قتل بے جا ہے۔

یہاں یہ خلجان ہوتا ہے کہ دجال کا واقعہ تو قیامت کے قریب ہونے والا ہے جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے تو حضرت عمرؓ نے اسی زمانہ میں اس کو دجال کیوں سمجھا۔اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے مزاج میں نہایت حزم و احتیاط تھی جس کا حال ان کی سوانح عمری سے ظاہر ہے چنانچہ مشہور ہے کہ شجرہ بیعت رضوان باوجودیکہ متبرک مانا جاتا تھا اور لوگ دور دور سے اسکی زیارت کو جاتے تھے، مگر انہوں نے اس احتیاط کے لحاظ سے کہ کہیں اس کی پرستش شروع نہ ہو جائے اس کو کٹوا ڈالا۔غرض جب آپ نے دیکھا کہ ابن صیاد یہودی بھی ہے اور خوارق عادات بھی کچھ کچھ اس سے صادر ہو رہے ہیں اور دجال میں بھی یہی باتیں ہونگی، اپنے اقتضائے طبع کے مطابق حفظ ماتقدم اور حزم کے لحاظ سے چاہا کہ ابتداء ہی میں اس شجر خبیثہ کی بیخ کنی کر دی جائے۔ یہاں ایک اور شبہ پیدا ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یقینی طور پر کیوں نہیں فرمادیا کہ وہ دجال ہے یا نہیں، اسکا جواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو منظور ہے کہ قیامت کا وقت مبہم رہے اور یہ بھی معلوم نہ ہو کہ وہ بہت دور ہے تا کہ مسلمانوں کو ہر وقت خیال لگا رہے کہ شاید وہ بھی قائم ہو جائے، جس کی وجہ سے عمل خیر میں ساعی رہے ۔ارشاد ہوتا ہے:

و یسئلونك عن السّاعة ایّان مر سا ھا قل انّما علمها عند ربّی لا یجلّیها لوقتها الّا ھو، ثقلت فی السّما وا ت و الارض، لا تأ تیکم ا لّا بغتةً یسئلونك کا نّك حفیَ عنها قل انّما علمها عند اللّٰه و لکن اکثر الناس لا یعلمو ن (اعراف : ۱۸۷)۔آپ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کا کب ٹھہراؤ ہے۔کہیے اس کی خبر تو میرے رب ہی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس ہے۔وہی کھول دے گا۔اس کو اپنے وقت پر۔ بھاری ہے وہ آسمان اور زمین میں وہ تم پر آوے گی تو یکا یک آوے گی۔ایسے پوچھنے لگتے ہیں گویا آپ اس کے متلاشی ہوں، تو آپ کہیے کہ اس کا علم خاص اللہ کے پاس ہے۔

اور یہ بھی ارشاد ہے:

و یقولون متی ھو قل عسی ان یکون قریباً (بنی اسرائیل:۵۱)

یعنی لوگ پوچھتے ہیں کہ قیامت کب ہے۔آپ کہیے کہ شائد وہ قریب ہی ہو۔

اور آنحضرت ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں قیامت کے قریب مبعوث ہوا ہوں۔

غرض ان آیات واحادیث سے قیامت ہر وقت صحابہ کے پیش نظر رہتی تھی اور اپنی عادت کے مطابق قریب کے معنی سمجھتے تھے۔ یہ کیا معلوم کہ اللہ تعالی کے پاس قریب کس مقدار کے زمانہ کا نام ہے وہاں تو ایک دن ہزار برس ہے و ان یوماً عند ربّك كالفِ سنةٍ مّما تعدّون (حج:۴۷)۔یعنی ایک دن تمہارے رب کے پاس ان ہزار سال کے برابر ہے جو تم شمار کرتے ہو۔اس حساب سے تو آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے آج تک ڈیڑھ دن بھی نہیں گذرا۔اگر اس زمانہ میں کہا جاتا کہ قیامت کل ہے تو بھی دو ہزار سال تک کسی کو پوچھنے کا حق نہ تھا اور فردائے قیامت اس پر برابر صادق آسکتا ہے۔

قادیانی کو چونکہ عیسویت جمانے کی غرض سے دجال کی بہت تلاش تھی، کمال پریشانی میں لفظ دجال ابن صیاد کی نسبت جو مل گیا بے خود ہو گئے کہ اب کیا ہے دجال کو مار لیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ دجال معہود، حضرت ہی کے زمانے میں مر گیا(ازالہ اوہام۔ص ۲۲۷)اب از خود رفتہ ہیں کبھی تو تمام اہل سنت پر بلکہ تمام اہل اسلام پر حملہ کر رہے ہیں کہ یہ سب مشرک ہیں کہ دجال موعود کو خدا کا شریک بنا رہے ہیں کبھی اکابر علمائے امت پر وار ہے کہ ان ملاؤں نے دجال کو ہوا بنا رکھا ہے کبھی اکابر محدثین پر طعن ہے کہ انکی ایک کتاب بھی خواہ بخاری ہو یا مسلم قابل اعتبار نہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں

دجال کے آخر زمانے میں نکلنے کی حدیثیں بخاری مسلم وغیرہ میں ہیں اور ابن صیاد کے دجال ہونے کی روایتیں بھی انہیں میں ہیں۔اس لئے اذا تعارضا تساقطا پر عمل کر کے دونوں قسم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حدیثوں کو ساقط الاعتبار کرنا چاہیے (ازالہ اوہام، ص ۲۲۴)

اور دجال کے استدراج میں جو احادیث صحاح میں وارد ہیں نقل کر کے لکھتے ہیں:

سوچنا چاہیے کتنا بڑا شرک ہے کچھ انتہاء بھی ہے (ازالہ اوہام۔ص ۲۳۱)۔

اور جملہ اہل سنت و جماعت کا اتفاق اور اجماع ہے کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری ہے اور خود مرزا بھی اپنے استدلال کے موقع میں یہ فقرہ پیش کیا کرتے ہیں اور بقیہ کتب صحاح کی نسبت اجماع ہے کہ ان میں کوئی حدیث موضوع نہیں۔مگر مرزا قادیانی فرماتے ہیں، وہ حدیثیں ساقط الاعتبار ہیں (ازالہ اوہام۔ص ۲۲۴)

ابن صیاد کو دجال سمجھنے اور قیامت کے قریب خروج دجال میں مرزا قادیانی تعارض قرار دے کر کل حدیث کی کتابوں کو جو بے اعتبار بنا رہے ہیں معلوم نہیں یہ کس بنا پر ہے۔تعارض تو جب ہوتا کہ صحابہ اسکی تصریح بھی کر دیتے کہ دجال اب نکل چکا اور اب وہ قیامت تک نہ نکلے گا حالانکہ یہ تصریح کسی کتاب میں نہیں آنحضرت ﷺ نے جو فرمایا فان یکن الذی تخاف لن تستطیع قتله انّما صا حبه عیسی بن مریم ۔اس سے ظاہر ہے کہ اس کا خوف عمرؓ کو اس کی حالت موجودہ کے لحاظ سے نہ تھا بلکہ اس کے فتنہ کے لحاظ سے تھا جس کو بارہا آنحضرت ﷺ سے سن چکے تھے۔ورنہ کس کو خبر تھی کہ دجال کس بلا کا نام ہے، اس کا نام تو ابن صیاد مشہور تھا۔پھر اس سے کوئی فتنہ بھی ایسا ظہور میں نہیں آیا جو دجال کے ساتھ خاص ہے۔چنانچہ خود مرزا غلام احمد قادیانی (ازالہ اوہام۔ص ۲۲۶ میں) لکھتے ہیں کہ:

ابن صیاد نے کوئی کام بھی ایسا نہ دکھایا جو دجال معہود کے نشانیوں میں سے سمجھا جائے۔

اگر عمرؓ اس کو دجال معہود سمجھتے تو صحابہ ضرور تخطیہ کرتے کہ اس کا خروج تو قیامت کے قریب ہوگا۔ پہلے بیت المقدس فتح ہوگا ..تقریباً تیس جھوٹے پیدا ہوں گے جو رسالت کا دعوی کریں گے ...اور بہت سی علامتیں ہیں جو خروج دجال سے پہلے ظہور میں آئیں گی۔الغرض اس کو دجال کہنے سے مراد حضرت عمرؓ کی اگر یہ ہوتی کہ ظہور ابن صیاد کا خروج دجال موعود ہے تو دوسرے صحابہ صاف کہہ دیتے حضرت ﷺ ہی کی زبان مبارک سے ہم نے دجال کا نام سنا ہے اور اس کے خروج کا وقت حضرت ﷺ ہی نے بیان فرما دیا ہے کہ ان تمام امور کے ظہور کے بعد ہوگا، پھر وہ سب سے پہلے کیونکر نکل آیا۔...مرزا قادیانی جو تمام صحاح کو ساقط الاعتبار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنا رہے ہیں اس کا منشا صرف یہی ہے کہ دو چار صحابیوں نے جو کہا تھا کہ ابن صیاد دجال ہے اس کو حقیقت پر محمول کرر ہے ہیں۔ اگر اس کو مجاز پر محمول کرتے تو کوئی اشکال پیدا نہ ہوتا۔ آخر عیسی اور دجال کے معنی بھی تو وہ مجازی ہی لے رہے ہیں کہ عیسی ابن مریم خود ہیں اور شخص دجال گروہ پادریاں۔

مرزا قادیانی کا بڑا اعتراض یہ ہوگا کہ اگر وہ قیامت کے قریب دجال ہونے والا تھا تو اس وقت اس کو دجال کیوں کہا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کل اہل عربیت جانتے ہیں کہ اس کو مجاز باعتبار مایؤول کہتے ہیں جو مجاز مرسل کی ایک قسم ہے قرآن شریف میں اس کے نظائر موجود ہیں:

اعصر خمراً (یوسف:۳۶) ظاہر ہے کہ خمر نہیں نچوڑا جاتا۔ شیرے کو خمر باعتبار مایؤول کہا گیا ہے۔

انّ الّذین یأ کلو ن اموال الیتامی ظلماً انّما یأ کلو ن فی بطونھم نا راً (نساء۔ ۱۰)یعنی جو لوگ یتیموں کے مال کھاتے ہیں وہ لوگ آگ کھاتے ہیں۔

اموال کو حق تعالی باعتبار مایؤول آگ فرمایا

حتی تنکح زو جاً غیرہ (بقرہ:۲۳۰) ظاہر ہے کہ نکاح زوج کے ساتھ نہیں ہوتا۔ بلکہ نکاح کے وقت وہ اجنبی ہوتا ہے جس پر زوج کا اطلاق ہوا۔

قافلہ سفر سے واپس آنے والے گروہ کو کہتے ہیں کیونکہ قفول کے معنی سفر سے واپس آنے کے ہیں، حالانکہ جانے والے گروہ کو بھی قافلہ کہتے ہیں۔

اور یہ تو ہمارے عرف میں بھی شائع ہے کہ حج پر جانیوالے کو حاجی کہتے ہیں اور (طالب علم)لڑکوں کو مولوی صاحب کہتے ہیں حالانکہ ہنوز وہ ان الفاظ کے مستحق نہیں ہوتے۔

الحاصل ابن صیاد کو قبل دجال ہونے کے دجال کہنا بھی اسی قسم کا ہے۔ اب دیکھئے کہ ان احادیث میں تعارض کہاں رہا۔ دونوں کا مطلب یہی ہوا کہ دجال موعود آخری زمانہ میں نکلے گا۔ البتہ حضرت عمرؓ کے حزم کرنے سے اتنا معلوم ہوا کہ وہ پیدا ہو چکا ہے اور اپنے ظہور موعود کے وقت تک زندہ رہے گا اور یہ کوئی غیر ممکن بات نہیں۔ ہزار سال کی عمر نوح کے لئے نص قطعی سے ثابت ہے۔ پھر اگر اس سے زیادہ کسی کو خدا تعالی زندہ رکھے تو کیا تعجب ہے۔....

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب ہم ایک دلیل مستند پیش کرتے ہیں جس سے اس کا دجال نہ ہونا ثابت ہو جائے وہ یہ روایت ہے جو (مسلم میں) ہے کہ ایک روز آنحضرت ﷺ نے مدینہ طیبہ میں اعلان فرمایا کہ سب حاضر ہوں۔ اس کے بعد حضرت ﷺ نہایت خوش تبسم فرماتے ہوئے منبر پر تشریف رکھے اور فرمایا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کس لئے جمع کیا ہے۔ اس وقت کوئی ترغیب وترہیب مقصود نہیں، بلکہ یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ تمیم داری جو ایک نصرانی شخص تھے، اسلام لے آئے اور ایک واقعہ ایسا بیان کیا کہ میں جو تمہیں دجال کی خبر دی تھی اس سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

حضرت تمیم داریؓ کہتے ہیں کہ ایک بحری سفر ہماری کشتی شدت ہوا کی وجہ سے کسی کنارے پر جا لگی۔ جب ہم اس جزیرے میں گئے تو ایک عجیب شخص سے ملاقات ہوئی، ہم نے تو اس کو شیطان ہی سمجھا تھا مگر اس نے چند باتیں پوچھیں جس کا ہم نے جواب دیا۔ منجملہ ان کے ایک بات یہ تھی کہ نبی امیین کی کیا حالت ہے ہم نے کہا وہ مکہ سے نکل کر یثرب میں ٹھہرے ہیں۔ کہا عرب نے اس سے جنگ کی، ہم نے کہا ہاں۔ کہا پھر کیا ہوا؟ ہم نے کہا قریب قریب کے لوگوں نے اس کی اطاعت کر لی ہے۔ پوچھا ایسا ہوا ہے۔ ہم نے کہا ہاں، کہا ان کی اطاعت ان لوگوں کے حق میں بہتر ہے۔ پھر کہا میں تم سے اپنا حال کہتا ہوں کہ میں مسیح دجال ہوں۔ قریب ہے کہ مجھے نکلنے کی اجازت مل جائے میں تمام زمین میں پھروں گا مگر مکہ اور طیبہ نہیں جا سکوں گا۔ حضرت ﷺ نے فرمایا یہی طیبہ ہے یہی مدینہ۔ پھر حضرت ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ پیشتر ہی میں تم سے یہ کہہ چکا ہو ں لوگوں نے عرض کیا درست ہے۔ فرمایا تمیم داری کا یہ واقعہ مجھے بہت اچھا معلوم ہوا کہ جو میں نے تم سے کہا تھا اسی کے موافق ہے۔ پھر فرمایا یہ طیبہ ہے اور وہی دجال ہے۔

اب دیکھئے کہ جب آنحضرت ﷺ نے تمیم داری کی خبر کی تصدیق کی اور حضرت عمرؓ کے تخمین وگمان کی تصدیق نہیں کی تو اس سے یقیناً معلوم ہو گیا کہ ابن صیاد دجال نہ تھا۔ کیونکہ ایک روایت سے تو اس کا مرنا ہی ثابت ہے اور جو روایت اس کے خلاف ہے اس سے اس کے مفقود ہونے کا زمانہ خلفائے راشدین کے بعد کا۔ بہر حال کسی طرح ابن صیاد وہ دجال نہیں ہو سکتا، جس کی خبر تمیم داری نے دی اور آنحضرت ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ازالہ اوہام ۔ص ۸۴۲ میں) اس حدیث کا جواب مرزا غلام احمد قادیانی اس طور دیتے ہیں کہ مسلم شریف میں تمیم داری کی حدیث کے آخر میں یہ ہے الا انّہ فی بحر الشّا م او بحر الیمن لا بل من قبل المشرق ما ھو و اومی بیدہ الی المشرق ۔ یعنی من قبل المشرق ما ھو کہا دجال بحر شام میں ہے یا بحر یمن میں نہیں بلکہ وہ مشرق کی طرف سے نکلے گا نہیں یعنی وہ نہیں نکلے گا، بلکہ اس کا مثل نکلے گا اور مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

مرزا قادیانی نے عبارت مذکورہ حدیث میں کسی غرض سے اختصار کیا ہے۔ پوری عبارت یہ ہے۔

لا بل من قبل المشرق ما ھو من قبل المشرق ما ھو و او می بیدہ الی المشرق (مسلم)

مرزا قادیانی نے (من قبل المشرق ما ھو) کا ترجمہ یہ لکھا ہے (وہ مشرق کی طرف سے نکلے گا نہیں وہ) اردو جاننے والے معتقد تو مرفوع القلم ہیں، ان کے حق میں مرزا قادیانی کا قول خود بجائے وحی ہے۔ مگر عربی دان سمجھ سکتے ہیں کہ من قبل المشرق کے لفظ سے (وہ مشرق کی طرف سے نکلے گا) سمجھنا درست ہے یا نہیں ۔ کیونکہ اس جزو جملہ میں کوئی ضمیر نہیں جو دجال کی طرف راجع ہو اور نہ لفظ یخرج کہیں مذکور ہے۔ شاید من کا متعلق یہ نکالا ہے حالانکہ وہ صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ من زائدہ ہے۔ جیسا کہ مغنی اللبیب میں اس کی بہت سی مثالیں لکھی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے :

ان من اشد الناس عذا باً یو م القیا مۃ المصورون ۔

ما ھو، کے معنی (نہیں وہ) انہوں نے لکھا ہے اور اس سے یہ مطلب نکالا ہے کہ وہ نہ نکلے گا، بلکہ مثیل نکلے گا، حالانکہ سیاق کلام سے یہ بالکل مخالف ہے۔ اس لئے کہ مقصود یہاں دجال کا مقام معین کرنا ہے کہ وہ بحر شام اور یمن میں نہیں بلکہ مشرق کی طرف ہے۔ اس کے بعد (نہیں وہ) کہنے کا کوئی موقع نہیں۔

مرزا قادیانی کی تقریر کا ماحصل یہاں یہ ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ نے تمیم داری ؓ سے دجال کا سارا قصہ سن کر سب صحابہ کو جمع کیا اور خطبہ اس مضمون کا پڑھا کہ میں نے دجال کا حال جو تم سے کہا تھا حضرت تمیم داری ؓ کے چشم دید واقعہ سے اسکی تصدیق ہوتی ہے۔ وہ دجال سے مل کر اور اس سے گفتگو کر کے آئے ہیں۔ وہ مشرقی دریا میں ہے۔ وہ نہیں اب غور کیجئے اس قدر اہتمام کے بعد یہ فرمانا کہ وہ نہیں کس قدر حیرت انگیز ہوگا۔ پھر۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من قبل المشرق ما هو ، کو تین تین بار دھرا کر فرمانے کا کیا مطلب ہوگا۔مرزا قادیانی اس ما کو نافیہ لیتے ہیں ۔اس صورت میں اس جملہ کا یہ مطلب ہوگا کہ وہ مشرق کی طرف نہیں وہ مشرق کی طرف نہیں ۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس نے کہا تھا کہ وہ مشرق کی طرف ہے۔جس کا انکار حضرت ﷺ بکرات مرات فرما رہے ہیں اور اگر حسب تجویز مرزا قادیانی اس عبارت کے دو جملے قرار دیئے جائیں ۔ایک من قبل المشرق ،یعنی دجال مشرق کی طرف سے نکلے گا۔اور دوسرا ما هو ،یعنی وہ نہیں ،تو حضرت ﷺ کا تین بار یہ فرمانا کہ دجال مشرق کی طرف سے نکلے گا ۔وہ نہیں۔ دجال مشرق کی طرف سے نکلے گا۔وہ نہیں ۔کس قدر بے موقع ہوگا

اہل وجدان سلیم سمجھ سکتے ہیں کہ ان متضاد مضمونوں کے دو جملوں کی تکرار فصاحت سے کیسی اجنبی ہو گی ۔پھر یہاں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب حضرت ﷺ کا مقصود اس سے یہ سمجھا جائے کہ دجال نہ نکلے گا بلکہ ہندوستان سے اس کا مثیل نکلے گا تو صحابہ ضرور یہ پوچھ لیتے کہ تمیم داری جس دجال کو دیکھ آئے ہیں وہ مشرق کی طرف سے نکلے گا۔وہ نہ نکلے گا تو اس کا کیا حشر ہوگا۔کیا اپنی ہی جگہ بیٹھا بیٹھا مر جائے گا یا کسی اور زمانے میں نکلے گا اور کبھی نہ نکلے گا تو اس کے دجال ہونے سے ہمارا کیا نقصان ۔یہ تو بڑی بشارت کی بات ہے کہ جس دجال سے آپ ڈراتے تھے اس سے تو بے فکری ہوگئی ۔غرض کوئی عاقل یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس عبارت سے وہ مضمون سمجھا جاتا ہے جو مرزا قادیانی لکھتے ہیں ۔

یہ سب خرابیاں ما کو نافیہ لینے سے پیدا ہوتی ہیں چونکہ مرزا قادیانی کو مثیل دجال ثابت کرنا تھا اس لئے اس تحریف کی ضرورت ہوئی امام نووی ؒ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے:

قال القاضی لفظة ما هو زائدة صلة للكلام ليست بنافية و المراد اثبات انّه فی جهات المشرق (شرح مسلم ج ۲ ص ۴۰۵ ۔حاشیہ)

دراصل یہ ما زائدہ غیر نافیہ جس کی مثالیں مغنی اللبیب میں یہ لکھی ہیں :

شتان ما زيد و عمرو ،

اور قول مہلہل :

لو بابانين جاء يخطبها ۔ زمل ما انف خاطب بدم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس صورت میں بل من قبل المشرق ما ھو کے معنی یہ ہوئے کہ وہ دریائے شام اور یمن میں نہیں بلکہ مشرق کی طرف ہے اور اس جملہ کو مقرر کرنے سے یہ غرض تھی کہ اس کو یاد رکھیں اور یقینی سمجھ لیں کہ دجال ایک شخص معین مشرق کی جانب میں اس وقت زندہ موجود ہے۔ اب دیکھئے کہ آنحضرت ﷺ تو اس قدر اہتمام اور تاکید سے اس کے شخص معین اور زندہ ہونے کی خبر دیں اور مرزا قادیانی اس کی کچھ پرواہ نہ کر کے یہ کہیں کہ دجال کوئی چیز نہیں۔ صرف پادریوں کا نام ہے۔ نعوذ با للّٰہ من ذلك

اسی مقام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

یاد رہے کہ اس خبر میں تمیم داری کی تصدیق کے بارے میں ایسے الفاظ آنحضرت ﷺ کے منہ سے ہرگز نہیں نکلے جو اس بات پر دلالت کرتے ہوں کہ آنحضرت ﷺ نے اس تمیم داری کے دجال کا یقین کیا تھا۔ بلکہ تصدیق اس بات کی پائی جاتی ہے کہ دجال مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ میں داخل نہیں ہوگا۔ (ازالہ اوہام۔ ص۸۴۲)

آپ تمیم داریؓ کی حدیث کا ترجمہ ابھی پڑھ چکے ہیں جس میں یہ موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو جمع کر کے تمیم داریؓ کا پورا واقعہ بیان فرمایا کہ وہ دجال سے ملے اور اس سے سوال جواب کئے اور دجال نے ان سے کہا کہ میں مسیح دجال ہوں اور قریب میں مجھے نکلنے کی اجازت ملنے والی ہے۔ پھر حضرت ﷺ نے اس کی تصدیق کی کہ وہی دجال تھا چنانچہ لفظ و ذلك الدجال صراحۃً موجود ہے۔ باوجود اس کے مرزا قادیانی کس دھٹائی سے کہتے ہیں کہ اس پر دلالت کرنے الفاظ بھی حضرت ﷺ کی زبان سے نہیں نکلے اس کا کیا علاج۔ اگر کسی کو ہمارے بیان میں شبہ ہو تو مسلم شریف میں دیکھ لے کہ وہ قصہ اور لفظ و ذلك الدجال اس میں موجود ہے یا نہیں۔

اور اسی حدیث میں یہ بھی موجود ہے کہ تمیم داریؓ کا دیکھا ہوا واقعہ بیان کر کے آنحضرت ﷺ نے فرمایا الا ھل کنت حدثتکم ذلك فقال الناس نعم فانه اعجبنی حدیث تمیم انه وافق الذی کنت احدثکم عنه (صحیح مسلم ج۲ص ۴۰۵)

ماحصل اس کا یہ ہے کہ سب صحابہ سے حضرت ﷺ نے پوچھا کہ کیوں دجال کی خبر میں نے تمہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیشتر دی تھی؟ صحابہ نے عرض کیا جی ہاں ۔ پھر فرمایا کہ تمیم داری کا چشم دید واقعہ مجھے اچھا معلوم ہوا۔ جس سے میری اس بات کی تصدیق ہوتی ہے جو تم سے اکثر کہا کرتا تھا۔ اس حدیث سے علاوہ اس کے کہ آنحضرت ﷺ نے واقعہ تمیم داری کی تصدیق کی، یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ نے پیشتر بھی خبر دی تھی کہ دجال ایک شخص معین ہے اور کسی جزیرہ میں مقید ہے اور معین وقت پر نکلے گا۔ جس کی تصدیق حضرت تمیم داری کے واقعہ سے ہوئی اور نہایت خوشی سے ہنستے ہوئے برسر منبر بیان فرمایا۔...جیسا کہ اوپر معلوم ہوا اور آخر میں لفظ اعجبنی سے اس کی تصریح بھی کی۔

مگر افسوس ہے کہ جس چیز سے آنحضرت ﷺ کی خوشی ہوئی تھی مرزا قادیانی پر سخت صدمہ ہے۔ غرض مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ حضرت ﷺ نے تمیم داری کی تصدیق نہیں کی، کس قدر حیرت انگیز ہے۔ اور یہ جرأت قابل غور ہے کہ مسلم جیسی مشہور و معروف کتاب میں ایسے تصرفات کرتے ہیں اور جو جی چاہتا ہے خلاف واقعہ لکھ دیتے ہیں اور اسکی کچھ پرواہ نہیں کرتے کہ اہل علم اس کو کیا سمجھیں گے تو اس پر قیاس کرنا چاہیے کہ الہامات اور خواب جو لکھا کرتے ہیں انکا کیا حال ہوگا

اور مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

> آنحضرت ﷺ جو اخبار و حکایات بیان کردہ کی تصدیق کرتے تھے اس کے لئے یہ ضروری نہیں ہوتا تھا کہ وہ تصدیق وحی کی رو سے ہو۔ بلکہ محض خبر کے اعتبار کے خیال سے تصدیق کرلیا کرتے تھے۔ انبیاء لوازم بشریت سے بالکل الگ نہیں کئے جاتے۔ محض عقلی طور پر اعتبار راوی کے لحاظ سے حضرت ﷺ نے اس کی تصدیق کی کیونکہ تمیم داری اس قصہ کے بیان کرنے کے وقت مسلمان ہو چکا تھا اور بوجہ مشرف باسلام ہونے کے اس لائق تھا کہ اس کے بیان کو عزت اور اعتبار سے دیکھا جائے
>
> (ازالہ اوہام۔ص ۸۴۲۔۸۴۳)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ کا یہ تصدیق فرمانا اعتبار کے قابل نہیں بلکہ وہ عقلی طور پر ہونے کی وجہ سے اس میں غلطی ہوگئی اور ثبوت غلطی کا اس طور سے ہوا کہ مرزا قادیانی کی جانچ میں، سوائے پادریوں کے اور کوئی دجال نہیں (ازالہ اوہام۔ص ۴۹۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دعویٰ اور دلیل کی تصدیق سوائے مرزا قادیانی پر ایمان لانے والوں دوسرا کوئی مسلمان نہیں کر سکتا بلکہ اہل ایمان کے پاس ایسا خیال کفر سے کم نہیں۔

اب رہی یہ بات کہ یہ تصدیق وحی کی رو سے نہ تھی۔ معلوم نہیں مرزا قادیانی نے اس کا ایک طرفہ قطعی فیصلہ کس طرح کر ڈالا۔ ہم اہل اسلام کو تو حق تعالیٰ نے حکم قطعی کر دیا ہے کہ جو کچھ آنحضرت ﷺ فرمادیں اس کو مان لیں۔ کسی کو چوں و چراں کی مجال نہیں کہ حضرت ﷺ نے یوں ہی عقل سے یہ فرمادیا کوئی وحی بھی آئی تھی اور وہ وحی آئی تھی تو کس کے روبرو، دو گواہ بھی اس وقت موجود تھے یا نہیں اور اگر موجود تھے تو انہوں نے جبریل کو وحی سناتے وقت دیکھا تھا اور پہچانا بھی تھا یا قرائن سے کہہ دیا اور قرائن قطعی تھے یا ظنی۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے:

و ما آتاکم الرّسول فخذوہ (حشر: ۷)

اور فرماتا ہے و ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الّا وحی یوحی (النجم:۳۔۴)

یعنی کوئی بات حضرت ﷺ اپنے خواہش نفس سے نہیں فرماتے جو کچھ فرماتے ہیں صرف وحی سے فرماتے ہیں۔

حق تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے، مگر مرزا قادیانی کو نہ آنحضرت ﷺ کے فرمانے کا اعتبار آتا ہے نہ خود حضرت کا اعتبار ہے، کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ یہ تصدیق جو حضرت ﷺ نے کی تھی صرف تمیم داری کے اعتبار پر تھی۔ تہذیبی پیرایہ میں انہوں نے اس مقدمہ میں اپنا عقیدہ ظاہر کر دیا کہ اپنی رائے سے جھوٹی خبر کی تصدیق حضرت ﷺ نے کر دی نعوذ باللّٰہ من ذلك۔

وہ لکھتے ہیں:

تمیم مشرف باسلام ہونے کی وجہ سے وہ اس لائق تھا کہ اس کا بیان عزت و وقار کی نظر سے دیکھا جائے۔ (ازالہ اوہام۔ص ۸۴۳)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ باوجودیکہ کہ حضرت ﷺ نے ان کو قابل اعتبار سمجھا مگر انہوں نے جھوٹ بولنے میں کمی نہ کی۔ پھر جھوٹ بھی کیسا کہ افضل الانبیا ﷺ کے روبرو جس کو حضور ﷺ نے منبر پر چڑھ کر صحابہ کے روبرو کمال بشاشت سے بیان فرمایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب اہل ایمان غور فرماویں کہ کیا کوئی مسلمان یہ خیال کرسکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک جھوٹی خبر بیان کرنے کے لئے صحابہ کو فراہم کریں اور منبر پر چڑھ کر وہ خبر بیان فرمادیں پھر اتنے بڑے واقعہ کے بعد حق تعالی کی طرف سے حضرت ﷺ کو اطلاع نہ ہو کہ وہ خبر دراصل جھوٹی تھی اور اسکی غلطی نکالنے کا موقع ایک پنجابی کے ہاتھ آئے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ ادنی ادنی امور کی اطلاع بذریعہ وحی یا الہام آنحضرت ﷺ کو ہو جایا کرتی تھی۔ ایسا بڑا واقعہ جس سے مرزا قادیانی اوران کے اتباع کی نظر میں حضرت ﷺ نعوذ باللہ بے اعتبار ہوئے جاتے ہیں اس کی اطلاع حضرت ﷺ کو کسی طرح نہ ہوئی۔ کیونکہ اگر اطلاع ہوتی تو حضرت ﷺ ضرور فرما دیتے کہ تمیم داریؓ نے جو خبر دی تھی جھوٹ ثابت ہوئی اس مقام میں سوائے اسکے اور کیا کہا جائے کہ زمانہ کا مقتضے ہے کہ ایسے خیالات کے لوگ بھی مقتدی بنائے جاتے ہیں اللهم انا نعوذ بك من فتنة المحيا و الممات و من شر فتنة الدجال۔

اب اہل انصاف ملاحظہ فرماویں کہ مرزا قادیانی کا یہ قول کہ دجال معہود آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظاہر بھی ہو گیا، اور مر بھی گیا، کیونکر صحیح ہوسکتا ہے بلکہ خود مرزا قادیانی ہی کا استدلال احادیث ابن صیاد سے ان کے دعوی کو مضر اور ہمارے لئے مفید ہے۔ اس وجہ سے کہ احادیث ابن صیاد سے اتنا تو ضرور معلوم ہوا کہ صحابہ دجال کو ایک معین شخص سمجھتے تھے اور آنحضرت ﷺ نے اس کی تصدیق بھی کی تو معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ نے کسی قوم کا نام دجال نہیں رکھا جیسا کہ مرزا قادیانی کا دعوی ہے کہ دجال گروہ پادریان کا نام ہے۔ بلکہ گویا آنحضرت ﷺ نے یہ فرمادیا کہ وہ ایک شخص ہوگا، جیسا کہ تم سمجھتے ہو، اس لئے کہ جب حضرت عمرؓ نے ابن صیاد کو دجال قرار دے کر اس کو قتل کرنا چاہا تو جس صورت میں دجال جھوٹوں کے ایک گروہ کا نام ہوتا جیسا کہ مرزا قادیانی کہتے ہیں، تو ان کی غلط فہمی کی اصلاح آنحضرت ﷺ فرمادیتے اور یہ ارشاد ہوتا کہ دجال ایک شخص نہیں جس کو تم مارنا چاہتے ہو وہ تو ایک جماعت ہوگی جو آخر زمانے میں پیدا ہوگی۔ کسی ادنی شخص کے کلام کے معنی اس کی مراد کے خلاف بیان کئے جائیں تو وہ اپنی مراد ظاہر کرکے اس غلط فہمی کو ظاہر کر دیتا ہے۔ شارع کو بطریق اولی ضرور ہے کہ اپنی مراد بیان کرکے غلط فہمی سے اپنی امت کو بچالیں۔

شائد مرزا قادیانی، حضرت تمیم داریؓ کی حدیث پر اعتراض کریں گے کہ بخاری شریف کی حدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ثابت ہے کہ کوئی شخص خواہ آدمی ہو یا جانور آنحضرت ﷺ کے بعد سو برس زندہ نہ رہا وہ حدیث یہ ہے:

ان عبد اللّٰہ بن عمر قال: صلّی بنا النّبیّ ﷺ العشاء فی آ خر حیا ته، فلمّا سلّم قام فقال : ار أیتکم لیلتکم ھذہ، فانّ رأس مأة سنةٍ منھا لا یبقی ممن ھو علی ظھر الارض احد (رواہ البخاری۔ ج ۱ ص ۲۲ با ب السّمر بالعلم۔ نمبر ۱۱٦)۔

پھر تمیم داریؓ نے جس دجال کی خبر دی وہ آخری زمانے میں کیونکر نکل سکتا ہے..

.. یہ بیان مقصود تھا کہ ان صحابہ میں سے اس مدت میں کوئی باقی نہ رہیگا...اس کا مطلب یہ نہ تھا کہ مشرق ومغرب اور یورپ اور ایشیاء کے سب لوگ مر جائیں گے اور قیامت قائم ہو جائیگی۔ اگر کہا جائے کہ صحابہ کی اس حدیث میں تخصیص نہیں بلکہ عام ارشاد ہے کہ جو کوئی اس رات میں روئے زمین پر موجود ہے ان میں سے اس مدت میں کوئی باقی نہ رہیگا۔ ایسے عام لفظ کو صحابہ کے ساتھ خاص کرنا کیونکر جائز ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اصول فقہ میں یہ مصرح ہے کہ ما من عام الّا و قد خصّ منه البعض۔ یعنی کوئی عام ایسا نہیں جسکی تخصیص نہ ہوئی ہو، اور اسکے کئی شواہد و نظائر قرآن شریف میں موجود ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے:

انّما جزاء الّذین یحاربون اللّٰہ و رسوله و یسعون فی الارض فسادًا ان یقتّلوا او یصلّبوا او تقطّع ایدیھم و ارجلھم من خلافٍ او ینفوا من الارض (مائدہ: ۳۳) یعنی جو لوگ اللہ و رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں ان کی جزاء یہی ہے کہ قتل کئے جائیں یا سولی پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں یا زمین سے نکال دیئے جائیں۔

ظاہر ہے کہ زندوں کو کل روئے زمین سے نکال دینا ممکن نہیں، اس لئے الارض کی تخصیص ضروری ہے اور اس سے وہی زمین مراد ہے جہاں وہ رہتے ہیں۔ اسی طرح علی ظھر الارض جو اس حدیث شریف میں ہے اس سے بھی کل روئے زمین مراد نہ ہوگی بلکہ وہی زمین مراد ہوگی جہاں صحابہ رہتے تھے، اگر تعمیم کی جائے اس طور پر کہ اس رات کے موجود کل آدمی مر جائیں گے تو اول تو اس سے کچھ فائدہ نہیں اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے کہ نہ وہ قیامت کی خبر ہے، نہ صحابہ کا اس سے کوئی نفع وضرر۔ اور قطع نظر اس کے یہ تعمیم کسی طرح بن بھی نہیں سکتی۔ اس لئے کہ ظاہر الفاظ سے یہی مستفاد ہے کہ اس رات سے سو برس تک جتنے لوگ روئے زمین پر ہوں گے سب مرجائیں گے۔ اس میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس سے اس رات والوں کی تخصیص سمجھی جائے۔ اگر یہی مقصود تھا تو من علی ظهر الارض ا لليلة ارشاد فرماتے اور اگر ا لليلة کا لفظ ہم اپنی طرف سے بڑھائیں تو جب بھی تخصیص ہی ہوئی۔ بہرحال کسی نہ کسی طرح سے اس حدیث میں تخصیص کرنے کی ضرورت ہے ورنہ عام رکھا جائے تو اس حدیث کا مطلب یہ کہنا پڑے گا کہ سو برس کے بعد قیامت قائم ہو جائے گی، کیونکہ کوئی باقی نہ رہے گا حالانکہ یہ باطل ہے۔ فرق یہ ہے کہ ہم لفظ احد کو منکم کے ساتھ خاص کرتے ہیں اور معترض علی ظهر الارض کو ا لليلة کے ساتھ...

الحاصل حدیث تمیم داریؓ سے ثابت ہے کہ ابن صیاد دجال موعود نہ تھا اور مرزا قادیانی ابن صیاد کو دجال قرار دے کر دجال شخصی کی بلا اپنے سر سے ٹالنا چاہتے ہیں وہ ٹل نہیں سکتی۔ یعنی جب تک ایک معین شخص دجال نہ بنائیں جس کے لئے عیسیٰؑ تشریف لائیں گے ان کی عیسویت ثابت نہیں ہو سکتی۔ مرزا قادیانی (ازالہ اوہام۔ ص۲۴۴ میں) لکھتے ہیں کہ:

> اس بحث کی دو ٹانگیں تھیں، ایک مسیح ابن مریم کا آخری زمانے میں اترنا.. دوسری ٹانگ دجال معہود کا آخری زمانہ میں ظاہر ہونا، سو یہ دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئیں

ناظرین تقریر بالا سے سمجھ گئے ہوں گے کہ مرزا قادیانی کی عیسویت کی تین ٹانگیں تھیں ایک ابن صیاد کا دجال موعود ہونا، جو گذر چکا، دوسری ٹانگ پادریوں کا دجال ہونا، تیسری مسلمانوں میں صفات یہودیت آنے کی وجہ سے عیسی کی ضرورت ہونا۔ سو یہ تینوں ٹانگیں بفضلہٖ تعالیٰ ٹوٹ گئیں۔ جب یہ بات کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں ہو سکتی کہ مسلمانوں میں یہود کے صفات آنے کی وجہ سے عیسیٰؑ کی ضرورت ہوگی بلکہ صدہا حدیثوں سے اور اجماع امت سے یہ ثابت ہے کہ عیسیٰؑ دجال نکلنے کے بعد اس کے قتل کے لئے اتریں گے اور پادریوں کو جو مرزا قادیانی نے دجال قرار دیا اس کا خلاف واقع ہونا اور ابن صیاد کا دجال موعود نہ ہونا ثابت ہو گیا تو اب وہ عیسی موعود تو نہیں ہو سکتے، ہاں جیسے عیسی خان، موسی خان نام ہوتے ہیں۔ تبرکاً یہ نام اختیار کیا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ہمیں اس میں کلام نہیں۔ مگر اس کے لئے یہ دعوی ضرورت سے زیادہ ہے کہ دم عیسوی سے وہ دجال یعنی پادریوں کو قتل کر رہے ہیں۔ اگر یہ دعوی بھی صحیح ہوتا تو جب بھی مضائقہ نہ تھا۔ مسلمان لوگ اس خوشی میں کہ ہمارا دشمن تو ہلاک ہوگیا، اغماض کر جاتے، یہاں تو پادریوں اور ان کی دجالیت کی ترقی روز افزوں ہو رہی ہے، جس کے خود مرزا قادیانی شاکی ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:

ہر سال لاکھوں کرسچن بنائے جاتے ہیں (ازالہ اوہام۔ص۲۹۲۔۲۹۶)

مرزا قادیانی جو دعوی عیسویت کرتے ہیں اس کی بنا احادیث پر ہے کیونکہ بقول مرزا قادیانی قرآن سے عیسیٰ کا آنا ثابت نہیں۔ پھر جن احادیث میں عیسیٰ کے آنے کا ذکر ہے ان میں بھی یہ مصرح ہے کہ وہ اترتے ہی دجال کو مار ڈالیں گے اور ہمیں معلوم ہے کہ مرزا قادیانی بیس سال سے پہلے قادیان میں اتر کر دعوی عیسویت کر رہے ہیں اور اب تک ان کا دجال نہیں مرا تو ان کا دعوی انہی کی دلیل سے باطل ہوگیا کیونکہ عیسی کو دجال کا مار ڈالنا لازم ہے اور یہ لزوم انہیں احادیث سے ثابت ہے جن پر مرزا قادیانی کا استدلال ہے۔ اس صورت میں بحسب قاعدہ عقلیہ مسلمہ انتفائے لازم سے انتفاء ملزوم ضروری ہے، یعنی پادریوں کے معدوم نہ ہونے سے مرزا قادیانی کا عیسی نہ ہونا انہیں دلائل سے ثابت ہوا۔

یہاں شاید یہ کہا جائے گا کہ مرزا قادیانی تو دجال یعنی پادریوں کو مار ہی ڈال رہے ہیں مگر مجبوری یہ ہے کہ وہ مرتا نہیں۔ واقعی اس مجبوری کا علاج نہیں بجز اس کے کہ اس دشمن قوی کے ہلاک ہونے کی دعا کی جائے چنانچہ ہم بھی دعا گو ہیں اور بصدق دل چاہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو اس دجال پر فتح نصیب ہو، اگرچہ قرائن بینہ اور وجدان گواہی دیتے ہیں کہ اس دعا کا اثر مرزا قادیانی کی زندگی میں ظاہر ہونا ممکن نہیں۔ خیر یہ دعا تو ہوتی رہے گی ہم بھی کرتے ہیں مرزا قادیانی بھی کرتے ہوں گے، مگر کلام (ان کی) عیسویت میں ہے کہ پھونکتے پھونکتے عیسی کا ناک میں دم آئے، اور دم عیسوی ہوا اور برباد جائے، اور دشمن کو اس سے کچھ جنبش نہ ہو، بلکہ اور اشتعال زیادہ ہو، ایسے عیسی سے تو بیمار ہی بھلا۔۔

مرزا قادیانی ایک استدلال یہ بھی پیش کرتے ہیں:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ عیسی بن مریم اور دجال خانہ کعبہ کا طواف کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے ہیں۔ (ملخصاً ازالہ اوہام۔ص ۲۰۵۔۲۰۶)

اور مرزا صاحب لکھتے ہیں:

جو کچھ دمشقی حدیث میں مسلم نے بیان کیا ہے اکثر باتیں اس کی بطور اختصار اس حدیث میں درج ہیں اور پیغمبر ﷺ نے صاف اور صریح طور پر اس حدیث میں بیان فرمادیا کہ یہ میرا مکاشفہ ہے یا ایک خواب ہے۔اس جگہ سے یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ وہ دمشق والی حدیث جو پہلے ہم لکھ آئے ہیں وہ بھی آنحضرت ﷺ کا ایک خواب ہے جیسا کہ اس میں یہ اشارہ بھی کانی کا لفظ بیان کرکے کیا گیا ہے(ازالہ اوہام۔ص ۲۰۶)

دمشق والی حدیث جس کا حوالہ مرزا قادیانی (ازالہ اوہام۔ص ۲۰۲۔۲۰۳) دیتے ہیں اس کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ ایک بار آنحضرت ﷺ نے دجال کا ذکر کرکے فرمایا کہ اگر وہ میرے زمانہ میں نکلے گا تو میں خود اس کا مقابلہ کرلونگا اور اگر میں نہ رہوں تو ہر شخص اپنے طور پر حجت قائم کرلے(اس کی علامتیں یہ ہیں) وہ جوان ہوگا اس کے بال مڑے ہوئے ہوں گے اور ایک آنکھ اس کی پھولی ہوئی ہوگی وہ عبدالعزی بن قطن کے مشابہ ہوگا ۔انتہی ملخصاً

مرزا قادیانی اس حدیث کے ساتھ طواف والی حدیث کا جوڑ لگاتے ہیں۔اس غرض سے کہ جیسے طواف کی تعبیر ضروری ہے ویسے ہی دجال کی تاویل ضروری ہے،اسی وجہ سے دجال سے گروہ پادریاں مراد ہے اور اس کی وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ مکاشفات بھی مثل خواب قابل تعبیر ہیں اور لفظ کأنّی سے اسی طرف اشارہ ہے۔مرزا قادیانی یہاں ایک نیا قاعدہ ایجاد کررہے ہیں کہ کأنّی سے خواب کی طرف اشارہ ہوا کرتا ہے حالانکہ یہ نص قطعی کے خلاف ہے۔حق تعالی فرماتا ہے فلمّا جاءت قال أهكذا عرشك قالت كأنّه هو، وأوتينا العلم من قبلها وكنّا مسلمين (نمل : ٤٢) ظاہر ہے کہ بلقیس کا یہ قول خواب میں نہ تھا۔

اصل یہ ہے کہ کانّ تشبیہ کے لئے ہے چونکہ آنحضرت ﷺ کا مقصود یہ تھا کہ دجال کو ایسے طور معین و مشخص فرماویں کہ امت کو اس کے پہچاننے میں کسی قسم کا اشتباہ نہ رہے تاکہ اس کے فتنہ سے محفوظ رہیں،اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے اولاً اس کے تمام حالات وخوارق عادات بیان کر دیئے پھر اس کا حلیہ بیان فرما دیا اور اس پر بھی اکتفا نہ کر کے ایک ایسے شخص کے ساتھ تشبیہ دے کر اس کو مشخص فرما دیا جس کو لوگ پہچانتے تھے تا کہ لوگ معلوم رکھیں کہ وہ کیسے ہی دعوی کرے مگر دراصل وہ ایک آدمی ہوگا مشابہ عبدالعزی کے، چنانچہ ایک موقع میں صراحۃً فرما دیا کہ میں اس کی وہ علامتیں تمہیں بتلاتا ہوں کہ کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں بتلائیں۔

اہل انصاف خود غور فرمالیں کہ اس تشبیہ سے آنحضرت ﷺ کو دجال کی تعیین وتشخیص مقصود تھی یا ابہام، جب لفظ کانّ سے یہ ثابت کیا جائے کہ وہ قابل تعبیر ہے تو ہر شخص اپنی سمجھ کے موافق تعبیر اور تاویل کر لے گا کیونکہ حضرت ﷺ نے تو اس کی تعبیر کچھ بیان ہی نہیں فرمائی۔ اس صورت میں حضرت ﷺ کا وہ تمام اہتمام جو اس کے تعین کے باب میں فرمایا سب بے کار ہو جائے گا عقلاً وعادۃً یہ بات ثابت ہے کہ جب کسی غائب کو معین کر کے بتلا دینا مقصود ہوتا ہے تو پہلے اس کے احوال مختصہ بیان کئے جاتے ہیں پھر اس کا حلیہ بیان کیا جاتا ہے اور چونکہ حلیہ میں بھی مفاہیم کلیہ ہوتے ہیں جس سے تعینِ شخصی نہیں ہوتی اس لئے اس کے کوئی مشابہ ہو تو اس کو دکھلا کر کہا جاتا ہے کہ وہ غائب اس کے مشابہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بھی دجال کی تعین وتشخیص کے بارے میں یہ تینوں مدارج طے فرما دیئے کنز العمال میں دیکھ لیجئے کہ ان تینوں قسم سے متعلق احادیث بکثرت موجود ہیں۔

مرزا قادیانی کو ضد ہے کہ آنحضرت ﷺ کتنا ہی اس کو مشخص فرماویں، وہ مشخص ہونے نہیں دیتے بلکہ اس کوشش میں ہیں کہ جہاں تک ہو سکے ابہام بڑھایا جائے۔

گورنمنٹ کے مخالفت کے خیال کو جو عیسی بننے میں پیدا ہوتا تھا کس اہتمام سے مرزا قادیانی نے رفع کیا۔ (کشف الغطا۔ ص۳۔۴ میں) وہ لکھتے ہیں :

میں نے عربی فارسی اردو کتابیں لکھ کر عرب شام کابل بخارا وغیرہ کے مسلمانوں کو بار بار تاکید کی اور معقول وجہوں سے ان کو اس طرف جھکا دیا کہ گورنمنٹ کی اطاعت بدل وجان اختیار کریں۔

دیکھئے ان تمام اسلامی بلاد کے مسلمانوں کو مرزا قادیانی نے جو بار بار تاکید کی کہ ان اسلامی شہروں کو سلطنت اسلامی سے خارج کر کے نصاری کے قبضہ میں دے دیں اور وہ اس طرف مائل بھی ہو گئے، اس میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کس قدر روپیہ مرزا قادیانی کا صرف ہوا ہوگا ،مگر اس کی کچھ پرواہ نہ کی اور یہ سب کچھ رفع الزام مخالفت گورنمنٹ میں گوارا کیا۔مگر افسوس ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ضد اور مخالفت علانیہ کر رہے ہیں اور اس کی کچھ پرواہ نہیں اور اس سے زیادہ قابل افسوس یہ ہے کہ اس قسم کی مخالفتوں پر دین کا مدار سمجھا جا رہا ہے۔

مرزا قادیانی آنحضرت ﷺ کے مکاشفہ کو اپنے مکاشفہ پر قیاس کر کے اس کا مطلب یہ بتاتے ہیں کہ اس مکاشفہ سے کشف وظہور نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اس میں ایک ایسا ابہام رہتا ہے کہ اس کی تعبیر کی حاجت ہوتی ہے، یعنی مکاشفہ میں جو چیز دیکھی جاتی ہے درحقیقت وہ چیز نہیں ہوتی ، جیسے خواب میں اگر دودھ دیکھا جائے تو اس سے مراد مثلاً علم ہے دودھ نہیں۔اسی وجہ سے خواب دیکھنے والا پریشان ہو کر تعبیر پوچھتے پھرتا ہے۔ پھر اگر کوئی شخص اس کی تعبیر بیان بھی کر دے تو وہ بھی قابل یقین نہیں ہوسکتی کیونکہ جب تعبیر باعتبار صفات و لوازم ومناسبات لی جاتی ہے اور ہر چیز کے لوازم ومناسبات بکثرت ہو سکتے ہیں تو کیونکر یقین ہو کہ جن مناسبتوں کا لحاظ تعبیر میں رکھا گیا وہی واقعہ میں بھی ہیں۔

اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے مکاشفہ اور خواب کا ایک ہی حال فرض کریں جب بھی ہم کہیں گے کہ آنحضرت ﷺ کا خواب اوروں کے الہام سے افضل ہے، اس لئے کہ اس کا مقصود حضرت ﷺ پر ظاہر ہو جاتا تھا، جس کو تعبیر کے پیرایہ میں بیان فرما دیتے تھے۔ چنانچہ احادیث سے ظاہر ہے کہ خود حضرت ﷺ کوئی خواب دیکھتے یا صحابہ اپنے خواب عرض کرتے۔ حضرت ﷺ اس کی تعبیر دے کر اس کے ابہام کو اٹھا دیتے تھے۔اگر اس مکاشفہ میں عبدالعزی صورت مثالی دجال کی تھی جس کی تعبیر کی حاجت ہے تو مثل اور خوابوں کے اس کی بھی تعبیر خود بیان فرما دیتے۔ ورنہ صورت مثالی کو بیان کر کے مصداق اور تعبیر بیان نہ کرنا شان نبوت سے بعید ہے، کیونکہ ایسی مبہم چیز کے بیان سے سوائے سامعین کی پریشانی خاطر کے کوئی نتیجہ نہیں اور پیش گوئی کے مکاشفہ کو صحابہ قابل تعبیر سمجھتے تو جیسے اور خوابوں کی تعبیر پوچھتے تھے اس کی بھی تعبیر پوچھ لیتے کہ عبدالعزی کے مشابہ ہونے کا کیا مطلب ہے۔ پھر دجال کا واقعہ کوئی معمولی نہ تھا کہ چنداں قابل التفات نہ ہو اس کی خوفناک حالتیں حضرت ﷺ ہمیشہ بیان فرماتے۔ امم سابقہ کا اس سے ڈرنا اور انبیاء کا ڈرانا صحابہ کو معلوم تھا ہمیشہ نماز میں دعا کرتے و اعوذ بك من فتنة المسيح الدّجال ۔ایسی حالت میں اگر مکاشفہ دجال کو قابل تعبیر سمجھتے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کی شان نہ تھی کہ ایسے اہم معاملہ کو مبہم چھوڑ دیتے۔ اور اگر کسی وجہ سے چھوڑ بھی دیا تھا تو کسی کو تو افسوس ہوتا کہ کاش کہ حضرت ﷺ سے اس کی تعبیر پوچھ لی ہوتی، حالانکہ کوئی روایت اس قسم کے افسوس کی نہ مرزا قادیانی نے بتلائی نہ بتلا سکتے ہیں۔ ایک بار آنحضرت ﷺ نے اپنا خواب بیان فرمایا کہ میرے پیچھے گویا کالی بکریوں کا ایک منده چلا آ رہا ہے۔ پھر سفید بکریوں کا اتنا بڑا منده آ گیا کہ کالی بکریاں چھپ گئیں۔ صدیق اکبر ؓ نے عرض کی شاید کالی بکریوں سے عرب اور سفید بکریوں سے عجم مراد ہوں گے۔ فرمایا، ہاں، صبح کے قریب ایک فرشتے نے بھی یہی تعبیر دی۔ دیکھئے حضرت ﷺ کی تعبیر بیان فرمانے سے پہلے صدیق اکبر ؓ نے تعبیر دے دی۔ اس سے ظاہر ہے مبہم اور تعبیر طلب امور کی تعبیر معلوم کرنے میں صحابہ بے چین ہو جاتے تھے۔

جب ادنی ادنی شبہات کو صحابہ پوچھ کر اعتقاد کو مستحکم کر لیا کرتے تھے تو ایسے پر خطر اور خوفناک واقعہ کو صحابہ ضرور پوچھتے کہ حضرت انبیاء سابقین نے دجال کو ہوا بنا رکھا ہے (جیسا کہ مرزا قادیانی کہتے ہیں) یا واقعہ میں وہ کوئی چیز بھی ہے اور اگر ہے تو کسی قوم کا نام ہے یا کوئی معین شخص ہوگا جس کا یہ حلیہ بیان ہو رہا ہے اور تشبیہ دی جا رہی ہے۔

آپ حضرات خود سمجھ سکتے ہیں کہ بعد اس کے کہ دجال کا حلیہ بیان فرمایا گیا اور ایک شخص کے ساتھ اس کو تشبیہ دے کر معین فرما دیا، اس پر بھی کوئی پوچھتا کہ حضرت ﷺ اس کو آپ نے ہوا بنا رکھا ہے یا وہ کوئی قوم ہے، تو یہ سوال کیسے سمجھا جاتا اور اس کا جواب کیا ہوتا۔ کاش مرزا کا ہم خیال اس وقت کوئی ہوتا اور خود آنحضرت ﷺ سے پوچھ لیتا تو اس سوال و جواب کا لطف سخن شناسوں کو قیامت تک آتا رہتا۔ ..

بعض احادیث میں وارد ہے کہ آخری زمانہ کے مسلمان بنی اسرائیل کی پیروی کریں گے اور بعضوں میں مطلقاً امم سابقہ کی تصریح ہے جن میں نصاری اور فارسی بھی شریک ہیں۔ اس پیش گوئی کا وقوع ظاہر ہے کہ اس زمانے کے مسلمان کس قدر نصاری کی پیروی کر رہے ہیں۔ کھانا پینا لباس وضع رفتار گفتار نشست برخاست وغیرہ جمیع امور معاشرت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہوتا باوجودیکہ مونچھیں بڑھانے میں سخت وعید وارد ہے کہ آنحضرت ﷺ ایسے شخص کی شفاعت نہ کریں گے مگر اس کی کچھ پرواہ نہیں۔ صرف انگریزی دانوں کی تقریریں سن کر علوم اسلامی میں نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں حکمت جدیدہ کا اگر کوئی مسئلہ پیش ہو گیا تو قبل اس کے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی دلیل معلوم کریں، قرآن وحدیث پر اعتراض ہونے لگتے ہیں۔ نہایت ذہین اور محقق وہ شخص مانا جاتا ہے کہ قرآن وحدیث میں تحریف وتاویل کر کے نئے خیالات کے مطابق کر دے۔ نصاری اپنے مکانات کی آرائش تصاویر سے کیا کرتے ہیں مسلمانوں نے بھی وہی اختیار کیا حالانکہ حدیث شریف میں وارد ہے لا تدخل الملا ئکة بیتاً فیه کلب و لا تصا ویر۔ متفق علیه اور جبریل کا قول حضرت ﷺ نے نقل فرمایا کہ لا تدخل بیتاً فیه کلب ولا صورة یعنی جس گھر میں کتا اور تصویر ہوتی ہے اس میں رحمت کے فرشتے نہیں جاتے مرزا قادیانی کے مریدوں کے گھر میں ان کی تصویر ضرور رہا کرتی ہے اور مرزا قادیانی نے اس کے جواز کا فتوی بھی دے دیا ہے۔

کلام الٰہی میں تحریف کرنے کی عادت یہودیوں کی تھی جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے: یحرّفون الکلم عن مواضعه (نساء:۴۶) یعنی کلمات کو اپنے مقام ومعانی سے دوسری طرف پھیر دیتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے اور ان سے پہلے سرسید صاحب نے وہی اختیار کیا جیسا کہ دونوں صاحبوں کی تصانیف سے ظاہر ہے یہاں چند تحریفیں جو مرزا صاحب نے کی ہیں لکھی جاتی ہیں جس سے آنحضرت ﷺ کی تصدیق ظاہر ہے۔

مرزا قادیانی ازالہ اوہام (ص ۶۶۵) میں لکھتے ہیں کہ:

اس میں تو کچھ شک نہیں کہ اس بات کے ثابت ہونے کے بعد کہ درحقیقت حضرت مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی فوت ہوگیا ہے، ہر ایک مسلمان کو ماننا پڑے گا کہ فوت شدہ نبی ہرگز دنیا میں نہیں آسکتا کیونکہ قرآن وحدیث دونوں بالاتفاق اس بات پر شاہد ہیں کہ جو شخص مرگیا پھر دنیا میں ہرگز نہیں آئے گا اور قرآن کریم ان کو انّھم لا یرجعون کہہ کر ہمیشہ کے لئے اس دنیا سے ان کو رخصت کرتا ہے اور قصہ عزیر وغیرہ جو قرآن کریم میں ہے اس بات کے مخالف نہیں، کیونکہ لغت میں موت بمعنی نوم وغشی بھی آیا ہے۔ دیکھو قاموس اور جو عزیر کے قصہ میں ہڈیوں پر گوشت چڑھانے کا ذکر ہے، وہ حقیقت میں ایک بیان ہے جس میں یہ بتلانا منظور ہے کہ رحم میں خدا تعالی ایک مردہ کو زندہ کرتا ہے اور اس کی ہڈیوں پر گوشت چڑھاتا ہے اور پھر اس میں جان ڈالتا ہے۔ ماسوا اس کے کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں ہوسکتا کہ عزیر دوبارہ زندہ ہوکر پھر بھی فوت ہوا، پس اس سے صاف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہوتا ہے کہ عزیر کی زندگی دوم دنیوی زندگی نہیں تھی ۔ ورنہ اس کے بعد ضرور کہیں اس کی موت کا ذکر ہوتا۔،

جس آیت شریفہ میں عزیر کی موت کا ذکر ہے وہ یہ ہے:

او کالّذی مرّ علی قریۃٍ و ھی خا ویۃ علی عروشھا قال انّی یحی ھذہ اللّٰہ بعد موتھا فاما تہ اللّٰہ مأۃ عام ثمّ بعثہ قال کم لبثت قال لبثت یوماً او بعض یوم قال بل لبثت مأۃ عام فانظر الی طعامك و شرابك لم یتسنّہ و انظر الی حمارك ولنجعلك ءا یۃً للنّاس و انظر الی العظام کیف ننشزھا ثمّ نکسوھا لحماً ، فلمّا تبیّن لہ قال اعلم انّ اللّٰہ علی کلّ شیء قدیر (بقرہ:۲۵۹)(جیسے وہ شخص کہ گذرا ایک شہر پر جو گر پڑا تھا اپنی چھتوں پر بولا کہاں جلا دے گا اس کو اللہ مار رکھے پیچھے۔ مار رکھا اس شخص کو اللہ نے سو برس۔ پھر اٹھایا۔ کہا تو کتنی دیر رہا۔ بولا میں رہا ایک دن یا اس سے کچھ کم۔ کہا نہیں بلکہ رہا تو سو برس۔ اب دیکھ اپنا کھانا پینا سڑ نہیں گیا اور دیکھ اپنے گدھے کو اور تجھ کو ہم نمونہ کیا چاہیں لوگوں کے واسطے اور دیکھ ہڈیاں کس طرح ان کو ابھارتے ہیں پھر ان پر پہناتے ہیں گوشت۔ پھر جب اس پر ظاہر ہوا تو بولا میں جانتا ہوں اللہ ہر چیز پر قادر ہے)

تفسیر درمنثور میں مستدک حاکم اور بیہقی وغیرہ کتب سے حضرت علیؓ سے ایک طویل روایت نقل کی ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ عزیرؑ سو برس کے بعد جب زندہ کئے گئے تو پہلے حق تعالی نے ان کی آنکھیں پیدا کیں جن سے وہ اپنی ہڈیوں کو دیکھتے تھے کہ ایک دوسرے سے متصل ہو رہی ہیں اس کے بعد ان پر گوشت پہنایا گیا اور اسی میں ابن عباسؓ اور کعب اور حسن بصری سے روایت ہے کہ ملک الموت نے ان کی روح قبض کی اور سو برس تک وہ مردہ رہے جب زندہ ہو کر اپنے گھر آئے تو ان کے پوتے بوڑھے ہو گئے تھے اور آپ کی عمر چالیس برس کی رہی اس لئے کہ مرتے وقت آپ کی عمر چالیس ہی برس کی تھی۔ اسکے سوا اور کئی روایتیں اس مضمون کی موید درمنثور میں موجود ہیں مگر مرزا قادیانی ان احادیث کو نہیں مانتے اور آیت شریفہ میں جو فا ما تہ اللہ ہے اس کے معنی کہتے ہیں کہ حق تعالی نے ان کو سلا دیا یا بیہوش کر دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں یہ دیکھنا چاہیے کہ عزیرؑ کو استبعاد کس امر کا تھا۔ سو کے اٹھنے کا، یا مر کے زندہ ہونے کا۔ اس آیت شریفہ میں تو انّی یحی ھذہ اللّٰہ بعد مو تھا سے صاف ظاہر ہے کہ احیاء اموات کا استبعاد تھا اور ظاہر ہے کہ یہ استبعاد سو کے اٹھنے یا بے ہوشی سے ہوش میں آنے سے ہرگز دور نہیں ہوسکتا۔ اس صورت میں مرزا کی یہ توجیہہ کہ موت بمعنی نوم یا غشی ہے کیونکر صحیح ہوگی۔ ہاں سو برس کی نیند یا بے ہوشی کے بعد اٹھنا البتہ ایک حیرت انگیز بات ہے مگر اس سے بھی انکار استبعاد احیاء دور نہیں ہوسکتا۔ اسلئے کہ موت ظاہراً اعدام محض ہے اور نوم وغشی طویل میں صرف طول عمر ہے جو قابل استبعاد نہیں اور طول عمر کا اعادہ معدوم کا قیاس بھی نہیں ہوسکتا۔ پھر اگر ناقص نظیر کے طور پر اس کو مان بھی لیں تو اس تطویل مدت کا ان کو مشاہدہ بھی نہیں ہوا۔ اسی وجہ سے جواب میں انہوں نے بھی عرض کیا کہ لبثت یوماً او بعض یوم ۔ یعنی تقریباً ایک دن گذرا ہوگا، جس کے بعد ارشاد ہوا کہ سو برس گذر چکے ہیں۔ اس کی تصدیق بھی انہوں نے ایمانی طور پر کی، جیسے احیاء اموات کی تصدیق پہلے سے ان کو حاصل تھی۔ البتہ ان کا استبعاد اس طور سے دور ہوسکتا تھا کہ بچشم خود مردہ کو زندہ ہوتے دیکھ لیتے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پہلے ان کی آنکھیں زندہ کی گئیں جس سے انہوں نے خود اپنے تمام جسم کو زندہ ہوتے دیکھ لیا۔ پھر گدھے کے زندہ ہونے کو دیکھا جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے۔ اگر ان کے استبعاد کے دور کرنے کا وہی طریقہ بیان کیا جائے جو مرزا قادیانی کہتے ہیں تو عوام الناس کو خصوصاً منکرین حشر کو بڑا موقع اعتراض کا ہاتھ آجائے گا کہ حق تعالی میں احیاء اموات کی نعوذ باللہ قدرت ہی نہیں۔ کیونکہ اگر قدرت ہوتی تو ایسے موقع میں کہ نبی استبعاد ظاہر کررہے ہیں، ضرور اس کا اظہار ہوتا۔ جس سے وہ اعتراف کر لیتے مگر جب ہمیں ان کا اعتراف یقیناً معلوم ہوگیا جیسا کہ اس قصہ کے اخیر میں ہے فلمّا تبیّن له قال اعلم انّ اللّٰه علی کلّ شیءٍ قدیر تو اس سے قطعی طور پر ثابت ہوگیا کہ درحقیقت انہوں نے اپنے اور اپنے گدھے کے مرکر زندہ ہونے کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا، ورنہ تبیّن درست نہ ہوگا۔

مرزا قادیانی کا مذاق چونکہ فلسفی ہے اور اکثر فلسفہ کے خلاف میں جو آیات و احادیث وارد ہوتے ہیں ان کو رد کر دیتے ہیں چنانچہ اسی بنا پر عیسیٰؑ کے آسمان پر جانے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس کو نہ فلسفہ قدیمہ قبول کرتا ہے نہ فلسفہ جدیدہ اس لئے وہ محال ہے۔ اسی طرح عزیرؑ کی پہلی موت اور اس کے بعد زندہ ہونے کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انکار کرتے ہیں اور ہر چند نوم وغشی کے معنی سیاق وسباق سے بالکل مخالف ہیں مگر مذاق فلسفیانہ کی مخالفت کی وجہ سے اس کی کچھ پرواہ نہ کر کے بے ہوشی کے معنی لیتے ہیں۔

یہاں حیرت اس امر کی ہوتی ہے کہ فلسفہ نے یہ اجازت کیونکر دی کہ آدمی بغیر کھانے پینے کے سو برس تک زندہ رہ سکتا ہے۔ عیسیٰؑ کے آسمان پر زندہ رہنے میں تو بڑا ہی زور لگایا کہ کیا وہاں ظروف بھی ہونگے، مطبخ بھی ہوگا پائخانہ بھی ہوگا۔ معلوم نہیں اس سو برس کے لئے جس کے چھتیس ہزار دن ہوتے ہیں مطبخ وغیرہ کی کیا فکر کی گئی۔ مرزا قادیانی ہیں بڑے ہوشیار اگرچہ لکھا نہیں مگر اس مـاۃ عـا م میں کوئی نہ کوئی نکتہ معتقدین کے لئے سینہ بسینہ ضرور رکھا ہوگا۔ چونکہ ان کی طبیعت نکتہ رس حساب جمل وغیرہ سے اکثر کام لیتی ہے۔ چنانچہ اپنی عیسویت کو غلام احمد قادیانی کے اعداد سے ثابت کر ہی دیا کہ: اس نام کے تیرہ سو عدد ہیں اور دنیا میں اس نام والا کوئی شخص نہیں اس لئے خود عیسی موعود ہیں (ازالہ اوہام۔ص ۱۸۶)

تعجب نہیں کہ اس مقام میں بھی اسی قسم کا نکتہ پیش نظر ہوگا کہ یہاں لفظ سـنـۃ حول اور خریف وغیرہ چھوڑ کر لفظ عام استعمال کیا گیا اور لفظ عـا م کے اعداد (۱۱۱) ہیں چونکہ یہ شکل بارہ کے لئے موضوع ہے اسی وجہ سے تمام گھڑیوں میں یہی شکل بارہ کے لئے مخصوص کی گئی ہے کہ جب کانٹا اس شکل پر آتا ہے تا بارہ بجتے ہیں اس سے قطعاً اور یقیناً ثابت ہے کہ بارہ گھنٹے وہ سو رہے تھے اور قیلولہ کا وقت بھی بارہ ہی کا ہے۔ ہر چند اس نکتہ مـاۃ عـام سے مـاۃ کے معنی متروک ہوتے ہیں، مگر نکات میں سیاق وسباق کا لحاظ چنداں ضروری نہیں سمجھا جاتا۔ جیسے اپنے نام کے صرف اعداد سے عیسویت کا ثبوت اسی بنا پر ہوتا ہے کہ نہ وہ سیاق میں ہے نہ سباق میں اور نیز اسی آیت شریفہ کے معنی سے جو مرزا قادیانی کے اجتہاد سے پیدا ہوتے ہیں ابھی معلوم ہوگا، یہ نکتہ تو ہمارے بادی الرائے میں سمجھا گیا مرزا قادیانی جو غور وتامل سے نکالے ہوں گے وہ اس سے زیادہ تڑپتا ہوگا۔

قولہ: قرآن وحدیث اس بات پر شاہد ہیں کہ جو شخص مر گیا پھر دنیا میں نہیں آئیگا (ازالہ۔ص ۶۶۵)

ظاہر آیت موصوفہ اور احادیث مذکورہ سے ثابت ہے کہ عزیرؑ بعد موت کے دنیا میں زندہ کئے گئے اور دوسری آیات واحادیث سے ثابت ہے کہ ہزاروں آدمی بعد موت کے دنیا میں ہی زندہ کئے گئے:

الـم تـر الـى الّـذيـن خرجوا من ديارهم وهم الوف حذ ر الموت فقال لهم الله

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موتوا ثمّ احیا ھم (بقرہ : ۲۴۳) ۔تم نے نہیں دیکھا وہ لوگ گھروں سے نکلے اور وہ ہزار وں تھے موت کے ڈر سے پھر کہا ان کو اللہ نے مر جاؤ پھر ان کو زندہ کیا۔

ابن عباس ؓ وغیرہ صحابہ وتابعین سے بکثرت روایتیں تفاسیر میں موجود ہیں کہ وہ لوگ چار ہزار تھے جو طاعون سے بھاگ کر کسی مقام میں ٹھہرے تھے حق تعالی نے سب کو مار ڈالا پھر کئی روز بعد حزقیلؑ کی دعا سے وہ سب زندہ ہوئے۔اب دیکھئے کہ قرآن وحدیث کی گواہی سے ہمارا حق ثابت ہو رہا ہے یا مرزا قادیانی کا۔ مگر اس کا کیا علاج کہ مرزا قادیانی نہ حدیث کو مانتے ہیں نہ قرآن کو۔

قولہ: قرآن انّھم لا یرجعون کہہ کر ہمیشہ کے لئے اس دنیا سے ان کو رخصت کرتا ہے۔

پوری آیت شریفہ یہ ہے و حرام علی قریةٍ اھلکنا ھا انّھم لا یرجعون (انبیاء:۹۵) یعنی جس گاؤں کو ہم لوگ ہلاک کرتے ہیں وہ پھر نہیں لوٹتے۔اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ ہلاک کی ہوئی بستیاں خود مختاری سے نہیں لوٹتیں کیونکہ لا یرجعون بصیغہ معروف ہے۔یہ کیسے معلوم ہوا خدا تعالی بھی کسی کو زندہ کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا ابھی قرآن شریف سے معلوم ہوا کہ ہزار ہا مردوں کو ایک وقت میں حق تعالی نے زندہ کر دیا

قولہ: عزیر کے قصہ میں ہڈیوں پر گوشت چڑھانے کا ذکر ہے وہ درحقیقت الگ بیان ہے جس میں یہ بتلانا منظور ہے کہ رحم میں خدا تعالی ایک مردہ کو زندہ کرتا ہے اور اس کی ہڈیوں پر گوشت چڑھاتا ہے اور پھر جان ڈالتا ہے۔ (ازالہ اوہام۔ص ۶۶۵)

یہاں بھی مرزا قادیانی نے عجیب لطف کیا ہے کہ نہ وہاں گدھا مرا ہوا تھا نہ اس کی ہڈیاں تھیں بلکہ ایک عورت کا رحم پیش نظر تھا جس کے اندر ہڈیوں پر گوشت چڑھ رہا تھا کیونکہ حق تعالی عزیر کی طرف خطاب کر کے فرمایا انظر الی العظام کیف ننشزھا اس سے معلوم ہوا کہ رحم کی طرف وہ دیکھ رہے ہوں گے۔مگر قرآن شریف میں کوئی لفظ یہاں ایسا نہیں ہے جس سے معنی رحم کت سمجھ میں آئیں اور جب گدھے کے زندہ ہونے اور اس کی ہڈیوں پر گوشت چڑھنے سے کوئی تعلق نہیں اور رحم کی حالت جدا گانہ بتلانا منظور تھا تو معلوم نہیں انظر الی حمارك کہہ کر صرف گدھے کو بتلا دینے سے کیا مقصود تھا۔کیا گدھا بھی کوئی ایسی چیز تھا کہ اس وقت اس کا دیکھ لینا ان کو ضرور تھا پھر بھی اس کا ذکر بڑے اہتمام سے قرآن شریف میں کیا گیا کہ ان کو گدھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دکھلایا گیا تھا۔ گدھے تو اب بھی ہر قسم کے موجود ہیں اس گدھے میں ایسی کون سی بات تھی جس کی حکایت کی جا رہی ہے۔ اب اہل وجدان سلیم سمجھ سکتے ہیں کہ جن ہڈیوں پر گوشت چڑھائے جانے کا ذکر ہے وہ مردہ گدھے کی ہڈیاں تھیں یا رحم کے بچے کی اور صورت ثانیہ یہ بھی غور طلب ہے کہ ہڈیاں رحم میں پہلے بن کر اس پر گوشت چڑھایا جاتا ہے یا گوشت پہلے بنتا ہے۔ اگر اہل انصاف صرف اسی بحث کو کرات مرات بغور ملاحظہ فرمائیں تو مرزا قادیانی کی قرآن فہمی کا حال بخوبی واضح ہوگا اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ اپنی بات بنانے کو وہ کس قدر کلام الٰہی میں تصرف کرتے ہیں یوں تو معتزلہ وغیرہ اہل ہوا بھی قرآن میں تاویل کرتے ہیں مگر مرزا قادیانی کا نمبر سب سے بڑا ہوا ہے۔

قولہ: کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں ہو سکتا کہ عزیر دوبارہ زندہ ہو کر پھر بھی فوت ہوا اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عزیر کی زندگی دوم دنیوی زندگی۔ ایضاً

مطلب یہ ہوا کہ فاماتہ میں عزیر کی موت کا جو ذکر ہوا اس کے بعد دوسری ان کی موت کا ذکر نہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بعثہ اللّٰہ سے مراد اس عالم کی زندگی نہیں بلکہ اس عالم اخروی میں زندہ ہونا مراد ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اماتہ اللّٰہ سے مراد موت حقیقی لی گئی حالانکہ اس کا انکار کر کے نوم وغشی کے معنی ابھی بیان کر آئے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ ان کو اماتت سے کام نہ بعثت سے جہاں کوئی موقع مل گیا الٹ پھیر کر کے اپنی جمائے جاتے ہیں۔

اب مرزا قادیانی کی توجیہات کے مطابق آیہ موصوفہ کی تفسیر سنیئے کہ عزیرؑ نے احیائے اموات پر استبعاد ظاہر کیا۔ اس پر حق تعالیٰ نے ان کو بے ہوش کر دیا اور عالم اخروی میں ان کو زندہ کر کے پوچھا کہ کتنے روز تم کو مر کر ہوئے۔ انہوں نے کہا تقریباً ایک روز ارشاد ہوا کہ سو برس تم کو مر کر ہوئے۔ دیکھو تمہارا کھانا پینا متغیر نہیں ہوا اور گدھے کو دیکھ لو اور رحم میں دیکھو کہ بچے کی ہڈیوں پر کس طرح ہم گوشت چڑھاتے ہیں۔ یعنی مرنے کے سو برس بعد اس کا استبعاد دور ہو گیا۔ معلوم نہیں سو برس تک وہ کہاں رہے اس عالم سے تو مر ہی گئے تھے اور اس عالم میں سو برس کے بعد زندہ ہوئے۔ پھر کھانا پینا بھی ساتھ ساتھ گویا سفر آخرت کا توشہ تھا جس کے دیکھنے کا حکم ہوا اور گدھا جو دکھلایا گیا وہ بھی شائد سواری اس سفر کی تھی۔ بھلا یہ زاد راہ اور سواری تو قرین قیاس بھی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ آخر سفر کا لازمہ ہے مگر رحم کے بچے کو دیکھنے میں تامل ہوتا ہے کہ اس کی وہاں کیا ضرورت تھی۔ بہرحال مرزا قادیانی کے ان حقائق و معارف قرآنی کو ہم ہدیہ ناظرین کر دیتے ہیں وہ خود فیصلہ کر لیں گے کہ قرآن میں مرزا قادیانی کیسے کیسے تصرفات اور تحریفات کرتے ہیں۔ لفظ اماتت میں تحریف کی پھر لا یرجعون میں پھر انظر الی العظام میں پھر نکسوها لحماً میں۔ اگرچہ ہنوز اس میں غور و فکر کی گنجائش ہے مگر بنظر ملال ناظرین اسی پر اختصار کیا گیا۔

مرزا قادیانی (ضرورۃ الامام صفحہ ۳۶ میں) لکھتے ہیں: میں قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں، کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔

فی الحقیقت مرزا قادیانی نے قرآن کے حقائق و معارف بیان کرنے کا جو طریقہ اختیار کیا ہے ممکن ہے کہ کوئی مسلمان اس میں ان کا ہم پلہ ہو سکے کیونکہ یہ بیچارے اس حدیث شریف کے لحاظ سے نار دوزخ سے خائف اور لرزاں ہیں:

قال رسول اللّٰہ ﷺ من قال فی القرآن برایه فلیتبوأ مقعده من النّار (الترمذی کذافی المشکوۃ کتاب العلم)

یعنی فرمایا حضرت رسول اللہ ﷺ نے جو کوئی قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہے تو اپنی جگہ دوزخ میں بنالے۔ اور مرزا کو اس کا کچھ خوف نہیں کیونکہ مذاق فلسفی میں اس نار کا وجود ہی نہیں پھر اس سے کیا خوف۔

ازالہ اوہام صفحہ ۶۲۵ میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

او ترقی فی السّماء قال سبحان ربّی هل کنت الّا بشراً رّسولاً۔ یعنی کفار کہتے ہیں تو آسمان پر چڑھ کر ہمیں دکھلا تب ہم ایمان لے آئیں گے۔ ان کو کہہ دے کہ میرا خدا اس سے پاک تر ہے کہ اس دار الابتلاء میں ایسے کھلے کھلے نشان دکھاوے اور میں بجز اس کے اور کچھ نہیں ہوں کہ آدمی۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کفار نے آنحضرت ﷺ سے آسمان پر چڑھنے کا نشان مانگا تھا اور انہیں صاف جواب ملا کہ یہ عادت نہیں کسی جسم خاکی کو آسمان پر لے جائے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے خود غرضی سے اس آیت شریفہ میں اختصار و حذف وغیرہ کیا ہے۔ پوری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت یہ ہے:

و قالوا لن نّؤمن لك حتّی تفجرلنا من الارض ینبوعاً۔ او تکون لك جنّة من نّخیلٍ و عنبٍ فتفجّر الانھار خلالھا تفجیراً۔ أو تسقط السماء کما زعمت علینا کسفاً او تأتی باللّٰہ و الملا ئکةِ قبیلاً۔ او یکون لك بیت مّن زخرفٍ او ترقی فی السّماء و لن نّومن لر قیّك حتّی تنزّل علینا کتا باً نقرؤہ قل سبحان ربّی ھل کنت الّا بشراً رّسولاً (بنی اسرائیل:۹۰۔۹۳)

(بولے ہم نہ مانیں گے تیرا کہا جب تو نہ بہائے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ، یا ہو جائے تیرے واسطے ایک باغ کھجور اور انگور کا پھر بہائے تو اس کے بیچ نہریں چلا کر یا گرا وے آسمان ہم پر جیسا کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے، یا لے آ اللہ اور فرشتوں کو ضامن یا ہو جائے تجھ کو ایک ستھرا گھر، یا چڑھ جائے تو آسمان میں اور ہم یقین نہ کریں چڑھنا جب تک نہ اتار لائے ہم پر ایک لکھا جو ہم پڑھ لیں تو کہہ سبحان اللہ میں کون ہوں مگر ایک آدمی بھیجا ہوا)

اب اس پوری آیت پڑھنے کے بعد بھی کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جسم خاکی کا آسمان پر جانا محال ہے۔ جب تک وہ تدبیر نہ کی جائے جو مرزا قادیانی نے کی انہوں نے اپنی کامیابی کا یہ طریقہ نکالا کہ جو جملے اپنے مدعا کے مخالف ہوں ان کو نکال کر دور کر کے چند متفرق الفاظ اکٹھے کئے اور کہہ دیا کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مدعا ثابت ہے۔ دیکھ لیجئے تمام آیت میں سے او ترقی کا جملہ لے لیا اور لن نومن لرقیّك کو حذف کر کے قل سبحان کے جملہ کے ساتھ اس کی جوڑ لگا دیا تا کہ اس ترک وحذف سے اصل مضمون خبط ہو کر نیا مضمون پیدا ہو جائے چونکہ مرزا قادیانی کو یہ ثابت کرنا ہے کہ جسم خاکی کا آسمان پر جانا محال ہے اس لئے انہوں نے کفار کی کل درخواستوں کو چھوڑ دیا کیونکہ ان میں چند چیزیں ایسی بھی ہیں کہ اہل اسلام کے پاس ممکن الوقوع ہیں مثلاً چشمہ کا جاری کرنا جس کو حضرت موسیٰؑ نے کر دکھایا تھا اور کھجور اور انگور کا باغ اور سنہری مکان حضرت ﷺ کے تیار ہو جانا کوئی مشکل بات نہ تھی، گو کفار کے پاس یہ چیزیں بھی محال نہ تھیں، ان کو خوف ہوا کہ اگر کسی کی نظر ان چیزوں پر پڑ جائے گی تو حضرت ﷺ کا آسمان پر جانا بھی انہیں نظائر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سمجھ لیں گے اور مقصود فوت ہو جائے گا۔ اور ترقی فی السّماء کے بعد کا جملہ یعنی و لن نّومن لر قیّك حتّی تنزّل علینا کو اس واسطے حذف کیا کہ اس میں کتاب نازل کرنے کی درخواست تھی اور ترقی کے جواب میں ھل کنت الّا بشراً رسولاً سے جب یہ استدلال ہو کہ جسم خاکی آسمان پر نہیں جا سکتا تو وہی جواب حتّی تنزّل علینا کا بھی ہے۔ اس سے بھی یہی سمجھا جائے گا کہ کتاب بھی نازل نہیں ہو سکتی حالانکہ قرآن شریف برابر نازل ہوتا تھا اور اکثر کفار اس کا اعجاز دیکھ کر منزل سمجھتے اور ایمان لاتے تھے۔

ہر چند مرزا قادیانی نے تحریف کا الزام اپنے ذمہ لیا مگر اس سے بھی ان کا مطلب ثابت نہیں ہو سکتا۔ تھوڑی دیر کے لئے اتنی ہی آیت فرض کیجئے جس کا ترجمہ انہوں نے استدلال میں پیش کیا ہے یعنی:

و قالوا لن نّومن لك حتّی ترقی فی السّماء قل سبحان ربّی ھل کنت الّا بشراً رسولاً۔

اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ کفار نے حضرت ﷺ سے آسمان پر چڑھنے کا نشان مانگا تو ان کو یہ جواب ملا کہ میں تو ایک بشر ہوں۔ یعنی خدا نہیں کہ اپنی ذاتی قدرت سے ایسے خوارق ظاہر کروں۔ اس سے یقینی طور پر معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت ہے اگر کسی چیز کو آسمان پر لے جائے تو اس کی قدرت سے بعید نہیں۔ رہا یہ کہ عادت نہیں تو جتنے معجزات ظہور میں آئے تھے سب خوارق عادت تھے کوئی کم فہم بھی اس جملہ سے کہ (میں تو ایک بشر رسول ہوں) یہ سمجھ نہیں سکتا کہ یہ عادت نہیں کہ خدا جسم خاکی کو آسمان پر لے جائے۔ اب دیکھ لیجئے کہ مرزا قادیانی کی تحریف اور عبارت آرائی نے کیا نفع دیا

شکوہ آصفی و اسپ باد و منطق طیر
بباد رفت و ازاں خواجہ ہیچ طرف نہ بست

اس بے تکے استدلال سے تو یہ استدلال کس قدر قریب الفہم ہوگا کہ ان کے جواب میں حضرت ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ یہ کیا کہہ رہے ہو، میں کوئی عامی شخص نہیں بلکہ میں بشر رسول ہوں، بفضلہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ شب معراج اسی جسم خاکی سے آسمانوں پر تشریف لے گئے جس کی تصدیق صدہا حدیثیں کر رہی ہیں اور تمام امت کا اجماع ہے۔ مرزا گو فلسفہ پر کامل اعتقاد کی وجہ سے معراج کا انکار کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تے ہیں مگر کوئی مسلمان جس کو خدا کی قدرت پر ایمان ہے اور آنحضرت ﷺ کے اخبار کو سچے سمجھتا ہے وہ تو ہرگز انکار نہیں کر سکتا۔

چونکہ مرزا قادیانی کو نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کی شان گھٹانے کی یہاں ضرورت تھی اس لئے هل كنت الّا بشراً رسولًا کے ترجمہ میں رسول کے لفظ کو چھوڑ کر اسی پر اکتفا کیا کہ (میں بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ ایک آدمی) تاکہ اردو پڑھنے والوں کا خیال رسالت کی طرف منتقل ہی نہ ہو کیونکہ رتبہ رسالت الٰہی عموماً فطرۃً معظم و مکرم سمجھا گیا ہے۔ اسی وجہ سے کفار اس رتبے کے مستحق ملائکہ کو سمجھتے تھے چنانچہ ان کا قول لو لا انزل عليه ملك فيكون معه نذيراً، اور صرف بشریت کی وجہ سے ان انتم الّا بشر مّثلنا کہہ کر انبیاء کی رسالت میں کلام کرتے تھے۔ مرزا قادیانی نے خیال کیا کہ اگر لفظ رسول ترجمہ میں شریک کیا جائے تو مبادا کوئی یہ کہہ بیٹھے کہ حضرت ﷺ کو جب رسالت کی قوت اعجازی دی گئی تھی تو ممکن ہے کہ آسمان پر جانے کی قدرت بھی ہو۔ اس وجہ سے انہوں نے اس لفظ کا ترجمہ ترک ہی کر دیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے آیہ موصوفہ میں سبحان ربّی کی توجیہہ یہ کی کہ میرا خدا اس سے پاک تر ہے کہ اس دار الابتلاء میں ایسے کھلے کھلے نشان دکھلا وے۔ اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ کھلے کھلے قدرت کی نشانیاں دکھانا خدا تعالیٰ نسبت ایک ایسا سخت عیب ہے جس سے تنزیہ کرنے کی ضرورت ہے۔ معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کی یہ قدرت نمائیاں کس وجہ سے عیب ٹھہرائی گئی ہیں۔ یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ جس میں کوئی کمال ہو اس کا ظاہر کرنا کمال مستحسن سمجھا جاتا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کی قدرت جو غالت درجہ کا کمال ہے اس کا اظہار کس وجہ سے نقص اور عیب ہوگا۔ غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ عیب نعوذ باللہ حق تعالیٰ پر جو لگایا گیا ہے اس کا منشاء صرف یہی ہے کہ اس سے مرزا کی عیسویت کو صدمہ پہنچا ہے اس لئے کہ اگر جسم خاکی آسمان پر جا سکے تو عیسیٰ کی زندگی ثابت ہو جاتی ہے پھر مرزا قادیانی کو کون پوچھے۔ غرض سبحان ربی سے یہ مطلب نکالنا سراسر تحریف ہے۔

اصل یہ ہے کہ جب کوئی سوال بے موقعہ اور بدنما ہوتا ہے تو اس کے جواب میں یہ لفظ بطور تعجب کہا جاتا ہے۔ چنانچہ اس حدیث سے بھی ظاہر ہے جو بخاری شریف میں موجود ہے :

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن عائشه ان امرأة سالت النّبیّ ﷺ عن غسلها من المحیض فامرها کیف نغسل قال خذی فرصة من مسك فتطهری لها قالت کیف ا تطهر لها قال تطهری لها قالت کیف قال سبحان اللّٰہ تطهری فا جتبذ تها الیّ فقلت تتبعی اثر الد م ۔یعنی ایک عورت نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ حیض کا غسل کس طرح کیا جائے فرمایا ایک کپڑے کے ٹکڑے میں مشک لگا کر اس سے پاک کر کہا کیسے پاک کروں فرمایا پاک کر پھر اس نے پوچھا کیسا، فرمایا سبحان اللہ پاک کر۔ حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ میں نے اس کو اپنی طرف کھینچ کر تدبیر بتلا دی۔

اب دیکھئے کہ خدا تعالی کی تنزیہہ بیان کرنے کی یہاں کوئی ضرورت نہیں۔ بلکہ صرف اس بے موقعہ سوال کے جواب میں بطور تعجب یہ لفظ فرمایا۔ اسی طرح کفار کے ان بے موقعہ اور مہمل سوالوں کے جواب میں اس لفظ کا استعمال کیا گیا۔ وہ سوال بے موقعہ اس وجہ سے تھے کہ حضرت ﷺ نے یہ دعوی کب کیا تھا کہ اپنی خود مختاری سے تمام خوارق عادات ظاہر فرمادیں گے۔ حضرت تو ہمیشہ اپنی عبودیت کے معترف تھے مرزا قادیانی کو اپنی عیسویت اور تعلّی ثابت کرنے کے لئے کیا کیا دقتیں پیش آرہی ہیں کبھی تمام علمائے اسلام کو مشرک بنانے کی ضرورت ہوتی ہے اور کبھی نبی ﷺ کی توہین اور حق تعالی پر عیب لگانے کی احتیاج۔ نعو ذ با للّٰہ من ذلك

اس تقریر سے ایک اور امر مستفاد ہے کہ مرزا قادیانی معجزات کے بھی قائل نہیں۔ اس لئے کہ معجزات تو وہی ہوتے ہیں جو قدرت الٰہیہ کی نشانیاں ہوں اور قدرت بشری سے خارج ہوں پھر جب ایسی نشانیوں کا اظہار عیب اور خدا تعالی کو اس سے منزہ سمجھنے کی ضرورت ہو تو ممکن نہیں کہ ان کا وقوع ہو سکے۔ اس صورت میں بخاری و مسلم وغیرہ کتب حدیث جو معجزات انبیاء اور کرامات اولیاء سے بھری ہوئی ہیں نعوذ باللہ سب کو جھوٹی سمجھنا پڑے گا۔ بلکہ خود قرآن شریف میں بھی جو معجزات اور خوارق عادات مذکور ہیں وہ بھی بقول مرزا قادیانی قابل اعتبار نہ ہوں گے۔ ہر چند مرزا قادیانی اپنے کو ہم خیال معتزلہ کا شمار کرتے ہیں چنانچہ ضرورۃ الامام صفحہ ۲۵ میں لکھتے ہیں :

میں معتزلہ وغیرہ کے قول کو مسیح کی وفات کے بارے میں صحیح قرار دیتا ہوں اور دوسرے اہل سنت کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلطی کا مرتکب سمجھتا ہوں۔

مگر معجزات کے انکار سے ظاہر ہے کہ مذاق فلسفی میں سرسید صاحب کے بھی ہم خیال ہیں فرق اتنا ہے کہ انہوں نے جس قدر دینی مسائل میں تفرقہ اندازی کی مقصود اس سے بظاہر مسلمانوں کی دنیوی خیر خواہی تھی اور مرزا قادیانی کو اس سے بھی کچھ کام نہیں چاہے دین و دنیا دونوں تباہ ہو جائیں مگر ان کی مجددیت امامت مہدویت عیسویت وغیرھم جم جائے تو بس ہے۔

مرزا قادیانی، اپنے ازالہ اوہام (ص ۶۷۳-۶۷۵) میں لکھتے ہیں:

اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی اور احمد وعیسی اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے مبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمه احمد مگر ہمارے نبی ﷺ فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنی جامع جلال و جمال ہیں لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیش گوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا (اس کے بعد خدا تعالی کی قدرت بیان کر کے اپنا الہام بیان کیا و جعلناك مسیح ابن مریم اس کے بعد لکھا) جو عام طور پر مشائخ وعلماء ہیں ان میں موت روحانی پھیل گئی۔ (اسکے بعد لکھا کہ) اب اس تحقیق سے ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم کے آخری زمانہ میں آنے کی قرآن شریف میں پیش گوئی موجود ہے۔ قرآن شریف نے جو مسیح کے نکلنے کے چودہ سو برس تک مدت ٹھہرائی ہے بہت سے اولیاء بھی اپنے مکاشفات کی رو سے اس مدت کو مانتے ہیں اور آیت

و انا علی ذھا ب به لقا درو ن

جس کے بحساب جمل ۱۲۷۴ عدد ہیں۔ اسلامی چاند کی سلخ کی راتوں کی طرف اشارہ کرتی ہے جس میں نئے چاند کے نکلنے کی بشارت چھپی ہوئی ہے جو غلام احمد قادیانی کے عدد میں بحساب جمل پائی جاتی ہے۔،

جس آیت کو مرزا صاحب نے ذکر کیا وہ یہ ہے:

و اذ قال عیسی ابن مریم یا بنی اسرائیل انّی رسول اللّٰه الیکم مصد قاً لّما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیـن یدیّ من التّوراۃ و مبشّراً برسولٍ یأتی من بعدی اسمہ احمد (الصّف:۶)(

جب کہا عیسی بن مریم نے اے بنی اسرائیل میں بھیجا آیا ہوں اللہ کا تمہاری طرف سچ لانے والا اس کو جو مجھ سے آگے ہے تورات اور خوش خبری سنانے والا ایک رسول کی جو آوے گا مجھ سے پیچھے اس کا نام ہے احمد)

مرزا قادیانی، عیسی جمالی بن کر آنحضرت ﷺ کو اس آیت کے مصداق ہونے سے خارج کر رہے ہیں مگر ان کو ضرور تھا کہ پہلے قرآن وحدیث سے یہ ثابت کر دیتے کہ عیسی اور احمد جمالی نام ہیں اور محمد جلالی، اس کے بعد یہ ثابت کرنے کی بھی ضرورت تھی کہ جمالی نام والے کی پیش گوئی جمالی نام والے کے واسطے ہونا ضرور ہے۔اس میں جلالی نام والا کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔مرزا قادیانی کی خودسری بھی حد سے بڑھی ہوئی ہے۔ احادیث کی وقعت ان کے پاس اتنی بھی نہیں جتنی صدیق حسن خاں صاحب کے قول کی ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہوا۔رہا کلام اللہ، اس کی حالت بھی دیکھ لیجئے۔حق تعالی فرماتا ہے کہ عیسیؑ نے اس رسول کی بشارت دی جس کا نام احمد ہے اور وہ کہتے ہیں نہیں وہ غلام احمد قادیانی کی بشارت ہے کیونکہ وہ لکھتے ہیں، لیکن آخری زمانہ میں بر طبق پیش گوئی احمد بھیجا گیا۔پھر ایک الہام کا جوڑ لگا کر کہ (و جعلناك مسیح ابن مریم)، لکھتے ہیں کہ مسیح کی آخری زمانہ میں آنے کی قرآن شریف میں پیش گوئی موجود ہے یعنی آیہ شریفہ و مبشراً برسول یّأتی من بعدی اسمہ احمد اپنے آنے کی پیش گوئی ہے اس لئے کہ الہام سے آپ مسیح ابن مریم ہیں اور احمد وعیسی جمالی معنی کی رو سے ایک ہی ہیں تو جو احمد کی پیش گوئی ہے وہی عیسی کی پیش گوئی ہوئی۔اس سے حاصل مطلب صاف ظاہر ہے کہ رسول یّأتی من بعدی اسمہ احمد سے مراد غلام احمد ہے جو عیسی ابن مریم بھی ہے اور ہمارے نبی ﷺ مراد نہیں۔

قولہ: مگر ہمارے نبی ﷺ فقط احمد ہی نہیں ، (ازالہ اوہام۔ص ۶۷۳)

یعنی اگر حضرت ﷺ کا نام صرف احمد ہی ہوتا تو ممکن تھا کہ اس پیش گوئی سے کچھ حصہ مل جاتا کیونکہ آخر خود بھی تو احمد ہیں اور جب حضرت ﷺ کا نام صرف احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہے تو آپ بالکل اس سے بے تعلق ہیں، اس لئے کہ جلال وجمال سے مرکب ہونے کی وجہ سے خالص جمال نہ رہا، جو عیسی میں تھا اور پیش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گوئی اسی وقت صادق آئے گی جب عیسی کی حقیقت بھی اندر موجود ہو، جیسا کہ لکھتے ہیں: برطبق پیش گوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا

اس تحقیق سے ایک قاعدہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کسی کی نسبت پیش گوئی کرتے ہیں تو ان کی حقیقت اس میں ہوا کرتی ہے جیسا کہ عیسی کی حقیقت مرزا قادیانی میں، بیشمار احادیث صحیحہ سے اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ نوح سے لے آنحضرت ﷺ تک کل انبیاء نے دجال کی پیشین گوئی کی ہے اس قاعدے کی رو سے مرزا قادیانی کے اعتقاد میں یہ بات ضرور ہوگی کہ کل انبیاء کی حقیقت اس دجال میں ہے جس کے قتل کرنے کے لئے مرزا قادیانی آئے ہیں مگر یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اب مرزا قادیانی کو افضل کہنا چاہیے یا پادریوں کو کیونکہ مرزا قادیانی میں تو صرف حقیقت عیسویت ہے اور پادریوں میں بحسب قاعدہ مذکورہ تمام انبیاء کی حقیقت ہے۔

قولہ: اور اس آنیوالے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اسکے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے اور اسی طرف یہ اشارہ ہے و مبشراً برسول یّأتی من بعدی اسمه احمد

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ عیسیٰؑ کے بعد قیامت تک جتنے آنے والوں کا نام احمد ہو وہ غلام احمد ہو۔ یا احمد بیگ یا احمد خان سب مثیل مسیح ہوں یا ان میں کوئی مابہ الامتیاز بھی ہے۔ اگر بالکل تعمیم کی جائے تو مرزا قادیانی کی شیخی باقی نہیں رہتی اور اس تخصیص کا کوئی قرینہ نہیں جس سے مرزا ہی داخل ہوں۔ لیکن جب ہم آیت شریفہ کو دیکھتے ہیں تو وہ بزبان فصیح کہہ رہی ہے کہ وہ خاص رسول ہے، جس کا متبرک نام احمد ہے۔ نہ ان میں کوئی غلام ہے نہ بیگ نہ خان۔ اس کے بعد مرزا قادیانی کا اس غرض سے کہ خود بھی اس میں شریک ہو جائیں یہ کہنا کہ آنے والے کا نام احمد رکھا گیا ہے غلط ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اس آنے والے رسول کا نام احمد ہے۔ ہر چند مرزا قادیانی نے اس میں آنکھ بچا کر داخل ہونے کی یہ تدبیر نکالی کہ لفظ رسول کو چھوڑ کر صرف آنے والے کا نام احمد ہے، لکھ دیا، تاکہ لوگ رسالت کے دعوی سے چونک نہ جائیں مگر سمجھنے والے سمجھ ہی جاتے ہیں۔

چشم مخمور تو دارد ز دلم قصر جگر
ترک مست است مگر میل کبابے دارد

اگر یہ کہتے کہ اس آنے والے رسول کا نام احمد ہے اور میں وہی ہوں تو ہر طرف سے دار و گیر شروع ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتی مگر داخل ہونے کے بعد چپ نہ رہ سکتے دبی آواز میں رسالت کا دعوی بھی کر ہی دیا چنانچہ اسی بحث کے آخر میں لکھتے ہیں، کہ میں آخری زمانہ میں بھیجا گیا تا کہ اس آیت شریفہ کا پورا مصداق بن جائیں اور رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں کوئی کسر نہ رہ جائے۔ یہاں شاید یہ کہا جائے گا کہ حق تعالی نے و ارسلنا الرّیاح ،اور انا ارسلنا الشّیاطین وغیرہ بھی فرمایا ہے۔ جب ہوائیں اور شیاطین کو اللہ تعالی بھیجا کرتا ہے تو اگر مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو بھیجا گیا کہا تو کون سی بڑی بات ہوگئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ فی الواقع ہر چیز کو خاص کام کے لئے حق تعالی بھیجا کرتا ہے مثلاً ہواؤں کو پانی برسانے کیلئے۔ اب مرزا قادیانی کو دیکھنا چاہیے کہ کس کام کے واسطے بھیجے گئے ہیں۔ وہ ایک جلیل القدر شخص ہیں اس واسطے تو نہیں بھیجے گئے ہوں گے کہ زراعت وغیرہ میں لگائے جائیں کیونکہ انہوں نے زمین داری چھوڑ کر علمی خدمت اختیار کی ہے جس سے ہدایت یا ضلالت خلق متعلق ہے اگر انّا ارسلنا الشّیاطین کے مد میں داخل ہوں تو ممکن ہے کیونکہ شیاطین کیلئے کوئی حد مقرر نہیں کی گئی۔ قیامت تک گمراہ کرنے والے ہر زمانہ میں پیدا ہوتے رہیں گے۔ مگر مرزا قادیانی اس کو قبول نہ کریں گے اور یہی فرمائیں گے کہ میں ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہوں، جس سے مقصود یہ کہ رسولوں کے زمرہ میں شریک ہوں، تو یہ بات اہل اسلام ہرگز قبول نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ حق تعالی نے آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین فرما کر ہمیشہ کے لئے تمام مدعیوں کو مایوس کر دیا۔ غرض میں بھیجا گیا ہوں ،کہنا اس کا سوائے دعوی رسالت کے اور کوئی بات نہیں اور یہ دعوی بمقتضائے مقام ان کو لازم بھی تھا۔ اس لئے کہ جب آنحضرت ﷺ اس آیت شریفہ کے مصداق نہ ہوئے تو بقول مرزا قادیانی ضرور ہوا کہ وہ اس کے مصداق بنیں ورنہ خبر قرآنی خلاف واقع ہو جاتی تھی اور وہ خود کہتے بھی ہیں، رسول یّأتی من بعدی اسمہ احمد سے اپنی طرف اشارہ ہے۔ غرض اس تقدیر سے اور نیز بعض الہامات سے جس کو خود انہوں نے بیان کیا ہے مثلاً انی رسول اللہ الیکم جمیعاً سے صاف ظاہر ہے کہ ان کو دعوی رسالت ضرور ہے۔

اب ہم نہایت ٹھنڈے دل سے گذارش کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی رسالت ہیں اور جو مدعی رسالت ہو وہ دجال ہے۔ صغری کا ثبوت ابھی معلوم ہوا اور کبری کا ثبوت اس حدیث شریف سے ہے۔

قال النّبیّ ﷺ لا تقوم السّاعۃ حتّی یبعث دجالون کذابون قریباً مّن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثلاثین کلّھم یزعم انّہ رسول اللّٰہ (بخاری باب علامات النبوۃ۔مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ۔ابو داؤد۔والترمذی عن ابی ہریرہ کذافی کنز العمال) یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک جھوٹے دجال قریب تیس کے نہ نکلیں گے۔سب کا دعوی یہی ہوگا کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔

شکل اول سے یہ نتیجہ نکلا کہ غلام احمد قادیانی دجال ہے تو پہلے ہی ایسا نام رکھا گیا کہ وہ مادہ تاریخ اس خدمت کا بن سکے۔یعنی مسمائے غلام احمد قادیانی بشکل اول دجال ہو تو ان کے نام نامی سے مادہ اس خدمت کی نکل آنا ایک مناسبت کے ساتھ ہوگا۔بخلاف اس کے کہ اس عدد سے عیسویت ثابت کی جائے جیسا کہ مرزا قادیانی نے کی ہے۔اب مرزا قادیانی جو ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں کہ گورنمنٹ انگریزی دجال ہے،سو اس سے کیا فائدہ۔

قولہ: قرآن شریف نے جو مسیح کے نکلنے کی چودہ سو برس مدت ٹھہرائی۔

پہلے اس آیت کے بتلانے کی ضرورت تھی کہ چودہ سو برس تک مسیح کبھی نہ کبھی نکل آئے گا اور اگر حساب جمل سے نکل آنے کا نام قرارداد مدت ہے تو جن آیتوں میں عیسی کا ذکر ہے ان کے اعداد نکال کر دیکھ لیجئے کہ چودہ سو برس پر انحصار نہیں ہوسکتا۔سب سے زیادہ مستحق اعداد نکالنے کے لئے وہ آیت ہے جس میں حقیقت عیسی یعنی احمد آنے کا ذکر ہے یعنی آیت و مبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمہ احمد ۔مگر اس میں سولہ سو نکلتے ہے۔چونکہ اس میں بہت سے تخرجہ کی ضرورت ہے اس لئے مرزا اپنے کام میں اس کو نہ لا سکے،جب ان کو اس مضمون کی کوئی آیت نہ ملی جس میں عیسی یا احمد کا ذکر ہو تو بہ امر مجبوری یہ آیت اختیار کی و انّا علی ذھابٍ بہ لقا درون جس کے معنی یہ ہیں کہ ہم اس کے لے جانے پر قادر ہیں۔اب یہ نہیں معلوم کہ کس کے لے جانے پر قادر ہیں کیونکہ آیت تو پوری ذکر ہی نہیں کی جس سے ضمیر کا مرجع معلوم ہو۔اس لئے کہ اس کے اعداد بہت بڑھ جاتے ہیں اس ابہام کو انہوں نے اس طرح اٹھایا کہ اس میں اسلامی چاند کی سلخ کی راتوں کی طرف اشارہ ہے،جس سے ہر شخص سمجھ جائے کہ ضمیر چاند کی طرف پھرتی ہے..مگر پوری آیت جو دیکھی گئی تو اس میں چاند کا ذکر ہی نہیں۔بلکہ یہ ذکر ہے کہ ہم آسمان سے اندازہ کا پانی برسا کر اس کو زمین میں رکھتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ پھراس کے بعد فرمایا کہ ہم اس کو بھی لے جانے پر قادر ہیں و انـزلـنـا مـن الـسـمـاء مـاء بقدر فـاسـکناہ فی الارض و انّا علی ذھابٍ به لقادرون ۔اس صورت میں مرزا قادیانی نے۱۲۷۴کے عدد کی آیت جو اس غرض سے نکالی تھی کہ اپنے ظہور کے پیشتر اسلام کا چاند ڈوب جائے گا، وہ بھی صحیح نہیں۔ بلکہ اس میں بھی تحریف کی ضرورت پڑی کیونکہ بـــہ کی ضمیر چاند کی طرف پھیر دی۔ جس کا ذکر ہی نہیں تا کہ جہال اعتبار کر کے سمجھ لیں شاید اوپر اس کا ذکر ہوگا۔ پھر غلام احمد قادیانی سے یہ نکالا کہ تیرہ سو برس میں عیسیٰ نکلے گا۔ اب دیکھئے کہ اس سلسلہ تقریر کی ابتداء یہ تھی کہ عیسیٰ نے خبر دی کہ میرے بعد ایک رسول آئیں گے جن کا نام احمد ہے۔اس میں یہ تحریف کی کہ آنحضرت ﷺ پر صادق نہیں آتی۔ پھر یہ بات بنائی کہ قرآن سے ثابت ہے کہ چودہ سو برس تک عیسیٰ نکلے گا۔ پھر اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ عیسیٰ تیرہ سو برس میں نکل پڑا، ایک آیت پیش کی کہ قرآن سے ثابت ہے کہ ۱۲۷۴ھ میں اسلام کا چاند غروب کرے گا۔ حالانکہ نہ اس میں چاند کا ذکر ہے نہ ۱۲۷۴ھ کا پھر اپنے نام کے مجرد اعداد ۱۳۰۰ سے یہ مطلب نکالا کہ عیسیٰ کے نکلنے کا سنہ یہی ہے۔معلوم نہیں کہ اس سنہ کے ساتھ عیسیٰ کو کیا مناسبت۔ پہلے کوئی آیت یا حدیث سے یہ ثابت کرنا تھا کہ عیسیٰ ۱۳۰۰ میں نکلے گا۔اس کے بعد اگر یہ نام کے اعداد لکھے جاتے تو ایک شاعرانہ مضمون کی دلیل سکتی تھی اس تقریر سے وہ بھی نہ بنی۔

مرزا قادیانی نے جو طریقہ ایجاد کیا ہے کہ کچھ کمی و زیادتی کر کے آیت یا حدیث کو اپنے مطلب کی تائید میں لے لیتے ہیں، یہ طریقہ کوئی قابل تحسین نہیں، اکثر آزاد غیر متدین بھی کام کیا کرتے ہیں۔مرزا قادیانی (ازالہ اوہام میں) لکھتے ہیں:

> یہ الہام انّـا انزلناہ قریباً مّن القادیان و بالحقّ انزلناہ و بالحق نزل و کان وعـد الـلّٰہ مفعولاً جو براہین احمدیہ میں چھپ چکا ہے بصراحت اور باآواز بلند ظاہر کر رہا ہے کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں یا احادیث نبویہ میں پیش گوئی ضرور موجود ہے،...کہ کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا انّا انزلناہ قریباً مّن القادیان تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے سن کر بہت تعجب سے کہا کہ قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ تب انہوں نے کہا یہ دیکھو لکھا ہوا ہے تب میں نے نظر ڈال کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ مدینہ قادیان۔ (ازالہ اوہام۔ ص ۷۳۔۷۷ حاشیہ)

مرزا کے دعوی عیسویت پر جب یہ اعتراض ہوا کہ عیسیٰؑ کا دمشق میں اترنا صحیح احادیث سے ثابت ہے، تو انہوں نے خود یہ سوال کر کے اس کا جواب دیا کہ:

دمشق کا لفظ محض استعارہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ چونکہ امام حسینؓ کا مظلومانہ واقعہ خدا تعالی کی نظر میں بہت عظمت و وقعت رکھتا ہے اور یہ واقعہ دمشق حضرت مسیح کے واقعہ سے ایسا ہم رنگ ہے کہ عیسائیوں کو بھی اس میں کلام نہیں ہوگی اسلئے خدا نے چاہا کہ آنے والے زمانہ کو بھی اس کی عظمت اور مسیحی مشابہت سے تنبیہ کرے۔ اس وجہ سے دمشق کا لفظ بطور استعارہ لیا گیا تا کہ پڑھنے والوں کی آنکھوں کے سامنے وہ زمانہ آجائے جس میں لخت جگر رسول اللہ ﷺ حضرت مسیح کے طرح کمال درجہ کے ظلم اور جور و جفا کی راہ سے دمشقی اشقیاء کے محاصرہ میں آکر قتل کئے گئے۔ سو خدا تعالی اس دمشق کو جس سے ایسے ظلم واحکام نکلتے تھے اور جس میں ایسے سنگ دل اور سیاہ دروں لوگ پیدا ہو گئے تھے، اس غرض سے تشابہ بنا کر لکھا کہ اب مثیل دمشق عدل اور ایمان پھیلانے کا ہیڈ کوارٹر ہو گا۔ کیونکہ نبی ظالموں کی بستی ہی میں آتے رہے ہیں اور خدا تعالی کی لعنت کی جگہ کو برکت کے مکانات بنا تا رہتا ہے۔ اس استعارہ کو خدا تعالی نے اسلئے اختیار کیا کہ پڑھنے والے دو فائدہ اس سے حاصل کریں۔ ایک یہ کہ امام مظلوم حسینؓ کا دردناک واقعہ شہادت جس کی دمشق کے لفظ میں بطور پیش گوئی اشارہ کی طرز پر حدیث نبوی میں خبر دی گئی، اس کی عظمت اور وقعت دلوں پر کھل جائے۔ دوسرا یہ کہ تا یقینی طور پر معلوم کر جاویں کہ جیسے دمشق میں رہنے والے دراصل یہودی نہیں تھے مگر یہودیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے کام انہوں نے کئے ایسا ہی جو مسیح آنے والا ہے، دراصل مسیح نہیں، مگر مسیح کے روحانی حالت کا مثیل ہے اور اس جگہ بغیر اس شخص کے کہ جس کے دل میں حسین کی وہ عظمت نہ ہو جو ہونی چاہیے، ہر ایک شخص اس دمشقی خصوصیت کو جو ہم نے بیان کی ہے کمال انشراح صدر سے ضرور قبول کر لیگا اور نہ صرف قبول بلکہ اس مضمون پر نظر امعان کرنے سے حق الیقین تک پہنچ جائے گا۔

(ازالہ اوہام۔ص ۶۹۔۷۱ حاشیہ)

اس تقریر میں مرزا قادیانی نے کئی امور ثابت کئے ہیں۔

۱۔قرآن شریف میں قادیان کا نام موجود ہے۔

۲۔قادیان ودمشق میں مشابہت معنوی ہے۔

۳۔حدیث شریف میں قادیان بلفظ دمشق بیان کیا گیا۔

۴۔دمشق کے لوگ ظالم ہونے کی وجہ سے قادیان میں برکت پھیلی اور عدل کا ہیڈ کوارٹر ہوا۔

۵۔عیسی کے دمشق میں اترنے کی پیش گوئی جو حدیث میں ہے لفظ دمشق میں امام حسین کی شہادت کے واقعہ کا اشارہ ہے۔

۶۔یہ بات یقینی طور پر معلوم ہوگئی کہ جیسے دمشق میں مثیل یہود کے تھے ایسا ہی قادیان میں مسیح کا مثیل آئے گا۔

قرآن میں قادیان کا نام تلاش کرنے کی ضرورت مرزا قادیانی کو اس وجہ سے ہوئی کہ انّا انزلناہ قریباً من القا دیان کا الہام ہوا تھا۔چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

یہ الہام بصراحت اور بآواز بلند ظاہر کر رہا ہے کہ قادیان کا نام قرآن میں موجود ہے۔

اس سے ایک نئی بات معلوم ہوئی کہ الہام میں جس چیز کا نام ہو وہ نام قرآن میں ضرور ہوا کرتا ہے۔ اگر صرف یہی ایک آیت انّا انزلناہ قریباً مّن القا دیا ن ،قرآن میں بڑھا دی جاتی تو چنداں فکر کی بات نہ تھی۔یہ ایک مصیبت تھی،کسی طرح نمٹ لی جاتی۔مگر اس قاعدہ نے تو کمر ہی توڑ دی کہ جو چیز الہام میں ہو وہ قرآن میں بھی ہوگی۔مرزا قادیانی کے الہاموں کا سلسلہ ایک مدت دراز سے جاری ہے اور ابھی اس کے ختم ہونے کی توقع بھی نہیں (مرزا کی زندگی کی یہ تحریر ہے۔بہاء) بلکہ زیادتی کا ہی اندیشہ ہے اس لئے جس قدر پختگی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑھتی جائے گی الہاموں کی آمد زیادہ ہوگی اور اگلے پچھلے الہاموں کی آیتیں بڑھتی جائینگی۔ جس سے بجائے خود ایک دوسرا قرآن تیار ہو جائے گا، قادیان والی آیت ایک عالم کو برہم کر رہی ہے۔ جب وہ پوٹ کا پوٹ نیا قرآن نکلے گا تو معلوم نہیں کیسی قیامت برپا کرے گا۔

روز اول کہ سر زلف تو دیدم گفتم
کہ پریشانی ایں سلسلہ را آخر نیست

اس الہام میں یہ نہیں معلوم ہوا کہ انّا انزلناہ کی ضمیر کس طرف پھرتی ہے۔ اگر قرآن کی طرف ہے تو چنداں مضائقہ نہیں اس لئے کہ جو قرآن قادیان میں اترتا ہے، اس میں قادیان کا نام بے موقع نہ ہوگا۔ مگر مرزا قادیانی کا اس پر راضی ہونا دشوار ہے وہ تو یہی فرماویں گے کہ اگر جعلی قرآن میں بھائی (غلام قادر) صاحب نے آیت بڑھا دی تو لطف ہی کیا رہا، عظمت وشان قادیان تو جب ہوگی کہ قرآن کریم میں یہ آیت بڑھے، اسی وجہ سے لکھتے ہیں کہ قادیان کا نام اعزاز کے ساتھ مثل مکہ ومدینہ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے اور انزلناہ کی ضمیر مسیح وغیرہ کے طرف پھر نہیں سکتی، اس لئے کہ اس کا ذکر پہلے نہیں جو شرط ضمیر غائب ہے اور اگر یہی مطلب ہوتا تو مثل دوسرے الہاموں کے انزلناك بصیغہ خطاب ہوتا یا مرزا قادیانی خود کہہ دیتے کہ انّا انزلناہ کی ضمیر میری طرف پھرتی ہے اور جہاں قرآن میں انّا انزلناہ اور بالحقّ انزلناہ و بالحقّ نزل وارد ہے قرآن شریف کی طرف ضمیر پھرتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ **انا انزلناہ** کی ضمیر قرآن مجید ہی کی طرف پھرتی ہے مگر جب واقعہ پر نظر ڈالی جائے تو یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں کہ قرآن قریب قادیان نہیں اتارا گیا اور ہم مرزا قادیانی پر بھی جھوٹ کا الزام نہیں لگا سکتے کہ بغیر الہام ہونے کے کہہ دیا کہ مجھ پر یہ الہام ہوا۔ اب سخت دشواری یہ ہے کہ اگر مرزا قادیانی کو سچے کہیں تو قرآن کا قادیان میں اترنا واقعہ کے خلاف ہے اور اگر واقعہ کا لحاظ کریں تو مرزا قادیانی جھوٹے ہو جاتے ہیں مگر تطبیق توفیق کی ضرورت نے ہمیں ایک ایسا راستہ دکھلا دیا کہ ہم اس سے ہرگز چشم پوشی نہیں کر سکتے۔ وہ یہ کہ انّا انزلناہ کا کہنے والا کوئی دوسرا ہی ہے جس کی تصدیق خود مرزا قادیانی ہر جگہ کرتے ہیں۔ چنانچہ ضرورۃ الامام (ص ۱۶) میں لکھتے ہیں:

جب کہ سید عبدالقادر جیسے اہل اللہ ومرد فرد کو شیطانی الہام ہوا تو دوسرے عامۃ الناس اس سے کیونکر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچ سکتے ہیں۔

اس صورت میں مرزا کی تصدیق بھی ہو جاتی ہے کہ ان کو الہام ضرور ہوا اور قرآن کا قادیان میں اترنا بھی لازم نہیں آتا۔ البتہ صرف اتنی جرأت کی ضرورت ہے کہ وہ الہام شیطانی مان لیا جائے اور یہ چنداں بدنما بھی نہیں۔ اس لئے کہ جب ہم خلاف واقعہ اور جھوٹ کے مقابلہ میں اس کو لا کر دیکھتے ہیں تو بمصداق من ابتلی ببلیتین فیخیر اھونھما کے اس کو الہام شیطانی سمجھنا مرزا قادیانی کو بھی مفید ہو گا، اس لئے کہ جھوٹا رسول ہرگز نہیں ہو سکتا جس کا دعوی مرزا قادیانی کو ہے اور نہ مجدد و امام زمان کی یہ شان ہے کہ خلاف واقعہ یا جھوٹ کوئی خبر دے۔ رہا الہام شیطانی سو بقول مرزا قادیانی بڑے بڑے لوگوں کو ہو چکا ہے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا۔ اس صورت میں مرزا قادیانی اپنی ذات سے بری الذمہ ہو جائیں گے کہ جو کچھ انہوں نے واقعہ میں دیکھا کہہ دیا۔ اس سے کیا بحث کہ دیکھانے والا کون تھا۔ وہ فعل مرزا کا نہیں جو اس کے ذمہ دار ہوں بلکہ دکھانے والا قابل مواخذہ ہوگا۔ ہرچند وہ اپنی برأت ظاہر کرے، جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے:

کمثل الشّیطان اذا قال للانسان اکفر فلمّا کفر قال انّی بریء مّنک انی ا خاف اللّٰہ ربّ العا لمین ۔(حشر:۱۶)

مگر مواخذہ سے وہ بری نہیں ہو سکتا جیسا کہ اسی آیہ شریفہ کے بعد ہے:

فکان عا قبتھما انّھما فی النار خا لدین فیھا، و ذ لك جزا ء الظّا لمین۔

البتہ ایک الزام مرزا قادیانی کے ذمہ عائد ہوگا کہ انہوں نے الہام شیطانی اور رحمانی میں فرق نہ کیا۔ مگر اہل دانش اس باب میں بھی ان کو معذور رکھ سکتے ہیں کہ الہام ایک کیفیت وجدانی کا نام ہے جو انسان میں پائی جاتی ہے اور وہ اس کو اپنے میں احساس کرتا ہے یہ کیا معلوم وہ کہاں سے آئی۔ جب شیطان الہام کرنے پر قادر ہے تو وہ ایسا بیوقوف نہیں کہ اپنا نام اس الہام کے وقت بتا کر خبردار کر دے، جس سے اس کا مقصود فوت ہو جائے۔ غرض اس الہام کو شیطانی کہیں تو مرزا کے ذمہ اس کا قصور عائد نہیں ہو سکتا مگر مرزا قادیانی کو یہ فرمانا سزا وار نہیں کہ قرآن میں قادیان کا نام ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنے الہام و مکاشفہ پر کس قدر وثوق ہے جو لکھتے ہیں کہ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ الہام بصراحت اور بآواز بلند کہہ رہا ہے کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں ہے۔

اور آنحضرت ﷺ کے مکاشفہ کی نسبت کہتے ہیں کہ اس میں ایک ایسا ابہام رہتا ہے کہ اس کی تعبیر کی حاجت ہوتی ہے۔ چنانچہ اوپر معلوم ہوا۔ ادنی تامل سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی اپنے مکاشفہ کو آنحضرت ﷺ کے مکاشفہ سے کس قدر بڑھا رہے ہیں اور کس قدر اپنی فضیلت آنحضرت ﷺ پر اس باب میں بیان کر رہے ہیں۔ مگر آخری زمانہ کے مسلمانوں کو اس کی کیا پرواہ، وہ لکھتے ہیں کہ قادیان اور دمشق میں مشابہت معنوی ہے اس لئے امام حسینؓ اور حضرت عیسیٰؑ کے واقعے نہایت ہم رنگ ہیں۔ مطلب اس کا یہ ہوا کہ قادیان مشبہ ہے اور دمشق مشبہ بہ ہے اور وجہ شبیہ مظلومیت کا مقام ہونا مرزا قادیانی ہے کہ عیسیٰؑ نہ مارے گئے نہ سولی پر چڑھائے گئے بلکہ نہایت عظمت وشان کے ساتھ شاداں وفرحاں آسمان پر چلے گئے چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے:

و ما قتلوہ و ما صلبوہ و لکن شبّہ لھم ،

و قولہ : و ما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللّٰہ الیہ ۔

اور اگر بالفرض عیسی بحالت مظلومی سولی پر چڑھائے بھی گئے جیسے مرزا قادیانی کہتے ہیں تو پہلے یہ ثابت کرنا ضرور تھا کہ عیسی پر ظلم قادیان میں ہوا تھا۔ (عیسی کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ یروشلم میں ہوا، دمشق میں نہیں۔ بہاء) تا کہ قادیان اور دمشق میں مشابہت ثابت ہو جو مقصود اس تقریر کا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی ثابت کیا جاتا کہ حضرت امام حسین دمشق میں مظلوم شہید ہوئے، کیونکہ ان دونوں شہروں میں جو مشابہت بیان کی جارہی ہے اس میں وجہ شبہ یہی ہے کہ دونوں مظلومیت کے مقام ہیں اور اگر وجہ شبہ اجرائے احکام ظلم کے مقام ہیں تو یہ ثابت ضرور تھا کہ عیسیٰؑ کو سولی پر چڑھانے کے احکام قادیان سے جاری ہوئے تھے جیسے دمشق سے امام حسین پر ظلم کرنے کے احکام جاری ہوئے۔ اور یہ دونوں امر خلاف واقعہ ہیں، یعنی نہ دمشق میں امام حسینؓ پر ظلم ہوا، نہ قادیان میں حضرت عیسیٰؑ پر۔ پھر ان دونوں واقعوں کے ہم رنگ ہونے سے قادیان و دمشق میں مشابہت کہاں سے آ گئی۔ کیونکہ وجہ شبیہ طرفین میں موجود نہیں حالانکہ مشابہت کے لئے اس کا طرفین میں موجود ہونا ضروری ہے۔

پھر مرزا قادیانی جو لکھتے ہیں کہ لفظ دمشق بطور استعارہ قادیان پر استعمال کیا گیا۔ اس حدیث کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف اشارہ ہے اذ بعث اللّٰہ المسیح ابن مریم فینزل عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق ۔یعنی عیسی دمشق کے شرقی جانب منارہ کے پاس اتریں گے۔ مقصود ان کا یہ ہے کہ دمشق سے مراد قادیان ہے عموماً اہل علم اس بات کو جانتے ہیں کہ استعارہ ایک قسم کا مجاز ہے۔اس لئے کہ اس میں بھی لفظ اپنے معنی موضوع لہ میں مستعمل نہیں ہوتا۔اس وجہ سے ایسے قرینہ کی ضرورت ہے کہ معنی موضوع لہ مراد نہ ہونے کو صراحۃً بتلا دے۔ یہ امر ظاہر ہے کہ اگر کوئی کہے کہ میں نے ایک شیر دیکھا تو اس سے یہی سمجھا جائے گا کہ شیر کو دیکھا ہو گا۔ یہ کوئی نہ سمجھے گا کہ کسی جواں مرد آدمی کو اس نے دیکھا جب تک کوئی قرینہ اس پر قائم نہ کیا جائے۔اور اگر یوں کہے کہ میں ایک شیر دیکھا جو تیر چلا رہا تھا تو اس سے ہر شخص سمجھ جائے گا کہ اس نے شیر کو نہیں دیکھا بلکہ کسی جوانمرد آدمی کو دیکھا ہے کیونکہ تیر چلانا اس امر پر قرینہ ہے کہ شیر کا حقیقی معنی مراد نہیں۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک قرینہ قائم نہ ہو معنی حقیقی متروک نہیں ہو سکتے۔اب دیکھئے کہ اگر اس حدیث شریف میں دمشق کے حقیقی معنی متروک ہوتے اور قادیان اس سے مراد ہوتا تو اس پر کوئی قرینہ ضرور ہوتا حالانکہ کوئی قرینہ نہیں اس سے ساف ظاہر ہے کہ دمشق اپنے معنی موضوع لہ میں مستعمل ہے اور قادیان اس سے مراد سمجھنا محض غلط ہے۔

نیز علم بیان میں مصرح ہے کہ استعارہ اعلام میں جائز نہیں مثلاً کہا جائے کہ فلاں شخص مکہ معظمہ میں داخل ہوا اور اس سے یہ مراد لی کہ دہلی یا لکھنؤ میں داخل ہوا تو ہرگز صحیح نہیں۔اسی طرح دمشق سے قادیان مراد لینا صحیح نہیں۔شاید یہاں یہ کہا جائے کہ سخی کو حاتم کہنا صحیح ہے حالانکہ حاتم بھی ایک شخص کا نام تھی۔اس کا جواب یہ ہے کہ حاتم سخاوت میں ایسا مشہور ہے کہ شخصی معنی کی طرف ذہن نہیں جاتا بلکہ حاتم کہنا اور جواد کہنا برابر ہے۔

اس وجہ سے گویا علمی معنی اس کے متروک ہو گئے چنانچہ تمام کتب فن میں مصرح ہے اور ظاہر ہے کہ دمشق میں یہ بات صادق نہیں آتی۔جس وقت آنحضرت ﷺ نے عیسیؑ کا دمشق میں اترنا بیان فرمایا اس وقت یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ محل اجرائے احکام ظلم ہے بلکہ برعکس اس کے مسلمانوں کے اعتقاد میں وہ نہایت عمدہ اور برگزیدہ مقام تھا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے نہایت فضیلت اس کی بیان فرمائی تھی۔ چنانچہ صحیح روایتوں میں وارد ہے کہ شام اللہ تعالی کے پاس تمام شہروں میں برگزیدہ اور پسندیدہ مقام اور خدائے تعالی کے تمام شہروں میں دمشق بہتر ہے۔اب غور کیا جائے کہ جب آنحضرت ﷺ نے دمشق کے فضائل بیان فرمائے تو صحابہ اور تمام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امت میں اس کی عمدگی مشہور ہوگی یا بقول مرزا قادیانی اس کی خرابی کہ وہاں کے لوگ بدترین خلق ہیں۔ اگر چند روز یزید نے ظلم کے احکام جاری کیے تو اس سے دمشق کی ذاتی فضیلت کو کیا نقصان جیسے ابوجہل وغیرہ سے مکہ معظّمہ کی عظمت میں کوئی نقص نہ آیا۔ یہ تو قاعدہ ہے کہ جہاں اچھے لوگ بکثرت ہوتے ہیں چند برے بھی ہوتے ہیں۔ بڑی حیرت کی بات ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تو دمشق کو اچھا اور اس میں رہنے والوں کی تعریفیں فرماویں اور مرزا قادیانی برخلاف اس کے یہ کہتے ہیں کہ وہ برا اور اس میں رہنے والے نہایت برے ہیں۔ یہ کیسی بے باکی ہے کہ امتی ہونے کا دعوی اور اس پر یہ مخالفت۔ نعوذ باللّٰہ

اب دیکھئے کہ نہ دمشق میں کوئی ذاتی برائی، نہ باعتبار واقعہ کے اس میں کوئی برائی آئی۔ نہ قادیان و دمشق میں کسی بات میں مشابہت، نہ استعارہ دمشق کا علم ہونے کی وجہ سے صحیح ہوسکتا ہے مگر مرزا قادیانی زبردستی نزول عیسی کی حدیث کو جھوٹی بنانے کی فکر میں کہتے ہیں کہ نہ عیسی اتریں گے نہ دمشق ان کے اترنے کی جگہ ہے۔ اگر عیسی ہوں تو میں ہوں اور اگر ان کے اترنے کی جگہ ہے تو قادیان ہے۔ یہاں مجنون کی حکایت یاد آتی ہے کسی نے اس سے پوچھا خلافت امام حسین کا حق تھا یا یزید کا۔ اس نے کہا:

نہ ان کا حق تھا، نہ اس کا، میری لیلی کا حق تھا۔

مرزا بھی چونکہ عیسویت کے عاشق ہیں اس قسم کی بات کہیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ مگر مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے مجنونانہ مضامین کو قابل اعتماد نہ سمجھیں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ خدائے تعالی نے دمشق کو نشانہ بنا کر لکھا کہ اب مثیل دمشق عدل اور ایمان پھیلانے کا ہیڈ کوارٹر ہوگا کیونکہ اکثر نبی ظالموں کی بستی میں آتے رہتے ہیں۔

حاصل یہ کہ قادیان مثیل دمشق ہے یعنی ظالموں کی بستی ہے اور ایسی بستیوں میں انبیاء آتے رہتے ہیں اس لئے خود بدولت قادیان میں عدل پھیلانے کو آئے ہیں۔

اس سے ظاہر ہے کہ وہ ختم نبوت کے قائل نہیں جبھی تو کہا کہ (انبیاء ایسی بستیوں میں آتے رہتے ہیں) اگر ختم نبوت کے قائل ہوتے تو آتے رہتے تھے، کہتے۔ جب قادیان کا ظالموں کی بستی ہونا ثابت کر کے کہا کہ ایسی بستیوں میں انبیاء آتے رہتے ہیں اور ساتھ ہی یہ دعوی کیا کہ میں اس میں ایمان وعدل پھیلانے کو آیا ہوں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز لکھتے ہیں کہ آخری زمانہ میں برطبق پیش گوئی احمد بھیجا گیا جیسا کہ اوپر معلوم ہوا تو ان کے دعوی نبوت میں کیا شک ہے۔

مرزا قادیانی نبوت کی طمع میں قادیان کے لوگوں کو زبردستی ظالم بنا رہے ہیں ہم نے تو نہ کسی سے سنا کہ قادیان ظالموں کی بستی ہے نہ کوئی اس میں ظلم کا ایسا واقعہ کتب تواریخ سے ثابت ہے کہ غیر معمولی طور پر یادگار رہو۔ البتہ ہم اس کا انکار نہیں کر سکتے کہ مرزا قادیانی پر وہاں کے لوگوں نے یورش کی ہوگی مگر وہ بیچارے معذور ہیں کیونکہ مرزا نے مسلمانوں کی دل آزاری اور اشتعال طبع کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ ان کے علماء و مشائخین زمانہ پر گالیوں اور لعنت کی وہ بوچھاڑ کی کہ الامان۔ جس کو آپ دیکھ چکے ہیں ان کی دینی کتابوں کو لکھا کہ شرک سے بھری ہوئی ہیں ان کے اعلی درجہ کے مقتداء یعنی صحابہ اور تابعین ومحدثین وغیرھم پر شرک کا الزام لگایا۔ ان کی نبی کی شان میں جو آیت وارد ہوئی اس کے مصداق خود بن بیٹھے۔ ان کی کتاب یعنی قرآن شریف میں تحریف کر کے بگاڑنے کا گویا بیڑا اٹھایا۔ نبوت اور رسالت کا دعوی کر کے ان کے نبی کی ریاست کو جو قیامت تک قائم ہے چھیننا چاہا۔ اس پر بھی وہ لوگ برہم نہ ہوتے تو خدا اور رسول کے پاس انکا نام کس زمرہ میں لکھا جاتا اور ہم چشموں میں انکی کس درجہ کی بے حرمتی اور بے غیرتی ثابت ہوتی۔ کیسا ہی بے غیرت مسلمان ہو ممکن نہیں کہ اتنی باتیں سن کر اس کی رگ حمیت جوش میں نہ آئے۔ مرزا قادیانی اگر گورنمنٹ کی حمایت میں نہ ہوتے تو دیکھتے کہ قادیان ہی کے لوگ کیا کرتے۔ اب بھی کسی اسلامی سلطنت میں اپنے تصنیفات لے جائیں اور پھر دیکھیں کہ کیا کیفیت ہوتی ہے۔ مرزا قادیانی کو گورنمنٹ کا بہت شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ مگر بجائے شکریہ کے گورنمنٹ کو دجال کہتے ہیں جیسا کہ رسالہ عقاید مرزا مطبوعہ امرتسر میں لکھا ہے اور وہ قادیان کی گورنمنٹ کو ظالم قرار دیتے ہیں کیونکہ اس کو دمشق کے ساتھ تشبیہ دے رہے ہیں جس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ جیسے دمشق کی حکومت میں حضرت امام حسینؓ پر ظلم اور بیداد کے احکام جاری ہوئے قادیانی کی حکومت سے بھی ایسا ہی ہوا ورنہ ہر شخص جانتا ہے کہ حضرت امام حسینؓ پر دمشق میں ظلم نہیں ہوا، جس سے مرزا قادیانی کی مظلومیت قادیان میں بطور تشبیہ ثابت ہو۔ لسان شرع شریف سے دمشق کی مدح ثابت ہے مگر مرزا قادیانی اس کی مذمت اس بنا پر کرتے ہیں کہ اس میں حضرت امام حسینؓ پر آنحضرت ﷺ کے ۵۰ برس بعد ظلم ہوا۔ حالانکہ حضرت نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہادت کا واقعہ جو بیان فرمایا اس میں اگر دمشق کا نام بھی ہوتا تو یہ سمجھا جاتا کہ یہ شہر دارالظلم ہوگا۔ برخلاف اس کے خاص طور پر صراحۃً دمشق کی تعریف کی جیسا کہ ابھی معلوم ہوا اگر صرف اس بنا پر کہ کسی زمانہ میں کسی شہر میں ظلم ہوا اور ایسے شہر کا نام لینے سے اس ظلم کی طرف اشارہ ہو تو یہ لازم آئے گا کہ جہاں مکہ معظّمہ کا نام قرآن و حدیث میں آئے ان تمام اذیتوں کی طرف اشارہ ہو جائے جو آنحضرت ﷺ پر دس بارہ سال تک ہوتی رہیں جن کا حال متعدد احادیث میں موجود ہے۔ اہل اسلام پر اپنی نبی کریم ﷺ کی ادنی تکلیف کا صدمہ اس قدر ہونا چاہیے کہ اپنی یا اور کسی کی موت سے ہو۔ چہ جائیکہ اتنی مدت تک پیہم صدمات وتکالیف شاقہ جاری رہے جس سے ہجرت کی نوبت پہنچے۔ اگر ذکر مکہ سے اشارہ ان تمام اذیتوں کی طرف ہو تو وہ شہر مبارک بقول مرزا قادیانی معاذ اللہ مبغوض ہونا چاہیے حالانکہ نہ کسی حدیث سے مرزا قادیانی اس کا مبغوض ہونا ثابت کر سکیں گے نہ کوئی مسلمان اس کو مبغوض کہہ سکتا ہے کیونکہ چند بدمعاشوں کے ظلم وزیادتی سے کوئی متبرک اور ممدوح شہر مبغوض نہیں ہوسکتا۔

مرزا قادیانی جو دمشق کو مبغوض قرار دے رہے ہیں صرف کارسازی اور خودغرضی ہے۔ مقصود ان کا صرف یہ ہے، عوام الناس کو جو ظاہر بین ہوتے ہیں ایک واقعہ جان کاہ اس کی خرابی کی جہت کی طرف متوجہ کر دیں اور ساتھ ہی وہی جہت قادیان میں قائم کر کے دمشق سے مراد قادیان لے لیں، جس سے اپنی عیسویت جہلاء کے پاس جم جائے اور آنحضرت ﷺ کا مقصود صریح فوت ہو جائے۔ اس لئے کہ مقصود اس حدیث سے اسی قدر ہے کہ عیسیٰ دمشق میں اتریں گے نہ اس کے سیاق وسباق میں امام حسینؓ کا نام ہے، نہ دمشق کی خرابی نہ کسی کی طرف اشارہ ہے اب دیکھئے کہ یہ کیسی کھلی تحریف ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو منظور تھا کہ قادیان کو دمشق ثابت کریں۔ اس لئے یہ واسطہ قائم کرنے کی ضرورت ہوئی کہ قادیان کے لوگ یزیدی الطبع ہیں۔ اس کو اگر مکہ معظّمہ بنانا منظور ہوتا تو یہ آیت شریفہ انّ اوّل بیت وضع للنّاس للذی ببکّۃ مبارکاً و ھدی للعالمین (آل عمران:۹۶) پیش کر کے وہی تقریر فرماتے کہ مکہ کا لفظ محض استعارہ کے طور پر بیان کیا گیا۔ چونکہ آنحضرت ﷺ پر وہاں نہایت ظلم ہوا، اور قادیان میں ابوجہل الطبع لوگوں نے اپنے پر ویسا ہی ظلم کیا، اس لئے مکہ سے قادیان مراد ہوا۔ بمناسبت مردم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یزیدی الطبع قادیان دمشق ہو،تو بہ مناسبت ابوجہل الطبع قادیان مکہ بننے کو کیا دیر۔

مرزا قادیانی کی غم خواری حضرت امام حسینؓ کی نسبت سلام روستائی سے کم نہیں۔ان حضرات کو امور سے کام ہی کیا۔وہاں تو اعلانیہ بے دھڑک امام حسینؓ پر اعتراضات ہوتے ہیں کہ انہوں نے خواہ مخواہ سلطنت میں مداخلت کر کے مخالفت کی،جیسا کہ صاحب عصائے موسیٰ نے مدلل لکھا ہے اور خط مولوی نورالدین جو مرزا قادیانی کے اعلیٰ درجہ کے حوارین میں سے ہیں نقل کیا ہے جس کا حاصل مضمون یہ ہے کہ لا یلدغ المومن من جحرٍ واحد مرّتین وارد ہے،حضرت امام حسینؓ اس جحر میں کیوں جا گھسے صحابہ کی مشاورت کے خلاف کیوں کیا۔

لیجئے جب حضرت امام حسینؓ کی حرکت ومخالفت قابل مواخذہ واعتراض ٹھہرے تو یہ اظہار خوش اعتقادی غرض آمیز نہیں تو کیا ہے۔اگر مرزا قادیانی کی خوش اعتقادی دلی ہوتی تو ان کے مریدین کو کبھی ایسی تقریروں کی جرأت نہ ہوگی۔

تحریر فرماتے ہیں کہ یقینی طور پر سے معلوم ہو گیا کہ جیسے دمشق میں مثیل یہود کے تھے ایسا ہی قادیان میں مسیح کا مثیل آئے گا۔سبحان اللہ کجا دمشق کجا قادیان پھر طرفہ یہ کہ تمام مسلمانوں کو یقین بھی آ گیا۔مرزا قادیانی کو یقین ایسے باتوں کا ہوا کرتا ہے لیکن احادیث صحیحہ پر یقین نہیں آتا اللھم انّا نعوذ بك من شرور انفسنا۔ (ملخصاً و مختصراً)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قادیانی تبصرہ برانوار الحق

اخبار بدر قادیان میں مولانا انوار اللہ حیدر آبادی کی کتاب انوار الحق پر بایں الفاظ تبصرہ شائع ہوا:

انوار اللہ نام کی ایک کتاب ۳۳۶ صفحہ کی سلسلہ احمدیہ کی تائید میں حیدر آباد دکن کی جماعت نے چھاپ کر مفت تقسیم کی ہے کوئی شخص محمد انوار اللہ نام حیدر آباد میں ہیں وہ اس کتاب کی تصنیف کا باعث ہوئے ہیں۔ مولوی انوار اللہ نے سلسلہ احمدیہ کی مخالفت میں حصہ لینے کے لئے ایک کتاب انوار الحق نام لکھی تھی۔ گو ان کی کتاب اس قابل نہ تھی کہ اس کی طرف چنداں توجہ کی جاتی تاہم مولوی محمد سعید نے اپنے ہم وطن لوگوں کی خدمت گذاری کے واسطے مناسب سمجھا کہ اس تحریر سے حق وحکمت کی باتیں لوگوں کے کانوں تک پہنچا دیں شائد کوئی خوش نصیب پاک روح فائدہ اٹھاوے۔

میر صاحب موصوف نے نہایت خوش اسلوبی سے سلیس اردو عبارت میں تمام ضروری مسائل پر بحث کی ہے اور مخالف کے ہر ایک اعتراض کو دلائل قویہ اور نصوص بینہ کے ساتھ ایسا رد کیا ہے کہ اگر تعصب اور غفلت کے حجاب درمیان نہ ہوں تو سارے دکن کے واسطے آپ کا صرف یہی ایک ہدیہ موجب ہدایت ہونے کے لئے کافی ہے میں تعجب کرتا ہوں کہ ہمارے مخالف ایسی کھلی باتیں دیکھ کر بھی دشمنی پر اڑے ہوئے ہیں کیا ان کو یقین ہوگیا ہے کہ ان کے لئے جہنم میں کوئی جگہ نہیں یا کیا ان کے پاس کوئی خدا کا وعدہ ہے کہ وہ جو چاہیں کریں ضرور بہشت میں داخل ہو جائیں گے اس جگہ ہم مخالف مولوی کا ایک اعتراض اور جناب میر صاحب موصوف کے جواب کو بطور نمونہ کتاب ہذا صفحہ ۱۷۱ سے درج کرتے ہیں

قولہ: مرزا صاحب قادیانی جو ہندوستان کے پادریوں کو دجال قرار دیتے ہیں تو ان کو ثابت کرنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے کہ اس فتنہ کا ظہور ہندوستان میں ہوگا اور یہ ممکن نہیں کہ کسی حدیث سے ثابت ہو سکے کہ دجال ہندوستان سے نکلے گا

اقول: حدیث سنئے

الا انّہ فی بحر الشام او بحر الیمن من قبل المشرق ما ھو و اومأ بیدہ الی المشرق رواہ مسلم و فی حاشیۃ المشکوۃ ای بل الذی علم کونہ قبل المشرق و ھذا معنی نفی الاولین و اثبا ت الثالث ۔ لمعا ت ۔

ایضاً فیھا و قولہ ما ھو قیل زائدۃ و لیست بنافیہ ای ید خل من قبل المشرق ھو الی آ خر ۔ حا شیۃ المشکوۃ ۔

ترجمہ: خبردار ہو جاؤ تحقیق کہ دجال کہ وہ دجال کیا بحر شام میں ہے یا بحر یمن میں ہے نہیں بلکہ وہ مشرق کی طرف سے ہے اور دست مبارک سے اشارہ فرمایا حضرت ﷺ نے مشرق کی طرف روایت کیا اس کو مسلم نے۔ حاشیہ مشکوۃ میں لکھا ہے کہ اے بلکہ وہ امر کہ معلوم ہوا ہے ہونا اس دجال کا مشرق کی طرف ہے اور خود آپ نے بھی بصفحہ ۱۴۱ نقل کیا ہے اور یہی معنی ہیں اول دوشقوں کی نفی کرنے اور شق سوم کے ثابت کرنے کے لمعات سے لکھا گیا ہے اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ما حدیث زائدہ ہے نافیہ نہیں یعنی وہ مشرق کی طرف سے داخل ہوگا۔ الخ۔

دیکھئے اس حدیث سے صاف دجال کا مشرق میں ہونا ثابت ہوا جو یہی ہندوستان ہے اور آپ کی بے خبری بھی علم حدیث سے اور خود اپنے بیان مندرجہ ص ۲۱ سے معلوم ہوگئی اور حدیث ثعبان سے بھی جو نسائی نے باب غزوۃ الہند میں روایت کی ہے اور احمد وضیاء نے ثعبان سے جس سے یہ بھی استدلال ہوتا ہے کہ عیسی موعود بھی ہند میں ہوں گے کیونکہ امام نسائی نے باب غزوہ ہند میں دونوں گروہوں کا ذکر کیا اور خود رسول اللہ ﷺ نے گروہ جماعت عیسی موعود کو قسیم گردانا جماعت اولی غازیان ہند کا اور مقسم ان دونوں گروہوں وہی باب غزوۃ الہند ہے ظاہر ہے کہ ہر ایک قسیم اپنے مقسم میں داخل ہوتا ہے فرق ہے تو اس قدر ہے کہ گروہ اول سیفی وسنانی غزوہ کرے گا اور گروہ دوم قلمی ولسانی اور اس استدلال کی دوسری حدیثیں موید موجود ہے تو پھر اس کو خارج از

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہند قرار دینا کیا ضرور ہے اور حضرت عیسی کو حضرت آدم سے ایک قسم کی مناسبت ہے کما قال اللہ تعالی:
انّ مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم ۔ چونکہ حضرت آدم ہند میں پیدا ہوئے پس مثیل مثیل یعنی عیسی موعود کو بھی ملک ہند سے ایک قسم کی مناسبت عقلی بھی پیدا ہو گئی اور غالباً یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس (مرزا) کو یہ بھی الہام ہوا جو اپنے اور معارف کے ساتھ اس بات پر بھی لطیف دلالت کرتا ہے۔ الہام یہ ہے

انی اردت ان استخلف فخلقت آدم ،

او کما قال و لنعم ما قیل :

کانت لآدم ارض الھند منھبطاً
و فیہ نور رسول اللّٰہ مشغول
من ھھنا مستبین ان مھدینا
مھند من سیوف اللّٰہ مسلول

(بدر۔ قادیان۔ ۱۵ جون ۱۹۰۵ء ص ۵۔۶)

حیدر آباد پر حجۃ اللہ

حیدر آباد کی جماعت احمدیہ کی طرف سے مخالفین پر حجت پوری کرنے کے واسطے ایک نہایت مدلل اور مبرہن کتاب بنام انوار اللہ شائع ہوئی تھی۔ مگر ہمیں افسوس ہے کہ وہاں کے جبہ پوشوں نے اس نورانی کتاب سے انوار حاصل کرنے کی بجائے وہی پرانی ہرزہ گوئی پھر جاری کی اور حضرت حجۃ اللہ کو مباہلہ کے واسطے طلب کیا جس کے جواب میں سید مولوی عبدالرحیم و مولوی میر مردان علی نے ۹ صفحہ کا ایک مختصر رسالہ میں مخالفین پر پھر حجت تمام کی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اگر آپ لوگ حق پر ہیں تو ایک بڑا جلسہ کر کے جھوٹے کے حق میں بددعا کریں اور خدا سے فیصلہ چاہیں اور ہم کو بھی اس جلسہ میں دعا کے واسطے بلالیں اللہ تعالی خود فیصلہ کر دے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امید ہے کہ اب مخالفین کے واسطے گریز کا مقام کوئی نہ ہوگا ۔

ر بنا افتح بيننا و بين قو منا با لحق و انت خير الفا تحين ۔

(اخبار بدر قادیان ۱۷۔اگست ۱۹۰۵ء ص ٦)

یاد رہے کہ مباہلے کا چیلنج تو حیدر آبادی مسلمانوں نے قادیانیوں کے حضرت حجۃ اللہ (مرزا) کو دیا تھا، مولوی مردان علی وغیرہ بیچ میں کیوں بول رہے تھے؟

کیا مرزا صاحب بیمار تھے کہ حیدر آباد نہیں جا سکتے تھے؟

یا وہ اتنے ہی لاچار تھے کہ حیدر آبادیوں کو قادیان بلا کر روبرو مباہلہ بھی نہیں کر سکتے تھے؟

یا وہ لکھنے سے بھی معذور ہو گئے تھے کہ دور بیٹھے بیٹھے بذریعہ تحریر بھی مباہلہ نہ کر سکے۔

آخر کوئی تو وجہ بتانا چاہیے کہ قادیانیوں کے حضرت حجۃ اللہ کیوں قادیان میں اپنے گوشہ عافیت میں دبکے بیٹھے رہے، اور مباہلہ نہیں کیا۔

جہاں تک مولوی مردان علی وغیرہ کی بات ہے، انہوں نے بھی یہ نہیں کہا کہ ہم مرزا قادیانی کی نیابت میں مباہلہ کرتے ہیں اور یہ کہ ان کی فتح و شکست مرزا کی فتح و شکست شمار کی جائے۔ اور نہ ہی مرزا نے کہا کہ میں خود تو کسی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکتا میری طرف سے مولوی مردان علی وغیرہ مباہلہ کرینگے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے مرزا قادیانی اور مرزائیوں کو کیسا پایا

(ضلع ڈیرہ غازی خان کے مولوی عبداللہ صاحب کا یہ مضمون اخبار اہل حدیث امرتسر کے متعدد شماروں میں مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں قسط وار شائع ہوا تھا جسے یہاں یکجا نقل کیا جا رہا ہے۔ بہاء)

عام طور پر مرزا صاحب کی نسبت یہ سن کر کہ آپ اسلام کی حمایت میں مذاہب باطلہ کی تردید کرتے ہیں، اور کہ بالذات وہ نیک چلن آدمی ہیں، مرزا صاحب کی نسبت اچھا خیال رکھتا تھا جس سے بعد ازاں یہ خیال کرنا لگ پڑا تھا کہ شاید آپ ابتلاء میں ہوں، اسی قسم کے اعتقاد سے میں قادیان پہنچا تھا۔ اس وقت تک بھی میرا یہی خیال تھا کہ چونکہ مرزا صاحب کے برخلاف کوئی صریح ثبوت میرے پاس نہیں ہے لہذا مجھے ان کی مذمت کا کبھی حق نہیں پہنچ سکتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ ڈیرہ غازی خان کے بعض مرزائیوں خصوصاً مولوی عبدالرحمٰن صاحب مرزائی مدرس برانچ سکول نمبر۲ سے میری موانست رہتی تھی۔ یہ یاد رہے کہ قادیان میں جانے پر بعض مرزائیوں نے ایسے خیالات مجھ سے محسوس کر کے مجھے موافق سا تصور کر لیا تھا اور خیال کیا تھا کہ یہ بھی کبھی مرزائی ہو جائے گا جیسا کہ ایک دفعہ محمد افضل سابق اڈیٹر البدر نے اس موقع پر جب کہ ہم تین آدمی شیخ عبدالحق بی اے، کاتب ہذا، و افضل مذکور بٹالہ سے قادیان کو آرہے تھے صاف طور پر مجھ سے ایسا کہہ دیا تھا۔ لیکن میرا اس طرز کا مذبذب عقیدہ مرزا صاحب کی تصنیفات کے مضمون کی ناواقفیت سے تھا۔ مذکورہ بالا مذبذب عقیدہ نے عام طور پر مرزائیوں کو میری طرف خلیق سا بنا دیا تھا، لیکن مختلف فیہ مسائل پر اکثر مرزائیوں سے میری کشمکش رہتی۔ عام طور پر میں نے مرزائیوں کو منع بھی کیا کہ ایسے لا حاصل مباحثات میرے ساتھ نہ کریں مگر قاضی امیر حسین صاحب عربی مدرس سکول قادیان یہ فرماتے تھی کہ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ بنظر مناسب تم مختلف فیہ مسائل کا ایسا موقع مل جانے پر تصفیہ کر کے جاؤ۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا میرا قادیان سے چلا جانا نہ بن پڑا، اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح میں معرض اعتراض بنا رہا...سکوت سے کام لیا گیا اور اکثر ان کے بعض عقاید کو منکر سمجھ کر تردید کی گئی، میرا رہنا چونکہ ہمیشہ مرزائیوں میں تھا لہذا ان سے سن کر مرزا صاحب کے اعلیٰ اخلاق (نزد مرزائیاں) کی نسبت میرے کان پر ہونے لگے اور ایک میاں فضل الدین مدرس سکول قادیان جو متوطن تحصیل کھاریاں ضلع گجرات تھے مرزا صاحب کے کمالات اور سادہ پنے پر بڑی سنجیدگی سے ہیبت زدہ صورت بنا بنا کر مجھے حکایتیں سناتے جنہیں میں تعجب سے سنتا اور رہوتے ہوتے مجھے ملہم مرزائیوں کے حالات والہامات سننے کا اتفاق ہوا۔ ابتداء شیخ عبداللہ صاحب جو بورڈنگ کی ڈسپنسری کے مہتمم اور بورڈنگ کے معالج ہیں اپنے مرزائی ہونے کی وجہ جو بنا بر ایک خواب کے تھی مجھے سنائی، اور ایسا ہی شیخ عبدالحق بی اے نومسلم سابق عیسائی سابق مسلمان، وشیخ اسماعیل صاحب سرساوی مدرس سکول قادیان نے وقتاً فوقتاً مجھے اپنے اپنے خواب سنائے اور پھر شیخ عبدالرحمٰن صاحب مدرس سکول سے تعارف ہونے پر آپ نے جو مشہور ملہم ہیں اپنے الہامات سنائے جن سے میرا دل اور بھی تذبذب میں پڑ گیا اور میں نمازوں میں التزاماً حقیقت کھولنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنے لگا۔ مگر عجب کہ باوجود عرصہ کی بار بار کی استدعات کے مجھے تو کوئی خواب بھی نہیں آیا۔ میں دعا کے اثر سے ہرگز منکر نہیں ہوں مگر یہ واقع میں ہوا کہ باوجود استدعا اور دعا کے مرزا صاحب کے بارے میں تو مجھے کوئی خواب تک بھی نہیں آیا۔ سچ ہے خدا تعالیٰ کو پرواہ ہی کیا ہے۔ دین کو اس نے بفحوائے مضموم فیض مشحون قد تبین الرشد من الغی .. الخ خوب واضح کر دیا ہے اور کسی وسواس زدہ آدمی کی تسلی شرعی معیاروں سے نہ ہو سکے یا کوئی نادانی سے خواہ مخواہ خوش اعتقادیاں رکھتا پھرے تو اللہ تعالیٰ کا کوئی ذمہ اس کے لئے از سر نو کسی فرقان نازل کرنے کا نہیں ہے۔ غرض میں تذبذب کی حالت میں رہا۔ لیکن مرزائیوں کے طرز عمل سے جن کے ساتھ میں بورڈنگ میں رہتا تھا مجھے نفرت ضرور ہوگئی کیونکہ بورڈنگ کے پانی خانہ میں پانی کے گھڑے ننگے (ابتداء بلا کسی ڈھکنے کے) پڑے رہتے کہ اس سے ایک فاصلے پر کے محراب دار دروازے اور کھڑکی دار (جس میں دو کھلی کھڑکیاں تھیں) کمرہ کا کوئی کواڑ تک نہ تھا۔ کتوں کا پھرنا وہاں ایک معمولی امر تھا مہینوں کے بعد ہم نے گھڑوں پر ڈھکنے دیکھے۔ مرزائی کسی چارپائی یا بنچ یا معمولی میلی چٹائی .. پڑی رہتی نماز پڑھ لیتے۔ شاید ان کے نزدیک طہارت مصلے کی جرورت ہی نہ تھی کیونکہ وہ اس کی چنداں پرواہ نہ کرتے تھے مرزا صاحب کی نسبت ہم سنتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے کہ صرف ظہر اور عصر کی نماز اس چھوٹی مسجد میں جو اوپر ان کے گھر میں بنی ہوئی ہے آتے ہین ورنہ بیمار رہتے ہیں خیال آتا کہ شاید ان دو وقتوں کے سوا باقی تمام وقت ملنے جلنے تک سے معذور رہتے ہونگے۔ واقعی وہ سخت سردی اور تکلیف کے ایام تھے۔ ابتداء میں نے مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز کیا کیونکہ مرزائی اثنائے نماز میں حسب تعلیم مرزا صاحب ہندی میں زور شور سے دعائیں مانگتے ہیں لیکن بعد میں معلوم ہونے پر کہ مقررہ امام (عادۃً (نہ کرنا جائز سمجھ کر) مسنون دعائیں ہی عربی میں مانگتے ہیں میں ایسی نماز کو درست خیال کر کے بخوف ترک جماعت کبھی کبھی ان کے پیچھے نماز پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ اس طرح میں نے خود بھی مرزا صاحب کی چند تقریریں چھوٹی مسجد میں سنیں اور حکیم صاحب کے درس بھی جو سردی کی وجہ عام تام نہ ہوتا تھا کبھی کبھی جاتا۔ گھر سے واپس ہو کر مولوی صاحب سے مل کر مین پیدل قادیان پہنچا ان مولوی صاحبان میں ایک ثناءاللہ صاحب نے ایک تازہ اشتہار بعنوان، کرشن قادیانی سے فیصلہ، مجھے دکھایا اور وہ تصریف جو مرزا صاحب نے اپنی کتب میں مولوی غلام دستگیر کی کتاب فتح رحمانی کے مضمون میں کیا ہے مولوی صاحب موصوف نے کتب متعلقہ کھول کر مجھے دکھایا جس کو دیکھ کر میں دنگ رہ گیا۔ اور کچھ دیر تک حیرت میں کتاب فتح رحمانی کے الفاظ کو دیکھتا اور انہیں مرزا صاحب کے منقولہ مضامین سے مقابلہ کرتا رہا جو نیک خیال مجھے مرزا صاحب کی نسبت ابھی باقی تھا اس پر یک لخت صدمہ پڑا اور سابقہ تذبذب نے مرزا صاحب کے دعوی کے غلط ہونے کی طرف راستہ دے دیا جس سے میرے سینے کی ہرج اور تنگی بہت کچھ رفع ہوئی اور مجھے اسی وقت سے مرزا صاحب کے بارے میں فیصلہ کرنے کا خصوصاً خیال آیا۔ مولوی ثناءاللہ صاحب موصوف میرے اس اظہار پر کہ میں حکیم نور الدین کے پاس عربی علوم دینیہ کی تعلیم پانے جا رہا ہوں اور حکیم صاحب نے مجھے خود تعلیم دینے کا وعدہ کیا ہے، بولے، امید نہیں کہ حکیم نور الدین تجھے تعلیم دے۔ جس پر میں نے کہا کہ وہ وعدہ کا ایفا کریں گے مولوی صاحب بولے کہ اچھا چل کر دیکھ لو۔ تعجب ہے کہ مولوی صاحب موصوف کا کہنا درست ہوا اور حکیم صاحب نے ایفائے عہد سے جی چرالیا۔

غرض اس دوسری بار میں قادیان سے مرزائی مذہب سے اشتہار مذکور دیکھنے کی وجہ سے طبعاً متنفر آیا کیونکہ اس اشتہار کے حوالہ کے بموجب اردو عبارت کتب مندرجہ اشتہار کو دیکھنے اور ان کا باہم مقابلہ کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کوئی مشکل نہ تھی (کرشن قادیانی نے کئی ایک کتابوں میں یہ دعوی کیا ہے کہ مولوی غلام دستگیر مرحوم اور مولوی محمد اسماعیل علی گڈھی نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ ہم (مولوی صاحبان اور مرزا) میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرجائے گا حالانکہ مولوی صاحبان نے ایسا کہیں نہیں لکھا بلکہ ان کے انتقال کر جانے کے بعد کرشن جی نے من گھڑت بات بنائی ہے اسی مضمون کا اشتہار مذکور میں تقاضا کیا گیا تھا بلکہ مضمون مذکور دکھانے پر کرشن جی کو مبلغ ...سو روپئے اور ان کے دام افتادوں کو دکھانے پر مبلغ دوصد چہرہ دار انعام کا وعدہ بھی کیا گیا تھا مگر افسوس کسی کرشن پینتھی کو یہ حوصلہ نہ ہوا کہ انعام کے علاوہ اپنے گرو کی لاج تو رکھ لیتے۔ اسی اشتہار سے مولوی عبداللہ کو فائدہ ہوا) قادیان میں آ کر میں نسبتاً فارغ تھا اور مرزائی طرز عمل کو غور سے دیکھنے کا مجھے موقع حاصل تھا۔ سواس واپسی پر جو اپریل کے دوسرے ہفتہ میں وقوع میں آئی میں نے مرزائیوں کو قادیان کے باہر بظاہر آنے والے زلزلہ کے خوف سے مرزا صاحب کے باغ میں مقیم پایا۔ عام طور پر سب مرزائی جو باغ میں رہتے اس کنویں سے پانی پیتے جو باغ میں ہے۔ اس کنویں کو مجھے بالذات دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس کے آگے غلاظت کو روکنے کے واسطے کوئی تختہ نہ تھا اور کنویں مذکور پر بیل چلا کرتا تھا۔ ایک ڈھیر گوبر کا کنویں کے غربی کنارہ پر چکر کے نیچے لگا ہوا تھا جس پر چکر سے پانی پڑ رہا اور اسے متعفن کر رہا تھا اس متعفن ڈھیر سے گوبر گر کر کنویں میں پڑ رہا تھا جیسا کہ عام طور پر وحشی دہقانوں کے دیہاتی کنووں پر ہوتا ہے کہ چلتے بیل کی معمولی لات لگنے سے گوبر کے ڈھیر کنویں میں گرتے رہتے ہیں کنویں کے شرقی وشمالی کنارہ پر زمین سے کچھ اونچی مندیلیاں تھی چونکہ گوبر ایک وزنی مادہ اور اپنے مساوی الحجم پانی سے بھاری ہوتا ہے لہذا وہ کنویں میں پڑ کر تہ نشین بھی ہو جاتا ہے اور جب مدت تک پڑتا رہے تو مادہ تہہ میں ڈھیر ہوتا جاتا ہے جب کہ ٹوبی پڑے ایسے غلاظت کے متعفن ڈھیر نکلتے ہیں اور پھر جو ذرات کے طور پر تیرتا رہتا ہے وہ پانی بھرنے والوں کے برتنوں اور نہانے دھونے والوں کے کپڑوں اور بدن پر جاتا ہے اور پانی کی طہارت اور ستھرا پن تو ایسے مادہ کے پڑتے رہنے اور بند کنویں میں جمع رہنے سے معلوم ہی ہے۔ یہ عجیب نادانی کا خیال ہے، جو بعض لوگ کہتے ہیں (جیسا کہ بعض مرزائیوں نے بھی اس گوبر کے ذکر کرنے پر کہا) کہ جاری کنواں جاری نہر کے حکم میں ہے۔ نہر میں ایسی غلاظت ایک جگہ پر جمع نہیں رہ سکتی اور بہہ کر چلی جاتی ہے حالانکہ کنویں میں ڈھیر بنی رہتی ہے اور جو نکلتی ہے وہ پانی لینے والوں کے برتن وغیرہ میں پڑ کر ان کی نصیب ہوتی ہے۔ نہ کنویں کا پانی نہر کے صدہا میل کے پانی کی طرح عام تام ہوتا ہے کہ ایسی غلاظت کا خیال تک نہ کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جا سکے۔غرض کہ مرزائی ایسے کنویں سے پانی پیتے ہیں اور نہاتے دھوتے ہیں۔ایسے مکروہ کنویں سے پانی لینے سے میں نے پرہیز کی اور ازیں وجہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے مجتنب ہوا ہاں نفل کے طور پر ایک آدھ دفعہ جماعت ہوتی دیکھ کر شامل بھی ہوا۔ایک دفعہ سعید المعروف عرب نے مجھ پر نماز نہ پڑھنے کا اعتراض کیا تو اسے جب میں نے ساتھ لے جا کر گوبر مذکور کا تعفن اور اس کا گرنا دکھایا تو بولا واقعی متعفن گوبر کنویں میں جاتا ہے۔ مگر کہنے لگا کہ اس کا کوئی حرج نہیں ہے۔تعجب یہ ہے کہ ان لوگوں کو پانی کی پلیدی و پاکی کا کوئی بھی خیال نہیں آتا اور غالباً یہی وجہ ہے کہ میں نے کبھی ایک کو بھی احتیاط کرتے نہیں دیکھا۔

میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ بورڈنگ ہاؤس کے باورچی خانہ کے گھڑے کھلے اور بالکل ننگے پڑے رہتے ہیں اور میں نے خود بھی ان پر کتے دیکھے ایسے ہی چودھری فتح محمد مرزائی حال متعلم ایف اے نے ایک دن ذکر کرنے پر مجھے کہا کہ کئی بار اس ننگے پانی خانہ سے کتے ہانکے ہیں۔اس کمرہ کو جس کا ایک محراب اور دو کھڑکیاں معمولی آڑ کے کواڑ لگانے کی کسی کو غیرت نہیں ہے۔

حکیم نورالدین صاحب کے مطب کے نزدیک والے کنویں میں جہاں سے عام طور پر تمام مرزائی پیتے ہیں اور جو مرزائیوں کا سب سے بڑھ کر مستعملہ کنویں ہے میں نے خود مرزائیوں کو اقسام کے میلے اور خراب برتن ڈالتے دیکھا۔خاص ملہم اعلی پیر سراج الحق نعمانی کو جو مطب کی چھت پر رہتے ہیں میں نے (جب کہ میں مطب کے متصل ابوسعید عرب کے پاس رہتا تھا) دیکھا کہ بعض دفعہ ایک گھڑی کے منہ میں جو ہرگز صاف نہ ہوتی تھی بلکہ جسے زمین پر رکھنے سے مٹی لگی ہوتی تھی اور میلی نظر آتی تھی ایک رسی ڈال کر اور پھر اسے کنویں میں لٹکا کر پانی نکال لیتے۔عام طور پر پیر صاحب ایک ڈول سے پانی کھینچتے تھے ہاں کبھی کبھی (شائد ڈول نہ ہونے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے) میں نے انہیں گھڑی ڈالتے بھی دیکھا۔بارش کے وقت جب دلو (بوکہ)...میں پار ہتا تھا تو اسے کنویں میں پانی کھینچنے کو لٹکاتے ہوئے غلاظت کنویں میں پڑتی۔سخت سردی کے ایام میں جب ہ بارش کے موقعہ پر کہیں جانا نہ ہوسکتا تو چند دفعہ مجھے بھی اس دلو سے کنواں مذکور سے پانی نکالنا پڑا۔پھر تو کپڑے اور ہاتھ رسی کی غلاظت سے لتھڑ گئے۔اس وجہ سے اور ایک طالب علم محمد حسین نام پسر مصنف چٹھی مسیح کو ہاتھ پاؤں خراب ہونے کی..میں کنویں میں اترتے دیکھ کر میں نے ہمیشہ کے لئے اس کنویں سے پانی لینے سے توبہ کر لی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طریق الصحت میں مرزائی کنویں کو صاف رکھنے کے اسباب ...کریں۔مگر کیوں وہ تو سب (جیسا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اشتہار، کرشن قادیانی سے فیصلہ، میں لکھا ہے)، ایک نابیناؤں کی قطار کی طرح حکیم نوردین صاحب اور مرزا صاحب کے پیچھے بلا چون وچرا جکڑے چلے جاتے ہیں اور ایک بھی نہیں جو اتنا سوچے کہ آخر ہم کہاں جا رہے ہیں۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹۔ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۴۔۶)

(مولوی عبداللہ صاحب لکھتے ہیں) یہ تو اس قوم کی طہارت کا نمونہ ہے۔ دینیات میں بھی عربی دان مرزائی سخت باہمی اختلاف سے خالی نہیں ہیں۔نمونہ کے طور پر صرف اس قدر کہد ینا کافی ہے کہ حکیم صاحب اور قاضی امیر حسین موصوف میں درس میں گویا دائمی چکری رہتی ہے بسا اوقات حکیم صاحب قرآن کا کچھ معنی کرتے ہیں اور قاضی صاحب کسی اور طرف کو جاتے ہیں (کیا حکم کے ہوتے ہوئے بھی یہ اختلاف؟) قاضی صاحب تو خود مرزا صاحب اپنے اولوالعزم رسول سے اختلاف کرنے میں بھی دریغ نہیں کرتے۔ ہاں بہ نسبت قاضی موصوف، حکیم صاحب واقعی بہت احتیاط سے کام لیتے ہیں۔مگر وہ بھی بعض اوقات (غالباً نئے تعلیم یافتہ معترضین کے فضول اعتراضات سے بچنے کے لئے) نادر لغات سے کام لیتے ہیں جو اعلیٰ فصاحت قرآن کے بالکل منافی ہے اور قاضی صاحب موصوف نے تو عجیب راہ تفسیر کی نکالی ہوئی ہے، ان کے نزدیک کبھی کوئی نبی قتل نہیں ہوا۔آپ جا بجا قتل الانبیاء کے معنی قرآن میں قتال بالانبیاء کرتے یا کسی مستعار لغت سے کام لے کر قتل کے معنی ایسے مواقع پر جا بجا ضرر شدید کے کرتے ہیں کیونکہ قتل انبیاء کے ماننے سے ان کے فرضی اصول پر زد پڑنے کا خوف ہوتا ہے۔فرماتے ہیں کہ اس سے انبیاء کی ناکامی لازم آتی ہے حاشا کہ قتل سے ناکامی لازم آئے۔ ایسے انبیاء جس مطلب کیلئے آئے اسے انجام دے کر ہی قتل ہوئے۔انہوں نے کافی تبلیغ رسالت کی جو محض مقصد بعثت (بفحوائے و ما علی الرسول الا البلاغ) ہے اور انجام کار کفار کی ہٹ دھرمی سے بعض قتل ہو گئے، وہ سینکڑوں ہزاروں کو مسلمان بنا گئے۔اور علی ہذا اپنے عرصہ کی تعلیم سے ہدایت کا عام تام ذخیرہ اپنے پیچھے چھوڑ گئے۔

اس شخص کے نزدیک بنی اسرائیل میں توبہ قتل النفس سے نہیں ہوتی تھی آپ اقتلوا انفسکم کے معنی فارسی لفظ نفس کشی فرماتے ہیں حالانکہ نفس کشی جو بظاہر قتل النفس کا ترجمہ ہے، اردو فارسی کا محاورہ ہے نہ کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربی کے محاورہ میں قتل النفس کے معنی اردو اور فارسی والی نفس کشی کے ہو سکتے ہیں۔ایک دفعہ اس مضمون پر بحث کرتے ہوئے کہ بنی اسرائیل میں توبہ قتل النفس سے ہوتی تھی میں نے قاضی صاحب کو ان کے انکار پر یہ توجہ دلائی کہ مرزا صاحب اشتہار الانذار کے آخری حصے میں بنی اسرائیل کا طرز توبہ جان کا مار ڈالنا ہی تسلیم کرتے ہیں، اور اسے حجتاً پیش کرتے ہوئے عوام کو توجہ دلاتے ہیں کہ اگرچہ تم پر اسی طرح کی توبہ تو نہیں ہے مگر اس قدر روؤ کہ گویا مر ہی جاؤ۔اس پر قاضی صاحب نے فرمایا کہ مرزا صاحب کی باتیں پیش نہ کیا کرو کیونکہ میرے (قاضی صاحب) اور مولوی نورالدین کے درمیان بعض مسائل پر بعض دفعہ جو جھگڑا ہو کر معاملہ حضرت جی (مرزا) کے روبرو تصفیہ کے واسطے پیش ہوا تو آپ نے انجام کار فرمایا کہ میں نے اس مسئلہ اور عقیدہ پر غور نہیں کی ہے اور کہ میں (مرزا) کوئی جواب نہیں دے سکتا۔انتہی (سبحان اللہ! دعوی تو یہ کہ دنیا کے اختلاف مٹانے کو آیا ہوں اور حال یہ کہ میں نے غور نہیں کیا۔ثناء اللہ امرتسریؒ)

پھر قاضی صاحب نے نمونہ کے طور پر فرمایا کہ ہماری (درمیان قاضی صاحب وحکیم صاحب) تکرار بہ نسبت قتل انبیاء پر بھی حضور (مرزا) نے انجام کار ایسا ہی جواب دیا تھا۔سبحان اللہ! کہ اول تو اس وقت تک مرزا صاحب نے قتل انبیاء کی نسبت کوئی خاص قطعی عقیدہ نہ رکھا ہو۔کیا اس سے مرزا صاحب کے الہام الرحمن علم القرآن لتنذر قوماً .. الخ کا سرّ اب صاف طور سے نہیں سمجھا جا سکتا ہے اور تو۔اس شخص (قاضی صاحب) کا یہ بھی مذہب ہے کہ پیغمبر ﷺ نے بیت المقدس کی طرف کبھی نماز نہیں پڑھی۔اور نہ ہی انہیں تبدیل قبلہ کا حکم ہوا ہے۔ فلنولینك قبلة ترضاها کے یہ معنی کرتے ہیں کہ ہم تجھے ایسے قبلہ کا والی بنائیں گے..الخ۔نہ معلوم یہ پارہ ۲ کے شروع میں لفظ ما ولاهم عن کے کیا معنی کرے گا۔اور پھر اسی رکوع میں ولّ وجهك شطر المسجد الحرام کی کیا تفسیر کرے گا۔وہاں ضرور منہ پھیرنے کے معنی کرے گا کیونکہ منہ کی ولایت کا کچھ مطلب نہیں بن سکتا۔پھر ایک رکوع میں ایک ہی لفظ کے ایسے مختلف معنی کرنے کا اسے کیا حق پہنچ سکے گا؟

میں اس شخص کے عقاید پر کوئی طویل بحث کرنا نہیں چاہتا کیونکہ میرا مضمون اس صورت میں بہت ہی طویل ہو جائے گا صرف اس قدر کہہ دینا کافی سمجھتا ہوں کہ اگر ایک غیر مرزائی آدمی جو عربی سے کچھ واقفیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتا ہو کسی ثالث منصف کی منصفی سے مرزائیوں کے ساتھ ان کے ایسے عقاید میں گفتگو کرے تو مرزائی ذرا بھی چل سکنے کے قابل نہیں رہتے کیونکہ وہ کوئی فصیح محاورات اپنے عقاید کی تائید میں پیش نہیں کر سکتے اور نادر لغات اور علم تام مستعار معانی لینے سے قرآن کریم کا ابہام بلکہ چیستان ہونا لازم آتا ہے۔ یہ خاص طور سے قابل لحاظ ہے کہ اس رکیک تاویل کی نسبت مرزائیوں کو مرزا صاحب ہی سے ملی ہے کیونکہ آپ ایسے مرادوں سے کام لیتے رہتے ہیں جنہیں انہیں کا پیٹ اگل سکتا ہے۔

خیر مجھے یہ دکھانا تھا کہ خاص علمائے مرزائیہ میں عقاید اختلاف ہے بلکہ خود مرزا صاحب سے بھی بعض علمائے اصحاب قادیان کو گہرا اختلاف ہے جیسا کہ قاضی صاحب موصوف اور مرزا صاحب کے مذکورہ بالا اختلاف نسبت طرز تو بہ بنی اسرائیل سے ظاہر ہے۔ پھر یہ ہے نمونہ صحیح بخاری کے امام حکم وعدل کا، جس کی پچیس سالہ تعلیم نے مرزائیوں میں ایسا اثر ہے کہ بعض اصحاب کبار کوان سے تھیں میں میں وہ یک جہتی ہے جو نمونہ کے طور پر اوپر بیان ہوئی اور عام طور پر مرزائیوں پر ستھرے پن کا وہ اثر پڑا جس کا کچھ خاکہ اوپر کھینچا گیا ہے۔

یہ تو میں نے ان کے نمونہ نبوی کا حال پایا ہے۔ پھر ان کا حضرت ﷺ سے یہ مقابلہ کیسا ہی خوب ہے جنہیں (ﷺ کو) دوسرے ہی نزول وحی پر عملی زندگی سنوارنے کا حکم فكبر و ثيابك فطهر .. الخ سے ہو گیا اور آپ (مرزا) کو تو مسلمانوں پر لعنت نامے لکھنے سے کہاں فرصت کہ علم دین پر توجہ کریں۔ مسلمانوں پر ایسی زیادتیاں کرنے میں آپ نے وہ کمال کیا کہ انہیں دیکھ کر یہ خیال گذرتا ہے کہ اس شخص کو اہل اسلام سے بڑھ کر شاید کسی سے بھی دشمنی نہیں ہے۔ دیکھئے یہ شخص مسلمانوں کو صرف ابن مریم کی حیات کا اعتقاد رکھنے کی وجہ سے مغضوب ہوئے اور ایسے عقیدہ کو مشرکانہ فرماتا ہے مگر آپ بھول گئے حضور (مرزا) نے بھی اپنی نیک نیتی کے ثبوت میں اپنے اس سابق عقیدہ کا حوالہ دیا ہے کہ میں پہلے بھی مانتا تھا کہ ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا اور فرماتے ہیں کہ میں نے بھی ایسا ہی لکھا تھا جس سے آپ ...اسی شرک میں جسے مسلمانوں کے سر تھوپ دیا چالیس سال کی عمر تک مبتلا رہنا پایا جاتا ہے۔ پھر نبی! اور شرک کرے، یہ تو خود آپ ہی غلط قرار دے چکے ہیں۔ کیا آپ یہ خلاصہ فرما نہیں چکے کہ انبیاء خدا کی کو صرف عرف عام سے سن کر محض اپنی لطیف عقل سے اس کی توحید پر دلدادہ ہوتے ہیں اور شرک سے ہمیشہ انہیں طبعاً نفرت رہتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر آپ اسی شرک میں جو مسلمانوں کی نسبت ان کی حیات ابن مریم کے اعتقاد کی وجہ سے بتلا رہی ہیں، یا تو اپنی تحریر کے بموجب چالیس سال کی عمر تک مبتلا رہے اور آئندہ کے لئے نیک نیتی کی سند بنانے کو برا ہین میں ایسا لکھ مارا کہ ابن مریم آسمان سے اترے گا۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶۔اکتوبر ۱۹۰۵ء ص ۹۔۱۰)

(مولوی عبداللہ صاحب لکھتے ہیں) اور کچھ واقعہ میں آپ سرے ہی سے ابن مریم کے نزول سماوی کے قائل نہ تھے تو اس صورت میں ان کا صریح کذب لازم آتا ہے۔ اور یہ نرا جھوٹ ٹھہرا کہ میں پہلے خود نزول سماوی ابن مریم کا قائل تھا۔ وغیرہ

بہرحال مرزا صاحب پیچیدگی میں پڑتے ہیں۔ یہ ہے اس شخص کی اختلاف بیانی جس کا کچھ اور خاکہ بھی آگے چل کر دکھاؤنگا۔ درحقیقت مسلمانوں کے مذکورہ بالا عقیدہ کو شرک لکھنا ایک ہوائی اور نفسانی کلمہ ہے جسکی وجہ سے مرزا صاحب کی ذات پر مذکورہ بالا سخت اعتراضات پڑتے ہیں اور محض نفسانی کلمات (بعداوت اہل اسلام) کی بنا پر ہی مسلمانوں کو مشرک گردانے کا فعل ہی اس امر کی مکمل دلیل ہے کہ مرزا صاحب خدا کی طرف سے ہونا تو کیا ایک ہوشیار مسلم کی حیثیت بھی نہیں رکھتے کیونکہ مومن کو حضرت نے ذکی اور صاحب فراست فرمایا ہے اتقوا فراسة المومن ۔مرزا صاحب تو جابجا اختلاف بیانی میں بڑی ٹھوکریں کھا چکے ہیں اور کھا رہے ہیں یہی اختلاف جو ایسا وسیع ہے واقع میں بفحوائے آیت ولو کان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافاً كثيراً معیار قائم ہو کر اسی امر قطعی کی دلیل ہے کہ مرزا صاحب کبھی بھی خدا تعالی کی طرف سے نہیں ہو سکتے اور کہ خدا تعالی کا ہاتھ انہیں محفوظ رکھنے کے لئے ان کے ساتھ ہرگز نہیں ہے۔ پھر بشری نقص انہیں لغزش میں ڈال ہی دیتے ہیں جیسا کہ ذکر ہوا۔ آپ کے اختلافات کا کچھ اور نمونہ بھی جو وہاں قادیان میں میں نے دیکھا یا سنا آگے چل کر اپنے موقعہ پر انشاءاللہ دکھاؤنگا۔

غرض کہ دکھانا یہ تھا کہ مرزا صاحب کو کہاں فرصت کہ عملی و اعتقادی زندگی سنوارنے کیلئے توجہ کریں۔ آپ نے بقول قاضی امیر حسین مرزائی موصوف تو ابھی بعض عقاید کی آیات میں بھی غور نہیں کیا (جیسا کہ اوپر بیان ہوا) اور لہذا تاحال عقاید کا کوئی فیصلہ نہیں کر سکے۔ کیا صحیح بخاری کے امام حکم دعوی کا یہ نمونہ مجھے ایک قطعی معیار کا کام نہ دے سکتا تھا کہ مرزا صاحب خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتے۔ میں نے حکیم نورالدین صاحب اور قاضی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر حسین سے بارہا سنا ہے کہ حضرت (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں کہ جس طریق پر میں قوم کو چلانا چاہتا ہوں ابھی تک اس کی طرف قوم نے منہ پھیر کر دیکھا تک نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اول تو یہ کیونکر ہوا کہ اس قدر انبیاء کے کمالات کا مجمع اور اپنی وحی میں کبھی احمد کبھی موسیٰ کبھی عیسیٰ کبھی نوح کبھی ابراہیم سے مخاطب ہوا اولوالعزم نبی کیا اتنا جاذب اثر بھی نہ رکھتا تھا کہ ۲۵ سالہ تعلیم سے مرزائیوں کے منہ اس راستہ پر تولاتا جس پر انہیں چلانا چاہتا تھا۔ ثانیاً یہ کہ اگر قوم نے ابھی تک منہ پھیر کر دیکھا تک نہیں تو ہم کہتے ہیں کہ دیکھتے کیونکر، جب انہیں امام کا ذاتی نمونہ نہ ملا، اور امام ان کی رنج وراحت میں شریک نہ ہوا۔ تو پھر اثر ہی کیا ہو۔ بھلا مرزا صاحب نے پچھلے ایام میں محمد افضل اڈیٹر البدر کی بیمار پرسی کی یا اسکے جنازہ پر تشریف لے گئے۔ حاشا! بلکہ جیسا کہ پیر سراج الحق نعمانی نے محمد شاہ پسر قاضی صاحب موصوف کی طاعونی موت کے موقع پر حیض میں ہیں، کہ مرزائی محمد شاہ کے جنازہ پر بھی نہیں گئے، صاف طور سے کہا کہ حضور (مرزا) کی طرف سے افضل کے بیمار ہونے پر مولوی نور الدین صاحب نے چھوٹی مسجد میں لوگوں کے اجتماع میں (جو بوقت نماز ہوتا ہے) حضور (مرزا) کا رقعہ مجلس کو پڑھ کر سنایا کہ محمد افضل کو طاعون ہوگیا ہے اور کہ اس کے غضب کیا کہ کلاں مسجد میں چلا آیا۔ لہذا اب اس کے پاس کوئی بھی وہاں نہ جاوے پھر تو افضل جس بے چارگی سے مراوہ دنیا کو معلوم ہے اس تنہائی کی موت اور مرزائیوں کی ایسی ڈرپوکی اور سرد مہری ہی سے وہ متنفر (آنجہانی) افضل کی ایک عورت (بیوی) کو حاصل ہوا کہ اس نے مرزائیت سے بھی جواب دے دیا اور جب وہ قطع تعلق کر کے قادیان سے چلنے لگی اور میرے روبرو مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری مدرس فارسی قادیان کالج وسکول نے مولوی نور الدین صاحب کے سامنے میرے روبرو اس عورت کی یہ بیزاری حکیم صاحب پر ظاہر کی، تو آپ نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو دل میں حضرت صاحب سے کوئی تعلق نہ تھا اور شاید یہی وجہ موت افضل کی ہوئی ہو، تو مولوی عبید اللہ صاحب جو وہی صرف خلاف ہدایت مرزا صاحب محض آشنائی سابقہ کی وجہ سے افصل کے سر پر رہے تھے طیش میں آکر بولے کہ مولوی صاحب! کیا افضل کو حضرت سے دل میں تعلق نہ تھا جس نے مرتے دم تک استقلال دکھایا اور عین مرتے ہوئے بولا کہ میں مرزا صاحب پر ایمان رکھتے ہوئے مرتا ہوں۔ جس پر حکیم صاحب نے.. جواب دیا کہ خیر اس عورت کو کوئی تعلق نہ تھا۔ مگر حکیم صاحب نے نہ سوچا کہ عورت کا پختہ ایمان تو مرزائیوں کی سرد مہری کے نمونہ ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

س ٹوٹا، جس سے وہ سمجھانے پر بھی تعلق توڑنے سے نہیں رہتی؟؟ تھی اور غصہ میں آ کر وہ وہ سناتی تھی جو مرزا ئیوں ہی کو خوب معلوم ہے۔ میں خود ان دنوں قادیان میں تھا اور یہ جھگڑا اپریل۔ مئی؟؟؟ میں درپیش تھا جب کہ افضل کا متروکہ تقسیم ہو رہا تھا اور وہ عورت سخت طیش میں آئی ہوئی تھی۔ پھر یہ تو افضل سے گذری جس پر افسوس... جاتا ہے کہ بجواب اعتراض اخبار شبھ چنتک جو قادیان کے آریوں کی طرف سے نکلتا ہے خواہ مخواہ اڈیٹر الحکم نے انہیں کوسا اور غلط لکھ مارا کہ افضل پر پوری ہمدردی و رفاقت کا ساتھ دیا گیا تھا۔ حاشا! مرزا صاحب نے تو جیسا کہ بیان ہوا، رقعہ کے ذریعہ سے لوگوں کو افضل کے پاس جانے سے منع کیا تھا پھر ہمدردی چہ معنی۔ کیا یہ سخت سے سخت افسوس کا مقام نہیں کہ اڈیٹر الحکم خواہ مخواہ مرزائیت کی تائید میں سرگرم رہتا ہے۔

مولوی عبید اللہ صاحب نے محض اپنی ہمدردی سے افضل کا اخیر دم تک ساتھ دیا تھا خدا کی قسم کہ جب حکیم صاحب کے ساتھ مولوی عبید اللہ کی مذکورہ بالا قیل وقال ہو چکی تو میں اٹھ کر اکیلا ان کے ساتھ ہو لیا۔ مولوی عبید اللہ نے مرزائیوں کی سخت شکایت کی کہ کوئی بھی مرزائی افضل کے پاس بیمار پرسی یا جنازہ کے لئے نہیں آیا اور بولے کہ میں نے مرزا صاحب صرف اتنا مان لیا ہے کہ وہ جھوٹ نہیں کہتے بلکہ سچ کہتے ہیں مگر نہ یہ کہ کسی مرزائی کو صدیق اکبر یا عمر پر ترجیح دیتا پھروں۔ آپ کی غرض اس سے حکیم صاحب کے رتبہ کی نسبت تھی۔ اور میرے آخری دن مجھ سے بولے کہ میں بھی اسی غور میں ہوں کہ مرزا صاحب کے معاملہ کی اصلیت معلوم کروں۔ پھر یہ شخص تو ابھی مجمل سا ایمان رکھے ہوئے تھا وہ مرزا صاحب یا مرزائیوں کے رطب و یابس کا پیرو نہ تھا اور نہ مرزائیوں کی مجلسوں یا نورالدین کے درس میں جاتا ہے کہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کے نمونہ کا اس پر کوئی اثر نہ پڑا اور اپنی طبعی مستقل مزاجی میں مرزائیوں سے ممتاز ہے(۱) لہذا اس نے طاعون زدہ افضل کے پاس جانے، اس کی تیمارداری کرنے، اس کی میت کے ساتھ رہنے میں باوجود ممانعت مذکورہ بھی دریغ نہ کیا۔ پھر یہی شخص تھا کہ محمد شاہ کے جنازہ کے ساتھ محض طبعی استقلال سے گیا، یہ آنجہانی افضل سے ہمدردی ہوئی۔ ایسا ہی محمد شاہ مذکور آنجہانی سے ہوئی۔ جس کا وہ نتیجہ ہوا کہ قاضی امیر حسین نے اپنے لڑکے کے مرنے کے دوسرے دن بذریعہ رقعہ مرزا صاحب کو قوم کی نسبت شکایت کی جس پر آپ نے قاضی صاحب کی دلجوئی کے لئے نماز کے موقع پر مرزائیوں کو تنبیہ کی کہ تم تو کفار سے بھی بدتر ہوا گر تم میں جنازہ پر جانے تک کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمدردی نہ ہو۔ مگر یہ یاد رہے کہ محمد شاہ کی بیماری کے دنوں اندر والے باغ کے دروازہ پر خادم مرزا صاحب (وہ غالباً مہدی حسین شاہ تھا) کا پہرہ لگا ہوا تھا اور وہ لوگوں کو رقعہ بھی دکھایا جاتا تھا کہ حضرت نے اندر والے باغ میں (جہاں حضرت کا ڈیرہ تھا) آنے سے مطلق منع کیا ہے اور اپنی اولاد کو بھی باہر نکلنے سے منع کی ہوئی تھی۔ چنانچہ حضور کی مذکورہ بالا ہدایت کے بعد مرزائیوں میں ابوسعید کے دوکان کے آگے یہ قیل وقال میرے روبرو ہوئی کہ ہم کو تو خدام اور میر صاحب (خسر مرزا) اندر والے باغ میں بھی نہیں جانے دیتے تھے پھر ہم کو مریض کے پاس جانے کی کیسی اجازت تھی جب کہ لاگ کا اس قدر خوف تھا۔ بعض کہتے تھے کہ یہ خادم کی ساخت ہے دوسرے کہتے تھے نہیں، اس کے پاس رقعہ بھی ہے، جس پر گفتگو کے دوران میں آنجہانی افضل کے ذکر پر پیر صاحب موصوف بولے ہم نے تبھی سے بلاچون وچرا مریض کے پاس جانے سے دریغ کیا تھا۔ جب سے افضل کی بیماری کے موقعہ پر حکیم نورالدین صاحب نے حضرت کا رقعہ چھوٹی مسجد میں سنا کر آنجہانی کے پاس جانے سے منع کیا تھا۔ اس پر اس نے حیران ہو کر اس مجلس میں مقرر حکیم صاحب سے کہا کہ آیا واقعہ میں حکیم صاحب نے وہ رقعہ مجلس میں پڑھ کر منع کیا تھا تو آپ نے بڑی سنجیدگی اور تاکید سے جواب دیا کہ واقعہ میں ہم کو بذریعہ رقعہ منع کی گئی تھی۔ اس مجلس میں قاضی صاحب موجود تھے اور ابوسعید بھی حاضر تھا کسی نے پیر صاحب پر جرح نہ کی، اور جرح کیونکر کرتے، پیر صاحب موصوف مرزائیوں کے بڑے صاحب کشف سمجھے جاتے ہیں۔ پھر میں نے قاضی امیر حسین کو توجہ دلائی کہ آپ کی سختی مرزائیوں پر محمد شاہ آپ کے پسر کی موت پر پاس نہ آنے میں صریح زیادتی ہے کیونکہ وہ رقعہ مذکور کے وقت ہی سے سمجھے ہوئے تھے کہ ہم نے بڑی مسجد میں یا کسی طاعون زدہ مرزائی بھائی کے پاس نہیں جانا ہے اور یہی وجہ تھی کہ آج تک ہر ایک مرزائی یہی سمجھے ہوئے ہے کہ ایسا کرنا منع ہے۔ چنانچہ افضل کو قضا کئے ہوئے عرصہ گذرا مگر اب تک بورڈنگ والے بورڈنگ میں ہی نماز پڑھ رہے ہیں ورنہ ان کی جماعت ہمیشہ بڑی مسجد میں ہوا کرتی تھی اور وہ سب یہی کہتے ہیں کہ اس مسجد میں جانا منع ہے۔ پھر مرزائیوں کا قصور ہی کیا ہے۔ (ہفت روزہ اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء ص ۴۔۶)

(مولوی عبداللہ صاحب لکھتے ہیں) پھر جناب مرزا صاحب کے نمونہ ہمدردی کا یہ حال ہے کہ آپ کی یہ شکایت کہ قوم نے ابھی تک اس رستہ کی طرف منہ پھیر کر بھی نہیں دیکھا جس پر میں قوم کو چلانا چاہتا ہے، زیادتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی زیادتی ہے

دیکھئے آنحضرت ﷺ عرب جیسے شورش زدہ ملک میں کیسے صحابہ کے ساتھ رہتے تھے ایک ایک صحابی کو ساتھ لے کر حضور ﷺ نے کئی سفر کئے اعلیٰ نمونہ یہی تو تھا کہ جس سے صحابہ متاثر ہوئے اور وحشی سے انسان اور انسان سے با اخلاق انسان پھر باخدا انسان بن گئے ان کے ایمان کی حد خدا ہی کو معلوم ہے اور یہاں تو مرزا کو میں نے تمام پانچ ماہ میں ایک دن میں پوری تین نمازوں میں متواتر دو تین دن شامل ہوتے بھی نہیں دیکھا نہ سنا ۔ظہر اور عصر کی نماز پر آپ آتے ؟؟؟ لیکن کبھی کبھی تو ان میں بھی تشریف نہ لاتے سنا تھا کہ گرمی کے موسم میں رات کو مجلس فرمایا کرتے ہیں، یہ خیال تھا کہ اس وقت حضور سے کچھ سوال کرنے کا موقعہ ملے گا اور انہیں کے انتظار میں رہتے تھے مگر گرمی میں تو باغ میں خیمہ کے اندر گذارنے پر بھی ہم نے انہیں نماز ظہر یا عصر کے موقع پر تشریف لاتے اور یہ عموماً ہوتا، آتے ہی حضور کے کے گرد مرزائیوں کے جم گھٹے ہو جاتے اگر کسی نو وارد نے کچھ پوچھنا ہوتا تو ٹھیک کھڑے پوچھ لیتے پھر دفعۃً نماز شروع ہو جاتی فرض پڑھتے ہی حضور چل دیتے سنتوں تک وہاں نہ پڑھتے ۔کسی مباحث کو ایسی حالت میں خاک موقعہ سوالات کا ملتا خصوصاً اس لئے کہ حضور کو مباحثہ سے نفرت ہے اور ناراض ہو جاتے ہیں، پھر سوالات کیا کرنے تھے اور حقیقت میں ...سب کچھ علم لدنی اور وہ اپنی کتب مصنفہ میں پلٹ چکے ہیں تو پھر اسلامی ...نمونہ ..کیا پوچھنا تھا۔صرف نمونہ نمونہ دیکھنا البتہ رہتا تھا جس پر ذرا غور کی گئی اور اس کا کچھ خاکہ پیش کیا جا رہا ہے

تنگ ظرفی حضور کا کیا کہنا۔اتنا اشارہ کافی ہے کہ آپ اپنی مصنفہ کتب اور اشتہارات میں لوگوں کو کوسنے اور گندہ گندہ الفاظ استعمال کرنے میں کوئی کمی نہیں رکھی خوب لعنت نامے لکھے ہیں......(باقی صفحات وغیرہ موجود نہیں۔بہاء)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰۔اکتوبر ۱۹۰۵ء ص ۴)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازالہ اوہام سے چند قادیانی عقائد

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی مایہ ناز تصنیف ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں:

یہ بھی جاننا چاہیے کہ دمشق کا لفظ جو مسلم کی حدیث میں وارد ہے یعنی صحیح مسلم میں یہ جو لکھا ہے کہ مسیح دمشق کے منارہ سفید شرقی کے پاس اتریں گے، یہ لفظ ابتداء سے محقق لوگوں کو حیران کرتا چلا آیا ہے کیونکہ بظاہر کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ مسیح کو دمشق سے کیا مناسبت ہے اور دمشق کو مسیح سے کیا خصوصیت۔ ہاں اگر یہ لکھا ہوتا کہ مسیح مکہ معظّمہ میں اتریگا یا مدینہ منورہ میں نازل ہوگا تو ان ناموں کا ظاہر پر حمل کرنا موزوں بھی ہوتا کیونکہ مکہ معظّمہ خانہ خدا کی جگہ اور مدینہ منورہ رسول اللہ کا پایہ تخت ہے مگر دمشق میں تو کوئی ایسی خوبی نہیں جس کی وجہ سے تمام امکنہ متبرکہ کو چھوڑ کر نزول کے لئے صرف دمشق کو مخصوص کیا جائے۔ اس جگہ بلاشبہ استعارہ کے طور پر کوئی مرادی معنی مخفی ہیں جو ظاہر نہیں کئے گئے اور یہ عاجز ابھی اس بات کی تفتیش کی طرف متوجہ نہیں ہوا تھا کہ وہ معنی کیا ہیں کہ اسی اثنا میں میرے ایک دوست اور محبّ واثق مولوی حکیم نورالدین صاحب اس جگہ قادیان میں تشریف لائے اور انہوں نے اس بات کے لیے درخواست کی کہ جو مسلم کی حدیث میں لفظ دمشق و نیز ایسے چند مجمل الفاظ ہیں ان کے انکشاف کے لئے جناب الٰہی میں توجہ کی جائے لیکن چونکہ ان دنوں میری طبیعت علیل اور دماغ ناقابل جدوجہد تھا اس لئے میں ان تمام مقاصد کی طرف توجہ کرنے سے مجبور رہا، صرف تھوڑی سی توجہ کرنے ایک لفظ کی تشریح یعنی دمشق کے لفظ کی حقیقت میرے پر کھولی گئی اور نیز ایک صاف اور صریح کشف میں مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ ایک شخص حارث نام یعنی حراث آنے والا ہے جو ابوداؤد کی کتاب میں لکھا ہے یہ خبر صحیح ہے اور یہ پیش گوئی اور آنے والے مسیح کی پیش گوئی درحقیقت یہ دونوں اپنے مصداق کی رو سے ایک ہی ہیں۔ یعنی ان دونوں کا مصداق ایک ہی شخص ہے جو یہ عاجز ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال میں دمشق کے لفظ کی تعبیر جو مجھ کو کھولی گئی بیان کرتا ہوں۔ پھر بعد اسکے ابوداؤد والی پیش گو ئیجس طور سے مجھے سمجھائی گئی ہے بیان کرونگا۔

پس واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبہ کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں جن کے دلوں میں اللہ اور رسول کی کچھ محبت نہیں اور احکام الٰہی کی کچھ عظمت نہیں جنہوں نے اپنی نفسانی خواہشوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اپنے نفس امارہ کے حکموں کے ایسے مطیع ہیں کہ مقدسوں اور پاکوں کا خون بھی ان کی نظر میں سہل اور آسان امر ہے اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور خدائے تعالیٰ کا موجود ہونا ان کی نگاہ میں ایک پیچیدہ مسئلہ ہے اور چونکہ طبیب کو بیماروں ہی کی طرف آنا چاہیے اسلیئے ضرور تھا کہ مسیح ایسے لوگوں میں ہی نازل ہو۔ غرض مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے جس میں یہ دمشق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے اور خدائے تعالیٰ نے مسیح کے اترنے کی جگہ جو دمشق کو بیان کیا تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح سے مراد وہ اصلی مسیح نہیں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی بلکہ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو اپنی روحانی حالت کی رو سے مسیح سے اور نیز امام حسین سے بھی مشابہت رکھتا ہے کیونکہ دمشق پایہ تخت یزید ہو چکا ہے اور یزیدیوں کا منصوبہ گاہ جس سے ہزار ہا طرح کے ظالمانہ احکام نافذ ہوئے وہ دمشق ہی ہے اور یزیدیوں کو ان یہودیوں سے بہت مشابہت ہے جو حضرت مسیح کے وقت میں تھی ایسا ہی حضرت امام حسین کو بھی اپنی مظلومانہ زندگی کی رو سے حضرت مسیح سے غایت درجہ کی مماثلت ہے پس مسیح کا دمشق میں اترنا صاف دلالت کرتا ہے کہ کوئی مثیل مسیح جو حسین سے بھی بوجہ مشابہت ان دونوں بزرگوں کے مماثلت رکھتا ہے یزیدیوں کی تنبیہ اور ملزم کرنے کیلئے جو مثیل یہود ہیں اتریگا اور ظاہر ہے کہ یزیدی الطبع لوگ یہودیوں سے مشابہت رکھتے ہیں یہ نہیں کہ دراصل یہودی ہیں اس لئے دمشق کا لفظ صاف طور بیان کر رہا ہے کہ مسیح جو اترنے والا ہے وہ بھی دراصل مسیح نہیں ہے۔ بلکہ جیسا کہ یزیدی لوگ مثیل یہود ہیں ایسا ہی مسیح جو اترنے والا ہے وہ بھی مثیل مسیح ہے اور حسینی الفطرت ہے یہ نکتہ ایک نہایت لطیف نکتہ ہے جس پر غور کرنے سے صاف طور پر کھل جاتا ہے کہ دمشق کا لفظ محض استعارہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ چونکہ امام حسین کا مظلومانہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعہ خدا تعالیٰ کی نظر میں بہت عظمت اور وقعت رکھتا ہے اور یہ واقعہ حضرت مسیح کے واقعہ سے ایسا ہم رنگ ہے کہ عیسائیوں کو بھی اس میں کلام نہیں ہوگی اس لئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ آنے والے زمانہ کو بھی اس کی عظمت سے اور مسیحی مشابہت سے متنبہ کرے اس وجہ سے دمشق کا لفظ بطور استعارہ لیا گیا تا پڑھنے والوں کی آنکھوں کے سامنے وہ زمانہ آجائے جس میں لخت جگر رسول اللہ ﷺ حضرت مسیح کی طرح کمال درجہ کے ظلم اور جور و جفا کی راہ سے دمشقی اشقیاء کے محاصرہ میں آکر قتل کئے گئے۔ سو خدا تعالیٰ نے اس دمشق کو جس سے ایسے پر ظلم احکام نکلتے تھے اور جس میں ایسے سنگ دل اور سیاہ درون لوگ پیدا ہو گئے تھے اس غرض سے نشانہ بنا کر لکھا کہ اب مثیل دمشق عدل و اور ایمان پھیلانے کا ہیڈ کوارٹر ہوگا کیونکہ اکثر نبی ظالموں کی بستی میں ہی آتے رہے ہیں اور خدا تعالیٰ لعنت کی جگہوں کو برکت کے مکانات بناتا رہا ہے اس استعارہ کو خدا تعالیٰ نے اس لئے اختیار کیا کہ تا پڑھنے والے دو فائدے اس سے حاصل کریں۔ ایک یہ کہ امام مظلوم حسینؓ کا دردناک واقعہ شہادت جس کو دمشق کے لفظ میں بطور پیش گوئی اشارہ کی طرز پر حدیث نبوی میں خبر دی گئی ہے اسکی عظمت اور وقعت دلوں پر کھل جائے۔ دوسرے یہ کہ تا یقینی طور پر معلوم کر جاویں کہ جیسے دمشق میں رہنے والے دراصل یہودی نہیں تھے مگر یہودیوں کے کام انہوں نے کئے ایسا ہی مسیح جو اترنے والا ہے دراصل مسیح نہیں ہے بلکہ مسیح کی روحانی حالت کا مثیل ہے اور اس جگہ بغیر اس شخص کے کہ جس کے دل میں واقعہ حسین کی وہ عظمت نہ ہو جو ہونی چاہیے ہر ایک شخص اس دمشقی خصوصیت کو جو ہم نے بیان کی ہے بکمال انشراح ضرور قبول کرلے گا اور نہ صرف قبول بلکہ اس مضمون پر نظر امعان کرنے سے گویا حق الیقین تک پہنچ جائے گا اور حضرت مسیح کو جو امام حسینؓ سے تشبیہہ دی گئی ہے یہ بھی استعارہ در استعارہ ہے جس کو ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔

اب پہلے ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر فرما دیا ہے کہ یہ قصبہ قادیان بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں دمشق سے ایک مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ تشبیہات میں پوری پوری تطبیق کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات ایک ادنی مماثلت کی وجہ سے بلکہ صرف ایک جزو میں مشارکت کے باعث سے ایک چیز کا نام دوسری چیز پر اطلاق کر دیتے ہیں مثلاً ایک بہادر انسان کو کہہ دیتے ہیں کہ یہ شیر ہے، اور شیر نام رکھنے میں یہ ضروری نہیں سمجھا جاتا کہ شیر کی طرح اس کے پنجے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں اور ایسی بدن پر پشم ہو اور ایک دم بھی ہو بلکہ صرف صفت شجاعت کے لحاظ سے ایسا اطلاق ہو جاتا ہے اور عام طور پر جمیع انواع استعارات میں یہی قاعدہ ہے۔ سو خدائے تعالی نے اسی عام قاعدہ کے موافق اس قصبہ قادیان کو دمشق سے مشابہت دی اور اس بارہ میں قادیان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا کہ

ا خر ج منه الیز یدیو ن

یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔ اب اگر چہ میرا یہ دعوی تو نہیں اور نہ ایسی کامل تصریح سے خدا تعالی نے میرے پر کھول دیا ہے کہ دمشق میں کوئی مثیل مسیح پیدا نہیں ہوگا بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانہ میں خاص کر دمشق میں بھی کوئی مثیل مسیح پیدا ہو جائے مگر خدا تعالی خوب جانتا ہے اور وہ اس بات کا شاہد حال ہے کہ اس نے قادیان کو دمشق سے مشابہت دی ہے اور ان لوگوں کی نسبت یہ فرمایا ہے کہ یہ یزیدی الطبع یعنی اکثر وہ لوگ جو اس جگہ رہتے ہیں وہ اپنی فطرت میں یزیدی لوگوں کی فطرت سے مشابہ ہیں اور یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے کہ

انّا انزلناه قریباً من القا دیان و بالحقّ انز لناه و با لحقّ نزل و کان وعد اللّٰه مفعو لا ۔

یعنی ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا ہے اور سچائی کے ساتھ اتارا اور سچائی کے ساتھ اترا۔ ایک دن اللہ کا وعدہ پورا ہونا تھا۔ اس الہام پر نظر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قادیان میں خدا تعالی کی طرف سے اس عاجز کا ظاہر ہونا الہامی نوشتوں میں بطور پیش گوئی کے پہلے سے لکھا گیا تھا۔ اب چونکہ قادیان کو اپنی خاصیت کی رو سے دمشق سے مشابہت دی گئی تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قادیان کا نام پہلے نوشتوں میں استعارہ کے طور پر دمشق رکھ کر پیش گوئی بیان کی گئی ہوگی۔ کیونکہ کسی کتاب حدیث یا قرآن میں قادیان کا نام لکھا ہوا نہیں پایا جاتا۔ اور یہ الہام جو براہین احمدیہ میں بھی چھپ چکا ہے بصراحت و بآواز بلند ظاہر کر رہا ہے کہ قادیان کا نام قرآن میں یا احادیث نبویہ میں بطور پیش گوئی ضرور موجود ہے اور چونکہ موجود نہیں تو بجز اس کے اور کس طرف خیال جا سکتا ہے کہ خدا تعالی نے قادیان کا نام قرآن شریف یا احادیث نبویہ میں کسی اور پیرایہ میں ضرور لکھا ہوگا اور اب جو نئے الہام سے یہ بات بپایہ ثبوت پہنچ گئی کہ قادیان کو خدا تعالی کے نزدیک دمشق سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشابہت ہے،تو اس پہلے الہام کے معنی بھی اس سے کھل گئے گویا یہ فقرہ جو اللہ جل شانہ نے الہام کے طور پر اس عاجز کے دل پر القاء کیا ہے کہ انا انز لناہ قر یباً من القا دیا ن اس کی تفسیر یہ ہے کہ

انا انز لناہ قریباً من دمشق بطرف شر قه عند المنارۃ البیضاء

کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے شرقی کناہ پر ہے منارہ کے پاس ۔ پس یہ فقرہ الہام الٰہی کا کہ کان وعد اللہ مفعو لاً اس تاویل سے پوری پوری تطبیق کھا کر یہ پیش گوئی واقعی طور پر پوری ہو جاتی ہے۔اس عبارت تک یہ عاجز پہنچا تھا کہ یہ الہام ہوا:

قل لو کان الامر من عند غیر اللّٰہ لو جد تم فیه اختلا فاً کثیراً ۔ قل لو اتبع اللہ ا ھواء کم لفسدت السما وا ت و ا لار ض و من فیھن ۔ و لبطلت حکمته و کان اللّٰہ عزیزاً حکیماً ۔ قل لو کان البحر مداداً لکلمات ربّی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربّی و لو جئنا بمثله مددا۔ قل ان کنتم تحبّون اللّٰہ فا تبعونی یحببکم اللّٰہ ۔ و کان اللّٰہ غفوراً رحیماً ۔

پھر اس کے بعد الہام کیا گیا،ان علماء نے میرے گھر کو بدل ڈالا ۔ میری عبادت گاہ میں ان کے چولہے ہیں میری پرستش کی جگہ میں ان کے پیالے اور ٹھوٹھیاں رکھی ہیں اور چوہوں کی طرح میرے نبی کی حدیثوں کو کتر رہے ہیں (ٹھوٹھیاں وہ چھوٹی پیالیاں ہیں جن کو ہندوستان میں سکوریاں کہتے ہیں ۔عبادت گاہ سے مراد اس زمانہ حال کے اکثر مولویوں کے دل ہیں جو دنیا سے بھرے ہوئے ہیں) اس جگہ مجھے یاد آیا کہ جس روز وہ الہام مذکورہ جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہے ہوا تھا اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب میرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ

انا انز لناہ قر یباً من القا دیا ن

تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شائد قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہرں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ مدینہ اور قادیان ۔ یہ کشف تھا جو کئی سال ہوئے کہ مجھے دکھلایا گیا تھا اور اس کشف میں جو میں نے اپنے بھائی کو جو کئی سال سے وفات پا چکے ہیں قرآن شریف پڑھتے دیکھا اور اس الہامی فقرہ کو ان کی زبان سے سنا تو اس میں یہ بھید مخفی ہے کہ جس کو خدا نے میرے دل پر کھول دیا کہ ان کے نام سے اس کشف کی تعبیر کو بہت کچھ تعلق ہے یعنی ان کے نام میں جو قادر کا لفظ آتا ہے اس لفظ کو کشفی طور پر پیش کر کے یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ قادر مطلق کا کام ہے اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیے اس کے عجائبات قدرت اسی طرح پر ہمیشہ ظہور فرما ہوتے ہیں کہ وہ غریبوں اور حقیروں کو عزت بخشتا ہے اور بڑے بڑے معززوں اور بلند مرتبہ لوگوں کو خاک میں ملا دیتا ہے۔ بڑے بڑے علماء وفضلاء اس کے آستانہ فیض سے بکلی بے نصیب اور محروم رہ جاتے ہیں اور ایک ذلیل حقیر امی جاہل نالائق منتخب ہو کر مقبولین کی جماعت میں داخل کرلیا جاتا ہے ہمیشہ سے اس کی کچھ ایسی ہی عادت ہے اور قدیم سے وہ ایسا ہی کرتا چلا آیا ہے۔ و ذلك فضل اللّٰه يؤتيه من يشاء۔

(ازالہ اوہام۔حاشیہ۔ص ٦٣ ۔ ٧٨)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راز حقیقت مؤلفہ قادیانی

(طبع ضیاء الاسلام پریس قادیان ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء)

مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

دسمبر کی تعطیلوں کے دنوں میں ہمیشہ جلسہ ہوتا تھا۔لیکن اب کے دسمبر میں، میں اور میرے گھر کے لوگ اور اکثر خادمہ عورتیں اور مرد موسمی بیماری سے بیمار ہیں۔خدمت مہمانوں میں فتور رہو گا۔اور بھی کئی اسباب ہیں جن کا لکھنا موجب تطویل ہے۔اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اب کی دفعہ کوئی جلسہ نہیں ہے۔ہمارے سب دوست مطلع رہیں۔المعلن: مرزا غلام احمد۔

مبادا دل آن فرمایہ شاد　　　　که از بہر دنیا دہد دین بباد

میں اپنی جماعت کے لئے خصوصاً یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ وہ اس اشتہار کے نتیجہ کے منتظر رہیں کہ جو ۲۱ نومبر کو بطور مباہلہ شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنہ اور اسکے دو رفیقوں کی نسبت شائع کیا گیا ہے جسکی میعاد ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء میں ختم ہو گی۔

اور میں اپنی جماعت کو چند لفظ بطور نصیحت کہتا ہوں کہ وہ طریق تقوی پر پنجہ مار کر یاوہ گوئی کے مقابلہ پر یاوہ گوئی نہ کریں اور گالیوں کے مقابلہ میں گالیاں نہ دیں۔وہ بہت کچھ ٹھٹھا اور ہنسی سنیں گے جیسا کہ وہ سن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے ہیں مگر چاہیے کہ خاموش رہیں اور تقوی اور نیک نیتی کے ساتھ خدا تعالی کے فیصلہ کی طرف نظر رکھیں اگر وہ چاہتے ہیں کہ خدا تعالی کی نظر میں قابل تائید ہوں تو صلاح اور تقوی اور صبر کو ہاتھ سے نہ دیں۔ اب اس عدالت کے سامنے مثل مقدمہ ہے جو کسی کی رعایت نہیں کرتی اور گستاخی کے طریقہ کو پسند نہیں کرتی جب تک انسان عدالت کے کمرہ سے باہر ہے اگرچہ اس کا بدی کا بھی مواخذہ ہے مگر اس شخص کے جرم کا مواخذہ بہت سخت ہے جو عدالت کے سامنے کھڑے ہو کر بطور گستاخی ارتکاب جرم کرتا ہے۔ اس لئے میں تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تعالی کی عدالت کی توہین سے ڈرو اور نرمی اور تواضع اور تقوی اختیار کرو۔ اور خدا تعالی سے چاہو کہ وہ تم میں اور تمہاری قوم میں فیصلہ فرماوے۔ بہتر ہے کہ شیخ محمد حسین اور اس کے رفیقوں سے ہرگز ملاقات نہ کرو کہ بسا اوقات ملاقات موجب جنگ وجدل ہو جاتی ہے اور بہتر ہے کہ اس عرصہ میں کچھ بحث مباحثہ بھی نہ کرو کہ بسا اوقات بحث مباحثہ سے تیز زبانیاں پیدا ہوتی ہیں ضرور ہے کہ نیک عملی اور راست بازی اور تقوی میں آگے قدم رکھو کہ خدا ان کو جو تقوی اختیار کرتے ہیں ضائع نہیں کرتا۔ دیکھو حضرت موسی جو سب سے زیادہ اپنے زمانہ میں حلیم اور متقی تھے تقوی کی برکت سے فرعون پر کیسے فتح یاب ہوئے۔ فرعون چاہتا تھا کہ ان کو ہلاک کرے لیکن حضرت موسی کی آنکھوں کے آگے خدا تعالی نے فرعون کو مع اس کے تمام لشکر کے ہلاک کیا۔ پھر حضرت عیسی کے وقت میں بدبخت یہودیوں نے یہ چاہا کہ ان کو ہلاک کریں اور نہ صرف ہلاج بلکہ ان کی پاک روح پر صلیبی موت سے لعنت کا داغ لگا دیں کیونکہ میں توریت میں لکھا تھا کہ جو لکڑی پر یعنی صلیب پر مارا جائے وہ لعنتی ہے یعنی اسکا دل پلید اور ناپاک اور خدا کے قرب سے دور جا پڑتا ہے اور راندہ درگاہ الہی اور شیطان کی مانند ہو جاتا ہے۔ اسی لئے لعین شیطان کا نام ہے، اور یہ نہایت بدمنصوبہ تھا کہ جو حضرت مسیح موعود.. کی نسبت سوچا گیا تھا تا اس سے وہ نالائق قوم یہ نتیجہ نکالے کہ یہ شخص پاک دل اور سچا نبی اور خدا کا پیرا نہیں ہے بلکہ نعوذ باللہ لعنتی ہے جس کا دل پاک نہیں اور کیسا کہ مفہوم لعنت کا ہے وہ خدا سے بجان ودل بیزار اور خدا اس سے بیزار ہے لیکن خدائے قادر وقیوم نے بدنیت یہودیوں کو اس ارادہ سے ناکام اور نامراد رکھا اور اپنے پاک نبی کو نہ صرف صلیبی موت سے بچایا بلکہ اسکو ایک سو بیس برس تک زندہ رکھ کر تمام دشمن یہودیوں کو اسکے (حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت عیسی کی ایک سو بیس سال کی عمر ہوئی تھی۔ لیکن تمام یہود ونصاری کے اتفاق سے صلیب کا واقعہ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت پیش آیا تھا جب کہ حضرت ممدوح کی عمر صرف تینتیس برس کی رہی ۔ اس دلیل سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسی نے صلیب سے بفضلہ تعالی نجات پا کر باقی عمر سیاحت میں گزاری تھی ۔ احادیث صحیحہ سے یہ ثبوت بھی ملتا ہے کہ حضرت عیسی نبی سیاح تھے ۔ پس اگر وہ صلیب کے واقعہ پر مع جسم آسمان پر چلے گئے تھے تو سیاحت کس زمانہ میں کی ۔ حالانکہ اہل لغت بھی مسیح کے لفظ کی ایک وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ لفظ مسح سے نکلا ہے اور مسح سیاحت کو کہتے ہیں ۔ ماسوا اس کے یہ عقیدہ کہ خدا نے یہودیوں سے بچانے کے لئے حضرت عیسی کو دوسرے آسمان پر پہنچا دیا تھا سراسر لغو خیال معلوم ہوتا ہے کیونکہ خدا کے اس فعل سے یہودیوں پر کوئی حجت پوری نہیں ہوتی ۔ یہودیوں نے نہ تو آسمان پر چڑھتے دیکھا نہ آج تک اترتے دیکھا ۔ پھر وہ مہمل اور بے ثبوت قصے کو کیونکر مان سکتے ہیں ۔ ماسوا اس کے یہ بھی سوچنے کے لائق ہے کہ خدا تعالی نے اپنے رسول کریم حضرت سیدنا محمد ﷺ کو قریش کے حملہ کے وقت جو یہودیوں کی نسبت زیادہ بہادر اور جنگ جو اور کینہ پرور تھے صرف اسی غار کی پناہ میں بچا لیا جو مکہ معظّمہ سے تین میل سے زیادہ نہ تھی تو کیا نعوذ باللہ خدا تعالی کو بزدل یہودیوں کا کچھ ایسا خوف تھا کہ بجز دوسرے آسمان پر پہنچانے کے اس کے دل میں یہودیوں کی دست درازی کا کھٹکا دور نہیں ہو سکتا تھا بلکہ یہ قصہ سراسر افسانہ کے رنگ میں بنایا گیا ہے، اور قرآن کریم کے صریح مخالف اور نہایت زبردست دلائل سے جھوٹا ثابت ہوتا ہے ۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت شناخت کرنے کے لئے مرہم عیسی ایک علمی ذریعہ اور اعلی درجہ کا معیار حق شناسی ہے اور اس واقعہ سے پورے طور پر مجھے اس لئے واقفیت ہے کہ میں ایک انسان خاندان طبابت میں سے ہوں اور میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضی جو اس ضلع کے ایک معزز رئیس تھے ایک اعلی درجہ کے تجربہ کار طبیب تھے جنہوں نے قریباً ساٹھ سال اپنی عمر کے اس تجربہ میں بسر کئے تھے اور جہاں تک ممکن تھا ایک بڑا ذخیرہ طبی کتابوں کا جمع کیا تھا اور میں نے خود طب کی کتابیں پڑھی ہیں اور ان کتابوں کو ہمیشہ دیکھتا رہا ۔ اس لئے میں اپنی ذاتی واقفیت سے بیان کرتا ہوں کہ ہزار کتاب سے زیادہ ایسی کتاب ہوگی جن میں مرہم عیسی کا ذکر ہے ۔ اور ان میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ مرہم حضرت عیسی کے لئے بنائی گئی تھی ان کتابوں میں سے بعض یہودیوں کی کتابیں ہیں اور بعض عیسائیوں کی اور بعض مجوسیوں کی ۔ سو یہ ایک لک علمی تحقیقات سے ثبوت ملتا ہے کہ ضرور حضرت عیسی نے صلیب سے رہائی پائی تھی اگر انجیل والوں نے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے برخلاف لکھا ہے تو ان کی گواہی ایک ذرہ اعتبار کے لائق نہیں کیونکہ اول تو وہ لوگ واقعہ صلیب کے وقت حاضر نہ تھے اور اپنے آقا سے طرز بے وفائی کر اختیار کر کے سب کے سب بھاگ گئے تھے اور دوسرے یہ کہ انجیلوں میں بکثرت اختلاف ہے یہاں تک کہ برنباس کی انجیل میں حضرت مسیح کے مصلوب ہونے سے انکار کیا گیا ہے۔ اور تیسرے یہ کہ ان ہی انجیلوں میں جو بڑی معتبر سمجھی جاتی ہیں لکھا ہے کہ حضرت مسیح واقعہ صلیب کے بعد اپنے حواریوں کو ملے۔ اور اپنے زخم ان کو دکھلائے۔ پس اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت زخم موجود تھے جن کے لئے مرہم تیار کرنے کی ضرورت تھی۔ لہذا یقیناً سمجھا جاتا ہے کہ ایسے موقع پر وہ مرہم تیار کی گئی تھی اور انجیلوں سے ثابت ہے کہ حضرت عیسی چالیس روز اسی گردونواح میں بطور مخفی رہے اور جب مرہم کے استعمال سے بکلی شفا پائی تب آپ نے سیاحت اختیار کی۔ افسوس کہ ایک ڈاکٹر صاحب نے راولپنڈی سے ایک اشتہار شائع کیا ہے جس میں ان کو اس بات کا انکار ہے کہ مرہم عیسی کا نسخہ مختلف قوموں کی کتابوں میں پایا جاتا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اس واقعہ کے سننے سے کہ حضرت عیسی مصلوب نہیں ہوئے بلکہ زندہ مجروح ہونے کی حالت میں رہائی پائی بڑی گھبراہٹ پیدا ہوئی اور خیال کیا کہ اس سے تمام منصوبہ کفارہ کا باطل ہوتا ہے۔ لیکن قابل شرم بات ہے کہ ان کتابوں کے وجود سے انکار کیا جائے جن میں یہ نسخہ مرہم عیسی موجود ہے۔ اگر وہ طالب حق ہیں تو ہمارے پاس آ کر ان کتابوں کو دیکھ لیں۔ اور صرف عیسائیوں کے لئے یہی مصیبت نہیں کہ مرہم عیسی کی علمی گواہی ان کے عقاید رد کرتی ہے اور تمام عمارت کفارہ و تثلیث وغیرہ کی یک دفعہ گر جاتی ہے بلکہ ان دنوں میں اس ثبوت کی تائید میں اور ثبوت بھی نکل آئے ہیں کیونکہ تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح نے صلیبی واقعہ سے نجات پا کر ضرور ہندوستان کا سفر کیا ہے اور نیپال سے ہوتے ہوئے آخر تبت تک پہنچے اور پھر کشمیر میں ایک مدت تک ٹھہرے اور وہ بنی اسرائیل جو کشمیر میں بابل کے تفرقہ کے وقت سے سکونت پذیر ہوئے تھے ان کو ہدایت کی اور آخر ایک سو بیس برس کی عمر میں سری نگر میں انتقال فرمایا (گویا کشمیری لوگ عیسائی ہو گئے تھے۔ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ کشمیر میں ہندوؤں سے قبل عیسائیوں کی آبادی تھی۔ اور یہ عیسائی کب ہندو ہوئے؟ بہاء)۔ اور محلّہ خان یار میں مدفون ہوئے اور عوام کی غلط بیانی سے یوز آسف نبی کے نام سے مشہور ہو گئے۔ اس واقعہ کی تائید وہ انجیل بھی کرتی ہے جو حال میں تبت سے برآمد ہوئی ہے۔ یہ انجیل بڑی کوشش سے لندن سے ملی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے ہمارے مخلص دوست شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر قریباً تین ماہ تک لندن میں رہے اور اس انجیل کو تلاش کرتے رہے۔ آخر ایک جگہ سے میسر آ گئی۔ یہ انجیل بدھ مذہب کی ایک پرانی کتاب کا گویا ایک حصہ ہے۔ بدھ مذہب کی کتابوں سے یہ شہادت ملتی ہے کہ حضرت عیسی ملک ہند میں آئے اور ایک مدت تک مختلف قوموں کو وعظ کرتے رہے اور بدھ مذہب کی کتابوں میں جو ان کے ان ملکوں میں آنے کا ذکر لکھا ہے اس کا سبب وہ نہیں جو لانبے بیان کرتے ہیں یعنی یہ کہ انہوں نے گوتم بدھ کی تعلیم استفادہ کے طور پر پائی تھی ایسا کہنا ایک شرارت ہے بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ جب خدا تعالی نے حضرت عیسی کو واقعہ صلیب سے نجات بخشی تو انہوں نے بعد اس کے اس ملک میں رہنا قرین مصلحت نہ سمجھا اور جس طرح قریش کے انتہائی درجہ کے ظلم کے وقت یعنی جب کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے قتل کا ارادہ کیا تھا آنحضرت ﷺ نے اپنے ملک سے ہجرت فرمائی تھی اسی طرح حضرت عیسی نے یہودیوں کے انتہائی ظلم کے وقت یعنی قتل کے ارادہ کے وقت ہجرت فرمائی۔ اور چونکہ بنی اسرائیل بخت النصر کے حادثہ میں متفرق ہوکر بلاد ہند اور کشمیر اور تبت اور چین کی طرف چلے آئے تھے اس لئے حضرت مسیح نے ان ہی ملکوں کی طرف ہجرت کرنا ضروری سمجھا۔ اور تواریخ سے اس بات کا بھی پتہ ملتا ہے کہ بعض یہودی اس ملک میں آکر اپنی قدیم عادت کے موافق بدھ مذہب میں بھی داخل ہو گئے تھے چنانچہ حال میں ایک انگریز محقق نے اس بات کا بھی اقرار کیا ہے اور اس بات کو ن لیا ہے کہ بعض جماعتیں یہودیوں کی اس ملک میں آئی تھیں اور اس ملک میں سکونت پذیر ہو گئی تھیں اور اسی پرچہ سول میں لکھا ہے کہ، دراصل افغان بھی بنی اسرائیل میں سے ہیں۔۔غرض جب کی بعض بنی اسرائیل بدھ مذہب میں داخل ہو گئے تھے تو ضرور تھا کہ حضرت مسیح اس ملک میں آکر بدھ مذہب کے رد کی طرف متوجہ ہوتے اور اس مذہب کے پیشواؤں کو ملتے۔ سو ایسا ہی وقوع میں آیا۔ اسی وجہ سے حضرت عیسی کے سوانح بدھ مذہب میں لکھے گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں اس ملک میں بدھ مذہب کا بہت زور تھا اور بید کا مذہب مر چکا تھا اور بدھ مذہب، بید کا انکار کرتا تھا۔ صرف یہی بات نہیں کہ بدھ مذہب کی بعض کتابوں میں حضرت عیسی کے ہندوستان اور تبت میں آنے کا ذکر ہے بلکہ ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ کشمیر کی پرانی تحریروں میں بھی اسکا تذکرہ ہے۔ منہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ یہ کہ ان تمام امور کو جمع کرنے سے ضروری طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ اس ملک میں تشریف لائے تھے یہ بات یقینی اور پختہ ہے کہ بدھ مذہب کی کتابوں میں ان کے اس ملک میں آنے کا ذکر ہے اور جو مزار حضرت عیسیٰ کا کشمیر میں ہے جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ قریباً ۱۹۰۰ برس سے ہے (مسیح تو بقول مرزا قادیانی ۱۲۵ عیسوی میں فوت ہوئے تو ان کا مزار ۱۷۷۵ سال پرانا ہونا چاہیے نہ کہ ۱۹۰۰ برس۔ بہاء)

یہ اس امر کے لئے نہایت اعلیٰ درجہ کا ثبوت ہے۔ غالباً اس مزار کے ساتھ کچھ کتبے ہوں گے جو اب مخفی ہیں۔ ان تمام امور کی مزید تحقیقات کے لئے ہماری جماعت میں سے ایک علمی تفتیش کا قافلہ طیار ہو رہا ہے جس کے پیش رو اخویم مولوی حکیم حاجی حرمین نورالدین صاحب قرار پائے ہیں یہ قافلہ اس کھوج اور تفتیش کے لئے مختلف ملکوں میں پھرے گا اور ان سرگرم دین داروں کا کام ہوگا کہ پالی زبان کی کتابوں کو بھی دیکھیں کیونکہ یہ بھی پتہ لگا ہے کہ حضرت مسیح اس نواح میں بھی گم شدہ بھیڑوں کی تلاش میں گئے تھے۔ لیکن بہرحال کشمیر جانا اور پھر تبت میں جا کر بدھ مذہب کی پستکوں سے یہ تمام پتہ لگانا اس جماعت کا فرض منصبی ہوگا اخویم شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور نے ان تمام اخراجات کو اپنے ذمہ قبول کیا ہے۔ لیکن اگر یہ سفر جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے بنارس اور نیپال اور مدراس اور سوات اور کشمیر اور تبت وغیرہ ممالک تک کیا جائے جہاں جہاں حضرت مسیح کی بود و باش کا پتہ ملا ہے تو کچھ شک نہیں کہ یہ بڑے اخراجات کا کام ہے اور امید کی جاتی ہے کہ بہرحال اللہ تعالیٰ اسکو انجام دے دے گا۔ ہر ایک دانش مند سمجھ سکتا ہے کہ یہ ایک ایسا منصوبہ ہے کہ اس سے یک دفعہ عیسائی مذہب کا تمام تانا بانا ٹوٹتا ہے اور ۱۹۰۰ برس کا منصوبہ یک دفعہ کالعدم ہو جاتا ہے۔ اس بات کا اطمینان ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح کا اس ملک ہند اور کشمیر وغیرہ میں آنا ایک واقعی امر ہے۔ اور اس کے بارے میں ایسے زبردست ثبوت مل گئے ہیں کہ اب وہ کسی مخالف کے منصوبہ سے چھپ نہیں سکتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بے ہودہ اور غلط عقاید کی اسی زمانہ تک عمر تھی۔ (مرزا کی اس تحریر کے ۱۱۴ سال بعد بھی یہ عقائد موجود ہیں جنہیں بے ہودہ قرار دے کر مرزا صاحب کہتے ہیں کہ ان کی عمر اسی زمانہ یعنی ۱۸۹۹ء تک تھی۔ مرزا صاحب کا کہنا کس قدر غلط ثابت ہوا۔ بہاء) ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء ﷺ کا یہ فرمانا کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا ہے صلیب کو توڑے گا اور آسمانی حربہ سے دجال کو قتل کرے گا۔ اس حدیث کے اب یہ معنی کھلے کہ اس مسیح کے وقت میں زمین و آسمان کا خدا اپنی طرف سے بعض ایسے امور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور واقعات پیدا کر دے گا جن سے صلیب اور تثلیث اور کفارہ کے عقائد خود بخود نابود ہو جائیں گے مسیح کا آسمان سے اترنا بھی ان ہی معنوں سے ہے کہ اس وقت آسمان کے خدا کے ارادہ سے کسر صلیب کے لئے بدیہی شہادتیں پیدا ہو جائیں گی۔ سو ایسا ہی ہوا یہ کس کو معلوم تھا کہ مرہم عیسی کا نسخہ صدہا طبی کتابوں میں لکھا ہوا پیدا ہو جائے گا اس بات کی کس کو خبر تھی کہ بدھ مذہب کی پرانی کتابوں سے یہ ثبوت مل جائے گا کہ حضرت عیسی بلاد شام کے یہودیوں سے نومید ہو کر کشمیر اور تبت کی طرف آئے تھے،

(نوٹ..حال میں مسلمانوں کی تالیف بھی چند پرانی کتابیں دست یاب ہوئی ہیں جن میں صریح یہ بیان موجود ہے کہ یوز آسف ایک پیغمبر تھا جو کسی ملک سے آیا تھا اور شہزادہ تھا اور کشمیر میں اس نے انتقال کیا... یہ بات کون جانتا تھا کہ حضرت عیسی کی کشمیر میں قبر گیا ہے کہ وہ نبی چھ سو برس پہلے ہمارے نبی ﷺ سے گزرا ہے۔ منہ۔) کیا انسان کی طاقت میں تھا کہ ان تمام باتوں کو اپنے زور سے پیدا کر سکتا۔ اب یہ واقعات اس واقعہ کے ثابت ہونے سے عیسائی مذہب کو وہ صدمہ پہنچتا ہے جو اس چھت کو پہنچ سکتا ہے جس کا بوجھ تمام ایک شہتیر پر تھا شہتیر ٹوٹا اور چھت گری۔ پس اسی طرح اس واقعہ کے ثبوت سے عیسائی مذہب کا خاتمہ ہے خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے انہی قدرتوں سے وہ پہچانا گیا ہے۔ دیکھو کیسے عمدہ معنی اس آیت کے ثابت ہوئے کہ ما قتلوہ و ما صلبوہ و لکن شبہ لھم یعنی قتل کرنا اور صلیب سے مسیح کا مارنا سب جھوٹ ہے۔ اصل بات یہ کہ ان لوگوں کو دھوکا لگا ہے اور مسیح خدا تعالی کے وعدہ کے موافق صلیب سے بچ کر نکل گیا۔ اور اگر انجیل کو غور سے دیکھا جائے تو انجیل بھی یہی گواہی دیتی ہے کیا مسیح کی تمام رات کی دردمندانہ دعا رد ہو سکتی تھی۔ کیا مسیح کا یہ کہنا کہ میں یونس کی طرح تین دن قبر میں رہونگا اس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ وہ مردہ قبر میں رہا۔ کیا یونس مچھلی کے پیٹ میں تین دن مرا رہا تھا، کیا پیلاطوس کی بیوی کے خواب سے خدا کا یہ منشا نہیں معلوم ہوتا کہ مسیح کو صلیب سے بچالے۔ ایسا ہی مسیح کا جمعہ کی آخری گھڑی صلیب پر چڑھائے جانا اور شام سے پہلے اتارے جانا اور رسم قدیم کیموافق تین دن تک صلیب پر نہ رہنا اور ہڈی نہ توڑے جانا اور خون کا نکلنا کیا یہ تمام وہ امور نہیں جو بآواز بلند پکار رہے ہیں کہ یہ تمام اسباب مسیح کی جان بچانے کیلئے پیدا کئے گئے اور دعا کرنے کے ساتھ ہی یہ رحمت کے اسباب ظہور میں آئے۔ بھلا مقبول کی ایسی دعا جو تمام رات رو رو کر کی گئی تھی کب رد ہو سکتی تھی۔ پھر مسیح کا صلیب کے بعد حواریوں کو ملنا اور زخم دکھلانا کس قدر مضبوط دلیل اس بات پر ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ صلیب پر نہیں مرزا۔ اور اگر یہ صحیح نہیں ہے تو بھلا اب مسیح کو پکارو کہ تمہیں آ کر ملجائے جیسا کہ حواریوں کو ملا تھا۔ غرض ہر ایک پہلو سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح کی صلیب سے جان بچائی گئی اور وہ اس ملک ہند میں آئے۔ کیونکہ بنی اسرائیل کے دس فرقے ان ہی ملکوں میں آ گئے تھے جو آخر کار مسلمان ہو گئے اور پھر اسلام کے بعد بموجب وعدہ توریت کے ان میں کئی بادشاہ بھی ہوئے۔ اور یہ ایک دلیل صدق نبوت آنحضرت ﷺ پر ہے کیونکہ توریت میں وعدہ تھا کہ بنی اسرائیل نبی موعود کے پیرو ہو کر حکومت اور سلطنت پائیں گے غرض مسیح ابن مریم کو صلیبی موت سے مارنا یہ ایک ایسا اصل ہے کہ اسی پر مذہب کے تمام اصولوں کفارہ اور تثلیث وغیرہ کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اور یہی وہ خیال ہے کہ جو نصاری کے چالیس کروڑ انسانوں کے دلوں میں سرایت کر گیا ہے۔ اور اس کے غلط ثابت ہونے سے عیسائی مذہب کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اگر عیسائیوں میں کوئی فرقہ دینی تحقیق کا جوش رکھتا ہے تو ممکن ہے کہ ان ثبوتوں پر اطلاع پانے سے وہ بہت جلد عیسائی مذہب کو الوداع کہیں اور اگر اس تلاش کی آگ یورپ کے تمام دلوں میں بھڑک اٹھے تو جو گروہ چالیس کروڑ انسان کا انیس سو برس میں تیار ہوا ہے ممکن ہے کہ انیس ماہ کے اندر دست غیب سے ایک پلٹا کھا کر مسلمان ہو جائے کیونکہ صلیبی اعتقاد کے بعد یہ ثابت ہونا کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مارے گئے بلکہ دوسرے ملکوں میں پھرتے رہے یہ ایسا امر ہے کہ یک دفعہ عیسائی عقائد کو دلوں سے اڑاتا ہے اور عیسائیت کی دنیا میں انقلاب عظیم ڈالتا ہے۔

اے عزیزو! اے عیسائی مذہب کو چھوڑو کہ خدا نے حقیقت کو دکھا دیا۔ اسلام کی روشنی میں آؤ تا نجات پاؤ اور خدائے علیم جانتا ہے کہ یہ تمام نصیحت نیک نیتی سے تحقیق کامل کے بعد کی گئی ہے۔ منہ)

نوٹ۔ ایک نادان مسلمان نے اپنے دل سے ہی یہ بات پیش کی ہے کہ شاید یوز آسف سے زوجہ آصف مراد ہو جو سلیمان کا وزیر تھا مگر اس جاہل کو یہ خیال نہیں آیا کہ زوجہ آصف نبی نہیں تھی اور اس کو شہزادہ نہیں کہہ سکتے یہ بھی نہیں سوچا کہ یہ دونوں مذکر نام ہیں، مونث کیلئے اگر وہ یہ صفات بھی رکھتی ہو نبیہ اور شہزادی کہا جائے گا نہ نبی اور شہزادہ۔ اس سادہ لوح نے یہ بھی خیال نہیں کیا کہ انیس سو کی مدت حضرت عیسی کے زمانہ سے ہی مطابق آتی ہے سلیمان تو حضرت عیسی سے کئی سو برس پہلے تھا۔ ماسوا اس کے اس نبی کی قبر کو جو سری نگر میں واقع ہے بعض یوز آسف کے نام سے پکارتے ہیں مگر اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت عیسی کی قبر ہے ہمارے مخلص مولوی عبد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کشمیری نے جب سری نگر میں اس مزار کی نسبت تفتیش کرنا شروع کیا تو بعض لوگوں نے یوزآسف کا نام سن کر کہا کہ ہم میں وہ قبر عیسی صاحب کی قبر مشہور ہے چنانچہ کئی لوگوں نے یہی گواہی دی جواب تک سری نگر میں زندہ موجود ہیں جس کو شک ہو وہ خود کشمیر میں جا کر کئی لاکھ انسان سے دریافت کر لے اب اس کے بعد انکار بے حیائی ہے۔ منہ۔مرزا) سامنے ہلاک کیا (جب وہ کشمیر میں بچ کر نکل گئے تو دشمن یہودی جو بیت المقدس میں تھے ان کو عیسی کے سامنے ہلاک کرنا کیسا؟ بہاء) ہاں خدا تعالی کی اس قدیم سنت کے موافق کہ کوئی اولوالعزم نبی ایسا نہیں گزرا جس نے قوم کی ایذا کی وجہ سے ہجرت نہ کی ہو، حضرت عیسی نے بھی تین برس کی تبلیغ کے بعد صلیبی فتنہ سے نجات پا کر ہندوستان کی طرف ہجرت کی اور یہودیوں کی دوسری قوموں کو جو بابل کے رفقہ کے زمان سے ہندوستان اور کشمیر اور تبت میں آئے ہوئے تھے خدا تعالی پیغام پہنچا کر آخر کار خاک کشمیر جنت نظیر میں انتقال فرمایا اور سری نگر خان یار کے محلّہ میں باعزاز تمام دفن کیے گئے آپ کی قبر بہت مشہور ہے یزار و یتبرّك به

ایسا ہی خدا تعالی نے ہمارے سید و مولی نبی آخر الزمان کو جو سید الثقلین تھے انواع واقسام کی تائیدات سے مظفر اور منصور کیا گو اوائل میں حضرت موسی اور حضرت عیسی کی طرح داغ ہجرت آپ کے بھی نصیب ہوا مگر وہی ہجرت فتح اور نصرت کے مبادی اپنے اندر رکھتی تھی۔سواے دوستو! یقیناً سمجھو کہ متقی کبھی برباد نہیں کیا جاتا جب دو فریق آپس میں دشمنی کرتے ہیں اور خصومت کو انتہاء تک پہنچاتے ہے تو وہ فریق جو خدا تعالی نظر میں متقی اور پرہیزگار ہوتا ہے آسمان سے اس کے لئے مدد نازل ہوتی ہے اور اس طرح پر آسمانی فیصلہ سے مذہبی جھگڑے انفصال پا جاتے ہیں۔دیکھو ہمارے سید و مولی نبینا محمد ﷺ کیسے کمزوری کی حالت میں مکہ میں ظاہر ہوئے تھی اور ان دنوں میں ابوجہل وغیرہ کفار کا کیا کچھ عروج تھا اور لاکھوں آدمی آنحضرت ﷺ کے دشمن جانی ہو گئے تھے تو پھر کیا چیز تھی جس نے انجام کار ہمارے نبی ﷺ کو فتح اور ظفر بخشی۔یقیناً سمجھو کہ یہی راست بازی اور صدق اور پاک باطنی اور سچائی تھی۔سو بھائیو! اس پر قدم مارو اور اس گھر میں بہت زور کے ساتھ داخل ہو۔پھر عنقریب دیکھو گے کہ خدا تعالی تمہاری مدد کریگا وہ خدا جو آنکھوں سے پوشیدہ مگر سب چیزوں سے زیادہ چمک رہا ہے جس کے جلال سے فرشتے بھی ڈرتے ہیں وہ شوخی اور چالاکی کو پسند نہیں کرتا اور ڈرنے والوں پر رحم کرتا ہے سو اس سے ڈرو اور ہر ایک بات سمجھ کر کہو۔تم اس کی جماعت ہو جن کو اس نے نیکی کا نمونہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دکھانے کے لئے چنا ہے۔سو جو شخص بدی نہیں چھوڑتا اور اس کے لب جھوٹ سے اور اسکا دل ناپاک خیالات سے پرہیز نہیں کرتا وہ اس جماعت سے کاٹا جائیگا۔اے خدا کے بندو دلوں کو صاف کرو اور اپنے اندرونوں کو دھو ڈالو۔تم نفاق اور دورنگی سے ہر ایک کو راضی کر سکتے ہو مگر خدا کو اس خصلت سے غضب میں لاؤ گے اپنی جانوں پر رحم کرو اور اپنی ذریت کو ہلاکت سے بچاؤ۔کبھی ممکن ہی نہیں کہ خدا تم سے راضی ہو حالانکہ تمہارے دل میں اس سے زیادہ کوئی اور عزیز بھی ہے۔اس کی راہ میں فدا ہو جاؤ اور اس کے لئے محو ہو جاؤ اور ہمہ تن اس کے ہو جاؤ۔اگر چاہتے ہو کہ اسی دنیا میں خدا کو دیکھ لو ،کرامت کیا چیز ہے؟اور خوارق کب ظہور میں آتے ہیں؟سو سمجھو اور یاد رکھو کہ دلوں کی تبدیلی آسمان کی تبدیلی کو چاہتی ہے۔وہ آگ جو اخلاص کے ساتھ بھڑکتی ہے وہ عالم بالا کو نشان کی صورت پر دکھلاتی ہے تمام مومن اگرچہ عام طور پر ہر ایک بات میں شریک ہیں یہاں تک کہ ہر ایک کو معمولی حالت کی خوابیں بھی آتی ہیں اور بعض کو الہام بھی ہوتے ہیں لیکن وہ کرامت جو خدا کا جلال اور چمکا پنے ساتھ رکھتی ہے اور خدا کو دکھلا دیتی ہے وہ خدا کی ایک خاص نصرت ہوتی ہے جو ان بندوں کی عزت زیادہ کرنے کے لئے ظاہر کی جاتی ہے جو حضرت احدیت میں جان نثاری کا مرتبہ رکھتے ہیں جب کہ وہ دنیا میں ذلیل کئے جاتے ہیں اور ان کو برا کہا جاتا ہے اور کذاب اور مفتری اور بدکار اور معنتی اور دجال اور ٹھگ اور فریبی ان کا نام رکھا جاتا ہے اور ان کے تباہ کرنے کے لئے کوششیں کی جاتی ہیں تو ایک حد تک وہ صبر کرتے اور اپنے آپ کو تھامے رہتے ہیں۔پھر خدا تعالی کی غیرت چاہتی ہے کہ ان کی تائید میں کوئی نشان دکھاوے تب یک دفعہ ان کا دل دکھتا اور ان کا سینہ مجروح ہوتا ہے تب وہ خدا تعالی کے آستانہ پر تضرعات کے ساتھ گرتے ہیں اور ان کی دردمندانہ دعاؤں کا آسمان پر ایک صعب ناک شور پڑتا ہے اور جس طرح بہت سی گرمی کے بعد آسمان پر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بادل کے نمودار ہو جاتے ہیں اور پھر وہ جمع ہو کر ایک تہ بتہہ بادل پیدا ہو کر یک دفعہ برسنا شروع ہو جاتا ہے۔ایسا ہی مخلصین کے دردناک تضرعات جو اپنے وقت پر ہوتے ہیں رحمت کے بادلوں کو اٹھاتے ہیں اور آخر وہ ایک نشان کی صورت پر زمین پر نازل ہوتے ہیں۔غرض جب کسی مرد صادق ولی اللہ پر کوئی ظلم انتہاء تک پہنچ جائے تو سمجھنا چاہیے کہ اب کوئی نشان ظاہر ہوگا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آں گنجِ کرم بنہادہ است

مجھے افسوس سے اس جگہ یہ بھی لکھنا پڑا ہے کہ ہمارے مخالف ناانصافی اور دروغ گوئی اور کجروی سے باز نہیں آتے وہ خدا کی باتوں کی بڑی جرأت سے تکذیب کرتے اور خدائے جلیل کے نشانوں کو جھٹلاتے ہیں۔ مجھے امید تھی کہ میرے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے بعد جو بمقابلہ شیخ محمد حسین بٹالوی اور محمد بخش جعفر زٹلی اور ابو الحسن تبّتی کے لکھا گیا تھا یہ لوگ خاموش رہتے کیونکہ اشتہار میں صاف طور پر یہ لفظ تھے کہ ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک اس بات کی میعاد مقرر ہو گئی ہے کہ جو شخص کاذب ہو گا خدا اس کو ذلیل اور رسوا کرے گا اور یہ ایک کھلا کھلا معیار صادق و کاذب تھا جو خدا تعالی نے اپنے الہام کے ذریعہ سے قائم کیا تھا اور چاہیے تھا کہ یہ لوگ اس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد چپ ہو جاتے اور ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک خدا تعالی کے فیصلہ کا انتظار کرتے لیکن افسوس کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ زٹلی مذکور نے اپنے اشتہار ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء میں وہی گند پھر بھر دیا جو ہمیشہ اسکا خاصہ ہے (۳۰ نومبر ۱۸۹۸ کا اشتہار مرزا کو کب پہنچا، اور پھر اس کو مرزا نے اپنے جواب میں کب شامل کیا، اور پھر مرزا کا وہ جواب کب کتابت ہوا اور پھر کب شائع ہوا۔ یہ چار مرحلے ہیں، اور مرزا صاحب راز حقیقت پر لکھتے ہیں لکھواتے ہیں کہ یہ ۳۰ نومبر کو شائع ہوا۔ کیا یہ بات قرین حقیقت ہو سکتی ہے۔ بہاء) جو ہمیشہ اس کا خاصہ ہے اور سراسر جھوٹ سے کام لیا۔ وہ اشتہار میں لکھتا ہے کہ کوئی پیشگوئی اس شخص یعنی اس عاجز کی پوری نہیں ہوئی ہم اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ آتھم کے متعلق پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔ ہم اس کے جواب میں بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اصل تو یہ ہے کہ جب انسان کا دل بخل اور عناد سے سیاہ ہو جاتا ہے تو وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا اور سنتے ہوئے نہیں سنتا۔ اسکے دل پر خدا کی مہر لگ جاتی ہے اسکے کانوں پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ یہ بات اب تک کس پر پوشیدہ ہے کہ آتھم کی نسبت پیش گوئی شرطی تھی اور خدا کے الہام نے ظاہر کیا تھا کہ وہ رجوع الی الحق کی حالت میں میعاد کے اندر مرنے سے بچ جائے گا۔ اور پھر آتھم نے اپنے افعال سے اپنے اقوال سے اپنی سراسیمگی سے اپنے خوف سے اپنے قسم نہ کھانے سے اپنے نالش نہ کرنے سے ثابت کر دیا کہ ایام پیش گوئی میں اس کا دل عیسائی مذہب پر قائم نہ رہا اور اسلام کی عظمت اس کے دل میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹھ گئی اور یہ کچھ بعید نہ تھا کیونکہ وہ مسلمانوں کی اولاد تھا اور اسلام سے بعض اغراض کی وجہ سے مرتد ہوا تھا اسلامی چاشنی رکھتا تھا۔ اسی وجہ سے اس کو پورے طور پر عیسائیوں کے عقیدہ سے اتفاق بھی نہیں تھا اور میری نسبت وہ ابتداء سے نیک ظن رکھتا تھا لہذا اس کا اسلامی پیش گوئی سے ڈرنا قرین قیاس تھا۔ پھر جب اس نے قسم کھا کر اپنی عیسائیت ثابت نہ کی اور نہ نالش کی اور چور کی طرح ڈرتا رہا اور عیسائیوں کی سخت تحریک سے بھی وہ ان کاموں کیلئے آمادہ نہ ہوا تو کیا اسکی یہ حرکات ایسی نہ تھیں کہ اس سے یہ نتیجہ نکلے کہ وہ اسلامی پیش گوئی کی عظمت سے ضرور ڈرتا رہا۔ غافل زندگی کے لوگ تو نجومیوں کی پیش گوئیوں سے بھی ڈر جاتے ہیں چہ جائے کہ ایسی پیش گوئی جو بڑے شد و مد سے کی گئی تھی جس کے سننے سے اسی وقت اس کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔ جس کے ساتھ درصورت نہ پورے ہونے کے میں نے اپنے سزایاب ہونے کا وعدہ کیا تھا پس اس کا رعب ایسے دلوں پر جو دینی سچائی سے بے بہرہ ہیں کیونکر نہ ہوتا۔ پھر جب کہ یہ بات صرف قیاسی نہ رہی بلکہ خود آتھم نے اپنے خوف اور سراسیمگی اور دہشت زدہ ہونے کی حالت سے جس کو صدہا لوگوں نے دیکھا اپنی اندرونی بے قراری اور اعتقادی حالت کے تغیر کو ظاہر کر دیا اور پھر بعد میعاد قسم نہ کھانے اور نہ نالش کرنے سے اس تغیر کی حالت کو اور بھی یقین تک پہنچایا اور پھر الہام الٰہی کے موافق ہمارے آخری اشتہار سے چھ ماہ کے اندر مر بھی گیا تو کیا یہ تمام واقعات ایک منصف اور خداترس کے دل کو اس یقین سے نہیں بھرتے کہ وہ پیش گوئی کی میعاد کے اندر الہامی شرط سے فائدہ اٹھا کر زندہ رہا اور پھر الہام الٰہی کی خبر کے موافق اخفاء شہادت کی وجہ سے مر گیا۔ اب دیکھو تلاش کرو کہ آتھم کہاں ہے؟ کیا وہ زندہ ہے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ وہ کئی برس سے مر چکا مگر جس شخص کے ساتھ اس نے ڈاکٹر کلارک کی کوٹھی پر بمقام امرتسر مقابلہ کیا تھا وہ تو اب تک زندہ موجود ہے جواب یہ مضمون لکھ رہا ہے۔

اے شرم و حیا سے دور رہنے والو! ذرہ اس بات کو تو سوچو کہ وہ شہادت کے اخفا کے بعد کیوں جلد مر گیا۔ میں نے تو اس کی زندگی میں یہ بھی لکھ دیا تھا کہ اگر میں کاذب ہوں تو میں پہلے مرونگا ورنہ میں آتھم کی موت دیکھونگا سو اگر شرم ہے تو آتھم کو ڈھونڈ کر لاؤ کہ کہاں ہے۔ وہ میری عمر کے قریب قریب تھا اور عرصہ تیس برس سے مجھ سے واقفیت رکھتا تھا اگر خدا چاہتا تو وہ تیس برس تک اور زندہ رہ سکتا تھا۔ پس یہ کیا باعث ہوا کہ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہی دنوں میں جب کہ اس نے عیسائیوں کی دل جوئی کے لئے الہامی پیش گوئی کی سچائی اور اپنے دلی کو رجوع کو چھپایا خدا کے الہام کے موافق فوت ہو گیا۔ خدا ان دلوں پر لعنت کرتا ہے جو سچائی کو پا کر پھر اس کا انکار کرتے ہیں اور چونکہ یہ انکار جو اکثر عیسائیوں اور بعض شریر مسلمانوں نے کیا خدا تعالی نظر میں ظلمِ صریح تھا اس لئے اس نے ایک دوسری عظیم الشان پیش گوئی کے پورا کرنے سے یعنی پنڈت لیکھرام کی موت کی پیش گوئی سے منکروں کو ذلیل اور رسوا کر دیا۔ یہ پیش گوئی اس مرتبہ پر فوق العادت تھی کہ اس میں قبل از وقت یعنی پانچ برس پہلے بتایا گیا تھا کہ لیکھرام کس دن کس قسم کی موت مرے گا۔ لیکن افسوس کہ بخیل لوگوں نے جن کو مرنا یاد نہیں اس پیش گوئی کو بھی قبول نہ کیا اور خدا نے بہت سے نشان ظاہر کئے مگر یہ سب سے انکار کرتے ہیں۔

اب یہ اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء آخری فیصلہ ہے چاہیے کہ ہر طالب صادق صبر سے انکار کرے خدا جھوٹوں کذابوں دجالوں کی مدد نہیں کرتا قرآن شریف میں صاف لکھا ہے کہ خدا تعالی کا یہ عہد ہے کہ وہ مومنوں اور رسولوں کو غالب کرتا ہے۔ اب یہ معاملہ آسمان پر ہے، زمین پر چلانے سے کچھ نہیں ہوتا۔ دونوں فریق اس کے سامنے ہیں اور عنقریب ظاہر ہوگا کہ اس کی مدد اور نصرت کس طرف آتی ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و السلام علی من اتبع الھدی

المشتہر خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حجۃ اللہ مؤلفہ قادیانی سے اقتباس

قتل ا لا نسا ن ما اکفرہ کے زیر عنوان مرزا غلام احمد نے، عربی، فارسی، اردو میں لکھا ہے:

ایھا الـنـا ظـرو ن ، و ا لادباء المنقدون، انتم تعلمو ن انی کتبت من قبل ھذا کتباً فی الـعـر بیۃ ۔ و زیـنـتھـا کـا البیو ت المشیدۃ المز دا نۃ ۔ و ر ئیتم انھا تـحـکـی الـددر العما نیۃ ۔ و تحسی الددر العرفا نیۃ ۔ و کنت اتوقع انّ العلماء یعدّو نھا من ا لآ یا ت ۔ و یعقدون لزوری حبك النطاق بصحیۃ النیات ۔ و ما زلـت اسـلـی با لی بھذا ا لا مل ۔ حتی و جد تھم فاسد النیۃ و العمل ۔ و بدا انّ فراستی قد ا خطأت و اعین العلماء ما انفتحت ۔ و تر ی الیا س و آ ثار الرجاء انقطعت ۔ و بلغ ا لا مر الی حد انّ الشیخ الذی ھو للطا لبین کسدّ ۔ زری علی مـقا لی ۔ و تکلم فی اقوا لی ۔ و قا ل اب ھو الا قول رقیق و ما ھو بکلا م جزل۔ بـل کـسـقـط و ھـز ل ۔ و لیس من غرر البیا ن ۔ و لا من محا سن الکنا یا ت و التبیا ن۔ و کلما ر صّعت فی کتبی من جوا ھر العر بیۃ ۔ و النوا در ا لا د بیۃ و ا لـلـطا ئف البیا نیۃ ، و النکا ت المبتکرہ المصبیۃ ۔ اراد المفسد المذ کور ان یطفی نور ھا و یمنع ظھور ھا و یجعل الناس من المنکر ین او المر تا بین ۔ و مع ذ لك ادعـی انی فی ا لا د ب ر حیب الباع، خصیب الر با ع ، و من المتفر دیـن ۔ و کـذ لك خد ع الناس بتلبیسا تہ۔ و ا ضحك ا لا طفا ل بخز عبیلا تہ ۔ و جـا ء بـزور مبیـن ۔ و جـئـنـا بـلـو لـوء ر طب فما استجا د ۔ و نفضنا علیہ عـجـمـات فـمـا استـحـلا ثـمـار نـا و ما ار ی الوداد ۔ بل زاد بخلا و عنا داً کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لمستکبرین و قال ان کتب ھذا الر جل مملوة من ا لا غلا ط و الا غلو طا ت ۔ و مبعّدہ من لطا ئف الا د ب و ملح المحاورات ۔ و لیست کماء معین ۔ فما حکم بما و جب بل ا خفی الحق و منع و حجب۔

(فارسی) اے بینندگان واد بیان در مغشوش وغیر مغشوش فرق کنندگان شامی دانید کہ من پیش ازیں چند کتابہا درعربی نوشتہ ام وآں کتاب ہارا چناں زینت دادم کہ خانہ ہا زینت دادہ و بلند کردہ میشود وشما دیدہ کہ آن کتابہا درزہائے عمانی را میمانندوشیر ہائے معرفت مینوشانندومن توقع میداشتم کہ علماء آن تالیف ہاراازجملہ نشانہا خواہند شمرد۔ وبرائے دیدن من ازار بند پارچہ کمر خود بصحت نیت خواہند بست ۔ ومن ہمیشہ دل خودرادریں امید بے غم میکردم ۔ تا آنکہ اوشان را نیت وعمل تباہ یافتم و ظاہر شدکہ فراست من خطا کرد وچشمہائے علماء کشادہ نشدندونومیدی ظاہر شدونشان امید منقطع شدند ۔ وکار بجائے رسید کہ شیخ بٹالہ کہ برائے طالبان مثل دیوار مانع است، برکلام من عیب جوئی کرد ۔ ودر سخن من کلام کرد ۔ وگفت شک نیست کہ آن قول زشت است وکلامے خوب نیست ۔ بلکہ سخن بے فائدہ وبے ہودہ است وبیانے واضح ومحاسن کنایات نیست وآن تمام جواہر عربیہ ونوادر ولطائف بیانیہ ونکات دل کش کہ درکتاب خودنشاندہ بودم، ایں مفسد خواست کہ آں ہمہ نوررا منطفی کندواز ظاہر شدن باز وارد ومردم رزازمنکراں یاشک کنندگان کندوباایں ہمہ دعوی کردکہ اودرعلم ادب فراخ دست وبسیار مالداراست وازآناں ہست کہ متفرد ہستند وہم چنیں بہ تلبیس ہائے خودمردم رافریب دادوبکارہائے باطل خوداطفال رابخنداندودردروغ صریح آور ۔ وما مروارید تازہ آوردیم پس جیدو خوب ندانست وبردرخت ہائے خرما فشاندیم پس بر ماراشیریں ندانست ودوستی نمود بلکہ درجنگ و عنادہم چومتکبراں زیادہ شدوگفت کہ کتابہائے ایں شخص ازغلطی ہا پرہستند وازلطائف ادب ونمکینی محاورات دورداشتہ شدہ اند ۔ وہم چوآب روان نیستند پس بچیزے حکم نہ کردکہ واجب بود بلکہ حق را پوشیدہ کرد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اردو) اے دیکھنے والو اور کلام کے کھوٹے اور کھرے میں فرق کرنے والو تم جانتے ہو کہ میں نے پہلے اس سے چند کتابیں عربی میں لکھی تھیں اور ان کتابوں کو میں نے ایسی زینے دی تھی جیسا کہ گھروں کو زینت دیا جاتا اور بلند کیا جاتا ہے۔ اور تم نے دیکھا ہے کہ وہ کتابیں موتیوں سے مشابہت رکھتی ہیں اور معرفت کا دودھ پلاتی ہیں اور میں امید رکھتا تھا کہ مولوی لوگ ان کتابوں کو منجملہ نشانوں کے شمار کریں گے اور میرے دیکھنے کے لئے اپنی کمر کو صحت نیت کے ساتھ باندھیں گے اور میں ہمیشہ اس امید کے ساتھ دل کو تسلی دیتا تھا یہاں تک کہ میں نے ان کو نیت اور کام میں خراب پایا اور ظاہر ہو گیا کہ میری فراست خطا گئی اور مولویوں کی آنکھیں نہیں کھلیں اور نومیدی ظاہر ہوگئی اور امید کی نشانیاں قطع ہوگئیں اور اس حد تک نوبت پہنچ گئی کہ شیخ بٹالہ جو طالبوں کے لئے ایک روک ہے میری کلام پر اس نے نکتہ چینی کی اور کہا کہ وہ قول رکیک ہے اچھا نہیں بلکہ غلط اور بے ہودہ ہے اور بیان واضح اور عمدہ کلام نہیں اور وہ تمام جواہر عربیہ اور نوادرادبیہ اور لطائف بیانیہ اور دل کش نکتے کہ میں نے اپنی کتابوں میں لکھے اس مفسد نے چاہا کہ ان کے نور کو بجھا دے اور ظاہر ہونے سے روکے اور لوگوں کو منکروں اور شک کرنے والوں میں سے کردے۔ اور پھر اس کے ساتھ یہ دعویٰ بھی کیا کہ وہ علم ادب میں فراخ دست اور بہت مالدار ہے اور ان لوگوں میں سے ہے جو یگانہ ہوتے ہیں اور اسی طرح اپنی حق پوشی سے لوگوں کو دھوکہ دیا اور اپنے باطل کاموں سے لڑکوں کو ہنسایا اور صریح جھوٹ لایا۔ اور ہم تازہ موتی لائے پس اس نے ان کو اچھا نہ سمجھا اور ہم نے درخت کھجور اس پر جھاڑی پس اس نے ان کو شیریں خیال نہ کیا بلکہ متکبروں کی طرح بخل اور عناد میں بڑھ گیا، اور کہا کہ اس شخص کی کتابیں غلطیوں سے پر ہیں اور لطائف ادب اور نمکینی محاورات سے خالی ہیں اور صاف پانی کی طرح نہیں ہیں۔ پس وہ بات نہ کی جو واجب تھی بلکہ حق کو چھپایا اور لوگوں کو روکا اور عوام کو دھوکہ دیا۔

(حجۃ اللہ مولفہ مرزا قادیانی طبع ۱۳۱۴ھ ص ۲۔۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دافع الوساوس سے اقتباس

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب دافع الوساوس (آئینہ کمالات اسلام) میں لکھا ہے:

اس زمانہ کے علماء خود ہی عیسائیوں وغیرہ کو ان کی مشرکانہ تعلیم میں مدد دیتے ہیں مثلاً حال کے عیسائیوں کے عقائد باطلہ کی رو سے حضرت مسیح کی حیات کا ایک ایسا مسئلہ ہے جو حضرت عیسی کو خدا بنانے کے لئے گویا عیسائی مذہب کا یہی ایک ستون ہے لیکن زمانہ حال کے مسلمان ایک تو ہمارے نبی ﷺ کی وفات اور زمین میں مدفون ہونے کا اقرار کر کے پھر اس بات کے بھی اقراری ہو کر کہ مسیح اب تک زندہ ہے عیسائیوں کے ہاتھ میں ایک تحریری اقرار اپنا دے دیتے ہیں کہ مسیح اپنے خواص میں عام انسانوں کے خواص بلکہ تمام انبیاء کے خواص سے مستثنی اور نرالا ہے کیونکہ جب کہ ایک افضل البشر جو مسیح سے چھ سو برس پیچھے آیا تھوڑی سی عمر پا کر فوت ہو گیا اور تیرہ سو برس اس نبی کریم ﷺ کے فوت ہونے پر گذر بھی گئے مگر مسیح اب تک فوت ہونے میں نہیں آیا۔ تو کیا اس سے یہی ثابت ہوا یا کچھ اور کہ مسیح کی حالت لوازم بشریت سے بڑھی ہوئی ہے پس حال کے علماء اگرچہ بظاہر صورت شرک سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں مگر مشرکوں کو مدد دینے میں کوئی دقیقہ انہوں نے اٹھا نہیں رکھا۔ (دافع الوساوس۔ ص ۴۱۔۴۲)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریویو آف ریلی جنز سے چند اقتباسات:

یسوع کی عصمت پر اعتراض

یہودی آج تک یہ بھی کہتے ہیں کہ یسوع مسیح کا ایک یہ بھی توریت کی رو سے گناہ تھا کہ اس نے ماں کی بے عزتی کی (متی ۱۲: ۴۷)۔

وہ یہ بھی اس پر الزام رکھتے ہیں وہ کہ وہ عمداً ایک بے گناہ کی نقصان رسانی کا مرتکب بھی ہوا۔ (متی ۵: ۱۳)۔

ان کا یہ بھی اعتراض ہے کہ اس وجہ سے بھی تورات اس کو گنہ گار ٹھہراتی ہے کہ اس نے اپنے شاگردوں کو حرام کا مال کھانے سے منع نہ کیا۔ (متی ۱۱: ۱)

وہ بڑے دعوے اور اصرار سے اس لئے بھی اس کو مجرم ٹھہراتے ہیں کہ اس نے ایک بدکار اور فاحشہ عورت کو موقع دیا کہ اس کے بعض اعضاء سے اپنے اعضا چھوئے اور اپنے مال حرام کا عطر اس کے سر پر ملے۔ (لوقا ۷: ۳۷۔۳۸)

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ توریت کے رو سے نہایت سخت اور قابل نفرت اس سے یہ بھی گناہ ہوا کہ اس نے خدا کی تحقیر کی اور اپنے تئیں اس کے برابر ٹھہرا کر اس کے نام کو بے عزت کیا پس وہ اس حرکت سے نہ صرف گنہگار بلکہ کافر اور واجب القتل ہو گیا۔ (یوحنا۔ ۵: ۱۸)۔

ان کا ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ مریم مگدلینی ایک عورت فاحشہ تھی کیوں یسوع نے اس کو اخیر تک اپنے پاس رکھا اور اپنے تئیں اس کی صحبت سے نہ بچایا۔

وہ لوگ اس کے گنہگار ہونے کا یہ بھی موجب ٹھہراتے ہیں کہ ان کا قول ہے کہ ایک مرتبہ یسوع کسی بیگانہ عورت پر عاشق ہو گیا تھا اور قوم اسرائیل میں اس گناہ کی یہاں تک شہرت ہوئی کہ ایک بزرگ نے جو مسیح کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استاد بھی تھا۔ اس سے وہ حرکت دیکھ کر اور سخت ناراض ہو کر ہمیشہ کے لئے اس کو اپنے سے علیٰحدہ کر دیا۔ دیکھو کتاب سیفر ٹولڈتھ صیشو۔

یہودی لوگ اپنی شرارت اور خباثت سے یہ الزام بھی پیش کرتے ہیں کہ یسوع کی ماں پاک دامن نہ تھی یعنی حضرت مسیح کی پیدائش نعوذ باللہ ناجائز ہے اور یہ امر صریح معصوم ہونے کے برخلاف ہے۔ اس جگہ پادری صاحبوں کے لئے بڑی مشکل ہے کیونکہ جب مان لیا گیا کہ یسوع کی پیدائش اپنے باپ کی طرف سے نہیں تھی تو اس بات کا بار ثبوت عیسائیوں کے ذمہ ہے کہ روح القدس بھی عورتوں کو حاملہ کر دیا کرتا ہے اور جب تک نظیروں کے ساتھ اس کا شافی ثبوت پیش نہ کیا جاوے تب تک معترضین کا حق ہے کہ اعتراض کریں۔....

.. بغیر باپ کے پیدا ہونا، اس کی نظیر یقینی طور پر ہندوؤں اور یونانیوں میں ہمیں نہیں مل سکی بلکہ اکثر یہ قصے استعاروں کے رنگ میں پائے گئے گو ممکن ہے کہ ایسا بھی ہو لیکن امکان ثبوت کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ پھر یہود اس قسم کی پیدائش کو مانتے نہیں اور عیسائیوں کے پاس اس قسم کے نظائر نہیں تو اس مسئلہ کے حل کرنے میں بڑی مشکلات کا سامنا ہے۔ چونکہ مخالف کی نظر حضرت مسیح جیسے نبی کی پاک فطرت پر دھبہ لگاتی ہے اور معصوم ہونے کے دعوی کو سرے سے اڑا دیتی ہے اس لئے میرے خیال میں پادری صاحبوں کا یہ فرض ہے کہ سب سے پہلے اس مشکل پیش آمدہ سے کوئی رہائی کی راہ نکالیں...اگر فرض کے طور پر مان لیا جائے کہ مسیح چونکہ خدا تھا اس لئے وہ بغیر باپ کے پیدا ہو سکتا تھا تو ساتھ ہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر باوجود خدا ہونے کے اس کو ماں کی حاجت کیوں پڑی۔ اور ایک منکر کہہ سکتا ہے کہ جب کہ مسیح بغیر ماں کے پیدا نہیں ہو سکا تو اس سے قیاس کر سکتے ہیں کہ باپ بھی کہیں مخفی ہو گا اور چونکہ ہم کسی مخالف کا بغیر حجت قوی کے منہ نہیں بند کر سکتے اس لئے اس سوال کا ہمارے پاس کیا جواب ہے اگر کوئی یہ کہے کہ کیوں جائز نہیں کہ اندر اور چاند کی اولاد کی طرح اس جگہ بھی کوئی استعارہ ہی ہو اور صدیقہ کے حمل کے لئے کوئی کوئی مخفی صدیق ہو اور ایک عیسائی کی طرف سے یہ جواب نیک نیتی سے نہیں ہو سکتا اور بطور حجت صحیحہ کے قابل استدلال کہ قرآن نے حضرت مسیح کی ولادت کو بے پدر مان لیا ہے کیونکہ جس حالت میں قرآن کی وحی ان کے نزدیک خدا کی طرف سے نہیں بلکہ نعوذ باللہ انسانی افتراء ہے تو کیا وہ انسانی افتراء سے اپنی بات کو سرسبز کرنا چاہتے ہیں پس قرآن کی شہادت ان کو کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بجز اس کے کہ وہ قرآنی وحی کو من جانب اللہ قبول کرلیں۔

..مجھے ایک فاضل یہودی کی کتاب ملی ہے ..وہ کہتا ہے کہ ..مریم جب ہیکل کی خدمت کے لائق ہوئی تو کچھ مدت تک تو نیک نامی کے ساتھ خدمت میں مشغول رہی لیکن بالغ ہونے کے ساتھ ہی کسی نامعلوم طریق سے اس کو حمل ہو گیا اور اس پر شبہات پیدا ہوئے اور یہودیوں نے ایک رومی سپاہی پر یہ الزام لگایا بہر حال وہ حاملہ پائی گئی تو ہیکل کے منتظم بزرگوں کو یہ امر بہت شاق گذرا اور انہوں نے اس حمل کے بعد مریم کو ہیکل کی خدمت پر رکھنا نا مناسب تصور کیا اس لئے انہوں نے کوشش کر کے ایک بوڑھا آدمی بنی اسرائیل میں سے تلاش کیا جس کا نام یوسف تھا اور اس کو مجبور کیا کہ مریم کو اپنے نکاح میں لاوے وہ شخص بوڑھا بھی تھا اور وجہ معاش بھی نہایت قلیل تھی یعنی بڑھئی تھا اور اسکے گھر میں اس کی جورو بھی زندہ تھی ۔ان مشکلات کے سبب سے مریم کو جورو بنانے سے اس نے انکار کیا اور بزرگوں کی خدمت میں عرض کی کہ میں بوڑھا ہوں اور میرے گھر میں ایک بیوی موجود ہے اور بچے بھی ہیں اس لئے مجھے اس نکاح سے معاف رکھا جائے مگر بزرگوں نے بہت اصرار کر کے بسرعت تمام مریم کا اس سے نکاح کرادیا اور مریم کو ہیکل سے رخصت کر دیا تا خدا کے مقدس گھر پر نکتہ چینیاں نہ ہوں ۔پھر کچھ تھوڑے دنوں کے بعد ہی وہ لڑکا پیدا ہو گیا جس کا نام یسوع رکھا گیا۔آج تک یہودی اس بات کو نہیں مانتے کہ وہ لڑکا معجزہ کے طور پر پیدا ہوا تھا۔غرض اس یہودی فاضل کا یہ بیان ہے جو ہم نے لکھا۔اور اس بیان سے بخوبی سمجھ آسکتا ہے کہ کیوں ضرورت نکاح کی پڑی۔اور اس کے مقابل پر جو انجیلوں میں یہ بیان ہے کہ گویا مریم صدیقہ کا معمولی طور پر جیسا کہ دنیا جہان میں دستور ہے یوسف سے ناطہ ہوا تھا یہ بالکل دروغ اور بناوٹ ہے بلکہ سچ بات یہی ہے کہ ہیکل کے منتظم بزرگوں نے ایک باکرہ عورت کو حمل دیکھ کر اور دشمنوں کے اعتراض سے ڈر کر اور خاندان کی فضیحت سے اندیشہ کر کے پردہ پوشی کے لئے یہ تدبیر سوچی تھی اور ہر چند وہ جانتے تھے کہ ایسا نکاح توریت کے خلاف ہے کیونکہ وہ عہد جو مریم کے تارکہ رکھنے میں خدا سے کیا تھا وہ اس میں ٹوٹتا تھا تاہم ننگ و ناموس کی مصلحت نے اور شماتت اعداء کے خوف نے ان کو اس کام کے لئے سخت مجبور کر دیا تھا اور ہر چند اس حمل کو اس طرح پر پوشیدہ کیا گیا تھا تاہم شریر یہودیوں نے جو اس خاندان کے دشمن تھے ناجائز طور پر شہرت دے دی چنانچہ آج تک انہی خیالات سے وہ لوگ حضرت عیسی کے نام کو جو یسوع ہے یسو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بولتے ہیں یعنی بغیر عین کے اور یہ ایسا گندہ لفظ ہے جس کا ترجمہ کرنا ادب سے دور ہے۔ اور میرے دل میں گذرتا ہے کہ قرآن نے جو حضرت مسیح کا نام عیسی رکھا وہ اسی مصلحت سے ہے کہ یسوع کے نام کو یہودیوں نے بگاڑ دیا تھا اور ایسے بدخطابوں سے ان کا یہ مطلب تھا کہ تا اپنی جبلی شرارتوں سے حضرت مسیح اور ان کی والدہ صدیقہ کے چال چلن پر ناجائز حملہ کریں اور ان کو عصمت وطہارت سے محروم کر دیں پس جس نہایت مکروہ صورت پر حضرت عیسی اور ان کی والدہ پر بہتان لگائے گئے اور ان کی عیب شماری کی گئی اس کی نظیر دوسرے تمام نبیوں میں نہیں پائی جاتی۔ حضرت مریم صدیقہ اور ان کے سعید لڑکے جو ایسے بہتانوں سے جو کچھ صدمہ پہنچتا ہوگا اس کا اندازہ ہر ایک شریف کر سکتا ہے۔

انہی بہتانوں کی وجہ سے یہود پر یہ پھٹکار پڑی کہ جو عیب وہ حضرت مریم اور حضرت مسیح پر لگاتے تھے وہی عیب ان کے مردوں اور عورتوں میں پھیل گئے کیونکہ یہ سنت اللہ ہے کہ جو قوم کسی نبی پر کوئی عیب لگاتی ہے اس عیب میں خود گرفتار ہو جاتی ہے مثلاً یورپ کے پادریوں اور ان کے پیروؤں نے ہمارے نبی ﷺ پر فسق وفجور کا عیب لگایا تھا آخر یہ لوگ جس قدر استیفاء لذات اور ناجائز شہوات میں گرے اور جس قدر ایک گروہ کثیر یورپ کے مردوں اور عورتوں نے کھلی کھلی حرام کاری کے نمونے دکھلائے دوسرے ملکوں میں اس کی نظیر تلاش کرنا ایک عبث کوشش ہے

غرض جو کچھ حضرت مسیح اور ان کی والدہ کی نسبت یہود نامسعود نے ایک طومار عیبوں کا جمع کر رکھا ہے اور جیسا کہ ان کی ساری زندگی گناہ سے بھری ہوئی قرار دی ہے یہ نظارہ پادریوں کے لئے ایک نہایت عبرت کا نظارہ ہے ...

... یہ قرآن شریف کا مسیح اور ان کی والدہ پر احسان ہے کہ کروڑہا انسانوں کی یسوع کی ولادت کے بارے میں زبان بند کر دی اور ان کو تعلیم دی کہ تم یہی کہو کہ وہ بے باپ پیدا ہوا تھا۔ ورنہ اگر قرآن بھی وہی رائے حضرت مسیح کی ولادت اور ان کی ماں کے چال چلن کی نسبت ظاہر کرتا جو یہودیوں نے ظاہر کی تھی تو تمام دنیا اسی کثرت رائے کی طرف مائل ہو جاتی اور ضرورۃً اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ حضرت مسیح اور ان کی ماں کی معصومیت ثابت کرنا ایک امر محال اور غیر ممکن ہو جاتا۔ اور گو اب بھی لوگوں کو اس جدید منطق کی طرف راہ نہیں کہ کیونکر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روح القدس کنواری عورتوں کو عطیہ حمل کر دیا کرتا ہے اور نہ کسی کے پاس اسکی نظیریں ہیں لیکن چونکہ اسلام نے وحی الٰہی کی اطاعت سے اس قسم کے حمل کو مان لیا ہے اس لئے ایمانی رنگ میں، نہ کسی دلیل سے، مسلمانوں کو قبول کرنا کہ ایسا ہی ہوگا۔

... یہود اب تک مسیح کو اچھا نہیں جانتے جس شخص نے یہودیوں کی کتابیں دیکھی ہوں گی یا ان کے علماء سے مسیح کے چال چلن کی نسبت کچھ استفسار کیا ہوگا وہ میرے اس بیان کی تصدیق کرے گا کہ عیسائیوں نے جو کچھ ہمارے نبی ﷺ کی نسبت نکتہ چینی کی ہے وہ اس نکتہ چینی سے بہت ہی تھوڑی ہے جو یہودی لوگ حضرت عیسی کی نسبت کیا کرتے ہیں۔ کوئی ایسا الزام نہیں کوئی ایسا الزام جو تقوی اور نیک چلنی کے برخلاف ہو تصور میں نہیں آ سکتا جو یہود نے حضرت مسیح اور ان کی ماں اور ان کے حواریوں پر نہیں لگایا جس قدر گستاخی سے حضرت مسیح اور ان کی ماں کی نسبت انہوں نے عیب شماری کی ہے ایک مسلمان کی قلم سے وہ باتیں نہیں نکل سکتیں لیکن یہودیوں کے اعتراضات کا توڑنا سہل بات نہیں وہ خدا کے مقدس کلام کو پیش کر کے لکھتے ہیں کہ ضرور تھا کہ سچے مسیح سے پہلے ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں آتا جیسا کہ ملاکی کی کتاب میں بصراحت موجود ہے پھر ابن مریم سچا مسیح کیونکر ہوسکتا ہے کیونکہ اس کے آنے سے پہلے ایلیا آسمان سے نازل نہیں ہوا۔ یہودی مسیح کی اس تاویل کو نہیں مانتے کہ ایلیا کے نزول سے مراد کوئی اور شخص ہے یعنی یوحنا جو ایلیا کے خو اور طبیعت پر آیا۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ ملحدانہ تاویل ہے اور ایک گناہ ہے جو اس سے ظہور میں آیا کیونکہ اس نے اپنے تئیں مسیح صادق ٹھہرانے کے لئے خدا کے کلام کی تحریف کی۔ ایک یہودی فاضل اپنی کتاب میں جو اس وقت میرے سامنے رکھی ہے لکھتا ہے کہ ہمارے لئے خدا کے سامنے یہ حجت بس ہے کہ خدا نے ملاکی نبی کے صحیفہ میں یہ خبر دی ہے کہ خود ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ یہ نہیں کہا کہ اس کا مثیل آئے گا۔ پھر ان کا ایک اور اعتراض یہ ہے کہ انجیلوں میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ مرحم روح القدس سے حاملہ پائی گئی لیکن اعمال ۲: ۳۰ میں لکھا ہے کہ خدا نے داؤد نبی سے قسم کھا کر کہا کہ مسیح تیری نسل سے ہوگا۔ اگر مسیح روح القدس سے ہے تو داؤد کی نسل سے کیسے ہوسکتا ہے اور توریت سے ظاہر ہے کہ نسل مرد سے کہلاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یسوع کی عملی غلطیاں

اس امر کا لکھنا بھی اس جگہ غیر موزوں نہ ہوگا کہ جس قدر مسیح کی عصمت اور راست بازی کے بارے میں یہودیوں نے نکتہ چینیاں کی ہیں عیسائی قوم کے بعض محققوں نے ان سے کم نہیں کیں وہ کہتے ہیں کہ انسان معصوم وہ ہوتا ہے کہ جو غلطی کرنے سے بھی معصوم ہو اور گنہ سے بھی معصوم ہو لیکن مسیح سے دونوں رنگ میں خلاف عصمت حرکات صادر ہوئی ہیں وہ اخیر عمر تک شراب پیتا رہا اور شراب پینے کا حامی تھا اور شراب پینے والی اور بدکار عورتوں کی اس کے پاس آمدورفت تھی (یہ مریم مگدلینی اور نیز اس فاحشہ عورت کی طرف اشارہ ہے جس نے مسیح کے سر پر اپنا عطر ملا تھا اور نیز اس قصہ کی طرف اشارہ ہے جو یہودیوں میں مشہور ہے جو مسیح ایک دفعہ ایک عورت پر عاشق ہو گیا تھا اور اس کی وجہ سے بعض بزرگوں نے ہمیشہ کے لئے اس سے ترک ملاقات کر دی تھی دیکھو ایک یہودی فاضل کی تالیف سیفر ٹولڈتھ جیشو) وہ بعض ناکردہ گنہ لوگوں کی نقصان رسانی کا بھی موجب ہوا۔ (انجیل سے مسیح کا شرابی اور جرائم پیشہ لوگوں کا یار ہونا ثابت ہے دیکھو انجیل متی ۱۱:۹)۔ پس کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ گنہ سے معصوم تھا اور گنہ گار نہ تھا ایسا ہی وہ خطا سے بھی معصوم نہ تھا چنانچہ ظاہر ہے کہ اس نے محض اپنی ذاتی غرض پر نظر رکھ کر الیاس کی دوبارہ آنے کی پیش گوئی کے حقیقی معنی ترک کر کے تاویل کے طور پر بیان کیا اور کہا کہ ایلیا خود نہیں بلکہ اس کی خو اور طبیعت پر کوئی اور آ گیا ہے حالانکہ ملاکی نبی کے صحیفہ میں صاف لکھا تھا کہ مسیح سے پہلے ایلیا کا دوبارہ آنا ضروری ہے مسیح کو اس تاویل کی اس لئے حاجت پڑی کہ وہ حقیقی معنوں کی رو سے جو ظاہر الفاظ سے نکلتے ہیں سچا نبی بھی نہیں ٹھہر سکتا تھا چہ جائے کہ اس کو خدا بنایا جاتا۔ پس اس صورت میں اگر مسیح کی نسبت بہت ہی نرمی اور نیک ظنی کی جائے تب بھی اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہودیوں کے مقابل پر مسیح نے صریح غلطی کی راہ اختیار کی یا یوں کہو کہ خوانخواہ سچا مسیح بننے کے لئے ظاہر اور کھلے کھلے معنوں کو عمداً ترک کر دیا ہے۔ اگر مسیح نے صحت نیت اور ایمان داری سے انہی معنوں کو صحیح سمجھا ہے یعنی یہ کہ حقیقی طور پر ایلیا کی آمد ثانی مراد نہیں بلکہ کسی اور کا آنا مراد ہے تو پھر اس نے اپنی آمد ثانی کے بارے میں یہی معنی کیوں بیان نہ کئے کہ وہ خود دوبارہ دنیا میں نہیں آئے گا بلکہ کوئی اور شخص جو اس کی خو اور طبیعت پر ہوگا آئے گا۔ اب صاف ظاہر ہے کہ ایلیا کی آمد ثانی جس کے آج تک یہودی منتظر ہیں مسیح کے دعوی کو باطل کرتی تھی اور اس کو کاذب ٹھہراتی تھی اس لئے اس نے اپنے تئیں سچا مسیح ثابت کرنے کے لئے یہی مصلحت دیکھی کہ ایلیا کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقی آمد ثانی سے انکار کردے۔ بجز اس کے اس لئے کوئی اور راہ نہ تھی اور نہ یہ قدرت تھی کہ اس کو زندہ کر کے پیش کرسکتا۔ لیکن اپنی آمد ثانی میں اس کی ایک اور مصلحت تھی اور وہ یہ کہ مسیح کا یہ دعوی کہ داؤد کا تخت دوبارہ قائم کرنے کئے میں بھیجا گیا ہوں اس وقت صحیح ثابت نہیں ہوا اور جس قدر لوگ اس دعوی کی امید پر اس کے ساتھ ہوئے تھے بہتیرے ان میں سے مرتد ہو گئے لہذا مسیح نے اپنی پہلی کلام کو بدل کر یہ کہنا شروع کیا کہ میری بادشاہت زمین کی نہیں بلکہ آسمان کی ہے۔..

آپ کے شاگردوں میں کوئی عمدہ نمونہ استقامت اور ترک دنیا کا ظاہر نہیں پھر ہمیں (یہودیوں کو) آپ روحانی نعمت کون سی دیں گے...

...اور جب نے آسمانی بادشاہت پر بھی ہنسی کی تو اب تیسرا پہلو بدلا کہ اب تو میں زمین کا بادشاہ ہو نہیں سکتا باپ کی یہی مصلحت ہے مگر آخری زمانہ میں میں بڑے جلال کے ساتھ اترونگا اور اسرائیل کی قوم کو غیر طاقتوں سے نجات دونگا۔ اب جب کہ مسیح نے پیچھا چھوڑانے کے لئے دور کی ڈالدی اور دل میں یہ خیال کیا کہ اس قدر لمبے زمانہ کی کون تحقیقات کرے گا مگر یہودی بھی ان باتوں کے استاد تھے انہوں نے تاڑ لیا کہ تو ٹالتا ہے تب انہوں نے باادب عرض کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد۔ تب مسیح نے جھٹ ایک چوتھا پہلو بدل دیا کہ ابھی بعض تم میں زندہ ہوں گے کہ میں آجاؤں گا اور تم ابن آدم کو آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے۔ تب یہودی اپنی درازی عمر کی خوش خبری پاکر خوش ہو گئے اور اس پر زیادہ بحث نہ کی کیونکہ انسان کا قاعدہ ہے کہ خوش آمد کے لفظوں پر زیادہ جرح نہیں کرتا۔ غرض مسیح جیسا کہ انجیل میں استاد کہلاتا ہے اس حاضر جوابی میں استاد نکلا مگر افسوس کہ یہ پیش گوئی اس کی ایسا قابل شرم دروغ تھا جس کی تصریح کی حاجت نہیں۔ غرض اس فرقہ کے اعتراضات میں سے ایک تو یہی اعتراض ہے جو بیان کیا گیا اور یہ فرقہ لندن میں موجود ہے جو فری تھنکر کہلاتے ہیں...(ریویو جلد اول نمبر۴۔ اپریل ۱۹۰۲ء طبع ۲۰ جون ۱۹۰۲ء۔ ص ۱۴۵۔ تا ۱۵۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسائیوں کا خدا

.... یہ لوگ (عیسائی) بجائے اس حی قیوم کے ایک عاجز انسان کو جو مریم کا بیٹا اور یسوع کہلاتا ہے خدا قرار دیتے ہیں حالانکہ نہ وہ دعاؤں کا جواب دے سکتا ہے اور نہ خود کسی کو پکار سکتا ہے اور نہ کوئی اپنی عظمت اور قدرت ظاہر کر سکتا ہے..اس کی قدرت کے نمونے جو کتابوں میں لکھے ہیں وہی ہیں جو اس نے یہودیوں کے ہاتھ سے طرح طرح کے دکھ اٹھائے۔تمام رات کی دعا قبول نہ ہوئی۔ ماں پر قابل شرم الزام قائم ہوا۔اس کی مدافعت کسی خدائی چمکار سے نہ کر سکا۔اس کے معجزات میں اگر وہ صحیح بھی مان لئے جائیں کوئی ایسی خوبی نہیں جو دوسرے انبیاء کے معجزات میں نہ ہو۔ بلکہ ایلیا نبی کے معجزات اور اس کا مردے زندہ کرنا بکمال قدرت مسیح کے معجزات سے بہت بڑھ کر ہے۔ایسا ہی یسعیاہ نبی کے معجزات بھی درحقیقت بعض ایسے ہیں کہ مسیح کے معجزات کو ان سے کچھ بھی نسبت نہیں۔اور حضرت مسیح کی پیش گوئیاں تو نہایت ردی حالت میں ہیں کہ بجائے اس کے کہ ان سے کوئی نیک اثر پڑے، ان کو پڑھ کر ہنسی آتی ہے کہ یہ کس قسم کی پیش گوئیاں ہیں کہ قحط پڑیں گے، زلزلے آئیں گے، لڑائیاں ہوں گی۔حالانکہ ان پیشگوئیوں سے پہلے بھی ملک میں سب کچھ ہورہا تھا۔پس ایسے خدا پر کیونکر کوئی ایمان لائے۔

یہ تو پہلے قصے ہیں، خدا جانے ان واقعات میں سچ کس قدر ہے اور جھوٹ کس قدر۔لیکن اس زمانہ کے لوگوں کے لئے اس نئے خدا کے ماننے میں جس کا یہودیوں کی تعلیم میں بھی نام ونشان نہیں، اور بھی مشکلات بڑھ گئے۔ کیونکہ ان لوگوں نے نہ تو مردے زندہ ہوئے بچشم خود دیکھے، اور نہ بیماریوں میں سے بھوتوں کا نکلنا بچشم خود مشاہدہ مشاہدہ کیا...

ہم حق رکھتے ہیں کہ اس وقت یہ سوال پیش کر دیں کہ جب کہ یہ تمام دعوے جو نشانوں کے لئے دیئے اور بار بار حضرت مسیح نے فرمایا کہ جو کچھ نشان میں دکھاتا ہوں میرے پیرو بھی وہی نشان دکھائیں گے صرف استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں اور ان سے نشان مراد نہیں ہیں، تو اس سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جو کچھ حضرت مسیح کی طرف معجزات منسوب کئے جاتے ہیں وہ بھی استعارکے رنگ میں ہیں کیونکہ حضرت مسیح بار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بار انجیلوں میں فرما چکے کہ جو کچھ میں معجزات دکھاتا ہوں وہی معجزات میرے سچے پیرو بھی دکھاتے رہیں گے۔ اب چونکہ ایسے معجزات کے مطالبہ کے وقت یہ جواب ملتا ہے کہ ان مقامات سے مراد معجزات نہیں ہیں بلکہ مسیحی لوگوں کی اخلاقی حالتیں مراد ہیں، تو کیوں نہ کہا جائے کہ حضرت مسیح کے معجزات سے بھی ایسے ہی امور مراد ہیں نہ درحقیقت معجزات... ہم تو اسی قدر پر راضی ہو سکتے ہیں کہ وہ (عیسائی) حضرت مسیح کو ایک زندہ انسان کے مرتبہ پر ثابت کر کے دکھاویں۔...

اول شریر یہودیوں نے حضرت مسیح کی ولادت کو ناجائز قرار دیا، اور حضرت مریم کو آلودہ دامنی کا الزام لگایا۔ اور پھر حضرت مسیح کے چال چلن پر بہت افتراء کیا۔ چنانچہ چند فاضل یہودیوں کی کتابیں جو اس وقت ہمارے مطالعہ میں ہیں، ان کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے حضرت مسیح کی زندگی کا بہت برا نقشہ کھینچا ہے۔ یہ کتابیں ان فاضل یہودیوں کی ان دنوں میں شام کے وقت ہمارے حلقہ میں محض اس غرض سے پڑھی جاتی ہیں کہ تا ہماری جماعت کو اس بات کا علم ہو جاوے کہ آج کل بعض نادان پادری جس قدر ہمارے نبی ﷺ کی زندگی پر افتراء اور بہتان کے طور پر حملے کرتے ہیں، ان سے بدتر حملے حضرت مسیح کی زندگی پر کئے گئے۔ یہاں تک کہ بعض ایسے حملے ہیں جن کے لکھنے سے شرم اور حیا مانع ہے۔ انکی ماں پر نہایت ناپاک الزام ہے۔ ایسا ہی ان کی بعض دادیوں یعنی تمت اور راحب اور بنت سبع پر حرام کاری کے الزام ہیں جن کو پادری صاحبان بھی قبول کرتے ہیں۔ اور سب سے بدتر وہ الزام ہیں جو حضرت مسیح کے چال چلن پر ہیں۔ اور یہ کہ انہوں نے کس طرح ہر ایک بات میں فریب سے کام لیا۔ اور کیونکر خدا نے توریت کے وعدہ کے موافق ان کو آخر سزائے موت دے دی۔ یہ تمام ذلت اور اہانت اور تہمت کے ایسے الفاظ ہیں جو ایک مسلمان بغیر اس کے جو بے اختیار غصہ میں آ جائے ان کو پڑھ نہیں سکتا۔ پس جب اس قدر حضرت مسیح کی توہین کی گئی کہ جو ایک معمولی انسان کے درجہ پر سے بھی ان کو گرایا گیا تو اس صورت میں یہ واقعہ ایک طبعی امر تھا کہ جو جماعت حضرت مسیح پر ایمان لائی تھی وہ رفتہ رفتہ افراط کی طرف مائل ہو جاتی۔ لہذا پر جوش آدمی جن کو پہلے سے شرک سے پیار تھا بجز اس کے خوش نہ ہو سکے کہ حضرت مسیح کو خدا بنا دیا جائے۔ گویا وہ اس طرح پر ان یہودیوں کے حملوں کا بدلہ اتارنا چاہتے تھے جو نہایت سختی سے حضرت مسیح پر کئے گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عجیب تر بات یہ ہے کہ جن انجیلوں سے عیسائی لوگ حضرت مسیح کی خدائی ثابت کرنا چاہتے ہیں انہیں انجیلوں کے حوالہ سے ایک فاضل یہودی نے اپنی کتاب میں یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ نعوذ باللہ یہ انسان درحقیقت ایک دنیا پرست اور مکار تھا جس سے نہ کوئی معجزہ ہوا، اور نہ کوئی پیش گوئی سچی نکلی۔ اور وہ لکھتا ہے کہ انجیلوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ گویا مسیح نے بہت سے معجزات یہودیوں کو دکھلائے، یہ قول خود انجیلوں کے ہی بیان سے جھوٹا ثابت ہوتا ہے، کیونکہ انجیل کی گواہی سے ثابت ہے کہ جب بزرگان قوم یسوع سے کوئی معجزہ طلب کرتے تھے تو اس کے جواب میں یسوع کا یہی طریق تھا کہ وہ ان بزرگوں کو گندی گالیاں دیکر یہی کہا کرتا تھا کہ ان کو کوئی نشان دکھلایا نہیں جائے گا۔ اور پھر کہتا ہے کہ ہم اگر مان بھی لیں کہ بعض بیماروں کو اس نے اچھا کیا تھا، تو یہ کوئی مفید دلیل اس کی خدائی کیلئے نہیں کیونکہ اسی زمانہ میں اس کے مخالف بھی ایسے معجزات دکھلاتے تھے..

غرض جب کہ یہودیوں نے نہایت سختی سے حضرت مسیح کی توہین کی، تو اسکا ایک ضروری نتیجہ تھا کہ اس تفریط کے مقابلہ پر افراط بھی کی جاتی۔ پس جب افراط کا سیلاب عیسائیوں میں زور سے چلا اسی زمانہ میں حضرت مسیح کے خدا بنانے کے لئے بنیاد رکھی گئی۔.....

(حواریوں کو) وعدہ دیا گیا تھا کہ ابھی تم زندہ ہوگے کہ میں (یعنی عیسی مسیح) واپس آؤنگا۔ اب دیکھو یہ پیش گوئی کیسی صفائی سے جھوٹ نکلی۔ اور دو ہزار برس ہونے لگے، آنے کا نام ونشان نہیں۔ وہ تمام انتظار کرنے والے ایسی حالتوں میں مرے کہ ہمیشہ یہود ان سے ٹھٹھا کرتے رہے کہ تمہارا استاد کہاں ہے...

(ریویو جلد اول نمبر ۵۔ مئی ۱۹۰۲ء۔ طبع ۱۹ جولائی ۱۹۰۲ء۔ ص ۱۹۹۔ ۲۰۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسیح موعود کا ظہور

(ریویو آف ریلی جنز قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے) بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حضرت مسیح کے معاملہ میں ناحق ایک تنکے کا پہاڑ بنایا گیا۔ دیکھو میں بھی خدا سے الہام پاتا ہوں اور بیس برس سے زیادہ عرصہ سے خدا تعالی مجھ سے ہم کلام ہے۔ ڈیڑھ سو کے قریب نشان ظاہر ہوا ہے۔ میں خدا تعالی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس قسم کے مردے کہ جو سنت اللہ کے رو سے زندہ ہوتے ہیں وہ مجھ سے بھی زندہ ہوئے۔ اسی طرح میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ دس ہزار سے زیادہ میری دعائیں قبول ہوئیں۔ اور جس قسم کے الفاظ انجیلوں میں یسوع مسیح کی نسبت ہیں جن سے ان کی خدائی نکالی جاتی ہے، ان سے بہت بڑھ کر خدا تعالی کا کلام میری نسبت ہے، اور ایسے کلمات میں نے کتابوں کے ذریعہ سے شائع بھی کر دیئے ہیں۔ خدا نے میرا نام آدم رکھا ہے۔ خدا نے میرا نام ابراہیم رکھا ہے۔ خدا نے میرا نام مسیح موعود رکھا ہے اور خبر دی ہے کہ وہ موعود جس کے انتظار میں تمام نبی گذر گئے ہیں وہ تو ہی ہے۔ مگر باوجود اس کے میں یہ نہیں کہتا کہ میں خدا ہوں، یا خدا کا بیٹا ہوں، حالانکہ میری نسبت خدا کے کلام میں ایسے الفاظ بکثرت موجود ہیں جن کے ذریعہ سے مسیح ابن مریم کی نسبت بآسانی خدا کہلا سکتا ہوں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ یہ کفر ہے۔ اسی لئے میں تمام دنیا سے زیادہ حیران ہوں کہ کون سی خاص فضیلت مسیح ابن مریم میں تھی جس کی وجہ سے اس کو خدا بنایا گیا۔ کیا اس کے کوئی خاص معجزات تھے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر یہاں معجزات ظاہر ہو رہے ہیں۔ کیا اس کی پیش گوئیاں اعلی قسم کی تھیں۔ مگر میں خلاف واقعہ کہونگا اگر یہ اقرار نہ کروں کہ جو پیش گوئیاں مجھے عطا کی گئی ہیں وہ مسیح ابن مریم سے بہت بڑھ کر ہیں۔ کیا میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ انجیلوں میں مسیح ابن مریم کی شان میں بڑے اعلی درجہ کے لفظ ہیں جن سے ان کو خدا ماننا پڑتا ہے، مگر میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا دنیا اور آخرت میں موجب لعنت ہے کہ وہ الفاظ جو خدا تعالی کی طرف سے میری شان میں وارد ہوئے ہیں جن کی نسبت میں پھر قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ خالص خدا کے الفاظ ہیں نہ انجیلوں کی طرح محرف۔ مبدل، مغیر۔ وہ ان الفاظ کی شان سے کہیں بڑھ کر ہیں جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسیح ابن مریم کی نسبت پادری صاحبان انجیلوں میں دکھلاتے ہیں۔مگر کیا مجھے جائز ہے کہ میں بھی خدائی کا دعوی کروں یا خدا کا بیٹا کہلاؤں۔پس اسی طرح یقیناً سمجھو کہ مسیح ابن مریم بھی خدا کا بیٹا نہیں، نہ خدا ہے۔میں مسیح محمدی ہوں اور وہ مسیح موسوی تھا۔خدا کی تقدیر نے یہ مقدر کیا تھا کہ اسرائیلی سلسلہ کے آخر میں جس کی شریعت کی ابتداء موسی سے ہے، ایک مسیح آوے۔اور اس کے مقابل پر یہ بھی مقدر کیا تھا کہ اسماعیلی سلسلہ کے آخر میں بھی جس کی شریعت کی ابتداء محمد مصطفی ﷺ سے ہوئی ایک مسیح آوے۔سو ایسا ہی ہوا۔موسی خدا کا بندہ اسرائیل کے لئے شریعت لایا۔خدا کو معلوم تھا کہ موسی سے قریباً چودھویں صدی پر بنی اسرائیل شریعت کے حقائق اور رموز چھوڑ دیں گے، اور نیز اخلاقی ضالت ان کی بہت ابتر ہو جائے گی، سو اسی غرض سے خدا نے حضرت موسی سے چودھویں صدی پر مسیح ابن مریم کو پیدا کیا اس ملک میں جس میں بنی اسرائیل کی سلطنت بھی باقی نہیں رہی تھی۔سو جب توریت کتاب استثنا کے وعدہ کے مطابق دنیا میں مثیل موسی آیا یعنی حضرت محمد ﷺ، تو خدا نے آپ کے بعد بھی جب چودھویں صدی پہنچی تو پہلے مسیح کی مانند ایک مسیح پیدا کیا، اور وہ میں ہوں۔اور جس طرح مثیل موسی بہت سی باتوں میں موسی سے بڑھ کر ہے، ایسا ہی مثیل عیسی بھی بہت سی باتوں میں عیسی سے بڑھ کر ہے۔اور یہ جزئی فضیلت ہے جس کو خدا چاہتا ہے دیتا ہے۔

عصمت کیوں کر ثابت ہو سکتی ہے؟....ہم انجیل سے آپ لوگوں کو دکھلاتے ہیں کہ مسیح نے اقرار کیا ہے کہ میں نیک نہیں ہوں۔

پس جب کہ خود مسیح ابن مریم کی عصمت کسی طور سے ثابت نہیں ہو سکتی بلکہ انجیلوں سے بعض حرکات اس کی عصمت کے برخلاف ثابت ہوتی ہیں، جیسا کہ شراب پینا، انجیل کے ابدی احکام حرمت خنزیر و ختنہ وغیرہ کا توڑنا، ناحق دوسروں کے مالوں کو نقصان پہنچانا، فقیہوں فریسیوں کو گالیاں دینا، بدکردار عورتوں کو جسم چھونے کا موقع دینا حرام کا تیل سر پر ملوانا، شاگردوں کو غیر لوگوں کے کھیتوں سے خوشے توڑنے سے منع نہ کرنا۔

اب بتلاؤ کہ یہ تمام امور گناہ ہیں یا نہیں؟...یاد رکھنا چاہیے کہ مسیح ابن مریم کی عصمت انجیل کی رو سے ثابت کرنا ایسا ہی مشکل ہے، جیسا کہ اس مسلول کی صحت ثابت کرنا جس کا مرض ذبول اور دستوں کی حالت تک پہنچ چکا ہے...(ریویو آف ریلی جنز جلد اول نمبر ۵۔مئی ۱۹۰۲ء۔طبع ۱۹ جولائی ۱۹۰۲ء ص ۲۰۷۔۲۰۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مسیح اور گم شدہ اسرائیلی

ریویو آف ریلی جنز قادیان ۱۹۰۳ء جلد دوم نمبر اول، میں لکھا ہے کہ:

مسیح نے اس مثال (یونس کا مچھلی کے پیٹ میں رہنا) میں یہ بھی اشارہ کیا تھا کہ وہ زمین (مسیح) زمین (قبر) سے نکل کر پھر قوم سے ملے گا اور یونس کی طرح قوم میں عزت پائے گا۔ سو یہ پیش گوئی بھی پوری ہوئی کیونکہ مسیح زمین کے پیٹ میں سے نکل کر ان قوموں کی طرف گیا (پیٹ کا کیا مطلب، وہ قبر زمین میں گڑھا تو نہیں تھا بلکہ بقول مرزا ایک کوٹھا تھا۔ جس کے منہ پر پتھر رکھا تھا اور کھڑکی بھی تھی۔ بہاء) جو کشمیر اور تبت وغیرہ مشرقی ممالک میں سکونت رکھتی تھیں یعنی بنی اسرائیل کے وہ دس فرقے جن کو شاہلمند زشاہ اسور سامریہ سے مسیح سے سات سو اکیس برس پیشتر اسیر کر کے لے گیا تھا آخر وہ ہندوستان کی طرف آ کر اس ملک کے متفرق مقامات میں سکونت پذیر ہو گئے تھے اور ضرور تھا کہ مسیح اس سفر کو اختیار کرتا کیونکہ خدا تعالی کی طرف سے یہی اس کی نبوت کی علت غائی تھی کہ وہ ان گم شدہ یہودیوں کو ملتا جو ہندوستان کے مختلف مقامات میں سکونت پذیر ہو گئے تھے (مرزا کی نبوت کی علت غائی بھی یہی ہونا چاہیے کہ وہ ان لوگوں سے ملتا جن کے لئے مبعوث ہوا تھا۔ اور وہ ساری دنیا کے لوگ تھے، مرزا تو گھر سے باہر ہی نہیں نکلا۔ حتی کہ کشمیریوں اور افغانوں اور پٹھانوں کے پاس بھی نہیں گیا، بلکہ جب وہ اسے ملنے لاہور آئے پیر مہر علی کے ساتھ تو مرزا لاہور بھی نہیں آیا کہ مجھے وہ ماریں گے۔ بہاء) وجہ یہ کہ در حقیقت وہی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑیں تھیں جنھوں نے ان ملکوں میں آ کر اپنے باپ دادے کا مذہب بھی ترک کر دیا تھا اور اکثر ان کے بدھ مذہب میں داخل ہو گئے تھے اور پھر رفتہ رفتہ بت پرستی تک نوبت پہونچی تھی چنانچہ ڈاکٹر برنیر نے بھی اپنی کتاب وقائع سیر و سیاحت میں کئی اہل علم کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ کشمیر کے باشندے دراصل یہودی ہیں کہ جو تفرقہ شاہ اسور کے ایام میں اس ملک میں آ گئے تھے۔ بہر حال حضرت مسیح کے لئے یہ ضروری تھا کہ ان گم شدہ بھیڑوں کو تلاش کرتے جو اس ملک میں آ کر دوسری قوموں میں مخلوط ہو گئی تھیں چنانچہ آگے چل کر ہم اس بات کا ثبوت دیں گے کہ حضرت مسیح فی الواقع اس ملک ہند میں آئے پھر منزل بمنزل کشمیر میں پہونچے اور اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کا بدھ مذہب میں پتہ لگا لیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اورانہوں نے آخراس کواسی طرح قبول کیا جیسا کہ یونس کی قوم نے قبول کرلیا تھا کیونکہ مسیح انجیل میں اپنی زبان سے اس بات کو بیان کرتا ہے کہ وہ اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا ہے۔(اور ریویو ۱۹۰۳ء جلد دوم نمبر دوم میں لکھا ہے کہ) مسیح کی رسالت صرف انہی یہودیوں تک محدود نہیں تھی جو شام کے ملک میں رہتے تھے بلکہ وہ بنی اسرائیل کے تمام فرقوں کی طرف آئے تھے جن میں سے اکثر ان کی آمد سے بہت عرصہ پہلے مشرقی ممالک میں آباد ہو چکے تھے۔

گمراہی بھی عجیب شئے ہے ایک غلطی کی تائید کے لئے ایک دوسری غلطی بنانی پڑتی ہے مگر اصلیت کے پیش ہونے پر اس کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں مسیح کو تین گھنٹہ صلیب پر رہ کر نہ مرنا کوئی تعجب کی بات نہیں بہت ساری مثالیں اس قسم کی موجود بلکہ مشہور ہیں جن میں ایک شخص اس سے بہت زیادہ عرصہ تک صلیب پر رکھ کر اتارا گیا اور علاج سے آخر کار اچھا ہو گیا۔

ناظرین کو اس دھوکے میں نہیں پڑنا چاہیے کہ یہودیوں کی صلیب اس زمانہ کی پھانسی کی طرح ہوگی جس سے نجات پانا قریباً محال ہے کیونکہ اس زمانہ میں صلیب میں کوئی رسا گلے میں نہیں ڈالا جاتا تھا اور نہ تختہ پر سے گرا کر لٹکایا جاتا تھا، بلکہ صرف صلیب پر کھینچ کر ہاتھوں اور پیروں میں کیل ٹھونکے جاتے تھے۔اور یہ بات ممکن ہوتی تھی کہ اگر صلیب پر کھینچنے اور کیل ٹھونکنے کے بعد ایک دو دن تک کسی کی جان بخشی کا ارادہ ہو تو اسی قدر عذاب پر اکتفا کر کے ہڈیاں توڑنے سے پہلے اس کو زندہ اتار لیا جائے۔اور اگر مارنا ہی منظور ہوتا تھا تو کم سے کم تین دن تک صلیب پر کھنچا ہوا رہنے دیتے تھے،اور پانی اور روٹی نزدیک نہ آنے دیتے تھے۔اور اسی طرح دھوپ میں تین دن یا اس سے زیادہ چھوڑ دیتے تھے۔اور پھر اس کی ہڈیاں توڑتے تھے۔اور پھر آخر ان تمام عذابوں کے بعد وہ مر جاتا تھا۔لیکن خدا تعالیٰ کے فضل وکرم نے حضرت مسیح کو اس درجہ کے عذاب سے بچا لیا جس سے زندگی کا خاتمہ ہو جاتا۔انجیلوں کو ذرا غور کی نظر سے پڑھنے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت مسیح نہ تین دن تک صلیب پر رہے،اور نہ تین دن کی بھوک اور پیاس اٹھائی،اور نہ ان کی ہڈیاں توڑی گئیں۔بلکہ قریباً دو گھنٹہ صلیب پر رہے،اور خدا کے رحم اور فضل نے ان کے لئے یہ تقریب قائم کر دی کہ دن کے اخیر حصہ میں صلیب دینے کی تجویز ہوئی اور وہ جمعہ کا دن تھا اور صرف تھوڑا سا دن باقی تھا،اور اگلے دن سبت اور یہودیوں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیدفسح تھی، اور یہودیوں کے لئے یہ حرام اور قابل سزا جرم تھا کہ کسی کو سبت یا سبت کی رات میں صلیب پر رہنے دیں (سزا یہودی احکام پر نہیں، رومی گورنر کے حکم پر دی جارہی تھی جو یہودی نہیں تھا۔ بہاء) اور مسلمانوں کی طرح یہودی بھی قمری حساب رکھتے تھے اور رات دن پر مقدم سمجھی جاتی تھی۔ پس ایک طرف تو یہ تقریب تھی کہ جو زمینی اسباب سے پیدا ہوئی، اور دوسری طرف آسمانی اسباب خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ پیدا ہوئے کہ جب چھٹا گھنٹہ ہوا تو ایک ایسی آندھی آئی کہ جس سے ساری زمین پر اندھیرا چھا گیا، اور وہ اندھیرا تین گھنٹے برابر رہا۔ (دیکھو مرقس ۱۶:۳۳)۔ یہ چھٹا گھنٹہ بارہ بجے کے بعد تھا، یعنی وہ وقت جو شام کے قریب ہوتا ہے۔ اب یہودیوں کو اس شدت اندھیرے میں یہ فکر پڑی کہ مبادا سبت کی رات آ جائے اور وہ سبت کے مجرم ہو کر تاوان کے لائق ٹھہریں، اس لئے انہوں نے جلدی سے مسیح کو اور اس کے ساتھ دو چوروں کو بھی صلیب پر سے اتار لیا۔

...مسیح کے حواری سفر کرتے ہوئے اس بستی کی طرف جا رہے تھے جس کا نام الموس ہے جو یروشلم سے پونے چار کوس کے فاصلے پر ہے تب مسیح ان کو ملا۔ جب وہ اس بستی کے نزدیک پہنچے تو مسیح نے آگے بڑھ کر چاہا کہ ان سے الگ ہو جائے، تب انہوں نے اس کو جانے سے روک لیا کہ آج رات ہم اکٹھے رہیں گے۔ اور اس نے ان کے ساتھ بیٹھ کر روٹی کھائی۔ اور وہ سب مع مسیح کے املوس نام کے گاؤں میں رات رہے۔ (دیکھو لوقا ۲۴:۱۳۔۳۱)

اب ظاہر ہے کہ ایک جلالی جسم کے ساتھ جو موت کے بعد خیال کیا گیا ہے مسیح سے فانی جسم کے عادات صادر ہونا اور کھانا اور پینا اور سونا اور جلیل کی طرف ایک لمبا سفر کرنا جو یروشلم سے قریباً ۷۰ کوس کے فاصلے پر تھا، بالکل غیر ممکن اور نا معقول بات ہے...

آگے چل کر ہم ثابت کریں گے کہ اس نے اپنے زخموں کا ایک مرہم کے استعمال سے علاج کیا۔..

اس پر صلیب اور کیلوں کے تازہ زخم موجود تھے جن سے خون بہتا تھا اور درد اور تکلیف ان کے ساتھ تھی جن کے واسطے ایک مرہم بھی طیار کی گئی تھی...

خود مسیح نے حواریوں کو اپنا گوشت اور ہڈیاں دکھلائیں اور پھر اسی پر اکتفا نہیں بلکہ اس فانی جسم کے لوازم میں سے بھوک اور پیاس کی درد بھی موجود تھی، ورنہ اس لغو حرکت کی کیا ضرورت تھی کہ مسیح جلیل کے سفر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کھانا کھاتا اور پانی پیتا اور آرام کرتا اور سوتا۔ اس میں کیا شک ہے کہ اس عالم میں جسم فانی کے لئے بھوک اور پیاس بھی ایک درد ہے جس کے حد سے زیادہ ہونے سے انسان مرسکتا ہے۔

پس بلاشبہ یہ بات سچ ہے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا، اور نہ کوئی نیا جلالی جسم پایا۔ بلکہ ایک غشی کی حالت ہوگئی تھی جو مرنے سے مشابہ تھی۔ اور خدا تعالی کے فضل سے یہ اتفاق ہوا کہ جس قبر میں وہ رکھا گیا وہ اس ملک کی قبروں کی طرح نہ تھی بلکہ ایک ہوادار کوٹھا تھا جس میں ایک کھڑکی تھی۔ اور اس زمانہ میں یہودیوں میں یہ رسم تھی کہ قبر کو ایک ہوادار کشادہ کوٹھا کی طرح بناتے تھے اور اس میں ایک کھڑکی رکھتے تھے اور ایسی قبریں پہلے سے موجود رہتی تھیں اور پھر وقت پر میت اس میں رکھی جاتی تھی۔ چنانچہ یہ گواہی انجیلوں سے صاف طور پر ملتی ہے انجیل لوقا میں یہ عبارت ہے:

اور وے عورتیں اتوار کے دن بڑے تڑکے یعنی کچھ اندھیرے سے ہی ان خوشبوؤں کو جو طیار کی تھیں لے کر قبر پر آئیں اور ان کے ساتھ کئی اور بھی عورتیں تھیں اور انہوں نے پتھر کو قبر پر سے ڈھلکا ہوا پایا ،اور اندر جا کر خداوند یسوع کی لاش نہ پائی۔ (لوقا ۲۴:۲۔۳)

ان اندر جانے کے لفظ کو سوچو۔ ظاہر ہے کہ اسی قبر کے اندر انسان جاسکتا ہے کہ جو ایک کوٹھے کی طرح ہو اور اس میں کھڑکی ہو..

انجیل مرقس میں لکھا ہے :

اور جب کہ شام ہوئی اس لئے کہ تیاری کا دن تھا جو سبت سے پہلے ہوتا، یوسف ارمتیا جو نامور مشیر اور وہ خود خدا کی بادشاہت کا منتظر تھا، آیا اور دلیری سے پلاطس پاس جا کے یسوع کی لاش مانگی۔ پلاطس نے متعجب ہو کر شبہ کیا کہ وہ یعنی مسیح ایسا جلد مر گیا۔ (مرقس)

اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ عین صلیب کی گھڑی میں ہی یسوع کے مرنے کا شبہ ہوا۔ اور شبہ بھی ایسے شخص نے کیا جس کو اس بات کا تجربہ تھا کہ اس قدر مدت میں صلیب پر جان نکلتی ہے۔

اور منجملہ ان شہادتوں کے جو انجیل سے ہم کو ملی ہیں انجیل کی وہ عبارت ہے جو ذیل میں لکھتا ہوں:

پھر یہودیوں نے اس لحاظ سے کہ لاشیں سبت کے دن صلیب پر نہ رہ جائیں کیونکہ وہ دن طیاری کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا بلکہ بڑا ہی سبت تھا، پلاطوس سے عرض کی کہ ان کی ٹانگیں توڑی اور لاشیں اتاری جائیں۔تب سپاہیوں نے آکر پہلے اور دوسرے کی ٹانگیں جو اس کے ساتھ صلیب پر کھینچے گئے تھے، توڑیں۔لیکن جب انہوں نے یسوع کی طرف آکے دیکھا کہ وہ مر چکا ہے تو اس کی ٹانگیں نہ توڑیں۔ پر سپاہیوں میں سے ایک نے بھالے سے اس کی پسلی چھیدی اور فی الفور اس سے لہو اور پانی نکلا۔ (یوحنا ۱۹: ۳۱-۳۴)

ان آیات سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کسی مصلوب کی زندگی کا خاتمہ کرنے کے لئے یہ دستور تھا کہ جو صلیب پر کھینچا گیا ہو، اس کو کئی دن صلیب پر رکھتے تھے اور پھر اس کی ہڈیاں توڑتے تھے لیکن مسیح کی ہڈیاں دانستہ نہیں توڑی گئیں اور وہ ضرور صلیب پر سے ان دو چوروں کی طرح زندہ اتارا گیا

(اسی وجہ سے پسلی چھیدنے سے خون بھی نکلا۔مردہ کا خون جم جاتا ہے۔اور اس جگہ یہ بھی صریح معلوم ہوتا ہے کہ اندرونی طور پر یہ کچھ سازش کی بات تھی۔ پلاطوس ایک خداترس اور نیک آدمی تھا...اور پلاطوس کی بیوی کی خواب اور بھی اس بات کی محرک ہوئی تھی کہ کسی طرح مسیح کو مصلوب ہونے سے بچایا جائے..مگر یہودی چونکہ ایک شریر قوم تھی اور پلاطوس پر قیصر کے حضور میں مخبری کرنے کو بھی تیار تھے اسلئے پلاطوس نے مسیح کو چھوڑانے میں حکمت عملی سے کام لیا۔اول تو مسیح کا مصلوب ہونا ایسے دن پر ڈال دیا کہ وہ جمعہ کا دن تھا اور صرف چند گھنٹے دن سے باقی تھے اور بڑے سبت کی رات قریب تھی اور پلاطوس خوب جانتا تھا کہ یہودی اپنی شریعت کے حکموں کے موافق صرف شام کے وقت تک ہی مسیح کو صلیب پر رکھ سکتے ہیں اور پھر شام ہوتے ہی ان کا سبت ہے جس میں صلیب پر رکھنا روا نہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مسیح شام سے پہلے صلیب پر سے اتارا گیا اور یہ قریب قیاس نہیں کہ دونوں چور جو مسیح کے ساتھ صلیب پر کھینچے گئے تھے وہ زندہ رہے مگر مسیح صرف دو گھنٹہ تک مر گیا۔ بلکہ یہ صرف ایک بہانہ تھا جو مسیح کو ہڈیاں توڑنے سے بچانے کے لئے بنایا گیا تھا۔سمجھدار آدمی کے لئے یہ ایک بڑی دلیل ہے کہ دونوں صلیب پر سے زندہ اتارے گئے اور ہمیشہ معمول تھا کہ صلیب پر لوگ زندہ اتارے جاتے تھے اور صرف اس حالت میں مرتے تھے کہ ہڈیاں توڑی جائیں یا بھوک اور پیاس کی حالت میں چندروز صلیب پر رہ کر جان نکلتی تھی۔مگر ان باتوں میں سے کوئی بات بھی مسیح کو پیش نہ آئی۔نہ وہ کئی دن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلیب پر بھوکا پیاسا رکھا گیا، اور نہ اس کی ہڈیاں توڑی گئیں، اور یہ کہہ کر کہ مسیح مر چکا ہے یہودیوں کو اس کی طرف سے غافل کر دیا گیا۔ مگر چوروں کی ہڈیاں توڑ کر اسی وقت ان کی زندگی کا خاتمہ کر دیا گیا۔ بات تو تب تھی کہ ان دونوں چوروں میں سے بھی کسی کی نسبت کہا جاتا کہ یہ مر چکا ہے اس کی ہڈیاں توڑنے کی ضرورت نہیں۔ اور یوسف نام پلاطوس کا ایک معزز دوست تھا جو اس نواح کا رئیس تھا اور مسیح کے پوشیدہ شاگردوں میں داخل تھا وہ عین وقت پر پہنچ گیا۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی پلاطوس کے اشارہ سے بلایا گیا تھا مسیح کو ایک لاش قرار دے کر اس کے سپرد کر دیا گیا کیونکہ وہ ایک بڑا آدمی تھا اور یہودی اس کے ساتھ کچھ پرخاش نہیں کر سکتے تھے۔ جب وہ پہنچا تو مسیح جو غشی کی حالت میں تھا۔ ایک لاش قرار دے کر اس نے لیا اور اسی جگہ ایک وسیع مکان تھا جو اس زمانہ کی رسم پر قبر کے طور پر بنایا گیا تھا اور اس میں ایک کھڑکی بھی تھی اور ایسے موقع پر تھا جو یہودیوں کے تعلق سے الگ تھا اسی جگہ پلاطوس کے اشارہ سے مسیح کو رکھا گیا۔ یہ واقع اس وقت پیش آیا جب کہ حضرت موسی کی وفات پر چودھویں صدی گذر رہی تھی اور اسرائیلی شریعت کے زندہ کرنے کیلئے مسیح چودھویں صدی کا مجدد تھا۔ اور اگرچہ یہودیوں کو اس چودھویں صدی میں مسیح موعود کا انتظار بھی تھا اور گزشتہ نبیوں کی پیش گوئیاں بھی اس وقت پر گواہی دیتی تھیں۔ لیکن افسوس کہ یہودیوں کے نالائق مولویوں نے اس وقت اور موسم کو شناخت نہ کیا اور مسیح موعود کو جھوٹا قرار دے دیا۔ نہ صرف یہی بلکہ اس کو کافر قرار دیا اور اس کا نام ملحد رکھا اور آخر اس کے قتل کا فتوی لکھا اور اس کو عدالت میں کھینچا (مسیح پر فتوی بھی یہودیوں نے لکھا اور عدالت میں بھی یہودیوں نے کھینچا۔ مرزا پر کفر کا فتوی مسلمانوں نے دیا، لیکن اسے ڈاکٹر مارٹن کلارک عیسائی نے عیسائی عدالت میں کھینچا۔ مشابہت کیا ہوئی؟ بہاء)

اس سے یہ سمجھ آتا ہے کہ خدا نے چودھویں صدی میں کچھ تاثیر ہی ایسی رکھی ہے جس میں قوم کے دل سخت اور مولوی دنیا پرست اور اندھے حق کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ اس جگہ اگر موسی کی چودھویں صدی اور موسی کے مثیل کی چودھویں صدی کا جو ہمارے نبی ﷺ ہیں باہم مقابلہ کیا جائے تو اول یہ نظر آئے گا کہ ان دونوں چودھویں صدیوں میں دو ایسے شخص ہیں (عیسی تو موسی کے بعد پندرھویں صدی میں تھے، اور مرزا پر وحی والہام تیرھویں صدی ہجری میں شروع ہو چکے تھے کیونکہ ۱۸۶۸ء۔ ۱۸۶۹ء میں مرزا کو بقول ان کے الہام ووحی کا آغاز ہو چکا تھا جیسا کہ وہ اس مباحثے کی کے حالات بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں جو انہوں نے بٹالہ میں شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی ؒ سے حنفی اہل حدیث مابہ الامتیاز مسائل پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تھا۔ بہاء) جنہوں نے مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا اور وہ دعوی سچا تھا اور خدا کی طرف سے تھا۔ پھر اس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوگا کہ قوم کے علماء نے ان دونوں کو کافر قرار دیا اور ان دونوں کا نام ملحد اور دجال رکھا اور ان دونوں کے قتل کے فتوے لکھے اور دونوں کو عدالتوں کی طرف کھینچا گیا (ایک کو فتوی دینے والے یہودیوں نے رومی عدالت میں کھینچا، دوسرے کو فتوی دینے والے مسلمانوں نے نہیں بلکہ عیسائیوں ڈاکٹر مارٹن کلارک وغیرہ نے عیسائی عدالت میں کھینچا تھا۔ مشابہت کیا ہوئی۔ بہاء) جن میں سے ایک رومی عدالت تھی اور دوسری انگریزی۔ آخر دونوں بچائے گئے اور دونوں قسم کے مولوی یہودی اور مسلمان ناکام رہے (عیسی تو اس واقعہ کے بعد بقول مرزا ۱۲۰ سال زندہ رہے، دیگر ممالک میں گئے، ایک دور دراز ملک میں جا بسے، وہاں شادی کی تبلیغ کی، وہاں کے لوگ ان کے مرید ہوئے، وہیں فوت ہوئے اور دفن ہوئے۔ لیکن مرزا ۱۸۹۸ء کے بعد صرف دس سال زندہ رہے، قادیان ہی میں محصور رہے، کسی دوسرے ملک نہیں گئے، نہ کسی دوسرے ملک جا کر آباد ہوئے نہ وہاں جا کر یا قادیان ہی میں نئی شادی کی، نہ کسی دور دراز ملک میں فوت ہوئے، نہ کسی دور دراز ملک میں دفن ہوئے۔ بلکہ اپنے ہی ملک پنجاب کے ایک شہر لاہور میں مرنے کے باوجود قادیان ہی واپس لا کر دفن کئے گئے۔ مشابہت کیا ہوئی؟) اور خدا نے ارادہ کیا کہ دونوں مسیحوں کو ایک بڑی جماعت بنادے اور دونوں قسم کے دشمنوں کو نامراد رکھے (عیسی کے متبعین تو کروڑوں میں تھے، اب اربوں میں ہیں، اور مرزا کے متبعین کا شمار مرزا کی موت کے شذروں میں غیر جانبدار اخبارات نے دس بیس ہزار ہی کیا تھا۔ مشابہت کیا ہوئی) غرض موسی کی چودھویں صدی اور ہمارے سید و مولا نبی ﷺ کی چودھویں صدی اپنے اپنے مسیحوں کے لئے سخت بھی ہیں اور انجام کار مبارک بھی۔

(مرزا قادیانی ریویو میں لکھتے ہیں)...قابل غور ہے ایک آدمی تین گھنٹہ کے لئے صلیب پر لٹکایا جاتا ہے اور کوئی تاریخی شہادت اس امر کی نہیں ملتی کہ صلیب پر تین گھنٹہ میں کوئی آدمی صلیب پر مر گیا ہو۔ صلیب سے اتارے جانے کے بعد اس کی ہڈیاں نہیں توڑی جاتیں۔ جو آدمی اس کے ساتھ ہی صلیب پر چڑھائے گئے اور ساتھ ہی اتارے گئے وہ زندہ ہی تھے۔ جب اس کی پسلی میں ذرا نیزہ کا سرا چبویا گیا تو وہاں سے خون نکلا۔ کوئی طبی شہادت لی نہیں گئی کہ واقعی یہ شخص مر چکا ہے۔ دوسرے مجرموں کی لاشوں کے ساتھ اس کا جسم نہیں رکھا۔ بلکہ ایک دولت مند مرید کے سپرد کیا گیا جس نے ہر طرح سے اس کی خبر گیری کی اور سب علاج کئے...جبھی کہ چلنے کے قابل ہوا اس شہر سے بھاگ گیا جہاں یہ سب مصیبت اس کے سر پر آئی تھی۔ ستر میل تک پا پیادہ گیا جب سفر کا تھکان معلوم ہوا تو آرام بھی کیا۔ بھوک اور پیاس لگی تو اپنے دوستوں سے کھانا مانگا۔ معمولی انسانوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرح کھاتا اور پیتا رہا۔کیلوں کے زخم جو صلیب سے ہاتھوں پر آ گئے تھے وہ اپنے دوستوں کو دکھائے..کون عقل مند کہہ سکتا ہے کہ یہ شخص تمام طاقتوں کا مالک خدا تھا جو آسمان پر چڑھنے کی طیاریاں کر رہا تھا۔ان واقعات سے تو صاف اور سیدھا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ یسوع صلیب پر نہیں مرا، کیونکہ اس قدر تھوڑے وقت میں کوئی انسان صلیب پر مر ہی نہ سکتا تھا۔صلیب سے اتارے جانے کے بعد عمداً ان تمام امور سے پرہیز کیا گیا جو اس کی موت کا باعث ہو سکتے تھے۔...یہ حضرت مسیح کا قصہ ہے اور ہر ایک عقل مند صاف سمجھ سکتا ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مرے بلکہ بھاگ کر کہیں اور پناہ گزین ہوئے۔

(اور ریویو جلد دوم نمبر ۵ بابت مئی ۱۹۰۳ء میں **حضرت مسیح کا دس گم شدہ اسرائیلی قوموں کی طرف جانا** کے زیر عنوان لکھا ہے) اس عنوان کے نیچے گذشتہ دو نمبروں میں انجیل کے قصص کی بنا پر ہم نے یہ ثابت کیا تھا کہ حضرت مسیح صلیب کی لعنتی موت سے بچائے گئے۔اگرچہ ان مضامین کو شائع ہوئے دو ماہ کا عرصہ گذر چکا ہے لیکن عیسائیوں کی طرف سے ان کی تردید میں ہم نے سوائے اس ریمارک کے کچھ نہیں دیکھا کہ اس قسم کے استنباط انجیلوں کے اصلی اور یکساں مفہوم اور منشاء کے خلاف ہیں۔....

ساری دنیا کی تاریخ میں ایک بھی ایسی مثال نہیں ملتی جس میں ایک شخص دو یا تین گھنٹے صلیب پر لٹکائے جانے سے مر گیا ہو اور برعکس اس کے ایسی مثالیں بکثرت موجود ہیں کہ ایک یا دو دون تک بھی صلیب پر لٹکا رہنے کے بعد بعض اشخاص جانبر ہو گئے فاضل مورخ جوزیفس نے ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے جس میں اس نے قیصر سے تین شخصوں کے جو صلیب پر لٹکے ہوئے تھے چھوڑے جانے کے لئے درخواست کی اور وہ درخواست قبول ہو کر مناسب علاج سے تینوں میں سے ایک کی جان بچ گئی۔درحقیقت صلیب سے موت اس قدر آہستہ واقع ہوتی ہے کہ عقل مند انسان صرف اسی ایک واقعہ پر جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح صلیب پر دو یا تین گھنٹے سے زیادہ نہیں رہا، غور کرنے سے اس نتیجہ پر پہونچ سکتا ہے کہ مسیح کے صلیب پر مرنے کا مقدمہ ایک بالکل بے بنیاد اور غلط اعتقاد ہے۔...

مسیح اور چوروں پر صلیب کے بعد بھی اس سزا (ٹانگیں توڑنا) کے وارد کئے جانے کا حکم صاف بتاتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ صلیب کو بسبب تھوڑا وقت ہونیکے نا کافی خیال کیا گیا اور ایک اور تکلیف دہ صورت موت کی تجویز کی گئی۔ یہ یادرکھنا چاہیے کہ ٹانگوں کا توڑنا اس طور پر ہوا کرتا تھا کہ چولے سے لے کر پاؤں تک کی تمام ہڈیاں ہتھوڑے کے ساتھ توڑی جاتی تھیں۔اب جہاں انجیلوں سے یہ ثابت ہے کہ ٹانگیں توڑنے کا حکم دیا گیا تھا کیونکہ صلیب پر اس قدر تھوڑے عرصہ کے لئے مسیح اور دونوں چور رکھے گئے تھے کہ اس سے موت واقعہ نہ ہوسکتی تھی، اس جگہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ چوروں کی ٹانگیں تو توڑی گئیں مگر مسیح کی نہیں توڑی گئیں، اور یہ بہانہ کر دیا گیا کہ مسیح مر چکا ہے، اس لئے اس کی ٹانگیں توڑنے کی حاجت نہیں ہے۔..

بھالے کے زخم کا قصہ رہا سہا بھی اس امر کا فیصلہ کرتا ہے کہ مسیح میں جب وہ صلیب سے اتارا گیا، جان باقی تھی ، کیونکہ لکھا ہے کہ زخم سے پانی اور لہو بہا۔ پانی بہنے سے اگر یہ منشاء ہے کہ واقعی لہو اور پانی دو الگ الگ سیال نکلے تھے، تو اس میں شک نہیں ہوسکتا کہ پانی صرف معجزہ بنانے کی خاطر بہایا گیا ہے۔اگر زخم اس قدر بھی گہرا ہوتا کہ دل تک پہنچ جاتا تو بھی پانی کا نکلنا ممکن نہ تھا، سوائے اس کے کہ مرض استسقاء ہوتا۔مگر ہم خیال نہیں کرتے کہ انجیل نویس کا یہ مطلب ہو۔البتہ لہو کا نکلنا صاف اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ مسیح ابھی زندہ تھا کیونکہ مرنے کے بعد معاً خون جم جاتا ہے۔مگر خون کا سیال ہونا اس امر کا یقینی ثبوت ہے کہ جب مسیح صلیب پر سے اتارا گیا تو وہ بھی چوروں کی طرح زندہ ہی تھا۔...

یہ بیان نہیں کیا گیا کہ سپاہیوں کو کیونکر معلوم ہو گیا کہ مسیح مر چکا ہے۔سکتہ یا غشی کی حالت اور حقیقی موت میں امتیاز کرنا اس قدر مشکل امر ہے کہ اس زمانہ کا ایک ڈاکٹر بھی غلطی کھا سکتا تھا کیونکہ اس وقت کی ڈاکٹری معلومات اس قدر وسیع نہ تھے لیکن انجیل نویس یہ چاہتے ہیں کہ بغیر چون و چرا کے ہم ایک جاہل پولیس والے کی رائے کو تسلیم کرلیں خواہ کیسی ہی مضبوط شہادت اس کی تردید کر رہی ہو۔..علاوہ ازیں انجیل میں تو یہ لکھا ہے کہ پہلو میں نیزہ چبھویا گیا تھا، نہ یہ کہ عین دل کے مقام پر مارا گیا تھا اور نہ ہی یہ کہیں لکھا ہے کہ وہ زخم بڑا گہرا تھا دراصل اس طرح پر نیزہ کو عین دل کے مقام پر مارنا کہ اس سے خون باہر کو نکلے بڑے ہنر کو چاہتا ہے اور محض ایک جاہل سپاہی سے یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ انسانی بدن کی تشریح سے ایسا واقف ہو۔

...میں خود صاحب تجربہ ہوں میں نے کئی دفعہ کشفی طور پر حضرت مسیح کو دیکھا ہے اور اور بعض نبیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھی میں نے عین بیداری میں ملاقات کی ہے اور میں نے اپنے سید و مولا اپنے امام نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھی کئی دفعہ عین بیداری میں دیکھا ہے اور باتیں کی ہیں اور ایسی صاف بیداری سے دیکھا جس کے ساتھ خواب یا غفلت کا نام ونشان نہ تھا اور میں نے بعض اور وفات یافتہ لوگوں سے بھی ان کی قبر پر یا اور موقعہ پر عین بیداری میں ملاقات کی ہے اور ان سے باتیں بھی کی ہیں۔

(ریویو آف ریلی جنز قادیان ۱۹۰۳ء جلد دوم نمبر اول۔ص ۸۔۱۰؛۔ ریویو ۱۹۰۳ء جلد دوم نمبر دوم۔ص ۴۸۔۵۵؛ ریویو جلد دوم نمبر ۵ بابت مئی ۱۹۰۳ء ص ۱۹۰۔۲۰۳)

ضربت عیسوی

دی احمدیت ریفیوٹڈ

The Ahmadiyyat Refuted

(ضربت عیسوی یعنی ابطال مرزا۔ از سلطان القلم جناب اکبر مسیح۔ پنجاب ریلجس بک سوسائٹی۔ انار کلی لاہور، بار سوم ۱۹۵۷ء)

زاں که از قرآن بسے گمراہ شدند
زاں رسن قومے درون چہ شدند

رسالہ ضربت عیسوی ان سلسلہ وار مضامین کا مجموعہ ہے جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ریویو کے جواب میں لاہور کے رسالہ ترقی ۱۹۰۳ء میں شائع ہوتے رہے۔ ان میں جا بجا اضافہ بھی کیا گیا تا کہ مابعد کی نکتہ چینیوں کی رعایت ہو جائے۔

جن لوگوں کو ضرورۃً مرزا جی کی تصنیفات پڑھنے کا ناگوار اتفاق ہوا ہوگا وہ خوب جانتے ہیں کہ مناظرہ میں فحش بیانی سخت کلامی بدزبانی بلکہ گالی کو سنے کا مرزا جی نے گویا سرکار سے ٹھیکہ لے لیا (اسی زبان درازی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی انتہاء مشتے ازنمونہ خروار یہ ہیں کہ مقدس پولوس کو شریر انسان، رئیس المفترین کہتا ہے، اور مریم صدیقہ کو پانی پی پی کر کوستا ہے، اس کا بیٹا ضرور مرے گا، دیکھو اشتہار وحی اللہ القہار مورخہ ۱۴ جنوری ۱۸۹۷ء اور مکتوب عربی ص ۱۹۵۔

سخنا نے برزبان خود آورد کہ بجز شیطان لعین ہیچ کس بداں تکلم نکند۔ اسی شائستگی کی تعریف ہے دیکھو مکتوب۔ ص ۲۵۳۔ اوروں نے اگر کسی مذہبی پیشوا کی نسبت کوئی بے ادبی کا کلمہ نکالا ہوگا تو اپنی ذاتی ذمہ داری پر، مگر یہ سخن آفرینی مرزا صاحب کے حامل وحی کا حصہ ہے اور یہ کلام آپ ہی پر نازل ہوا: اے احمد رحمت تیرے لبوں پر جاری ہورہی ہے۔ رسائل اربعہ۔ ص ۵۸) آپ اس فن کے جگت استاد مانے جاتے ہیں۔ ہر مذہب کے بزرگوں کو ایک آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ آپ کے دست وزبان سے کسی مومن کو امان نہیں بلکہ حق تو یہ ہے کہ آپ ہی کی انشا پردازی کی بدولت گبر و مسلمان کا چلن بگڑا۔ اور یہ ایک صفت ہے جو مرزا صاحب کی تحریرات کو ایک معنی میں لاجواب کر دیتی ہے۔ اور میدان یقیناً آپ ہی ہاتھ رہ جاتا اگر ایسے مبارز نہ اٹھ کھڑے ہوتے جیسے ضمیمہ شحنہ ہند کا اڈیٹر شوکت جس نے قادیان کی ترکی تمام کر دی۔ یہی تو وجہ ہے کہ عیسائی آپ کی طرف سے ناک بند کر کے گذرتے رہے۔ انہوں نے ہمیشہ آپ کا ادب کیا، اور دبتے بھی رہے اور اگر آتھم کے جنگ مقدس کو ہم شمار نہ کریں، تو عیسائیوں کے لاٹ پادری نے بھی آپ سے ہم کلام ہونا عار سمجھا۔ اور طرح سے بھی عیسائیوں کا یہ سکوت بے جا نہ تھا، مرزا جی مہدی مسعود ہوں یا دجال مردود، آپ جو کچھ ہیں اسلام کے حق میں ہیں۔ گمراہ کیا آپ نے تو مسلمانوں کو، راہ پر لگایا تو مسلمانوں کو۔ چودھویں صدی کے سرے پر آپ اسلام کو زندہ کرنے آئے اور، مسلمانوں کے عظیم الشان امام بنے، مارا آپ کو مسلمانوں نے، مانا آپ کو تو مسلمانوں نے، انہوں نے آپ کی واجبی آؤ بھگت میں کچھ اٹھا نہیں رکھا۔ پس بقول شخصے

چو کارے بے فضول من بر آید
مرادے سخن گفتن نشاید

عیسائیوں کو پرائے پھٹے میں پاؤں ڈالنے کی کیا ضرورت تھی؟ ہاں کسر صلیب کا ڈھول آپ بجاتے رہے، مگر ان کو اس کی کیا پرواہ، جب وہ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ہندوستان کے اوپر صلیب کا جھنڈا برابر لہرا رہا ہے، جسکے تلے وہ خود امن سے رہتے ہیں، اور آپ کو بھی بیک بنی ودوگوش سلامت رہنے دیتے ہیں۔ ان کے گرجوں کے مناروں پر صلیب بدستور بلند ہے، اور ہر سال نئے صلیب نصب ہوتے رہتے ہیں اور ہوتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہیں گے، اور گو مرزا جی ایک صدی کی چوتھائی کسر صلیب کی کوششوں میں برباد کر چکے مگر پھر بھی دم نزع آپ قابل ترس حسرت سے یہی روتے سنائی دیئے یا رب ارنی کسر صلیبھم ۔اے میرے رب ان کے صلیب کا ٹوٹنا مجھ کو دکھا (نور الحق۔ص ۹۷) آخر انسان آرزو میں کب تک جی سکتا ہے، اس سے تو اندھی آنکھ ٹھنڈی جو صلیب نہیں دیکھتی وائے ناکامی:

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

اب آپ اس امید میں جیتے ہیں کہ میری طرح، میرے بعد کوئی مسیح ابن مریم بھی آوے، اور پس مرگ میرے مزار پر دیا جلایا جاوے (ازالہ اوہام۔ص ۴۸۸)

مرزا جی کو سرسید مرحوم سے ہمیشہ شکایت رہی کہ انہوں نے آپ کو مجنون اور پاگل قرار دے کر کبھی منہ نہ لگایا (آئینہ کمالات اسلام۔ص ۲۳۱) مبادا عیسائیوں سے بھی مرزا جی کو یہ شکایت رہ جائے اس لئے ہم آپ کے جواب میں یہ تھوڑا سا لکھتے ہیں جس کو بہت کام دینا ہے۔ اور اس طرح گویا آپ کے خیالات کو گمنامی کے کوچوں سے نکال کر عیسائیوں کو سنائے دیتے ہیں۔ مگر ہم کو تہذیب کا اور اپنے ناظرین کے سنجیدہ مذاق کا بہت خیال ہے اس لئے جو کچھ سبّ وشتم انہوں نے ہمارے بزرگوں اور ہمارے مقدس دین کے حق میں روا رکھا، اس کو ہم طاق نسیاں پر رکھ کر اپنے کام میں مصروف ہوتے ہیں۔ مگر پھر بھی ناظرین انصاف آئین کی خدمت میں گذارش ہے کہ اگر کہیں ہمارا قلم بہک جائے تو ہم کو معذور رکھیں کیونکہ اگر کوئی بانس کا ایک سونٹا لے کر آئے اور یہودیوں عیسائیوں اور مسلمانوں کی ایک سنجیدہ مجلس کو للکار کر کہے کہ یہ وہی عصائے موسیٰ ہے جو فرعون کے آگے اژدھا بن گیا تھا اور جس نے بحر قلزم کو دو حصہ کر دیا تھا، تو کہاں تک کوئی اپنی متانت کو نباہ سکے گا۔ سری نگر کی قبر کے متعلق جناب مرزا جی کے دعاوی اس سے بھی زیادہ ہنسانے والے ہیں اور ہم بھی خوب ہنسے۔ الف میم

عصمت انبیاء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اکبر مسیح نے لکھا ہے:

ہمارے مرزا جی کی مراد عصمت انبیاء سے کیا ہے؟ انہوں نے عصمت کی یہ تعریف بتلائی ہے:

انبیاء کی اپنی ہستی کچھ نہیں ہوتی بلکہ وہ اسی طرح بکلی خدا تعالے کے تصرف میں ہوتے ہیں جس طرح ایک کل انسان کے تصرف میں ہوتی ہے...انبیاء نہیں بولتے جب تک خدا ان کو نہ بلاوے اور کوئی کام نہیں کرتے جب تک خدا ان سے نہ کرائے جو کچھ وہ کہتے یا کرتے ہیں وہ خدا تعالی کے احکام کے نیچے کہتے یا کرتے ہیں اور ان سے وہ طاقت سلب کر لی جاتی ہے جس سے خدا تعالی کی مرضی کے خلاف کوئی انسان کرتا ہے۔ وہ خدا کے ہاتھ میں ایسے ہوتے ہیں جیسے مردہ۔ (ریویو آف ریلی جنز قادیان۔ جلد۲ ص۷۰)

انبیاء کے اقوال وافعال کو خدا تعالی اپنے اقوال وافعال ٹھہراتا ہے اور وہ اسی طرح پھرتے ہیں جس طرح وہ ان کو پھراتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایسے بے اختیار ہوتے ہیں جیسے ایک مردہ اور وہ بکلی اسی کے تصرف میں ہوتے ہیں ان کے پاس اپنے جذبات وخواہشات کچھ نہیں ہوتے اور نہ ان کے حرکات اور کلام اور ارادے ان کے اپنے ہوتے ہیں (ریویو آف ریلی جنز جلد۲۔ ص۷۲)

اس تعریف کی لغویت: جب انبیاء خدا کے ہاتھ میں مثل کٹھ پتلی کے ٹھہرے اور ان کی اپنی خواہشات اور ارادے ندارد ہو گئے، تو معلوم ہوا کہ وہ فاعل ذی اختیار نہیں اور مکلّف ہونے کے دائرے سے باہر نکل گئے۔ اور سزا و جزا کے احکام ان سے مثل ہر مرفوع القلم کے ساقط ہو گئے، کیونکہ معصوم اور غیر معصوم ہونے کے لئے اختیار اور ارادہ لازمی ہے۔ خود مرزا جی نے ایک جگہ عصمت کی تعریف کرتے ہوئے لکھا:

عصمت کا مفہوم صرف اس حد تک ہے کہ انسان گناہ سے بچے اور گناہ کی تعریف یہ ہے کہ انسان خدا کے حکم کو عمداً توڑ کے لائق سزا ٹھہرے۔

تعریف مذکورہ بالا کی رو سے نابالغ بچے اور پیدائشی مجنون بھی معصوم ہیں وجہ یہ کہ وہ اس لائق نہیں کہ کوئی گناہ عمداً کریں۔ (ریویو آف ریلی جنز۔ جلد اول۔ ص۱۸۰)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گو یہ مضمون خبط بے ربط ہے مگر جب گناہ کی تعریف میں عمداً، اور ارادہ لازم ہوا، تو معصوم حقیقی صرف وہ ہے جو ایسے گناہ سے محفوظ ہو۔ پس گو یا مرزا جی فرماتے ہیں کہ انبیاء کی عصمت پیدائشی مجنون کی عصمت سے بھی گئی گذری کیونکہ پیدائشی مجنون میں فہم تو نہیں مگر ارادہ اور اختیار ضرور ہے۔

مرزا جی نے جو تعریف عصمت انبیاء کی کی وہ نہ صرف عقل سے بالکل بعید بلکہ نقل کے سراسر معارض ہے اور ہم نے آج تک مسلمانوں میں سے کسی فہمیدہ شخص کو یہ کہتے نہیں سنا کہ انبیاء ایک مردہ کل ہیں جو بڑھیا کے چرخے کی طرح چلے جاتے ہیں۔

ہم کو ان خیالات کی لغویت پر تو تعجب نہیں مگر تعجب ہے اس بات پر کہ وہ دعوی کرتے ہیں کہ، قرآن شریف میں بکثرت ایسی آیات موجود ہیں جن سے صاف صاف ثابت ہوتا ہے، کہ ان کا یہ سخن راست بے کم و کاست ہے۔

اب ہم بڑے دعوی کے ساتھ مرزا جی کو تحدی کرتے ہیں کہ، قرآن شریف میں جو بکثرت ایسی آیات موجود ہیں، ان میں سے تم کوئی ایک آیت، جس کو اپنی دانست میں سب سے بڑی نص عصمت انبیاء پر سمجھتے ہو، جس سے تمہارے معنی عصمت ثابت ہوں، ہمارے لئے پیش کرو اور ہم تمہاری تردید اسی اصول تفسیر قرآن سے کریں گے جو تم نے اپنے منہ سے بیان کر دیا ہے۔...

..ایک بات میں ہم مرزا کے بہت ہی مشکور ہیں کہ انہوں نے تفسیر قرآن کا ایک اصول بیان کر دیا جو بطور کلمة سواء بیننا و بینکم فریقین کے درمیان حکم بن کر فیصلہ کر دیتا ہے۔ اور اس اصول کو ہم سبق کی طرح یاد رکھیں گے اور نہ خود کبھی بھولیں گے اور نہ مرزا جی کو بھولنے دیں گے باوجودیکہ ہم کو معلوم ہے کہ: مرزا را حافظہ نباشد۔ وہ فرماتے ہیں:

> مسلمانوں کے نزدیک قرآن کریم کی تفسیریں خدا کا کلام نہیں ہیں جن کے ہر ایک لفظ کا وہ اپنے کو پابند خیال کریں ہاں اگر کسی لفظ یا آیت کی تفسیر آنحضرت ﷺ کے منہ سے نکلی ہوئی ثابت ہو تو اس کو بے شک یقینی طور پر صحیح اور قابل اتباع مانا جائیگا۔
>
> اکثر حالتوں میں آسانی سے سمجھ آ سکتا ہے کہ کسی فقرے پر بلحاظ سیاق وسباق کے کون سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معنی چسپاں ہیں اور کون سے وہ معنی ہیں جو قرآن شریف کے عام مفہوم کے مطابق ہیں قرآن شریف خود اپنی تفسیر آپ کرتا ہے اور اس کے بعض حصے دوسروں کے معنی پر روشنی ڈالتے ہیں،

جواب دیتے وقت ہم صرف قرآن کریم کے الفاظ ہی کو پیش کریں گے اور معنی کرنے میں انہیں معنوں کو صحیح سمجھیں گے جو قرآن شریف کے دوسرے حصوں کے مخالف نہ ہو اور جن کا موید خود قرآن شریف ہو۔ اگر کبھی کہیں تفسیر کا حوالہ ہوگا تو وہ صرف تائیدی رنگ میں ہوگا لیکن ہماری تحقیقات کی بنیاد صرف قرآن شریف کے الفاظ پر ہی ہوگی (جلد دوم۔ص ۲۵۴)

چشم ماروشن دل ماشاد مرزا جی نے ایسی سچی بات کہی ہے کہ وہ ان کے منہ کی سی معلوم نہیں ہوتی۔ ہاں یہی تو حضرت مولانا روم فرما چکے ہیں:

معنی قرآن ز قرآن پرس وبس

...ہم کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جی اب تک یہی نہیں سمجھے کہ معصوم کس کو کہتے ہیں۔ عصمت سے کیا مراد ہے۔ اور وہ کیوں عصمت انبیاء ثابت کرنے چلے، اور پھر کیوں عصمت روح اللہ سے ان کو پرخاش ہے منطق میں ایسی آشفتگی اور ژولیدگی ہم نے آج تک نہیں دیکھی ..اگر خدانخواستہ چودھویں صدی کے پر آشوب زمانہ نے مسلمانوں کا یہی امام پیدا کیا اور یہی اسلام کو زندہ کرنے والا ہے تو انا للہ و انا الیہ راجعون (ص ۱۸۔۴۵ ملخصاً)

عصمت مسیح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکبر مسیح نے لکھا ہے:

یہ مضمون ہم نے ابتداء مرزا جی کے انگریزی ریویو آف ریلی جنز مئی ۱۹۰۲ء کے جواب میں کلکتہ کے اخبار...نومبر ۲۹ ودسمبر ۶، ۱۹۰۲ء کے واسطے لکھا تھا وہ آرٹیکل اب جناب جیمس منرو صاحب کے انگریزی رسالہ موسلم ٹیچنگ میں درج ہے۔

(اہل فرنگ اور مرزا جی: کوئی صاحب کمال الدین سکرٹری انجمن قادیان، اپنے بھائیوں کی خدمت میں التماس، مورخہ ۲۵۔ اگست ۱۹۰۳ء کے ذریعہ چندہ جمع کرنے کی کوشش میں اس میگزین کا غربی دنیا میں معزز اور باوقعت ہونا، ذہن نشین کرا رہے ہیں۔ اور آپ کا سب سے بڑا فخر یہ ہے کہ، حضرت اقدس کی پورے قد کی تصویر مختلف صحائف یورپ وامریکہ میں بڑی دل چسپی کے ساتھ شائع ہو رہی ہے۔

ہندوستانی مسلمانوں کا حال تو ہم کو معلوم ہے، رہی غربی دنیا تو دور کے ڈھول سہانے ہوتے ہیں، مگر اس میں زیادہ تر آپ کو خوش فہمی ہے مرزا جی خاطر جمع رکھیں کہ اہل فرنگ ہر عجوبہ روزگار کی تصویر سے دل چسپی رکھتے ہیں۔ ڈوئی ان کے حریف کو یہ فخر مرزا جی سے پہلے حاصل ہو چکا، بلکہ ممالک متوسط کا تانیتا بھیل بھی یہ اعزاز اہل فرنگ کے ہاتھوں پا چکا۔ آپ سینکڑوں کا پیاں اپنے ریویو اور حضرت اقدس کی تصویر کی فرنگستان کے اہل مطالعہ کو ہر ماہ مفت روانہ کرتے رہتے ہیں۔ وہ بھلے آدمی شکریہ کے ساتھ رسید دیتے ہیں اور مفت راچہ گفت، ان لوگوں کو مسلمانان ہند کے ایک خبطی کے منہ سے اسلام کی بیخ کن باتیں سن کر تعجب آتا ہے کہ کبھی تو یہ شخص مغربی خیالات کا ایک پارچہ کم خواب ہاتھ میں لئے نظر آتا ہے، اور ملّا نے خیالات کا ٹکڑا دھوترا، اور پھر کبھی ان دونوں کو جوڑ کر ایک دو پلی ٹوپی سر پر دھر کر سب کو ہنسا دیتا ہے۔ اور آج کل تو وہاں ڈوئی اور پگٹ مدعیان مسیحیت کا چرچا ہو رہا ہے، اور جیسا ہندوستان میں ان دونوں کے سر آپ کے سر کے ساتھ لڑائے جاتے ہیں، ایسا ہی وہاں آپ کا سر ان کے سروں کے ساتھ لڑایا جاتا ہے۔ پھر کیوں حضرت اقدس کی تصویر دلچسپی سے خالی ہو۔ آپ کی ایک تصویر کی زیارت ہم کو بھی ہوئی ہے جو سری نگر کے مقبرے کی تصویر کے ساتھ انگریزی دو ورقہ میں چھپی ہے۔ اس میں ایک بڑی دل چسپی کی بات ہم نے بھی دیکھی کہ حضرت اقدس نے دہنی آنکھ تو بالکل بند کر لی اور بائیں کو ضرورت سے زیادہ ابھار دیا ہے۔ اس تصویر کو ہم نے ایک مسلمان دوست کو دکھلایا وہ عین پر نقطہ دیکھ کر بے ساختہ بول اٹھے۔ چشم بد دور ... یک چشم تو کو رست ..... ہم نے کہا، ایسا مت کہو۔ یہ تو دجال کو مارنے آئے ہیں۔ بولا خوب! کیا اس ترچھی چتون سے؟ ہدیہ تصویر بے شک اسلامی دنیا کے لئے دلچسپی کا گودام ہے۔ نہ معلوم اڈیٹر شحنہ نے اس کو دیکھا یا نہیں۔ اس رمز کو بے چارے فرنگی کیا سمجھیں)

اس وقت ہمارا ارادہ تھا کہ یہ کل مضامین انگریزی میں لکھیں اور اس وقت تک ہماری نگاہ سے صرف انگریزی پرچہ ریویو گذرا تھا مگر ہم کو فوراً معلوم ہو گیا کہ انگریزی تعلیم یافتہ مسلمانوں میں مرزا جی کے خیالات کو اتنی وقعت بھی حاصل نہیں ہوئی جتنی انگریزی زبان میں نجوم اور جادو اور سامودرک اور فالناموں کو حاصل ہے، یہ لوگ تو مرزا جی کو ایک صحیح العقل آدمی بھی نہیں جانتے اور کیونکر جانیں جب کہ ان کا لیڈر سر سید آپ کو، مجنون

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پاگل، قرار دے گیا۔ پس ایسے مردود خیالات کو انگریزی تعلیم یافتہ گروہ کے لئے زبان انگریزی میں رد کرنا محض تحصیل حاصل تھا اور ہم نے اس ارادے کو فسخ کر کے اپنا مضمون عام فائدے کے لئے اردو میں ترجمہ کیا اور ترقی لاہور کے کالموں کے لئے سلسلہ مضامین اردو میں جاری کر دیا تا کہ اہل اسلام کو فائدہ پہنچے جوان کے خیالات کی تردید یا ترویج میں کچھ دلچسپی رکھتے ہوں۔

مسٹر اکبر مسیح لکھتے ہیں: یہ امر محتاج بیان نہیں کہ اہل اسلام مذہباً اس کو اپنا ایمانی عقیدہ سمجھتے ہیں کہ جملہ انبیاء معصوم و بے گناہ ہیں اور وہ یہ بھی ماننے کو تیار ہیں کہ ان تمام انبیاء میں مسیح روح اللہ کو باعتبار عصمت ایک ایسی خصوصیت حاصل ہے جو کسی اور بشر کے لئے ممکن نہیں ہوئی اور جہاں تک ہم نے محض تحقیق سے کام لیا ہم کو روز روشن کی طرح ہوا ید ہو گیا کہ کلمۃ اللہ کی بابت ایسی عصمت و بے گناہی کا عقیدہ سراسر قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔

اہل کتاب کے جتنے انبیاء ہیں ان کو اہل اسلام برحق تسلیم کرتے اور اپنے عقیدے کے لحاظ سے سب کو معصوم مانتے ہیں۔ گو ہم عیسائی لوگ مذہباً اپنے انبیاء کو عموماً معصوم نہیں مانتے تو بھی عصمت مسیح کے معاملہ میں پوری طرح اہل اسلام کے ہم زبان یہی کہتے ہیں کہ جس طرح قرآن حدیث ویسی ہی انجیل شریف سے بھی کلمۃ اللہ کی عصمت ثابت ہوتی ہے۔ پس ظاہر ہے کہ عیسائیوں کے لئے تو کوئی روک نہیں کہ وہ موسی یا داؤد یا کسی اور اپنے نبی کی عصمت سے اپنی پاک کتابوں کی بنیاد پر انکار کریں، مگر کسی مسلمان کے لئے جو جملہ انبیاء کو معصوم ثابت کر رہا ہو کسی یہودی کے مقابل زچ میں آ کر موسی یا عیسائی کے مقابل عیسی کو برا بھلا کہنا اور ناگفتنی زبان سے نکالنا سخت کور باطنی ہے۔

مرزا نہ ادھر کے ہوئے، نہ ادھر کے ہوئے

ہم آج کل یہی تماشا دیکھ رہے ہیں کہ مرزا قادیانی ایک طرف تو، عصمت انبیاء علیہم السلام، ثابت کرنے چلے (ریویو آف ریلی جنز نمبر ۵ ،۱۹۰۲ء) اور دوسری طرف، یسوع کی عصمت پر اعتراض، سنا رہے ہیں (نمبر ۴) اور ہمیں نہیں معلوم کہ کون سا الہام یا عرفان ان دونوں عنوانوں کو مطابق کر سکے گا۔ کیا عیسائیوں کی ضد میں عیسی کا نام انبیاء کی فہرست سے کاٹ دیا؟ اہل اسلام کا عقیدہ حضرت مسیح کی عصمت کے باب میں جو کچھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اس کو خود مرزا صاحب نے بڑے قلق کے ساتھ اپنی کتاب نورالحق میں یوں بیان کیا ہے:

ہمارے مولوی لوگوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم اپنی بعض صفات میں بے مثل ہے اور جو کمال اور بزرگیاں اس میں پائی جاتی ہیں اس کے غیر میں نہیں پائی جاتیں۔ وہی ایک ہے جو اعلیٰ درجہ پر گناہوں سے پاک ہے۔ شیطان نے اس کی پیدائش کے وقت اس کو چھوا نہیں۔ اور بجز اس کے سب نبیوں کو چھوا، اور کوئی شیطان کی مسّ سے بچ نہ سکا مگر ایک مسیح، اور اس صفت میں نبیوں میں سے کوئی بھی شریک نہیں۔ (نورالحق حصہ اول۔ ص ٦)

اگر حضرت مسیح کی ایسی بے گناہی کا مسئلہ صرف اہل اسلام کی خوش اعتقادی سے ہوتا تو ہم کو اس کی چنداں پرواہ نہ ہوتی مگر ہماری تحقیق ہم کو بتلاتی ہے کہ یہ عقیدہ اسلام کی بڑی مستحکم بنیاد پر قائم ہے جس کے مقابل مرزا جی کی خلاف بیانی بالکل ہیچ ہے اور اس باب میں ہم وہی کچھ لکھیں گے جو ایک راسخ الاعتقاد مسلمان قرآن کو حق مان کر لکھ سکتا ہے۔...

(اکبر مسیح نے لکھا ہے) میں مرزا کے انگریزی رسالہ (ریویو آف ریلی جنز) نمبر ٦ ص ٢٣٩ سے اردو میں ترجمہ کرتا ہوں یہی مضمون اردو رسالہ صفحہ ٢٤٧ میں بھی مختصر طور پر موجود ہے:

مسلمانوں کے درمیان ایک یہ حدیث مشہور ہے کہ عیسیٰ اور اس کی ماں مسّ شیطان سے مبرا تھے لیکن ان الفاظ کی تعبیر میں غلطی کی جاتی ہے اور یہ خیال کیا گیا ہے کہ ان الفاظ میں کوئی استثنائی جلال مریم یا اس کے فرزند کا الہام سے ظاہر ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسیح اور اس کی ماں پر یہود نے بڑی آزادی کے ساتھ فحش اور نہایت ہی ناپاک قسم کے بہتان لگائے تھے۔ انہوں نے شیطانی افعال ماں اور بیٹے دونوں سے منسوب کئے تھے اور انہیں کمینہ بہتانوں کی جو ان کی پاک دامنی پر لگائے جاتے تھے تردید کرنے کو اور ان کو الزام سے پاک کرنے کو یہ الفاظ ابتداء استعمال ہوئے۔ یہی ایک پہلو ہے جس کے لحاظ سے یہ حدیث مریم اور اس کے فرزند کو مسّ شیطان سے مبرا کرتی ہے۔ یہ الفاظ دوسرے انبیاء کے حق میں وارد نہیں ہوئے کیونکہ ان کی زندگی میں ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ اور نہ کوئی ایسا گندہ الزام ان میں سے کسی پر لگایا گیا۔

کیا یہ الجھی ہوئی تقریر ہے اور کس قدر اپنے مدعا کے خلاف یا شاید اس کو الہام کا نقص عارض ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر مسّ شیطان سے مبرا ہونے کے یہی معنی ہیں کہ فحش اور نہایت ناپاک الزاموں کی تردید کی جائے تو مسّ شیطان میں مبتلا ہونے کے معنی بالکل اس کے برعکس ہوئے، کیونکہ یہاں نہ صرف یہی بیان کیا کہ مریم اور مسیح مسّ شیطان سے بری ہیں بلکہ یہ بھی بیان کر دیا کہ ہر دوسرا بشر وقت تولد اس میں گرفتار ہو چکا ہے۔ پس یہی حدیث جو صدیقہ اور اسکے فرزند کی بریت کا حکم رکھتی ہے کل بنی آدم کے لئے فرد جرم متصور ہوگی۔ اس میں ایک امر واقعہ کا اظہار ہو رہا ہے کہ ہر بچہ جو پیدا ہوتا ہے بلا امتیاز مسّ شیطان میں مبتلا ہو جاتا ہے اور سوائے مریم اور مسیح کے اس سے کوئی محفوظ نہیں رہا۔ پھر کیا ہم آپ کو یاد دلائیں کہ یہ حدیث یہود کی تردید میں بیان نہیں کی گئی جو فحش الزام لگایا کرتے تھے کیونکہ وہ تو چھ سو برس قبل ہی موافق شہادت قرآن کے کلمۃ اللہ کی زبان معجز بیان سے صم بکم کر دیئے گئے تھے جب انہوں نے صدیقہ سے آکر کہا تھا یا مریم لقد جئت شیئاً فریا بلکہ حدیث تو ان لوگوں سے بیان ہوئی جو دلی ایمان وایقان سے مان چکے تھے کہ مریم صدیقہ ہے اور اسکا فرزند کلمته القاها الی مریم و روح منه اور اس میں بھی ایک قاعدہ یہ بیان کیا گیا جس کے ضمن میں مستثنی کا ذکر لازم آیا۔ تو کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر یہ حدیث نہ ہوتی تو مسیح کی پاک پیدائش قرآن سے کافی طور پر ثابت نہ ہو سکتی؟...

مرزا جی جو اس حدیث کی تاویل میں اس طرح چوک گئے، تو شاید آپ اپنے مریدوں کے روبرو اب اس کی صحت سے انکار کرنا زیادہ مناسب سمجھیں اور اس انکار کی بابت نہ ہم پیر سے مواخذہ کر سکتے ہیں اور نہ مریدان باعقیدت سے۔ کیونکہ یہ لوگ دار الامان قادیان میں رہ کر عقل ونقل کی عملداری سے باہر نکل گئے مگر دوسرے مسلمانوں کی تسکین کے لئے اس قدر کہہ دینا بے موقع نہ ہوگا کہ قسطلانی شارح بخاری نے اس حدیث کی بابت فرما دیا ہے و کفی بصحة هذا الحديث رواية الثقات و تصحيح الشيخين من غير قدح ...اس حدیث کی صحت کے لئے یہی کفایت کرتا ہے کہ اس کو ثقہ راویوں نے نقل کیا اور اس پر شیخین یعنی بخاری اور مسلم نے صاد کیا جس کے اوپر کسی دوسرے نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔...

(اکبر مسیح لکھتے ہیں) مرزا غلام احمد نے ایک نیا تماشہ کیا۔ ایک طرف تو آپ سرسید احمد کو ڈانٹتے ہیں کہ انہوں نے اس خیال کو ظاہر کیا کہ درحقیقت عیسی اپنے باپ یوسف کے نطفہ سے تھے، اور ایک طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہودیوں کے تمام اعتراضات سنا کر اور حمل صدیقہ کی نظیر میں پراکرتوں کے قصوں اور ہندؤوں اور یونانیوں کے افسانوں کا حوالہ دے کر آپ مخالفین کے ہم زبان سوال کرتے ہیں کہ:

کیوں جائز نہیں کہ صدیقہ کے حمل کے لئے کوئی مخفی صدیق ہوا۔

اور پھر آیت لا هب لك غلا ماً ز كيّاً ۔ سے بدظن ہو کر آپ جواباً خود فرماتے ہیں کہ:

لوگوں کو اس جدید منطق کی طرف راہ نہیں کہ کیونکر روح القدس کنواری عورتوں کو عطیۂ حمل عطا کر دیا کرتا ہے۔ (ص ۱۴۸ و ۱۵۱)

اور دوسری طرف ایک فرمانبردار طفل مکتب کی طرح گویا مار کے ڈر سے قبول کر لیتے ہیں کہ:

قرآن نے حضرت مسیح کی ولادت بے پدر کو مان لیا ہے،

اسلام نے وحی الٰہی کی اطاعت سے اس قسم کے حمل کو مان لیا ہے اس لئے ایمانی رنگ میں نہ کسی دلیل سے مسلمانوں کو قبول کرنا پڑا کہ ایسا ہی ہوگا۔

واہ:

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم

گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

کس قدر مچل کے مرزا جی نے اس حقیقت کو مانا ہے۔ ہم کو یہود یاد آتے ہیں فذبحوها وما كادوا يفعلون ۔ اور اس پر بھی آپ یہ فرماتے ہیں کہ:

قرآن شریف کا مسیح اور اس کی والدہ پر احسان ہے کہ کروڑہا انسانوں کی یسوع کی ولادت کے بارے میں زبان بند کر دی ورنہ اگر قرآن بھی وہی رائے حضرت مسیح کی ولادت اور ان کی ماں کے چال چلن کی نسبت ظاہر کرتا جو یہودیوں نے ظاہر کی تھی تو تمام دنیا اسی کثرت رائے کی طرف مائل ہو جاتی۔

اگر یہی منطق ہے تو کل کو آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ قرآن نے خدا پر احسان کیا کہ اس کی الوہیت و ربوبیت کو تسلیم کیا ورنہ کروڑہا انسان بریڈلاء کی رائے کی طرف مائل ہو جاتے۔... دراصل آپ یہ کہنا چاہتے تھے کہ مسیح کی بے پدر ولادت کو مان کر خود بدولت نے مسلمانوں اور عیسائیوں پر احسان کیا ہے...

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

..ہم کو یہ کہنے کی کچھ ضرورت نہیں کہ جیسی عجیب وغریب یہ پاک پیدائش تھی اسی کے بالکل مناسب ویسی ہی عجیب وغریب اس مولود کی ساری زندگی بھی ہوئی۔ اس کا ہر دم معجزہ تھا، ہر قدم آیت اللہ، وہ اب بھی زندہ وقائم ہے اور بڑی تجلیات کے ساتھ آسمان سے نزول فرمائے گا اور اس میں اسکو کوئی شریک نہیں وہ آپ ہی اپنی مثل ہے۔..

اور گو آپ، خداوند تعالی کی قسمیں، کھا کھا کر اور ہزاروں، حلف، اٹھا اٹھا کر مثیل مسیح ہونے کا دعوی کریں اور زندگی بھر جھوٹ بولیں کہ، مسیح سے بڑھ کر یہاں معجزات ظاہر ہو رہے ہیں،، اور ہمیشہ رٹا کریں کہ، مثیل عیسی بھی بہت سی باتوں میں عیسی سے بڑھ کر ہے، صفحہ ۲۰۷، ۲۰۸۔ مگر ہم آپ کی قسموں کے جواب میں یہی کہیں گے لا تطع کلّ حلّافٍ مهین کیونکہ ہم کو اور سارے جہاں کو خوب معلوم ہے کہ آپ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ کشمیر کے سری نگر میں محلّہ خان یار کی خاک چھانیں اور بالآخر، ذیابیطس واسہال کی بیماری بدن کے نیچے حصہ میں اور دوران سر اور کمی دوران خون کی بدن بدن کے اوپر کے حصہ میں (نمبر ۹ ص ۳۴۶) لئے ہوئے آپ اسفل اور اعلی کی ہزار مکروہات کے ساتھ جس خاک سے نکلے تھے اسی سے جاملیں۔ اے کاش آپ کا سر اس قدر نہ پھر جاتا اور شاید اسی دن کے لئے کسی نے کہا تھا

مژدہ باد اے مرگ، عیسی آپ ہی بیمار ہیں

(ضربت عیسوی۔ ص ۷۷ تا ۹۲ ملخصاً)

عصمت مسیح از اناجیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسٹر اکبر مسیح نے لکھا ہے:

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکاں برد

اول مرزا کا طریق عمل

روح اللہ کی عصمت مطلق پر قرآن وخبر کی ایسی بین شہادت موجود ہوتے ہوئے کون مسلمان ہے جس کو اپنے ایمان کا پاس ہو اور پھر بھی وہ آپ کی شان کے خلاف زبان ہلائے یا اپنی بے ادبی کی معذرت کرنے سے شرم نہ کرے مگر مرزا جی کو دیکھو آپ کہتے ہیں:

کاش پادری صاحبان خدا کے پاک نبیوں کی نکتہ چینی نہ کرتے اور توہین وتحقیر اور عیب گیری نبی ﷺ سے مسلمانوں کا دل نہ دکھاتے تا مسلمان بھی یہودیوں کی کتابوں کی مدد سے اور خود انجیلوں میں سے بھی حضرت مسیح کے عیبوں کی تفتیش نہ کرتے۔ یہ گناہ درحقیقت پادری صاحبان کی گردن پر ہے (ص ۱۰۵)۔

اس منطق کا ماحصل یہ ہے کہ پادریوں نے آنحضرت (ﷺ) کی توہین اور تحقیر کر کے مسلمانوں کے دل دکھائے اس لئے مسلمانوں پر واجب ہوا کہ یہود کے ساتھ مل کر حضرت مسیح کی توہین اور تحقیر کر کے خود اپنے مسلمان بھائیوں کے دل دکھائیں اور گنہگار ہو جائیں۔ اور چونکہ، ہزاروں کتابیں پیغمبر اسلام کی توہین میں شائع کی گئیں (ص ۳۰۷) پس مسلمانوں نے بھی اسلام کے ایک اولوالعزم نبی کی توہین میں ایک کتاب شائع کردی۔ کیا خوب آپ نے پادریوں کی اصلاح کی! گویا مرزا کہتا ہے اے پادریو! مسلمان ہو کر میں تمہارا مقابلہ نہ کر سکا پس اب اسلام ترک کر کے یہودی اور زندیق بن کر تمہارے مقابلے کو آتا ہوں یعنی تمہارا شگون بگاڑنے کو اپنی ناک کاٹتا ہوں: آفریں بردست وبازوئے تو

گو ہم مسلمانوں کے دل دکھانے والوں کے لئے معذرت نہیں کرتے مگر اس قدر کہہ دینا بے موقع نہیں کہ جن کے دل دکھے ان کو خود معلوم ہو گیا کہ مخالفوں کو اشتعال دینے والا قادیان کا ملّا اور اس کا مکتب تھا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی گردن پر اس گناہ کی مناسب جگہ ہے۔ مرزا کی اس تقریر سے یہ بات بھی روشن ہوگئی کہ عیسائی تو عدم عصمت انبیاء میں بالکل نیک نیتی سے بحث کرتے ہیں اور دلیل میں ان کتابوں کو پیش کرتے ہیں جو اہل اسلام کی مسلّمہ ہیں۔ مگر مرزا محض ضد پر تلا ہوا ہے، اور یہودیوں کی کتابوں کی مدد سے، صرف ایسی بات زبان سے نکالتا ہے جس کو نہ خود مانتا ہے اور نہ اس کے مخاطب۔ اور یہ ایک ایسا شرمناک مکابرہ ہے جس کو کوئی اہل حق جائز نہیں رکھ سکتا۔ اور شائد اسی لئے مرزا نے اختیار کیا ہے۔

ہم نے آج تک نہیں سنا کہ مسیح کے حق میں یہود کی بدزبانی اور بدگمانی کا جواب کسی عیسائی نے حضرت موسیٰ کو برا بھلا کہہ کر دیا ہو یا کسی ایمان دار سنّی نے صحابہ کی حمایت میں شیعوں کا جواب دینے کے لئے علی کا گالیاں دی ہوں مولوی سید احمد حسن شوکت اس چال کو تاڑ گئے اور سچی اسلامی غیرت سے لکھتے ہیں:

وہ لوگ کس قدر قسی القلب ہیں جو عیسیٰ جیسے اولوالعزم نبی کو برا کہتے ہیں جن کی عظمت و رفعت وقربت اور جن کی والدہ ماجدہ کی عفت وعظمت کی گواہی خود قرآن مجید نے دی ... برخلاف اسکے مردود قادیانی، عیسیٰ کو گالیاں دے کر دوزخ کا کندہ بنتا ہے اور اپنے کو عیسیٰ مسیح سے بہتر بتلا کر دارالبوار کو اپنا مسکن بناتا ہے.. کوئی حکمت عملی کوئی مصلحت ضرور ہے کہ مسیح کی طرح آنحضرت ﷺ پر کھلم کھلا سبّ وطعن نہیں کیا جاتا اگرچہ ضمناً اور معنیً کل انبیاء پر سبّ وطعن ہو چکا ہے۔ کیا معنی کہ جس شخص نے ایک نبی، عیسیٰ کو گالی دی اس نے قرآن کا خلاف کیا اور تمام انبیاء کو گالی دی۔ (ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ ۱۶ مئی ۱۹۰۳ء)۔

اور بات بھی ایمان کی یہی ہے کہ کسی مسلمان کو زیبا نہیں کہ سوانح مندرجہ اناجیل کی بنا پر حضرت مسیح کی عصمت پر حرف گیری کرے، جب قرآن کی شہادت سے وہ ان کو ایسے اعلیٰ درجہ پر معصوم مان چکا تو اسکا فرض ہے کہ اگر کوئی وسوسہ کسی قول سے اس کے دل میں پیدا بھی ہو تو وہ تاویل کر کے اس کو قرآن کے مطابق کرے اور خود معترض کو جواب دے دیکھو حضرت خضر نے ایک بچہ کو مار ڈالا اور گو قتل انسان بلاقصاص ہر حال یں حرام ہے تاہم اس فعل پر حضرت موسیٰ کو بھی اعتراض کرنے کی مجال نہیں تھی۔ اور اس کی ایسی تاویل کی جاتی ہے جو اس فعل میں حضرت خضر کے بے خطا ہونے کی منافی نہ ہو۔ پھر کیونکر کوئی مسلمان حضرت مسیح کے کسی عمل پر اعتراض کر سکتا ہے گر اس کا سرّ اس پر پوشیدہ ہو۔ (ضربت عیسوی۔ص ۹۷۔۹۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا کی مفروضہ امامت

اکبر مسیح نے لکھا ہے:

حاشا ہم مرزا کو اپنا صحیح مخاطب نہیں سمجھتے کیونکہ اس کے خیالات مسلمانوں کے مقبول نہیں۔ وہ ایک گمنام دینی خانہ بدوش گروہ کا پیشوا ہے جس کی مخصوصہ مسلمانی کا لب لباب مسیح کو گالیاں دینا، مرزا کو مسیح موعود مہدی مسعود کہنا اور چاروں طرف ڈینگ مارنا ہے۔ عمر بھر تو آپ نے قرآن پڑھا مگر سمجھے اتنا بھی نہیں جتنا کبیر داس سمجھے تھے۔ پھر انجیل نہ سمجھنے کی ان سے کیا شکایت وہ تو آپ کے تعلیمی نصاب میں داخل بھی نہ تھی۔ اور آپ کی انجیل دانی، سری کیول راج کلنک اوتار، کی قرآن دانی سے کچھ زیادہ ہے اور برہم چاری دھرم پال جی بی اے عرف عبدالغفور کی قرآن دانی سے کچھ گھٹ کر۔ ایک آریہ دوست نے ان صاحب کا رسالہ ترک اسلام مجھ کو نذر کیا جب حور کی پیدائش پر میں نے ان کے اعتراض سنے تو مجھ کو ہنسی آئی اور یہ سوال دل میں پیدا ہوا کہ اعتراض کرنا مرزا نے برہم چاری جی سے سیکھا یا انہوں نے مرزا سے۔ ہر کتاب ایک ہی اصول تفسیر کی محکوم ہے۔ جو اصول مرزا نے قرآن کی تفسیر کا بیان کیا وہی اصول انجیل کی تفسیر کا ہے۔ اور ایک حق پسند شخص تھوڑے صبر و دیانت سے صحیح معنی تک بآسانی پہنچ سکتا ہے۔ جس مضمون پر ہم نے یہاں قلم اٹھایا اس سے ہماری غرض صرف یہ ہے کہ جو لوگ شریر دشمنوں کے شبہات کی وجہ سے کسی شبہ میں پڑ گئے ہوں اس سے نکل آئیں ورنہ مرزا کے ہر سخن سے روح اللہ کے ساتھ اس کی قلبی عداوت و نفرت ٹپکتی ہے حتی کہ اس کا سارا بیان ہذیان ہے اور جواب کا مستحق نہیں۔ (ضربت عیسوی۔ ص۱۰۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا کا مسیح کے حق میں حسن ظن

اکبر مسیح لکھتے ہیں کہ بعض اقوال مرزا صاحب کے قابل شنید ہیں۔ مثلاً:

ہماری راست پسندی ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم گواہی دیں کہ حضرت مسیح کا ایک نیک خلق بھی عقلی طور پر ثابت نہیں ہوسکتا، (ص ۷۱)۔

تاریخی واقعات کے ذریعہ سے ایک ذرہ بھی اخلاقی نیکی ان کی ثابت نہیں ہوسکتی (ص ۷۲)

ایک فاضل یہودی نے اپنی کتاب میں یہ ثابت کرنا چاہے کہ کہ نعوذ باللہ یہ انسان درحقیقت ایک دنیا پرست اور مکار تھا جس سے نہ کوئی معجزہ ہوا نہ پیش گوئی سچی نکلی (ص ۲۰۳) (آپکی زبان پر نعوذ باللہ بھی کیسا بے محل آیا)

پھر آپ حضرت مسیح کی عصمت پر، شریر دشمنوں (ص ۱۶۶)، شریر یہودیوں (ص ۱۵۰)، ۔ عیسائی قوم کے نکتہ چینیوں (ص ۱۵۶)۔ اور فرقہ فری ٹھنکر، یعنی دہریہ جولندن میں موجود ہے، جو خدا کی ذات کا منکر روح کی بقا کا منکر اور معاد کا منکر بریڈلا دہریہ کا پیرو ہے۔ (ص ۱۵۵)۔

ان سب لوگوں کے اعتراضات بڑے مزے سے انہیں کی زبان میں بیان کر کے یہ بھی فرماتے ہیں کہ جس قدر گستاخی حضرت مسیح اور ان کی ماں کی نسبت انہوں نے عیب شماری کی ہے ایک مسلمان کی قلم سے وہ باتیں نہیں نکل سکتیں۔ (ص ۱۵۲)۔

اور پھر وہ باتیں آپ کے قلم سے بڑی تفصیل کے ساتھ نکلیں۔ اور آپ کو نہ صرف مسلمان بلکہ مسلمانوں کا مہدی ہونے کا دعوی ہے۔

سر تسلیم خم

ادھر تو وہ شوراشوری، اور ادھر بے نمکی ملاحظہ فرمایئے۔ اس تمام نقل کفر کے بعد آپ دنیا کو اپنے مریدوں کی طرح بے وقوف سمجھ کر فرماتے ہیں:

ہم نے یہ طویل عبارات اس واسطے نقل کی ہیں تا کہ ناظرین کو معلوم ہوجائے کہ ہمارا مدعا ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراضات کا حوالہ دینے سے کیا تھا۔

اور آپ اطمینان دلاتے ہیں کہ:

ہم نے یہ طریق اس لئے اختیار نہیں کیا کہ نعوذ باللہ حضرت عیسی کو ایک برا آدمی ثابت کیا جائے کیونکہ ہم اس کو خدا کا ایک راست باز رسول سمجھتے ہیں۔، (یہ تو عین بندہ نوازی تھی)، ہمارا مطلب صرف عیسائی مشنریوں کو شرم دلانا ہے (ص ۳۰۶۔۳۰۷)۔

اے کاش تھوڑی سی شرم مشنریوں سے آپ بھی مانگ لاتے۔

ہم پوچھتے ہیں کہ جب ان اعتراضات کے طوماروں سے خود تمہارے نزدیک حضرت مسیح ایک برے آدمی ثابت نہ ہوسکے اور تم ان کو برابر خدا کا ایک راست باز رسول سمجھتے ہی رہے، تو پھر ان کو کسی عیسائی یا مسلمان کی نگاہ میں کیا وزن حاصل ہوسکتا ہے؟ اور وہ کیوں ان مردود اعتراضوں کی تردید کرنے کی تکلیف گوارا کریں گے؟ آپ نے غلطی کی اگر بجائے شریر یہودیوں کے اعتراض سنانے کے بعد آپ شریر مسلمانوں کے ایسے اعتراض ایک جگہ جمع کر کے ہم کو سناتے جو آپ کے اور قادیان کے مسلمانوں کے مسلّمہ ہوں تو ہم خوشی سے ان کی تردید کرتے۔ پھر کیا دراصل آپ کو یقین ہے کہ لوگ آپ کے اس لغو قول کو بار کرلیں گے کہ:

میں شریر انسانوں کی طرح خوانخواہ کی رعایت نہیں کرتا اور نہ کسی خدا کے مقدس اور راست باز پر بیہودہ حملہ کرنا چاہتا ہوں، (ص ۱۱۶)

بہر حال ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ان بڑے بڑے اعتراضوں کی جن میں مرزا جی مسیح کے، شریر دشمنو ں، کے ساتھ متفق معلوم ہوتے ہیں اس جگہ بطریق ایجاز تردید کردیں اور اس کی پرواہ نہ کریں کہ بعد میں وہ کہہ دیں گے کہ یہ اعتراض تو ہمارا نہ تھا، ہم مسلمان اس کو کب مانتے ہیں وہ تو ایک، فاضل یہودی، یا فری تھنکر کا تھا۔... (ضربت عیسوی۔ص ۱۰۰۔۱۰۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقل کفر

اکبر مسیح کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی لکھتا ہے اور ہم اس نقل کفر کے لئے معافی چاہتے ہیں:

اناجیل میں مسیح کے کئی ایک دیگر اقوال وافعال دیکھے جاتے ہیں جن سے اس کی معصومیت بالکل ملیا میٹ ہو جاتی ہے.. باوجود جوان اور مجرد ہونے کے اس کی آشنائی بعض بدکار عورتوں سے تھی جو ہمیشہ اس کے پاس رہتی تھیں، بلکہ وہ ایک جگہ بدکار عورتوں کی تعریف بھی کرتا ہے۔ (متی ۲۰:۳۱)۔

اس نے کنجنی سے تیل ملوایا جو اس کی حرامکاری کی کمائی تھی۔ اور ارادتاً اس عورت کو اپنے جسم سے لگانے کی اجازت دی (لوقا ۷:۳۸)

وہ اپنے والدین کی بے ادبی کرتا تھا اور اپنی ماں کی اس نے بے ادبی کی۔ (متی ۱۲:۴۸)۔ جو شریعت موسی کے مطابق سخت گناہ ہے۔ اس نے ایک بے گناہ شخص کے جس نے اسے کچھ نقصان نہ پہنچایا تھا قریباً دو ہزار سوروں کو تلف کر دیا۔ (مرقس ۵:۱۳)۔

اس نے اپنی حاضری میں اپنے شاگردوں کو بغیر رضامندی مالک کے ایسی چیز کھانے کی اجازت دی جو شرعاً ناجائز تھی اور جس واقعہ پر تینوں معتبر اناجیل متفق ہیں۔ (متی ۱۲:۱، مرقس ۱۳:۲۳، لوقا ۶:۱)۔

اس نے یہودیوں کے بزرگوں کو سخت گالیاں دیں اور بہت نامناسب حملے ان کی عزت پر کئے جیسا آگے بیان ہوگا۔ اس نے تمام انبیاء اور اولیاء کو جو اس سے پیشتر گزر چکے تھے چور اور بٹمار کہا۔ (یوحنا ۱۰:۸)۔

اور اس بات کا خیال نہ کیا کہ اس کی تمام تعلیم انہی سے چرائی ہوئی ہے۔ اس نے خدا کی مرضی کے خلاف دعا مانگی جب کہ اسے یقین تھا کی اس کی موت ٹل نہیں سکتی اس نے اس چور سے وعدہ خلافی کی جو اس کے ساتھ صلیب پر لٹکایا گیا تھا۔ متی ۲۳:۴۳ سے ظاہر ہے کہ یسوع نے چور کو کہا، آج تو میرے ساتھ بہشت میں ہوگا۔ لیکن یسوع خود تین دن دوزخ میں رہا اور یہ بھی شکیہ امر ہے کہ آیا وہ چور کو بھی ساتھ دوزخ میں لے گیا یا نہیں۔ بہشت میں جانے سے تو وہ ناکام رہا۔ پس کم سے کم اسے مناسب تھا کہ اس چور کو دوزخ ہی میں لے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا (ص ۵۰۸-۵۰۹)

یہ زٹل قافیہ مرزا جی کی (جو بقول خود مسلمانوں کے مہدی مسعود ہیں) معارف شناسی حق پسندی اور راست گوئی کا عمدہ نمونہ ہے اور ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

ا۔روح اللہ کے ساتھ مرزا کی عداوت حد کو پہنچ گئی، خدا کے مقدس اور راست باز پر بیہودہ حملہ، تو درکنار یہاں تو اس نے دل کھول گالیاں دی ہیں جس کے لئے کسی سند کے حوالہ کا بھی اسکو بہانہ نہ رہا۔

ناظرین اس کفر کو دیکھیں:

اس کی آشنائی بدکار عورتوں سے تھی۔

نہ یہ انجیل مقدس کا کوئی اقتباس ہے، نہ اس کے لئے کوئی سند قرآن و حدیث کی ہے۔ یہ گالی ہے جس کا جواب اس کے اور کچھ نہیں ہوسکتا هذا افك مبين

اور قرآن میں لکھا ہے کہ جن لوگوں نے پاک دامنوں اور پارساؤں پر عیب لگایا:

لِعنو فی الد نیا و الآ خرۃ و لھم عذا ب الیم

تو ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت پڑ چکی اور ان کے لئے سخت عذاب تیار ہے اور دنیا کی لعنت تو ڈنکے کی چوٹ پر ہو رہی ہے اور آوازہ خلق نقارہ خدا ہے۔

۲۔ایک اور بہتان

وہ بدکار عورتوں کی تعریف بھی کرتا ہے، اور ہم کو اس کے لئے متی ۲۱:۳۱ کا حوالہ دیا گیا ہے وہاں لکھا تھا (ص ۱۲۰-۱۲۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسیح کی موت وبعثت

اور مرزا کے اوہام کا ابطال

اکبر مسیح نے لکھا ہے:

مسیح کتاب مقدس کے مطابق کے ہمارے گناہوں کے لئے مُوا، اور دفن ہوا، اور تیسرے دن کتاب مقدس کے مطابق جی اٹھا۔ (کرنتھی ۱۵:۳)

ہمارے خداوند مسیح کی صلیبی موت ایک ایسا واقعہ ہے کہ اس سے نہ تو کبھی دوستوں نے انکار کیا، نہ دشمنوں نے۔ دوست تو انکار کر نہیں سکتے کیونکر وہ اپنے خداوند کے احسانوں کو فراموش کر دیں؟ جس نے اپنی جان بھی ان کے لئے دریغ نہ کی۔ ہمارے ہی گناہوں کی خاطر وہ گھائل کیا گیا، اور ہماری ہی بدکاریوں کیلئے کچلا گیا اور دشمن بھی کیوں انکار کرنے لگے؟ خداوند کی موت تو ان کی عداوت وخباثت کی معراج تھی جس میں جہان کے نور پر گویا ایک دم کے لئے تاریکی کی قوتوں کو فتح نصیب ہوگئی۔ پس دوست تو شکر کے ساتھ اور دشمن فخر کے ساتھ دنیا کی تاریخ کے اس عظیم ترین سانحہ پر ہمیشہ گواہی دیتے رہے۔

نادان دوستوں کا خیال

ہاں نادان دوستوں میں بعض گذرے جن کو پطرس کی طرح یہ خیال گوارا نہ ہوسکا کہ کوئی معصوم مقبول بارگاہ دشمنوں کے ہاتھ میں پڑ کر ایسی دردناک موت سے مرے اور اسکو نبی کی عظمت اور خدا کے انصاف اور رحمت کے خلاف سمجھ کر واقعہ صلیبی کے حقیقی ماننے میں انہوں نے تامل کیا۔ مگر وہ بھی کبھی اس امر سے انکار نہ کر سکے کہ جو شخص صلیب دیا گیا اور صلیب پر مرا وہ صورت اور شکل میں بالکل مسیح کا مثنیٰ تھا۔ اور تمام لوگوں نے اس کو مسیح ہی سمجھا۔ ان کی محبت نے اور دل کی آرزو نے صرف یہ وہم پیدا کر لیا جس کا خارجی ثبوت دینا ممکن نہیں کہ کسی نامعلوم اور معجزانہ طریق سے خدا نے اصل مسیح کو ہر ایک جسمانی درد دکھ اور تکلیف سے بالکل محفوظ رکھا اور دشمنوں کے ہاتھ سے بچا کر آسمان پر اٹھا لیا۔ اور اس کی جگہ ایک نقلی مسیح کی موت ہوگئی۔ ہمارے مسلمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بھائیوں کا یہی خیال ہے آج تک ان کے علماء لاکن شبہ لھم کی تفسیر میں بیان کرتے چلے آئے ہیں مگر جب یہ بلا عذر تسلیم کرلیا جاتا ہے کہ اکثر انبیاء جھٹلائے گئے اذیتیں اٹھا کر خدا کی راہ میں شہید ہوئے اور دشمنوں کے ہاتھ سے مارے گئے یقتلو ن النبیین بغیر الحق تو پھر جسمانی ابتلاء درد تکلیف موت وشہادت فی سبیل اللہ مسیح کے حق میں کیونکر ذلت کا باعث متصور ہوسکتی ہے بلکہ یہ تو ایک خاص الخاص پہلو آپ کی رفعت وعظمت کا ہے۔

عیسائی جو خداوند کی شہادت وموت کے قائل ہیں وہ آپ کی ظفر مند قیامت کے بھی قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ بعد موت تیسرے دن خدا نے آپ کو قبر سے زندہ کر کے ایک جلالی جسم میں اٹھایا اور گور اور موت پر فتح بخشی اور آسمان پر معہ جسم مرفوع کیا اور یہ سب سے بڑا معجزہ تھا بلکہ قرآن میں جو لکھا ہے و انہ لعلم للساعۃ (زخرف۔رکوع ٦)۔یعنی عیسی قیامت کا علم ہے اس کے معنی یہی سمجھتے ہیں کہ آپ کی ذات سے علم حاصل ہوتا ہے کہ قیامت کیا چیز ہے کیونکہ جسم قبر سے دوبارہ زندہ ہو کر ہمیشہ کے لئے غیر فانی اور جنت میں داخل ہونے کے قابل ہو جاتا ہے۔مگر ملحدین منکرین معجزہ جو اس کو نہیں مانتے وہ ہمیشہ آپ کی موت کے قائل رہے اور قیامت وبعثت کے۔

نادان دشمنوں کا خیال

ان منکرین کے گروہ میں اکا دکا ایسے خام خیال بھی گزرے ہیں جن کو دقت نظر حاصل نہ تھی اور اسی لئے ان کے خیالات ان کے گروہ میں بھی نامقبول رہے جنہوں نے مسیح کا اپنے شاگردوں کو بعد صلیب ودفن نظر آنا ایک واقعہ مسلمہ مان لیا مگر معجزے کو باطل کرنے کی غرض سے جس کے وہ منکر ہیں یہ وہم ایجاد کیا کہ مسیح صلیب پر مرے ہی نہ تھے صرف غش کھا گئے تھے جسکو لوگ موت سمجھے اور پھر ہوش میں آکر اور کچھ دنوں زیر علاج رہ کر اچھے ہوگئے اور اسی کو شاگردوں نے دوبارہ زندہ ہونا مشہور کر دیا۔ یہ خیال ایسا فاسد بلکہ بودا تھا کہ منکرین کی نگاہ میں بھی نہ جچا اور اس کو اسٹراس جیسے سرآمد ملاحدہ یورپ نے بھی رد کر کے سمجھا دیا کہ مطلق قابل التفات نہیں

www.KitaboSunnat.com

ماخذ معلومات قادیانی

(اکبر مسیح لکھتے ہیں) مگر ہمارے مرزا جی جو ملحدوں اور دہریوں کے عیسویت کی مخالفت میں کاسہ لیس ہیں اور ان کے رد کئے ہوئے فضلہ کو شیر مادر کی طرح ہضم کرنے میں مشاق ہو گئے اس مردود و لاوارث خیال کو ان کی کتابوں سے سرقہ کر کے بڑے طمطراق کے ساتھ اپنے پٹھوں کے ذہن نشین کر رہے ہیں اور اس کو ایک، عظیم الشان مضمون، صفحہ ۷، اور، اس زمانہ کی اعلیٰ درجہ کی تحقیقات (صفحہ ۲۳۲) کا نام دے کر گویا فرماتے ہیں کہ: ایں خیال اگرچہ گندہ مگر ایجاد بندہ۔ اور حق یہ ہے کہ بیہودگی اور حماقت میں بھی مرزا جی کو جدت نصیب نہ ہوئی اگر آپ کبھی کسی دہریہ یا ملحد کے یہاں منڈے بھی تو وہ بھی کوئی شامت کا مارا گھٹیا کابل کا گدھا نکلا۔ پس مسیح کی صلیبی موت سے انکار کرنے میں تو آپ نے الحاد کے کٹھ ملانوں کی تقلید کی اور مسیح کے ملک شام سے ہندوستان میں سفر کرنے کے خیال میں آپ نوٹووش روسی سیاح کے مرید ہوئے جس نے تھوڑے دن ہوئے واقعی کچھ جدت اور ہنرمندی کے ساتھ ہم کو مسیح کی نئی سوانح عمری کا دلچسپ ناول صحیح تاریخ کے نام سے سنایا تھا مگر اس کا نا افسانہ ہونا ثابت ہو گیا اور یورپ سے جب یہ دونوں خیال مردو ہو چکے تو مرزا جی نے ان کو اپنی اندھیر نگری میں جہاں کے آپ بوجھ بوجھکڑ ہیں، رائج کرنا چاہا۔

یہاں قابل غور یہ امر ہے کہ نہ تو مرزا کو نادان دوستوں کا یہ خیال جچا ہے کہ خدا نے مسیح کو ہر طرح کے دکھ درد و رسوائی سے بچا لیا کیونکہ یہ قلبی محبت پر مبنی تھا۔ نہ اس کو فہمیدہ دوستوں کا خیال جچا کہ مسیح خدا کی راہ میں ہر طرح کے مصائب سہہ کر شہید ہوئے اور سب سے اعلیٰ ثواب کو فائز ہوئے کیونکہ یہ واقعات پر مبنی تھا نہ اس کو دانا دشمنوں کا خیال جچا کہ مسیح کی موت تو یقینی تھی مگر ان کا دوبارہ لوٹ کر آنا شاگردوں کا وہم وخواب تھا کیونکہ اس کیلئے بھی فہم و فراست درکار تھی۔ اس کو جچا تو نادان دشمنوں کا خیال جچا کیونکہ اس میں قرآن شریف کا یہ سخن پورا ہوتا ہے:

جعلنا لکل نبیہ عدواً شیاطین الانس و الجن یو حی بعضھم الی بعضٍ زخرف القول غروراً

(چنانچہ البدر ۱۱ ستمبر ۱۹۰۳ء میں آپ کے کسی پیر کا مضمون بعنوان کسر صلیب درج کیا گیا ہے جس میں راقم، معجزات، اور، خدا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے زندہ موجود ہونے،، اور کنواری مریم، کا مضحکہ اڑاتا ہے) ہم نے رکھے ہر نبی کے دشمن آدمیوں اور جنوں میں شیطان لوگ جو سکھاتے ہیں ایک دوسرے کو جھوٹی باتیں مکاری کی۔ یہ مسیح کے حق میں آپ کی اور آپ کے استادوں کی دشمنی ہے کہ مسیح کے لئے دو موتیں تجویز کرنے کو یہ خیال چلایا گیا ہے کہ ایکدفعہ تو مسیح صلیب پر چڑھائے گئے ہر طرح کی رسوائی درد دکھ سہے اور صدمات کی شدت میں غش کھا گئے حتی کہ لوگوں نے آپ کو مردہ تصور کر لیا اور یہ ایک موت کے برابر مصیبت اٹھا کر دوبارہ ہوش میں آئے پھر مدت تک بیماری میں مبتلا رہے مرہم پٹی ہوتی رہی اور چنگے ہو کر ایک مرتبہ پھر کبرسنی کو پہنچ کر موت کا ذائقہ چکھا۔

مرزا جی کا یہی زخرف لقول غرورا جو جنوری فروری و مئی و جون ۱۹۰۲ء کے چار نمبروں میں کئی صفحے سیاہ کئے ہوئے، مجذوبوں کی بڑ کی طرح خبط بے ربط، اور شیطان کی آنت کی طرح پیچ در پیچ ہے، ہماری دانست میں خود اپنی تردید تھا، مگر اس نے شور مچا دیا کہ، ہمارے مضامین کو شائع ہوئے دو ماہ کا عرصہ گذر چکا لیکن عیسائیوں کی طرف سے ان کی تردید میں ہم نے کچھ نہیں دیکھا۔ (ریویو۔ص ۱۹۰)۔ عیسائیوں نے ایسی لچر تقریر کی جس کو مسلمان بھی مردود جانتے ہیں اور عیسائی بھی، کچھ پرواہ نہیں کی تھی مگر وہ تمہارا یہ کفر بھی توڑ دیتے ہیں۔ لو اب اپنی دونوں آنکھیں کھول کر، نہیں اپنی ایک ہی آنکھ کھول کر خوب دیکھ لیجئے کہ آپ کے، عظیم الشان، محل کی عیسائی کس طرح زمین سے ملائے دیتے ہیں۔

ہم اپنے آرٹیکل کے اس نمبر میں مختلف عنوانوں کے نیچے صرف یہ ثابت کریں گے کہ انجیل شریف کے بیان کے مطابق خداوند مسیح کے صلیب پر فوت ہونے سے انکار ممکن نہیں اور کہ مرزا کے تمام اوہام نہ صرف باطل بلکہ دانستہ کذب پر مبنی ہیں

مرزائی دلائل کا لب لباب:

مرزا قادیانی کہتا ہے:

اب یہ قصہ جو انجیلوں میں بیان کیا گیا ہے قابل غور ہے ایک آدمی تین گھنٹے صلیب پر لٹکایا جاتا ہے اور کوئی تاریخی شہادت اس امر کی نہیں ملتی کہ صلیب پر تین گھنٹے میں کوئی آدمی مر گیا ہو۔ صلیب سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتارے جانے کے بعد اس کی ہڈیاں نہیں توڑی جاتیں۔ جو آدمی اس کے ساتھ ہی صلیب پر چڑھا ئے گئے اور ساتھ ہی اتارے گئے وہ زندہ ہی تھے۔ جب اس کی پسلی میں ذرا نیزہ کا سرا چبھویا گیا تو وہاں سے خون نکلا کوئی طبی شہادت نہیں لی گئی کہ واقعی یہ شخص مر چکا ہے۔

ان واقعات سے تو صاف اور سیدھا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ یسوع صلیب پر نہیں مرا کیونکہ اس قدر تھوڑے وقت میں کوئی انسان صلیب پر مر ہی نہیں سکتا۔ ہر عقل مند صاف سمجھ سکتا ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مرے بلکہ بھاگ کر کہیں اور پناہ گزیں ہوئے۔(ریویو آف ریلی جنز قادیان)

اول۔ کتنی مدت تک مسیح صلیب پر رہے۔

پہلے تو مرزا نے، مسیح کا تین گھنٹے صلیب پر رہنا، مانا (ریویو۔ص ۴۹)۔ پھر کہا کہ، تین گھنٹے کے اندر صلیب پر سے اتارا گیا۔(ریویو جلد اول صفحہ ۳۴۲)۔ پھر اس سخن کی بھی اصلاح کی اور کہا کہ، قریباً دو گھنٹے سے بھی کم وقت رہے۔(ریویو۔ص ۴۹)۔ یعنی مسیح کو دو گھنٹے سے بھی کم وقت صلیب پر گذرا اور بالآخر زیادہ سوچ سمجھ کر آپ نے اصلاح میں ترقی کی اور مسیح کے صلیب پر نہایت تھوڑے عرصے رہنے پر قطعی حکم لگا دیا۔(ریویو۔ص ۱۹۲)۔

کسی دیہاتی اہل دل کا قول تھا:

ماٹی اوڑھنا، ماٹی بچھونا، ماٹی کا سرہانا ہے

ہم کو یہاں مرزا جی زبان حال سے یہ پڑھتے ہوئے سنائی دیتے ہیں:

جھوٹ اوڑھنا، جھوٹ بچھونا، جھوٹ ہی کا سرہانہ ہے۔

تین گھنٹے کہے۔ وہ لغو تھا۔ قریباً دو گھنٹے، لغوتر تھا، اور پھر یہ: نہایت تھوڑا عرصہ، لغوترین تھا۔ نہیں ہم بھول گئے، آپ کی لغویت مبالغہ سے بھی بڑھی ہوئی ہے۔ آپ تو لکھ چکے ہیں:

چند منٹ میں ہی مسیح کو صلیب پر سے اتار لیا۔ (ازالہ اوہام۔ص ۳۸۱)

مرقس باب ۵۔ آیت ۲۵ میں لکھا ہے کہ، پہر دن چڑھا تھا جب انہوں نے اس کو مصلوب کیا۔ لفظی ترجمہ یونانی عبارت کا یہ ہے۔ وہ تیسرا گھنٹہ تھا۔ یہودی حساب سے دن، صبح سے شام تک، ۱۲ گھنٹوں میں منقسم ہے۔ اور صبح سے تیسرا گھنٹہ ہندوستانی پہلا پہر۔ رومی اور انگریزی حساب سے ۹ بجے صبح کا وقت تھا۔ یعنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسیح صبح نو بجے صلیب دیئے گئے۔مگر مرزا جی کی اعجازی جہالت کی شامت دیکھو، جہاں چھٹے گھنٹے یعنی ۱۲ بجے دن کا ذکر آیا وہ لکھتے ہیں:

یہ چھٹا گھنٹہ بارہ بجے کے بعد تھا یعنی وہ وقت جو شام کے قریب ہوتا ہے (ریویو۔ص ۴۶و۵۰)۔

کیا خبط ہے۔نہیں دیکھ سکتے کہ، چھٹا گھنٹہ، دن کے وسط کا وقت ہوتا ہے جو صبح وشام سے چھ چھ گھنٹے بعید ہے۔

یعنی پھر آیت ۳۴ میں لکھا ہے:

تیسرے پہر یسوع بڑی آواز سے چلایا الوھی الوھی لما سبقتنی ۔لفظی ترجمہ ہے،نویں گھنٹے، پر جو تیسرا پہر یعنی تین بجے دن کا وقت ہے۔پس ۹ بجے صبح سے لے کر ۳ بجے دن تک پورے چھ گھنٹے ہو گئے ہیں اور اس وقت تک مسیح صلیب پر ہی ہیں اور زندہ ہیں۔پھر اس کے بعد کچھ وقفہ ہوا نہیں معلوم کس قدر۔ اور تب: یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر دم دے دیا۔(آیت ۳۷)۔پس معلوم ہو گیا کہ صلیب دیئے جانے سے جان دینے تک خداوند مسیح کو چھ گھنٹے سے بھی زیادہ مدت گذر چکی تھی اور اس وقت آپ صلیب پر سے نہیں اتارے گئے بلکہ قریباً تین گھنٹہ موت کے بعد بھی مسیح کا جسم مبارک صلیب ہی پر لٹکتا رہا کیونکہ صاف لکھا ہے:

جب شام ہو گئی...اور متیہ کا رہنے والا یوسف آیا...اور پیلاطس کے پاس جا کر یسوع کی لاش مانگی۔ آیت ۴۲۔۴۳، اور جب اجازت مل گئی تو وہاں سے لوٹا اور صلیب پر سے، اس کو اتار کر مہین چادر میں لپیٹا۔(لوقا ۲۳:۵۳)

پس روشن ہو گیا کہ شام ہو جانے تک خداوند کا لاشہ صلیب پر ہی لٹک رہا تھا۔۹ بجے صبح صلیب دی گئی اور شام کے بعد یعنی ۶ بجے کے بعد لاش صلیب پر سے اتاری گئی۔اب کسی سے گنوا لو کہ یہ مدت ۹ گھنٹے سے زائد ہوئی یا نہیں۔اور اسی کو آپ نے قریباً دو گھنٹے ،اور، نہایت تھوڑا ،اور، چند منٹ، بتلایا ہے۔آپ نے اس پرانے ٹکسالی پیشہ ور جھوٹے کو بھی ہرا دیا جو بچارہ صرف اسی پر اکتفا کرتا تھا:

دو پیمانہ آب است و یک چمچہ دروغ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوم: آیا طبعی طور پر یہ مدت مسیح کے حق میں زندگی فنا کر دینے کو کافی تھی؟

مسیح کی اذیتیں صلیب سے پہلے

خداوند مسیح کو صرف ایک صلیب ہی سے بدنی صدمات نہیں پہنچے تھے بلکہ صلیب سے پہلے خبیث دشمنوں نے آپکو پوری طرح خستہ اور قیمہ کرڈالا تھا۔ جمعرات کی شام کو آپ نے اپنے شاگردوں کے ساتھ فسح کا کھانا کھایا تھا اور پھر اس کے بعد نہ ایک دانہ اناج کا آپ کے منہ تک پہنچا نہ ایک قطرہ آب زبان تک۔ صبح ہوتے ہی زخم پر زخم پہنچائے گئے اور سارے دن بھوکے پیاسے رہے اور طبیبوں کو معلوم ہے کہ تشنگی کا غلبہ زخمیوں پر کس درجے کا ہوتا ہے اور پیاس کی شدت اور اذیت، الامان۔ تمام شب مصیبت و پریشانی میں کٹی۔ ایک جھپکی آنکھوں کو نصیب نہ ہوئی۔ رات ہی کو ناخداترس دشمنوں نے گرفتار کرلیا ادھر سے ادھر دوڑایا تھکا کر بدن چور کر ڈالا روحانی اذیتوں کی کچھ انتہا نہ تھی۔ ہر طرح کی ذلت وخواری سہی۔ برا چاہنے والوں کی دل آزاری اٹھائی، جن کو زندگی کی راہ بتائی وہی جان کے گاہک ہوگئے بلکہ موت کی راہ میں بھی کانٹے بچھائے کانٹوں کے تاج نے آپ کا مبارک سر لہولہان کر دیا اور سرکنڈوں کی مار نے جراحت پر جراحت پہنچائی اور اس سب کے اوپر یہ ستم کہ آپ کا مقدس جسم جو جنت کے پھول سے نازک تر تھا، کوڑوں سے پٹوایا گیا۔ (متی ۲۷: ۲۷۔۳۱)

درے کی سزا

ہم مرزا کی قساوت قلبی کو دفع نہیں کر سکتے مگر صرف ناظرین کو بتلاتے ہیں کہ رومیوں کے درمیان کوڑے کی سزا نہایت ہی ایذادہ اور سنگین تھی۔ کوڑے کے لڑوں میں لوہے ہڈی یا سیسے کے ٹکڑے اس ترکیب سے پروئے ہوتے تھے کہ ان کی خوفناک ضربوں سے گوشت پارہ پارہ ہوکر پشت قیمہ ہوجاتی تھی۔ اور اکثر ملزم کوڑے کھاتے ہوئے وہیں مرجاتے تھے۔ جب یہ سزا جس کے تصور سے بدن لرزتا اور روح کانپ اٹھتی ہے، مریم کے فرزند بھگت چکے، تو بھاری صلیب جو شہتیروں کے دو کندوں سے بنا ہوتا تھا، آپ کی مجروح پشت پر لادا گیا اور، وہ اپنی صلیب آپ اٹھائے ہوئے اس جگہ تک باہر گیا جو کھوپڑی کی جگہ کہلاتی ہے (یوحنا ۱۹: ۱۷)۔ اور تب آپ کو صلیب دی گئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصلوب کرنے کا طریقہ

یہ ایک دردناک عمل تھا۔ پہلے صلیب کو زمین پر دھرتے، پھر اس پر ملزم کو لٹا کر موٹی موٹی لمبی لوہے کی سیخوں سے ہاتھوں کی ہتھیلیوں اور پیروں کے تلووں کو چھید کر لکڑی میں ٹھونک دیتے تھے۔ پھر اس کو زندہ جسم سمیت سیدھا کر کے زور سے گڑھے میں دھر کر گاڑ دیتے تھے۔ اور سارا جسم چار زخموں کے سہارے سے لٹکتا تھا جس سے جسم کا ایک ایک رگ و پٹھا تانت کی طرح کھنچ جاتا تھا۔ اس اذیت میں جس کے بیان سے ہر شخص جس کو ذرہ بھی اخلاص و عقیدت خدا کے نبی کے ساتھ ہے بیتاب ہو جاتا ہے۔ مسیح نے جن کو قرآن روح اللہ یعنی خدا کی جان کے لقب سے یاد کرتا ہے پورے چھ گھنٹے رہ کر جان دی۔ مرزا کہتا ہے:

یہ نہایت صاف بات تھی کہ تین گھنٹے صلیب پر لٹکانے سے کبھی کسی کی جان نہ نکل سکتی۔ (ص ۸)

وہ لوگوں کو دھوکہ دے کر یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ گویا مسیح کو دشمنوں نے یکا یک چنگا بھلا پکڑ کر تین گھنٹے تک صرف ایک رسی سے باندھ کر لٹکا رکھا تھا، اور اس لئے یہ وقت ایسی حالت میں موت کے لئے کافی نہیں ہوا۔ مگر ہم یہ ثابت کر چکے کہ صلیب تک مسیح نیم مردہ پہنچے تھے۔ اور مطلق کوئی حیرت نہ ہوتی اگر آپ کی جان کوڑے کھاتے ہوئے نکل جاتی۔ یا اس وقت جب آپ زخمی پشت پر صلیب لادے جا رہے تھے۔ یا جس وقت آپ کو صلیب پر ٹھونک رہے تھے۔ یا صلیب دینے کے عین بعد ہی۔ مگر جب آپ پورے نو گھنٹے صلیب پر لٹک چکے، تو سخت سے سخت منکر کو بھی موت کا یقین ہو گیا، پر مرزا کے انکار کا علاج ہم نہیں کر سکتے۔ منکر نکیر کریں تو کریں۔

سوم: نیزے کی ضرب کا کیا نتیجہ ہوا؟

مرزا لکھتا ہے: اس کی پسلی میں ذرہ نیزہ کا سرا چھویا گیا تو وہاں سے خون نکلا۔

زخم محض کوئی چھوٹا سا خراش تھا۔، یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ زخم بڑا گہرا تھا، (ریویو۔ص ۱۹۴۔۱۹۵)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا ہر بنِ مو سے جھوٹ بولتا ہے۔ جھوٹ بولنے میں گویا بلبل ہزار داستان ہے۔ انجیل کے الفاظ یہ ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک سپاہی نے بھالے سے اس کی پسلی چھیدی۔ (یوحنا۱۹:۳۴)۔

اول، تو لفظ چھیدنا استعمال ہوا جو خود زخم کے گہرے ہونے پر دال ہے۔

دوم، آلہ ضرب بھالا بتایا، نہ کوئی سوئی یا سلائی اور یونانی لفظ کا اطلاق اس لمبے نیزے پر ہوتا ہے جو سواروں کے ہاتھ میں رہتا تھا۔ اور نیزے بھالے کی نسبت چھوٹا بولنا شاید قادیان کے گنواروں کی زبان ہو۔ پس جو زخم ایسے آلہ سے لگایا گیا جس کی زد کے لئے کوئی روک بھی نہ تھی اس کو، خراش، بلکہ محض کوئی چھوٹا سا خراش، بتلانا جھک مارنا ہے۔

سوم، ضرب پسلی سے نازک مقام پر لگائی گئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سپاہی نے اپنے نیزہ کا پورا وار کیا اور ایک گہرا زخم لگایا جو اس کا مقصود تھا۔

چہارم، انجیل میں لکھا ہے کہ زندہ ہو کر مسیح نے اپنے شاگرد سے کہا، اپنا ہاتھ پاس لا کر میری پسلی میں ڈال۔ (یوحنا ۲۰:۲۷)۔

جو زخم اس طرح کا ہو کہ اس میں ہاتھ ڈالا جاوے، اس کی نسبت یہ جھوٹ بولنا کہ، کہیں نہیں لکھا کہ زخم بڑا گہرا تھا، حق اور انصاف کا خون کرنا ہے۔ ہم تو ثابت کر چکے کہ زخم نہ صرف بڑا، بلکہ بڑا چوڑا بھی تھا، اور ہم آگے چل کر ثابت کر دیں گے کہ یہ ایک کاری زخم تھا جو دل تک پہنچا ہوا تھا۔ اور اگر بالفرض محال دوسرے صدمات جو اس سے پہلے مسیح برداشت کر چکے تھے دراصل موت کے لئے کافی نہ بھی ہو چکے ہوتے، تو صرف یہی زخم زندگی کو فنا کر دینے کے لئے کافی سے زیادہ تھا۔ اور کوئی بشر، اگر اس میں سات جانیں بھی ہوں، ایسے کاری و مہلک زخم سے جانبر نہیں ہو سکتا۔

چہارم: دونوں چوروں کا جو مسیح کے ساتھ مصلوب ہوئے کیا حال ہوا۔ مرزا کہتا ہے:

یہ قریب قیاس نہیں ہے کہ دونوں چور جو مسیح کے ساتھ صلیب پر کھینچے گئے تھے وہ زندہ رہے مگر مسیح صرف دو گھنٹے تک مر گیا۔، دونوں چور صلیب پر سے زندہ اتارے گئے (ریویو۔ص ۵۳)۔

کوئی شخص وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ چور زندہ ہی اتارے گئے اور مرزا تو خود انجیل سے نقل کر چکا (صفحہ۵۲) کہ، یہودیوں نے اس لحاظ سے کہ لاشیں سبت کے دن صلیب پر نہ رہ جائیں ... پیلاطس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درخواست کی ان کی ٹانگیں توڑ دی جائیں، اور لاشیں اتار لی جائیں۔ (یوحنا۱۶:۳۱)۔ جس سے مستنبط ہوتا ہے کہ وہ لوگ مر چکے تھے اور لاش ہو چکے تھے اور ٹانگیں ان کی صرف اس لئے توڑی گئی تھیں کہ شاید ان کی جان ابھی ابھی نکلی تھی۔ اور سپاہیوں نے چاہا کہ اگر کہیں چھپی چھپائی کچھ جان باقی رہ گئی ہو، تو پتا لگ جائے اور وہ بالکل فنا کر دی جائے اور ہر طرح کا شبہ مٹ جائے کیونکہ اور زیادہ وہ لاشوں کو صلیب پر نہیں رکھ سکتے تھے۔

انسانی جسموں میں فرق

پر اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ چور نہ مرے تھے تو بھی ان کی سخت جانی کی مشابہت مسیح میں ڈھونڈنا پرلے درجہ کی حماقت و کور باطنی ہے کیا قادیان میں سب دھان ۲۲ من سیری ہیں؟ کیا انسانی جسموں میں سختی اور نزاکت کا فرق نہیں؟ کیا ہم روزمرہ نہیں دیکھتے کہ نفیس و نازک طبیعتوں کو ذرا سی کرکری یا ذرا سی بدبو یا ذرا سی بےسری آواز یا گندگی کی ایک نظر بھی بڑے دکھ کا باعث ہوتی ہے مگر ایسے نانہجار لوگ بھی ہیں جو ایک ٹکے کے لئے اپنے جسم کو چاقوں سے کاٹتے ہیں اور آگ سے جلاتے اور ہر طرح کے اگھور پن کرتے ہیں جس کو دوسرے لوگ دیکھنا بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ پس چوروں اور ڈاکوؤں کی سخت جانی سے جو قتل و غارت گری کے عادی تھے جو شبانہ روز اس قسم کی تکلیفیں خود اٹھاتے اور دوسروں سے اٹھواتے رہے تھے مسیح کا مقابلہ کرنا صرف ایک کافرانہ بے بصری ہے۔ اعلیٰ درجہ کی پاک اور مقدس روحوں کے لئے پروردگار عالم نے اعلیٰ درجہ کے صاف و پاکیزہ جسمانی مسکن بھی بنائے ہیں۔ اور ان کے حواس خمسہ جن کے ذریعہ رنج و خوشی کا احساس ہوتا ہے ایسے اعلیٰ منزل پر ہوتے ہیں کہ کچھ عجب نہیں اگر ایک بھونڈی طبیعت کا شخص نہ سمجھ سکتا ہو۔ پس جو ایذا ان کو ایک چھڑی کی ضرب سے پہنچ سکتی تھی عام کو وہ تلوار کے گھاؤ سے نہیں پہنچ سکتی۔ اور یہی تو وجہ ہے کہ نبی کو تھوڑی سی ایذا دینا بھی اللہ کے یہاں قتل انسان سے بڑا سمجھا گیا ہے اور خود قرآن میں لکھا ہے و الذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب الیم۔ اور مسیح کا تو حال ہی بالکل دوسرا تھا۔ آپ نرالی صورت سے پیدا ہوئے ان کے جسم کی نظیر دنیا میں موجود ہی نہیں جس طرح دکھ درد کا احساس ان کو ہوا کسی کو بھی نہیں ہو سکتا۔ مرزا جی کی رسالت عجب شان کی ہے عوج بن عنق سے بھی آپ کئی بانس اونچے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پنجم: مسیح کی موت پر عینی شہادت

مرزا کہتا ہے:

مسیح صلیب پر نہیں مرا.. بلکہ غش کی حالت ہوگئی تھی جو مرنے سے مشابہ ہے (ص ۵۱)۔

یہودیوں نے مسیح کو غشی میں دیکھ کر سمجھ لیا کہ فوت ہو گیا (ص ۲۳۳)

سکتہ یا غشی کی حالت اور حقیقی موت میں امتیاز کرنا اس قدر مشکل امر ہے کہ اس زمانہ کا ایک ڈاکٹر بھی غلطی کھا سکتا تھا۔ (ص ۱۹۴)

پیلاطس نے اپنے زمانہ کے قواعد وضوابط کی پوری پابندی کے ساتھ مسیح کی حقیقی موت کی تصدیق و تحقیق کر لی ایسی کہ اب کسی یاوہ گو کو مجال چون و چرا باقی نہیں رہی۔ چنانچہ جب ارمتیہ کا رہنے والا یوسف، مسیح کی لاش مانگنے گیا تو، پیلاطس نے جواب دیا کہ وہ ایسا جلد مر گیا اور صوبہ دار کو بلا کر اس سے پوچھا کہ کیا اس کو مرے ہوئے دیر ہوگئی؟ جب صوبہ دار نے حال معلوم کر لیا تو لاش یوسف کو دلا دی۔ (مرقس ۱۵: ۴۴-۴۵)

یہ ان سپاہیوں کا افسر تھا جو صلیب پر تعینات کئے گئے تھے جنہوں نے مصلوبوں کی حقیقی موت کا پورا پورا امتحان کر لیا تھا۔ دو کی ٹانگیں توڑ دی تھیں اور ایک کی پسلی چھید کر دل تک چیر دیا تھا اور سکتہ یا غشی اور حقیقی موت میں امتیاز کر لینے کے لئے یہ عمل کیا تھا تا کہ مصلوبوں کی موت میں کچھ دھوکہ نہ رہ جائے۔ مگر مرزا پوچھتا ہے کہ کیونکر:

ہم ایک جاہل پولیس کے آدمی کی رائے تسلیم کر لیں۔ (ص ۱۹۴)۔

اور پھر یہ بھی لکھتا ہے کہ:

عین صلیب کی گھڑی میں ہی یسوع کے مرنے پر شبہ ہوا اور شبہ بھی ایسے شخص نے کیا جس کو اس بات کا تجربہ تھا کہ اس قدر مدت میں صلیب پر جان نکلتی ہے (ص ۵۱-۵۲)۔ یہاں مرزا جی نے بد دیانتی بھی کرنا چاہی ہے وہ انجیل کی عبارت کو یوں نقل کرتے ہیں:

پلاطوس نے متعجب ہو کر شبہ کیا کہ وہ یعنی مسیح ایسا جلد مر گیا (ص ۵۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شبہ کیا، یہ الفاظ اپنی طرف سے ملا دیئے اور، ایسا جلد، کے لئے بھی کوئی لفظ اصل میں نہیں ہے اور اس پر زور نہیں دیا جا سکتا مگر ہم کہتے ہیں کہ شبہ تو کسی شخص کا بھی یہاں مفید نہیں مگر ہاں تصدیق ضرور مفید ہے سو اگر آپ کے گواہ پلاطوس نے بے سوچ شبہ کیا بھی تھا تو اس نے حقیقت امر دریافت کر کے اپنے شبہ کو بالکل دریافت کرلیا۔ اور پلاطوس کا یقین آپ کو جھوٹا بنا رہا ہے۔ یہ یقین ایسے شخص کا ہے جس کو پورے مواقع یقین حاصل کرنے بہم پہنچے ہوئے تھے۔ اور، عین صلیب کی گھڑی میں، تحقیق کے ذرائع عمل میں لایا تھا۔

پلاطوس کو اپنے ماتحتوں اور کارکنوں کے حالات آپ سے زیادہ معلوم تھے اس نے اپنے معتمد افسر کے قول کو حق مانا اور ماننا بھی چاہیے تھا کیونکہ پلاطوس کا تجربہ کار صوبہ دار کے تجربہ سے افضل نہ تھا پلاطوس اپنے اجلاس اور محل میں حکم شد کا اختیار رکھتا تھا مقتلوں میں جلادی کا کام نہیں کرتا تھا ایسے موقعوں کا ذاتی اور عینی تجربہ صوبہ دار اور اس کے ماتحت سپاہیوں سے زیادہ کسی کو بھی ہو سکتا تھا وہ تصدیق کر چکا کہ، مسیح کو مرے ہوئے دیر ہوگئی، اور اس کی تصدیق پر یہودیوں نے بھی صاد کر دیا اور پلاطوس نے بھی۔ اور اس کو، جاہل پولیس کا آدمی، کہنا خود آپ کو جاہل ثابت کرتا ہے کیونکہ اپنے خاص فن میں وہ جاہل نہیں تھا۔

مگر ایک طرفہ ماجرا ہے مرزا جی یہ بھی لکھتے ہیں کہ تمام واقعات خدا نے اس لئے ایک ہی دفعہ پیدا کر دیئے تاکہ مسیح کی جان بچ جاوے اس کے علاوہ مسیح کو غشی کی حالت میں کر دیا تاکہ ہر ایک کو مردہ معلوم ہو (ص ۲۳۲)۔ یعنی مسیح کو مردہ سا بنا دینا ایک الٰہی معجزہ تھا تاکہ، ہر ایک کو مردہ معلوم ہو، پس اگر تمام جہان کے ڈاکٹر مسیح کی لاش کا معائنہ کرتے اور ان کے ساتھ آپ اپنے حکیم الامۃ کو بھی ڈیپوٹ کرتے تو حکم خدا یہ تھا کہ وہ سب کے سب یہی کہتے کہ اس لاشے میں جان نہیں یہ مردہ ہے۔ اس سے بڑھ کر عینی شہادت اور کیا ہو سکتی ہے؟ اور یہ تو خود آپ نے تسلیم کر لی اور کہہ دیا کہ جہان میں کوئی باقی نہ رہا تھا۔ عالم ہو یا جاہل ڈاکٹر ہو یا سرجن جو مسیح کو بجز مردہ کے کچھ اور کہتا اور خدا کو منظور یہی ہوا۔ تمام واقعات خدا نے اس لئے ایک ہی دفعہ پیدا کر دیئے۔ پس عینی مشاہدہ مسیح کی موت کا تو ہر ایک کو ہو گیا اور غشی کی حالت پر صرف ایک آپ کو اطلاع ہوئی ہے اور اس کا کوئی خارجی ثبوت آپ کے پاس نہیں اور اسی لئے آپ اس غشی کی نظیر ہم کو نہ دے سکے کہ غش کھا جانے کے بعد تین گھنٹے مسیح صلیب پر لٹکتے رہے تو ہوش نہ آیا۔ پہلو میں نیزہ مارا گیا تو ہوش نہ آیا واقعی سچ ہے اگر یہ غشی تھی تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعجازی غشی تھی یہ غشی موت کی تھی تا اللہ کا کہا پورا ہو، ہر ایک کو مردہ معلوم ہو۔

ششم: خداوند مسیح کی موت پر طبی شہادت

دفعہ سوم میں ہم نیزہ کے زخم کا تذکرہ کر چکے اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ کاری زخم مسیح کی پسلی کو پھوڑ کر دل تک اتر گیا تھا، اور ایسا زخم ہمیشہ مہلک ہوتا ہے۔ مرزا جی اس کو نہیں ماننا چاہتے، کہتے ہیں، نیزہ کو عین دل کے مقام پر مارنا کہ اس سے خون باہر نکلے بڑے ہنر کو چاہتا ہے اور ایک جاہل سپاہی سے یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ وہ انسان کے بدن کی تشریح سے پورا واقف ہو۔ (ریویو۔ص ۱۹۵)

معترض کس درجہ بدشعور و بدتمیز ہے اور شاید اوروں کو بھی اپنی ہی مانند سمجھتا ہے انسان کا دل جو شبانہ روز دھڑکتا رہتا ہے بدن کے کس حصہ میں ہے اس کے لئے علم تشریح میں مہارت چاہیے۔ یہ ہم نے آج ہی سنا ہے پھر کتنا تعجب ہوتا اگر کسی رومی نیزہ باز سپاہی کو یہ نہ معلوم ہوتا کہ انسان کے بدن میں نیزہ سے کون کون مقام کاری زخم پہنچانے کے ہیں اور سپاہی بھی ایسا جو قتل گاہوں میں جلادی کا تجربہ رکھنے والا اور جس کا منصبی فرض یہی ہو کہ تحقیق کر لے کہ ملزم دراصل مر چکا اور تعمیل وارنٹ موت کی باضابطہ رپورٹ کرے۔ اگر اس سپاہی کو آپ نے اس معنی میں جاہل کہا کہ وہ اپنے فن سے ناواقف تھا تو آپ نے اپنی جہالت کو الم نشرح کر دیا۔ پس بھال کو پسلی کی طرف چلانے سے یہی موصود ہو سکتا تھا کہ دل تک پہنچا دے۔ ہم سچ کہتے ہیں کہ یہ سپاہی نیزہ بازی میں ایسا خام نہ تھا جیسے مرزا جی علم مناظرہ میں۔

پھر انجیل میں اس زخم کی نسبت لکھا ہے کہ: فی الفور اس سے خون اور پانی بہہ نکلا۔ (یوحنا ۱۹: ۳۴)۔ مرزا صاحب یوں رقم طراز ہیں اور اپنی اس تحقیق پر نازاں بھی بہت ہوں گے کیونکہ آپ کا جہل مرکب ہے۔

لہو کا نکلنا صاف اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ مسیح ابھی زندہ تھا کیونکہ مرنے کے بعد معاً خون جم جاتا ہے۔ (ص ۱۹۵)

حیرت ہے کہ ہزارہا دشمن صلیب کے گرد کھڑے ہوئے ہوں اور ایسی موٹی بات کا مشاہدہ کریں اور ان کو گمان بھی نہ ہو کہ مسیح ابھی مرا نہیں۔ ہم کو تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ مرزا جی سے کہیں زیادہ ہوشیار و سمجھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دار تھے۔ وہ اس خون کو مسیح کی یقینی موت پر شاہد سمجھے۔

پھر آپ لکھتے ہیں:

اگر زخم اس قدر بھی گہرا ہوتا کہ دل تک پہنچ جاتا تو بھی پانی کا نکلنا ممکن نہ تھا سوائے اس کے کہ مرض استسقا ہوتا۔ (ص ۱۹۴)

آپ کو اور علوم کے ساتھ طب میں ید طولی حاصل ہے

یہ خون اور پانی، جو کثیر مقدار میں مسیح کی پسلی کے زخم سے بہ نکلا کیا تھا؟ کہاں سے آیا۔ اور اسکا نتیجہ کیا ہوا؟ اس کے لئے ہم صرف علم تشریح الاجسام کی سند ڈھونڈیں گے اور مرزا جی کے خرافات کو اہل نظر پر ظاہر کریں گے۔ ڈاکٹر ولیم اسٹراوڈ۔ ایم ڈی نے ایک ضخیم کتاب، مسیح کی موت کے جسمانی سبب، پر تصنیف کی جس پر سرکردہ اطبائے انگلستان سر جیمس سمپسن ایم ڈی نے دیباچہ لکھا ہے۔ اس میں انہوں نے علم تشریح کے اصول پر بحث کر کے دکھلایا ہے کہ خداوند مسیح کی موت دل کے پھٹ جانے سے واقع ہوئی تھی اور بہت مثالوں سے ثابت کیا ہے کہ جب انسان کو لگاتار جسم اور روح کو سخت صدمہ پہنچانے والی ایذائیں برداشت کرنا پڑتی ہیں تو ایک نوبت ایسی آتی ہے کہ دل یکا یک شق ہو جاتا ہے اور ایک چیخ کے ساتھ روح پرواز کر جاتی ہے۔ چنانچہ انجیل نویس کا بیان بھی یہی ہے:

پھر یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر دم دے دیا۔ (مرقس ۱۵:۳۷)

ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ دل کے پھٹنے کے ساتھ ہی خون بکثرت کبھی کبھی ایک کارٹ یعنی ۱۲ چھٹانک کی مقدار سے پیری کارڈیم یعنی اس جھلی میں جو دل کو غلاف کئے ہوتی ہے جمع ہو جاتا ہے اور یہاں خون دو چیزوں پر جو اس کی ترکیب میں داخل ہیں منقسم ہوتا ہے اور ایک جز کا نام کریسا منتم ہے جو گاڑھا اور سرخ ہوتا ہے اور دوسرے کا نام سیرم جو سیال اور آبی رنگ کا ہوتا ہے اور عوام ان دونوں چیزوں کو خون اور پانی ہی کہتے ہیں۔ سپاہی نے موت کے واقعی ہونے کی تحقیق کی غرض سے یا اگر موت صرف ظاہری ہو تو زندگی فنا کر دینے کی غرض سے پاس آ کر نیزہ سے قلب کے موضع پر وار کیا اور بائیں پسلی کے (کیونکہ دائیں ہاتھ کا وار مقابل کے بائیں طرف لگتا ہے) زیریں حصہ پر ایک ترچھا زخم مارا جس سے پیری کارڈیم جو پسلی کے تلے کریسا منتم اور سیرم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پر ہو چکی تھی نیچے سے کھل گئی اور زخم کے رستے کل مواد پانی کی سی دھار کے ساتھ جس میں پھٹی دار خون ملا ہوا تھا بہہ نکلا۔ اور دیکھنے والے نے عوام کی زبان میں اس کو یوں بیان کر دیا کہ، فی الفور اس سے خون اور پانی بہہ نکلا، (دیکھو صفحات ۳۹۹۔۵۸۷ طبع ثانی لندن ۱۸۷۱ء)

یہی وجہ ہے کہ کوئی واقف کار دوست یا دشمن نہیں گزرا جس نے مسیح کی حقیقی موت سے انکار کیا ہو۔ اور کسی جاہل و نادان کی بات کا اعتبار نہیں۔ مگر مرزا جی کا حافظہ درست نہیں اوپر تو وہ مسیح کی پسلی میں زخم کو بھی مان چکے گو اس کو صرف، کوئی چھوٹا سا خراش، بتایا۔ اور پھر اس زخم سے خون نکلنے کے بھی قائل ہو چکے، گو اس کو بھی زندگی اور غشی پر دال کہا۔ مگر اس سب کے بعد آپ نے ایک جگہ یہ بھی لکھ دیا کہ سپاہیوں کو اس قدر وسیع اختیارات حاصل نہ تھے کہ جس طرح چاہتے کسی کو مار ڈالتے اگر ان کو ایک طریق سے مارنے کا حکم ہوتا تو اس کی بجائے وہ خود ایک اور طریق اختیار کر لیتے۔ ان کو یہ ہدایت تھی کہ صلیب پر موت کے نہ واقعہ ہونے کے سبب سے تینوں کی ٹانگیں توڑ دیں اور اس قانونی حکم کے بجائے وہ خود بخود کوئی دوسرا راستہ؟ تجویز نہ کر سکتے تھے (ص ۱۹۴)۔ کیا زبردستی ہے کہ سپاہیوں کے یہ، اختیارات تو مانے جاتے ہیں کہ پسلی میں نیزہ چھبو کر خون نکال دیں مگر یہ اختیار نہیں مانا جاتا کہ وہ نیزہ کو ذرا اور گہرا کر دیں۔ تو کیا ان کا ہاتھ آپ نے روک لیا تھا یا ان کو قانونی حکم بھی دیا گیا تھا؟ کہ مسیح کی پسلی سے صرف خون نکال کر تمام لوگوں کو دکھا دو، کہ وہ زندہ ہیں مرے نہیں۔ مگر اس کی نہ کسی حاکم نے باز پرس کی نہ دشمنوں نے شکایت جو مسیح کی موت کا فتویٰ حاصل کر چکے تھے۔ مرزا جی کو چاہیے کہ اب پہلو بدل دیں اس زخم سے بھی منکر ہو جائیں اور چوروں کی ٹانگیں توڑی جانے سے بھی۔ کیونکہ اگر مسیح بھی صلیب پر نہیں مرے تھے جیسا مرزا جی کو اصرار ہے تو لازم آئے گا کہ تینوں مصلوبوں کی ٹانگیں بالضرور توڑی گئیں اور قانونی حکم سے انحراف نہیں ہوا۔ اور مسیح نے بھی یقینی وفات پائی صلیب سے اور پسلی کے زخم سے نہ سہی ٹانگوں کے توڑے جانے سے سہی۔ اور مرزا جھوٹے ثابت ہوئے جو کہتے ہیں کہ وہ ملکوں ملکوں سیر سیاحت کرتے ہوئے کشمیر تک پہنچے۔ بات یہ ہے کہ مسیح کی مخالفت میں مرزا جی دیوانہ ہو گئے ہیں،۔ ان کو کوئی قرینے کی بات سوجھتی ہی نہیں۔

سپاہیوں کو کوئی حکم، مصلوبوں کی ٹانگیں توڑنے یا نہ توڑنے کا نہیں ملا تھا۔ یہودیوں نے ایسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درخواست کی تھی۔ٹانگیں دو مصلوبوں کی صرف اس لئے توڑی گئیں کہ کوئی شبہ اور دھوکہ ان کی موت میں نہ رہ جائے چوروں کی موت میں سپاہیوں کوشبہ تھا۔

لیکن جب انہوں نے یسوع کے پاس آکر دیکھا (لاش کا خوب معائنہ کیا آیا کوئی آثار زندگی کے تو موجود نہیں اوران کو پورا یقین ہوگیا کہ دیر ہوئی)، کہ وہ مر چکا ہے تو اس کی ٹانگیں نہ توڑیں۔، (کیونکہ یہ عمل غیر ضروری تھا جس میں صرف سپاہیوں کی تکلیف اور محنت متصور تھے)، مگران میں سے ایک سپاہی نے (جو شائد مرزا جی کی طرح عداوت میں تلا ہوا تھا جسکو زندہ اور مردہ میں امتیاز نہ تھا اور بڑا فکر مند تھا مبادا کوئی دھوکا رہ جائے)، بھالے سے اس کی پسلی چھیدی۔ (اور اپنا اور دنیا میں اپنے تمام ہم خیالوں کا شبہ ابد تک رفع کر دیا)۔ (یوحنا۱۹: ۳۳-۳۴)

اس کا یہ فعل منشائے حکم قانون کے مطابق تھا کہ جس طرح ضروری اور مناسب ہو اس امر کا اطمینان کرلیا جائے کہ ملزم جس کوسزائے موت دی گئی واقعی مرگیا۔

ہفتم: مرزا جی کی ایک اور غلط بیانی کو بھی ہم فاش کرتے ہیں۔اس ثبوت میں کہ، بہت لوگ جو مسیح سے بہت زیادہ عرصے صلیب پر لٹکائے گئے وہ بھی جانبر ہوگئے۔، وہ، فاضل مورخ جوزیفس، کا نام لے کر کہتے ہیں کہ، اس نے قیصر سے تین شخصوں کے جو صلیب پر (کم از کم ایک دن سے زیادہ عرصے سے جیسا کہ واقعات سے شہادت ملتی ہے) لٹکے ہوئے تھے چھوڑے جانے کے لئے درخواست کی اور وہ درخواست قبول ہو کر مناسب علاج سے تینوں میں سے ایک کی جان بچ گئی۔ (ص ۱۹۳-۱۹۵)۔اس میں صرف ایک ہی فقرہ جو خطوط کے اندر ہے مرزا جی کے لئے کچھ مفید ہوسکتا ہے مگر وہی فقرہ جھوٹ ہے پھر جوزیفس کا مصلوب کیونکر مسیح کی نظیر ہوسکتا ہے؟ اس کو کب کوڑے مارے گئے کب اس کی پسلی میں بھالا چھیدا گیا۔کب وہ ۹ گھنٹے صلیب پر لٹکا اور کب لوگوں نے اسے مردہ سمجھا اور قبر میں رکھا۔

یہاں مرزا جی نے ایک شرم ناک جھوٹ بولا ہے۔اس وقت جوزیفس کی تصنیفات کی پوری جلد مطبوعہ چارلس گریفن ہمارے سامنے رکھی ہے مورخ اپنی سوانح عمری کے آخر میں صرف اسی قدر لکھتا ہے کہ، طیطس قیصر نے مجھ کو معہ سیریلیس کے ہزار سواروں کے ہمراہ موضع تھیکوا کو یہ دریافت کرنے کی غرض سے بھیجا کہ آیا وہ مقام لشکرگاہ کے مناسب ہے اور جب میں لوٹا تو میں نے دیکھا کہ بہت سے قیدی مصلوب کر دیئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے انہیں کے درمیان میں تین میرے دوست نکلے۔،

اب مرزا جی بتائیں کہ ان کو کن واقعات سے شہادت ملتی ہے کہ یہ مصلوب، کم از کم ایک دن سے زیادہ، صلیب پر لٹک چکے تھے؟ بلکہ یہاں تو برعکس یہ مستنبط ہوسکتا ہے کہ لشکر کے جوار میں کوئی موضع تھا جس کے دیکھنے کو گھوڑی کی سواری پر جوزیفس گیا اور قیاس چاہتا ہے کہ جیسا دستور ہے صبح کے وقت ناشتہ وغیرہ کر کے یہ لوگ روانہ ہوئے اس وقت تک کوئی قیدی مصلوب نہیں ہوا تھا مگر جب چند گھنٹوں کے بعد واپس لشکر کو آئے تو یہ ماجرا دیکھا اور اس نے فوراً اپنے دوستوں کی جان بخشی کرائی۔ مورخ یہ بھی لکھتا ہے کہ،

قیصر نے فوراً حکم دیا کہ وہ لوگ صلیب سے اتارے جائیں اور ان کے علاج میں انتہا درجہ کی ہمت صرف کی جائے۔ تاہم ان میں سے دو تو طبیبوں کے ہاتھوں میں فوت ہوگئے اور صرف تیسرا بچ گیا۔،

یہ تینوں مصلوب بالکل سادے طور پر صرف چند گھنٹوں کے لئے صلیب دیئے گئے تھے جن کو اور کوئی زخم نہیں لگا تھا اور ان کا علاج بھی علانیہ طور پر شاہی حکم سے بادشاہی طبیبوں نے کیا۔ اس پر بھی وہ مر گئے اور بچ نہ سکے۔ یہ ایک لطف کی بات ہے کہ دوست اور دشمن اس واقعہ کو اس امر کے ثبوت میں عموماً پیش کیا کرتے ہیں کہ باوجود اعلیٰ طبی امداد کے صلیب کے مارے جانے کا جانبر ہونا محال ہوتا اور مسیح کے حق میں یہ قیاس بالکل بے ہودہ ہے کہ ایسے ایسے زخم کھا کر ۹ گھنٹے صلیب پر لٹک کر اور تمام لوگوں کے دیکھتے مر کر پھر بھی وہ قبر سے زندہ بچ گئے مگر ہمارے مرزا جی تو اوندھی سمجھ کے ہیں آپ نے اسی واقعہ کو مسیح کے نہ مرنے کی دلیل ڈبل جھوٹ بول کر بنا لیا۔ ایک جھوٹ جوزیفس کے متعلق کہ اس کے بیان سے مستنبط ہوتا ہے کہ مصلوب، کم از کم ایک دن سے زیادہ، صلیب پر لٹکے۔ دوسرا جھوٹ مسیح کے متعلق کہ، وہ تجربہ کار طبیبوں کے زیر علاج رہا۔ (ص ۱۵۷) ۔ جتنے جھوٹ ہمارے مرزا جی نے اپنے پیٹ سے نکالے اتنا جالا بھی کسی مکڑی نے نہ تنا ہوگا۔ ہم نے یہاں خداوند مسیح کی موت پر مرزا جی کے تمام فاسد اور باطل اوہام کو اس سے زیادہ مضبوط دلائل سے رد کر دیا جن کے وہ مستحق ہوسکتے تھے۔

(صلیب والے اس واقعہ میں حضرت مسیح کی جگہ ان کا شبیہ ڈال دیا جائے، تو باقی تقریباً تمام دلائل مسلمانوں کے کام بھی آسکتے ہیں۔ اس لئے اس مضمون کو پڑھتے وقت یہ بات دھیان میں رہے کہ مرزا کا کہنا یہ ہے کہ مسیح کو صلیب پر چڑھا گیا اور صلیب سے زندہ اتار لیا گیا۔ پھر وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد میں طبعی موت مرا، جب کہ ہم کہتے ہیں، کہ اس کے شبیہ کو صلیب پر چڑھایا گیا۔ اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح کو صلیب پر چڑھایا گیا اور انہوں نے مسیح (یا وہ شخص جو صلیب پر چڑھایا گیا)، کی صلیب پر موت انجیل وغیرہ کے حوالوں سے ثابت کردی،)

(ضربت عیسوی۔ص ۱۳۷۔۱۵۸ ملخصاً)

مسیح کی بعثت

اکبر مسیح نے لکھا ہے کہ جب یہ ثابت ہوگیا کہ خداوند مسیح کی حقیقی موت صلیب پر واقع ہوچکی تو اب ہم کو مطلق ضرورت نہیں کہ مرزا جی کی ایسی غیر متعلق اور لغو بکواس پر کچھ بھی التفات کریں جس کے ثبوت میں وہ انجیل شریف کی ایک آیت بھی پیش کرنے سے عاجز ہیں کہ:

مسیح کی قبر ایک وسیع مکان، تھا جس میں ایک ہوادار وسیع کوٹھا تھا جس میں ایک کھڑکی تھی (ص ۵۱، ۵۳، ۵۴، ۵۶)،

جہاں دوستوں نے اس کی خبر گیری کی اور سب علاج کیے، (ص ۵۶)،

اور جہاں، اسی وقت سے وہ تجربہ کار طبیبوں کے زیر علاج رہا (ص ۱۹۵)

مرزا جی کا گلدستہ لغویات

۱۔مرزا جی کی ایسی فاش غلط بیانیاں ایک دو نہیں بیسیوں ہیں جن سے ہماری بحث کو کوئی سروکار نہیں ۔مثلاً وہ لوگوں کو باور کرانا چاہتے ہیں کہ گویا انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح کے مرنے پر یروشلم کے تمام مردے جو آدم کے وقت سے لے کر مسیح کے وقت تک مرچکے تھے زندہ ہوکر شہر میں آگئے۔ اور گلی کوچوں میں وعظ کرتے پھرے (جلد اول ص ۳۴۲، جلد دوم۔ص ۹)، خدا تعالی کا فرشتہ پلاطوس کی جورو کو نظر آیا (ص ۱۴)۔مرزا، مجوسیوں، کو جو زردشتیوں کی قوم ہے جنہوں نے مسیح کا ستارا پورب میں دیکھا تھا مشرقی اسرائیلی، بتاتے ہیں (ص ۱۳)، جس سے اس کی مراد کشمیری ہیں۔ کہتے ہیں کہ، یہودیوں نے جس قدر نبیوں کے خون کیے ان کا سلسلہ زکریا نبی تک ختم ہوگیا۔ (ص ۱۵)۔اور ان کو حضرت مسیح کے ہم عصر نبی یحی کے قتل کا حال بالکل بھول گیا۔ مسیح نے بھیس بدل لیا، باغبان کے کپڑے پہن لئے اسی طرح کی شکل بنائی۔ (ص ۵۵)۔اور پھر اپنے دوران سر، اور ذیابیطس اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراق کی معذرت میں خلاف واقعہ لکھتے ہیں کہ: مسیح پر بیماریاں اور عوارض معمولی لوگوں کی طرح آتے تھے (جلد اول ص ۳۶۶)۔ حالانکہ مسیح کا ایک دن کے لئے کبھی سر نہیں دکھا، وہ تو سرتا پا شفا اور دوا تھے، پھر انہوں نے ان سے بھی بڑھ کر بیہودہ باتیں لکھی ہیں، کہتے ہیں، یسوع یا مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں، یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھیں، باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آئی (جلد اول۔ ص ۴۳۸) بھلا تم نے انجیل شریف کے کسی باب اور آیت کا حوالہ تو دیا ہوتا جہاں یوسف کی دوسری جورو کا ذکر تھا اور خداوند مسیح کے حقیقی بھائیوں اور بہنوں کا۔ بظاہر حیرت کی بات ہے کہ جو شخص اپنے منہ میاں مٹھو مسلمانوں کا عظیم الشان امام بنے (جلد اول۔ ص ۳۷۰) وہ ایسے لغو و باطیل زبان سے نکالے اور خدا کے بندوں سے نہ شرمائے۔ توریت سے انجیل سے قرآن سے حدیث سے دینی و دنیوی تاریخ سے غلط حوالے دے لکھا کچھ ہو بیان کچھ کرے۔

مرزا جی کے بھائی کی روح

مگر یہ عقدہ حل ہو جاتا ہے جب ہم یاد کرتے ہیں کہ مرزا جی کے کوئی مرحوم برادر غلام قادر بھی ہیں جن کی روح خواب میں آکر آپ کو ستایا کرتی ہے۔ اور وہی آپ کی ہر بے تکی بات کے جواب دہ بھی ہیں۔ یہ کوئی پڑھے جنّ ہیں جنہوں نے کتب آسمانی میں تحریفیں کیں، محرف نسخے تیار کئے اور مرزا کو دکھلا بھی دیئے۔ مجھ کو ان کا زیادہ حال تو معلوم نہیں ابھی صرف اس قدر پتا لگا ہے کہ قرآن میں انہوں نے ایک بہت بڑی تحریف کر کے کشف کی حالت میں مرزا جی کو پڑھ کر سنا دیا تھا انا انزلناہ قریباً من القادیان اور پھر، دائیں صفحہ میں شائد قریب نصف کے موقعہ پر یہی عبارت لکھی ہوئی، اپنے نسخہ قرآن میں جو ان کی تلاوت میں رہتا ہے دکھلا بھی دی۔ (دیکھو ازالہ اوہام۔ ص ۷۶)۔ پس کیا عجب ہے کہ یہ تمام جھوٹی باتیں بھی انہیں حضرت کی ساختہ پرداختہ ہوں جس طرح آپ مثیل مسیح ہیں اسی طرح تائید روح القدس کی مماثلت میں آپ نے اس قادر کو تلاش کیا۔ اسی سے اشارۃً، قادر مطلق، کی طرف ڈھونڈ ھا (ص ۷۸)۔ ہم بھی کہتے ہیں جیسی روح ویسے فرشتے، مگر مرزا کو جگتے میں ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ، دائیں جانب، جگہ جھوٹ اور جھوٹوں کے لئے ہوا کرتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور عیسائی نہ اس انجیل کے قائل ہیں نہ مسلمان اس قرآن کے جو آپ کے برادر عزیز وافر تمیز کی تلاوت میں رہا کرتے ہیں۔ بھلا ایسے شخص کے ساتھ عقل ونقل سے بحث کرنا کیوں نہ فضول ہو ہم تو اپنی کتابیں دیکھتے ہیں، اور اس کے حوالے مرزا غلام قادر کے اڈیشن پر مبنی ہیں۔

فخر دودمان

یہاں ایک اور بات بھی معلوم ہوگئی کہ مرزا جی قبلہ گاہ تو کوئی ایسے شخص گزرے کہ خود فرزندار جمندان کی وفات پر گویا فرماتے ہیں، ایں چنیں بدزندگانی مردہ بہ، پھر بھائی صاحب کون تھے جن کی نسبت آپ لکھتے ہیں، اور ایسا ہی میرا بھائی مجھے پیش آیا اور وہ ان باتوں میں میرے باپ کے مشابہ تھے۔ پس خدا نے ان دونوں کو وفات دی اور زیادہ دیر تک زندہ نہ رکھا اور اس نے مجھے کہا ایسا ہی کرنا چاہیے تھا تا تجھ میں خصومت کرنے والے باقی نہ رہیں:

کیونکہ یہ لوگ زندگی میں مرزا صاحب کی جان کو روتے رہے پے در پے...سے سمجھا کئے کہ آپ کام چور نوالہ حاضر ہیں جو، صرف روٹی کھانے کا شریک ہوتا ہے، لائف اور مشن۔ (ریویو جلد دوم۔ص ۵۸)۔

ان کو کیا خبر تھی کہ یہی فخر دودمان ہیں اور جو عرفی نے کہا تھا آپ ہی پر صادق آتا ہے،

جو بر من کردروشن گوہر آبائے من

پر ہم کو ضرور کہنا پڑا ہے کہ اگر مرزا غلام قادر کتابوں میں تحریف نہ کرتے تو بہت ہی خوب آدمی تھے۔

اچھا صاحب وہ قبر تاج گنج کا روضہ سہی مگر مردہ تو باغ عدن کی ہوا کھا کر بھی زندہ نہیں ہوتا۔ دھنتر اور جالینوس نے بھی مردہ نہیں جلایا۔ پس اگر جیسا تم بڑی تاکید سے تسلیم کر رہے ہو واقع صلیب کے بعد مسیح پھر اپنے دوستوں کو نظر آئے ان کے ساتھ کھایا پیا، رہے سہے، تو وہ ضرور زندہ ہو گئے اور مر کر اٹھے اور ہم کو تمہارے مقابلے میں اس کو ثابت کرنے کی کوئی بھی ضرورت باقی نہیں رہی۔

مگر اس زندہ شدہ جسم کے بارے میں مرزا جی نے چند غیر متعلق شبہات اٹھائے ہیں وہ کہتے ہیں، قبر سے نکلنے کے بعد، مسیح، کے جسم کی کوئی تبدیلی نہ ہوئی (ص ۵۵)۔ مسیح اسی فانی اور معمولی جسم سے اپنے حواریوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوملا۔ ایک جلالی جسم کے ساتھ جوموت کے بعد خیال کیا گیا ہے۔ مسیح سے فانی جسم کے عادات صادر ہونا اور کھانا پینا اور سونا اور گلیل کی طرف ایک لمبا سفر کرنا جو یروشلم سے قریباً ۷۰ کوس کے فاصلے پر تھا بالکل غیر ممکن اور نامعقول بات ہے۔ اس پر صلیب اور کیلوں کے تازہ زخم موجود تھے جن سے خون بہتا تھا اور درد تکلیف کے ان کے ساتھ تھے جس کے واسطے ایک مرہم بھی تیار کی گئی تھی۔ (ص ۵۰۔۵۱)

(آپ یہ بھی لکھتے ہیں، قریباً ہزار طبی پرانی کتابوں میں ایک مرہم لکھی ہوئی ہے جو مرہم عیسی اور مرہم حوارین اور مرہم شلیخا کے نام سے مشہور ہے ان کتابوں کے تمام فاضل مولف گواہی دیتے ہیں کہ یہ مرہم حضرت عیسی کے زخموں کے لئے بنائی گئی تھی۔ ص ۴۱۹ جلد اول

جب کتابوں کا نام، صفحہ وسطر بتا کر آپ سینکڑوں جھوٹ بول سکتے ہیں تو بلا نام ونشان کتابوں کے حوالے سے آپ نے کیا کچھ نہ بکا ہوگا۔ آپ کے تمام فاضل اور مولفوں کے ذرائع معلومات کیا ہو سکتے ہیں؟ مسیح کے زخموں کا حال صرف تین ہی فرقوں کو معلوم ہوسکتا تھا یا یہودی یا عیسائی، اور یہ دونوں زخموں کے قائل ہیں مگر مرہم کے نہیں، یا مسلمان اور یہ دونوں باتوں کے منکر ہیں، پس وہ لوگ کون تھے اور کس بنیاد پر لکھ گئے کہ، مرہم عیسی کے زخموں کے لئے بنائی گئی۔ اب رہی یہ بات کہ کسی مرہم کا نام مرہم عیسی یا مرہم شلیخا رکھا گیا تھا تو دور کیوں جاتے ہو خود پنجاب میں علاوہ آپ کے پمفلٹ کے، عرق مسیحا، اور معجون مسیحائی، کے اشتہارات شائع ہو رہے ہیں۔ ہر حاذق طبیب کے علاج کو مسیحائی کہتے ہیں، شعرانے معشوقوں کو مسیحادم اور عیسی نفس باندھا ہے۔ پس اگر زمانہ سلف کے کسی ... کے مرہم کا نام مرہم عیسی رکھا گیا تھا تو اس سے یہ سمجھ لینا کہ اس کو عیسی نے تجویز کیا اور حواریوں نے مرکب کیا سوائے حماقت اور ابلہی کے کچھ نہیں۔ مگر ہم سمجھ گئے مطلب سعدی دیگر است مثیل مسیح بننے کے لئے گویا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح اور ان کے حوارین بھی ہماری طرح ایک، پاکٹ کیسا دویات، باندھے پھرتے تھے خوب! گرنہیں وصل تو حسرت ہی سہی)

فانی اور جلالی جسم

(اکبر مسیح نے لکھا ہے) ہمارا دعوی صرف یہی تھا کہ مسیح کو صلیب دی گئی، وہ مر گئے، پھر زندہ ہوئے، اور اپنے شاگردوں سے ملے۔ پہلی اور چوتھی بات کو تم خود بھی مانتے ہو، دوسری کو ہم نے ثابت کر دیا اور تیسری بات تمہارے اقرار اور ہمارے اثبات کا لازمی نتیجہ ہے۔ اب رہا، فانی اور جلالی، جسم یہ بالکل ایک دوسرا مسئلہ ہے جس کا حل کرنا ہماری بحث کے لئے لازمی نہیں مگر تمہاری خاطر ہم یہ بھی روا رکھتے ہیں، جسم سب فانی ہیں بلکہ ایک معنی میں روح بھی فانی ہے خدا نے روح پر سے فنا کا حکم ہٹا دیا اور وہ غیر فانی بن گئی اسی طرح بہشتیوں کے جسم پر سے بھی خدا فنا کا حکم اٹھا کر اس کو، جلالی جسم، کر دے گا۔ مگر ہم کو بالکل نہیں معلوم کہ فانی اور جلالی جسم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے درمیاں کون سی، عادات، مشترک ہیں۔ قرآن میں لکھا ہے، ان اللہ یبعث من فی القبور، بے شک اللہ لوگوں کو قبروں سے اٹھائے گا و انہ یحی الموتی اور وہی جلائے گا مردوں کو۔ پس مسیح جو مر چکے تھے ان کو خدا نے جلا دیا جو قبر میں داخل ہو چکے تھے ان کو اٹھا کھڑا کیا اور یہی ہمارا ایمان ہے۔ بیشک مسیح مردوں میں سے جی اٹھا اوران میں سے جو (موت کی نیند) سو گئے تھے ہلا پھل ہوا۔ اوراسی وجہ سے قیامت اور حشر کا علم حشر کے بعد ایمانداروں کے جسم جلالی ہو جائیں گے اس میں نہ کسی مسلمان کو شبہ ہے نہ کسی عیسائی کو۔

پس مسیح کے زندہ جسم کے، جلالی جسم، ہونے میں کیوں شبہ کیا گیا؟ اس پر بھی ہم کو تعجب آتا ہے کہ کوئی مسلمان اہل قرآن کلوا واشربوا ھنیئاً پر ایمان لا کر، کھانے پینے، کو جلالی جسم کے منافی بلکہ، غیر ممکن اور نامعقول بات، بنادے۔ شائد نعمائے جنت سے وہ منکر ہو گیا۔

خداوند مسیح کے زندہ شدہ جسم کے خواص کی بابت مرزا نے ایسی غلطیاں کی ہیں جو خوداس کے مقبولہ خیال کی ضد میں ہیں جب جمعہ کی شام کو مسیح قبر میں در آئے اور حالت غشی میں تین رات دن یونس کی طرح بے آب ودانہ قعر زمین میں رہے اور تیسرے دن یعنی اتوار کی صبح کو کیونکہ تازہ زخم موجود تھے جن سے خون بہتا تھا اور درد اور تکلیف ان کے ساتھ تھی اور زخم بھی کیسے کہ میخوں کے وار پار، پاؤں کے تلووں میں، تو ایسے زخمی شخص کے لئے، جلیل کی طرف ایک لمبا سفر کرنا جو یروشلم سے قریباً ستر کوس کے فاصلے پر تھا۔ کسی باہوش شخص کے ذہن میں کیسے آ سکتا ہے؟ زخمی و مجروح پیر اور ستر کوس پا پیادہ، مسافت، نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن، اسی کو کہتے ہیں۔ محض اس ایک واقعہ سے ثابت ہو جاتا ہے کہ اب مسیح کا کوئی فانی، اور معمولی جسم، پر بطور علامات شہادت نمودار تھے اور دکھلا رہے تھے کہ آپ کے مبارک جسم میں کوئی بہت بڑی تبدیلی واقع ہو چکی تھی۔

ہم افسوس کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں ایک ایسا، عظیم الشان امام، ہوا جو اس درجہ جاہل و نادان نکلا کہ اس کو نہ عیسویت کی حقیقت سے آگاہی نہ اسلام سے وقوف اور پھر بھی دعوی ہمہ دانی۔ ابھی اس نے کھانے پینے کو جلالی جسم کے منافی کہا اور اب مسیح کے زخموں پر اعتراض کرتا ہے کہ، نئی زندگی کے ساتھ زخموں کا ہونا ممکن نہ تھا۔ (ضربت عیسوی۔ ص ۱۸۱)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسیح کے زخموں کی حقیقت

(اکبر مسیح لکھتے ہیں) بخاری و مسلم میں حضرت سے روایت کی گئی ہے کہ شہداء قیامت کے دن اپنے زخم جسم پر لئے ہوئے اٹھیں گے۔کوئی زخمی ایسا نہیں جو اللہ کی راہ میں گھائل ہوا ہو مگر وہ قیامت کے دن زخم بہتا آئے گا رنگ اس کا خون کا ہوگا اور بو اس کی مشک کی (مشارق الانوار۔نمبر ۹۲۸)۔

کس کو زخم، مسیح کے زخموں سے زیادہ خدا کی راہ میں لگے؟ پھر کیوں تعجب کیا جاتا ہے کہ اپنی قیامت میں مسیح اپنے زخموں کو جسم پر لئے ہوئے اٹھے۔

انجیل کی شہادت صرف اسی قدر ہے کہ مسیح کے جسم پر پانچ زخم دو ہاتھوں میں دو پاؤں میں اور ایک پسلی میں موجود تھے۔جن کو انہوں نے اپنے شاگردوں کو دکھلایا اور جن کی وجہ سے انہوں نے آپ کو پہچانا کہ آپ ہی کے جسم کے ساتھ جی اٹھے۔مگر ان زخموں میں نہ کوئی درد تھا نہ تکلیف، نہ ان سے خون جاری تھا، اور نہ وہ کسی مرہم کے محتاج تھے۔

یہ سچ ہے کہ زندہ ہو جانے کے بعد خداوند مسیح نے اپنے شاگردوں کے ساتھ کھایا پیا مگر یہ کہیں نہیں لکھا کہ آپ کو کبھی بھوک یا پیاس لگی، یا بھوک اور پیاس کی درد بھی موجود تھی۔کیسا مرزا جی نے لکھا۔صرف اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ اپنی حقیقی بعثت کو اپنے شاگردوں پر ثابت کر دینے کی غرض سے تاکہ ان کے تمام شک وشبہ دور ہو جائیں آپ نے ان کی تسکین کی خاطر ان کے ساتھ کھانا کھایا (دیکھو لوقا باب ۲۴۔آیت ۴۴)۔یہ ہرگز نہیں ثابت ہو سکتا کہ دراصل آپ کو جسمانی غذا کی احتیاج تھی۔

مسیح کے زندہ شدہ جسم کی تبدیلی

(اکبر مسیح لکھتے ہیں) اب رہا سونا، سو انجیل میں کہیں نہیں لکھا کہ بعد زندہ ہونے کے آپ کبھی سوئے بھی جیسا کہ مرزا کو اصرار ہے۔یہ قول بھی مرزا جی کا بالکل باطل ہے کہ:

قبر سے نکلنے کے بعد مسیح کے جسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

ایک تبدیلی پر تو وہ خود شاہد ہیں کہ ایسے بڑے زخم پاؤں کے تلووں پر لئے ہوئے، مسیح، پا پیادہ، ۷۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوس کا سفر کر گئے اور نہ کوئی تکان پیدا ہوا نہ ماندگی۔ کیا یہی فانی اور معمولی جسم کے آثار ہیں؟

پھر لکھا ہے کہ مسیح اپنے شاگردوں کے ساتھ قصبہ مواس میں ایک مکان کے اندر دستر خوان پر بیٹھے تھے کہ یکا یک، وہ ان کی نظر سے غائب ہو گیا۔ لوقا باب ۲۴۔ آیت ۴۱۔ کہیے کیا لطافت بھی معمولی جسم کا خاصہ تصور کیا گیا ہے؟

پھر لکھا ہے کہ ایک مکان کے اندر شاگرد جمع تھے جسکے، دروازے یہودیوں کے ڈر سے بند تھے۔

مگر دروازہ بند ہی رہا اور یسوع آ کر بیچ میں کھڑا ہوا۔

اور ایسا ہی ایک اور دفعہ مسیح بند دروازوں میں سے شاگردوں کے درمیان آ گئے۔ یوحنا باب ۲۰: ۱۹ و ۲۶)۔

تو کیا یہ بھی فانی معمولی جسم کی کوئی خاصیت ہے؟ اب کہیے آپ کا وہ سخن کیسا لغو تھا کہ مسیح، بغیر پتھر کے ہٹائے جانے کے باہر (قبر کے) نہ نکل سکتا تھا۔ (ص ۵۵)۔

پتھر اس لئے ہٹایا گیا کہ مسیح کے دوستوں کی قبر تک رسائی ہو سکے ورنہ اس جلالی جسم کے لئے لکڑی اور پتھر کچھ سدراہ نہ تھا۔ پھر اس کے بعد رفع آسمانی کی بابت لکھا ہے کہ:

ان کے دیکھتے دیکھتے اوپر اٹھایا گیا اور بدلی نے اسے ان کی نظروں سے چھپا لیا (اعمال ۱:۹) یہ کس جسم کی تعریف ہے۔

پھر کئی برس بعد دن دوپہر بڑی چکا چوند والی تجلی کے ساتھ آپ مقدس پولوس پر ظاہر ہوئے اور ان سے ہم کلام ہوئے (اعمال ۹:۲۲) کیا تم اب بھی جلالی جسم کے قائل نہ ہوئے؟

او بما ندہ و دراز مطلو ب خو یش

سوی ضا ئع ر نج با طل ہا ئے ریش

(ضربت عیسوی ص ۱۵۹۔۱۶۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا کا خبط کشمیر

(اکبر مسیح نے لکھا ہے) نوٹو وش روسی سیاح نے یہ افسانہ گھڑا تھا کہ لداخ میں سفر کرتے ہوئے میری ٹانگ ٹوٹ گئی اور میں نے ہمس میں لاما لوگوں کی خانقاہ میں پناہ لی۔ وہاں لاموں نے میرا علاج کیا اور میں اچھا ہو گیا۔ وہیں مجھے خبر لگی کہ اس خانقاہ کے کتب خانہ میں ایک بہت قدیم قلمی نسخہ ہے جس میں نبی عیسی کی سرگذشت درج ہے کہ کیونکر بعد بلوغ وہ ہندوستان کی طرف تشریف لے گئے۔ کاشی جی میں باس لیا، وہاں برہمنوں سے علوم حاصل کئے اور پھر تبت لوٹ آئے جہاں بدھوں نے آپ کو بدھ کا ایک اوتار مان کر قبول کر لیا بعد ازاں آپ اپنے ملک یہودیہ کو واپس گئے اور وہاں دشمنوں کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔

نوٹو وش نے کہا وہ نسخہ میں نے دیکھا اس کا ترجمہ کرایا اور اب یورپ کی زبانوں میں اس کو شائع کرتا ہوں۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ تبت کے لاما نبی عیسی کے ہمیشہ سے قائل ہیں اور ان کے نام سے خوب واقف، مگر پیش بندی اور چالاکی سے اس نے یہ بھی لکھ دیا تھا کہ وہ لوگ کسی اور اپنی کتاب نہ دکھائیں گیا ور اگر کوئی اس بارہ میں ان سے استفسار کرے گا تو وہ صاف انکار کر جائیں گے کیونکہ وہ کسی یورپین سے بات بھی نہیں کرتے میں نے تو بڑی حکمت عملی سے ان کا یہ دینی راز پایا ہے (اس وقت یہ بیان میں اپنی یاد سے لکھتا ہوں نوٹو وش کی کتاب میرے پاس موجود نہیں) یورپین محققین نے موقع پر جا کر تفتیش کی اور بالکل ثابت ہو گیا کہ نہ نوٹو وش لداخ گیا نہ ہمس میں ٹکا، نہ اس خانقاہ میں کوئی اسے جانے، نہ وہاں کوئی ایسا کتب خانہ ہے نہ لاما عیسی کے معتقد ہیں نہ ان کے پاس کوئی سوانح عمری مسیح کی موجود ہے۔ نوٹو وش نے روپئہ کمانے کو ایک ناوہ لکھ کر شائع کیا اور جہان دیدہ بسیار گوید دروغ کا نمونہ دکھلایا تھا اب اسی پرانے مضمون میں تصرف کر کے ہمارے مرزا نے اپنا قصہ بنایا مگر بہت ہی نکما۔

(اکبر مسیح نے لکھا ہے کہ جب ہمارا یہ مضمون چھپ چکا تو ایک دوست کی عنایت سے مرزا صاحب کا راز حقیقت ہمارے ہاتھ لگا جس میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ فرماتے ہیں: حال میں جو روسی سیاح نے ایک انجیل لکھی ہے جسکو لندن سے میں نے منگوایا ہے وہ بھی اس میں ہم سے متفق ہے۔ یہ کہتے شرم آتی ہے کہ وہ ہمارا پیر دستگیر، اسی کی کتاب سے آپ یہ لغو قول بھی تحریر فرماتے ہیں، یہ بات یقینی اور پختہ ہے کہ بدھ مذہب کی کتابوں میں مسیح کے اس ملک میں آنے کا ذکر ہے۔ ص ۱۷۔ تمام جہان کو ان کتابوں اور کتب خانوں کی حقیقت معلوم ہوگئی کہ وہ عنقا کے ساتھ کوہ قاف میں ہیں)

مرزا جی کے دعاوی

مرزا جی نے یہ دعوی کیا کہ

۱۔ نہایت ہی مضبوط دلائل سے ثابت ہو گیا کہ پھر مسیح سیر کرتا ہوا کشمیر میں آیا۔

۲۔ باقی حصہ عمر کا کشمیر میں بسر کیا۔ (ریویو آف ریلی جنز جلد اول)

۳۔ اپنی ان قوموں کی طرف گیا جو کشمیر اور تبت وغیرہ مشرقی ممالک میں سکونت رکھتی تھیں یعنی

۴۔ بنی اسرائیل جو، مسیح سے ۷۲۱ برس پیشتر، ہندوستان کی طرف آ کر اس ملک کے متفرق مقامات میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔

۵ مسیح نے جب ملک پنجاب کو اپنی تشریف آوری سے فخر بخشا تو اس ملک میں خدا تعالی نے ان کو بہت عزت دی۔ (ریویو آف ریلی جنز جلد اول۔ ص ۲۳۳)۔

۶۔ لاکھوں انسانوں نے اس جسم کی آنکھ سے دیکھ لیا کہ حضرت عیسی کی قبر سری نگر کشمیر میں موجود ہے (ص ۲۳۴)۔

۷۔ چونکہ حضرت مسیح کی دعوت میں آنے والے نبی کے قبول کرنے کے لئے وصیت تھی اس لئے وہ دس فرقے جو اس ملک میں آ کر افغان اور کشمیری کہلائے آخر کار سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ (ریویو۔ ص ۲۳۳)

یہ سات متفرق دعوے مرزا جی نے کئے اب ہم دیکھتے ہیں کہ ہر دعوی کے لئے آپ نے کون کون سے، مضبوط دلائل، دیئے ہیں۔

دعوی نمبر ۱، ۲، ۳، ۵ کے لئے آپ مضبوط کیا، کوئی کمزور دلیل بھی نہیں لائے حالانکہ نمبر ۵ آپ کے بے دلیل دعووں کی لغو بنیاد ہے اور صرف اسی حرص میں کیا گیا کہ قادیان بھی کسی طرح اس خطے میں آ جائے جس پر مسیح کے مبارک و مقدس قدم پڑے تھے۔ مگر مرزا جی کو کم سے کم مقامی جغرافیہ تو پڑھ لینا چاہیے کہ پنجاب اسم با

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسمی ملک صرف وہ حصہ ہندوستان کا ہے جو زیر کوہ پانچ دریاؤں کے بیچ واقع ہے اور کشمیر سے بالکل جدا۔ مگر آخر یہ طوالت و بدتمیزی کیوں؟ مرزا غلام قادر کو چاہیے تھا کہ کشف میں وہ آپ کو نقشہ ہندوستان دکھلا کر انگلی سے بتا دیتے کہ آپ کا دولت خانہ عین اسی جگہ کے بیچوں بیچ کے درمیان واقع ہے جہاں حضرت مسیح ٹھہرے تھے، اور قادیان کا دوسرا نام سری نگر ہے۔

دعوی نمبر ے کا پہلا حصہ تو مسلمانوں کا اعتقاد ہے جس کے لئے ہم کوئی دلیل نہیں طلب کر سکتے مگر اس کے دوسرے حصے کے ساتھ لفظ، اس لئے، سے ربط دینا دلیل کا ضرور محتاج ہے مرزا جی کو ثابت کرنا چاہیے کہ افغانوں اور کشمیریوں کے اسلام قبول کرنے کا باعث یہی تھا کہ ان کے پاس حضرت مسیح کی وصیت آنے والے نبی کے حق میں موجود تھی، کیونکہ بلا ایسی وصیت کے بھی اسلام قبول کیا جا سکتا تھا؟

مرزا جی کے لئے مشکل

یہ دعوی ثابت تو ہو نہیں سکتا مگر اس سے آپ کی مشکلیں بہت بڑھ گئیں۔ جب کشمیری اور افغان بنی اسرائیل ہوئے اور انہوں نے لبیک کہہ کر اپنے تئیں مسیح کی رسالت پر سو جان سے قربان کر دیا اور اسلام کی آمد تک سچے عیسائی بنے رہے بلکہ نبی موعود کے حق میں مسیح کی وصیت کو بھی رکھا کئے حتی کہ ان کو قبول کر کے مسلمان بھی ہو گئے تو ثابت ہو گیا کہ اسلام اور عیسویت کے درمیان ایک پورا پکا اور لگا تار سلسلہ ان کے ہاتھ میں رہا، پس ان کے پاس سے اسلام میں وہ انجیل عیسی بھی آنا چاہیے جس کی تصدیق قرآن شریف نے کی جو دست بدست ایمان داروں سے ایمان داروں کو پہنچی تا آپ کو ان اناجیل کا رونا باقی نہ رہے جو بقول آنجناب، اس قدر پایہ اعتبار سے ساقط ہو گئی ہیں،،۔ اور آپ کے ہاتھ میں کوئی معتبر انجیل آ جائے کیونکہ اگر اتنا کام بھی مثیل مسیح نے نہ کیا تو ڈوب مرنے کی بات ہے۔ حیرت ہے کہ مرہم عیسی تو آپ نے ڈھونڈھ نکالا مگر انجیل عیسی کا پتہ نہ لگایا۔ پھر انہی لوگوں کے ہاتھ سے ہمیں حضرت مسیح کی صحیح احادیث بھی ملنی چاہیے اور قادیانی مدعی کے حق میں مسیح کی بشارات بھی۔ پھر کشمیریوں اور افغانوں نے جس طرح آنے والے، نبی، کو بلا عذر قبول کر لیا اسی طرح وہ آنے والے مثیل کا خیر مقدم کرنے کے لئے چشم براہ بیٹھے ہوئے ملیں گے، تو پھر اے مرزا! تم سچے اسرائیلیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سچے عیسائیوں اور سچے مسلمانوں کے دیس یعنی افغانستان سے کیوں دور ہو؟ مسیح تو سفر دراز سفر اختیار کر کے ان لوگوں کے پاس آئے اور تم پاس بیٹھے ہوئے ان سے اس قدر کیوں دور ہوتے ہو؟ کیوں تمہاری دعوت کی آواز کابل میں نہیں سنائی دیتی؟ کیوں تم کو ان لوگوں سے گریز ہے کم سے کم اسی بات میں مثیل مسیح ہونا دکھلاؤ کہ جس طرح اصل مسیح کو افغانوں نے قبول کر لیا اسی طرح نقلی کو بھی قبول کر لیں اور تم کو تو اس قوم کی خری و ابلہی و جہل، سے زیادہ امید رکھنا چاہیے۔ علاوہ بریں اب تو مسلمانوں کی طرف سے تم کو پچاس ہزار روپئہ کا انعام بھی دیا جاتا ہے اس شرط پر کہ تم کابل ہو آؤ۔ مگر شاید تمہیں خاک پاک پنجاب سے جس کو مسیح نے، اپنی تشریف آوری سے فخر بخشا تھا، مفارقت گوارا نہیں اور مسیحی سلطنت میں صلیب کے سایہ تلے مرنے کو سعادت دارین سمجھتے ہو۔ اسی وجہ سے تم نے اسلام کا سب سے بڑا فرض للہ علی الناس حج البیت ترک کیا اور اسی لئے مسیح موعود بن کر اپنے نبی کو جھٹلایا جس نے خدا کی قسم کھا کر کہا تھا و الذی نفسی بیدہ لیھلّن ابن مریم بفجّ الروحا حا جاً مسیح ضرور حج کریں گے (مسلم، کتاب الحج) افسوس تمہارے دعووں پر، وا ویلا ان پر جو اسلام کا دم بھرتے ہوئے ان کو قبول کر لیتے ہیں۔

دعوی نمبر۴ کی دلیل صرف یہ ہے کہ برنیر وغیرہ علماء فرنگ کا خیال ہے کہ کشمیری یہودی ہیں۔ تو پھر اس میں آپ کا کیا احسان اور اس کو آپ کی لغو بکواس سے کیا علاقہ کہ مسیح اور ان کی والدہ کشمیر کو آئے، ان کو عیسائی کیا، ان کے درمیان رہے، اور حضرت مسیح نے ۱۲۵ برس کی عمر پا کر خان یار میں انتقال فرمایا، اور دفن ہوئے، اور وہاں کا روضہ آپ کی قبر ہے۔ بھلے آدمی تجھے کچھ آگا پیچھا بھی سوجھتا ہے؟ تجھے آج تک نہ معلوم ہوا کہ میرے مقدمات کیا ہیں اور کیا نتیجہ نکالتا ہوں؟ یہ بڑی دل لگی کی بات ہے کہ تمام دعووں کی دلیل کا خانہ تو آپ نے بلینک یعنی خالی رکھا اور اس میں جلی قلم سے لکھ دیا، نہایت مضبوط دلائل سے ثابت ہو گیا۔ نہ صرف دلیل سے بلکہ دلیل کی جمع دلائل سے، اور دلائل کیسے کہ مضبوط، اور مضبوط کے لئے بھی ایک صفت لائے، نہایت۔ اور پھر ثابت ہو گیا، وہ کیسے جیسے گدھے کے سر پر سینگ۔ اب ساری ہمت آپ نے، قبر سری نگر کشمیر، صرف کر دی۔ اس کے دلائل سنئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بوسیدہ کتابیں

پہلی دلیل: پرانی کتابیں دست یاب ہوئی ہیں جو اس قبر کا حال بیان کرتی ہیں

(ریویو آف ریلی جنز قادیان جلد اول ص ۴۱۹)۔

ارے میاں وہ کون سی کتابیں ہیں اور کب اور کہاں اور کس کو دست یاب ہوئیں؟ اور ان کا مصنف کون ہے اور پھر وہ کتنی پرانی ہیں؟ وہ اصلی یا جعلی ہیں اور اس کا ثبوت کیا؟ ان باتوں میں سے کسی ایک کا جواب نہیں دیا جا سکتا۔ مگر ہم کو اندیشہ ہے کہ مرزا جی کا کوئی خلیفہ کسی آئندہ ریویو میں لکھ دے کہ:

جواب کیوں نہیں، ان میں سب سے معتبر اور پرانی کتاب کا نام سلّشین بین الدفتین ہے جو حضرت ملا دو پیازہ نور اللہ مرقدہ کو اس وقت دست یاب ہوئی تھی جب وہ اکبر بادشاہ کے ساتھ سیر کشمیر کو آئے تھے۔ اور اب وہ شیخ جعفر زٹلی طاب ثراہ کے کتب خانہ میں رکھی ہوئی ہے جس کا جی چاہے دیکھ آئے۔ ایک لاکھ سے زیادہ لوگ اس کو پڑھ چکے اور اس کی ایک نقل مطابق اصل غلام قادر کی روح کے پاس بھی ہے، جو نہ مانے مباہلہ کر لے۔

مٹے ہوئے کتبے

دوسری دلیل، پرانے کتبے کے دیکھنے والے بھی شہادت دیتے ہیں کہ یہ یسوع مسیح کی قبر ہے۔

اور وہ کتبہ کہاں ہے؟ کس زبان میں لکھا ہوا ہے اس کا مضمون کیا ہے اور کس کس نے اس کو پڑھا اور اس کے پرانے ہونے کی کیا دلیل ہے؟

پہلے سوال کا جواب مرزا جی نے یہ دیا تھا، وہ خان یار، کی قبر کے اوپر ہے (مرزا جی اپنے انگریزی کے دو ورقہ اشتہار جس میں خود بدولت نے، خان یار والی کے فوٹو بھی دیئے ہیں صفحہ اول میں لکھتے ہیں:

لوگوں نے اپنی آنکھوں سے ایک پرانا لیکن اب ہٹا ہوا نوشتہ قبر کے اوپر پڑھا ہے،

نوشتہ تو قبر کے اوپر بیان کیا گیا ہے اور اس کے پرانے ہونے کی یہ دلیل بھی معقول ہے کہ وہ ہٹا ہوا ہے۔ مگر اس کی کوئی دلیل مرزا نے نہیں دی کہ جن آنکھوں نے اس کو پڑھا وہ چوپٹ نہیں تھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب محققین نے لوگوں کو بتلایا کہ مفروضہ، قبر کے اوپر، کوئی بھی کتبہ نہیں تو مرزا دم بخود ہو گئے مگر ان کے مرید نے یہ فرما دیا:

یہ کتبہ مسیح کی قبر سے ایک میل کے فاصلے پر کوہ سلیمان کی چوٹی پر ایک قلعہ کے اندر پڑا ہے (ریویو)

اب سری نگر میں رہنے والوں کو خوب معلوم ہے کہ وہاں قرب و جوار میں کسی، کوہ سلیمان، کا وجود بھی نہیں۔ پس وہ قلعہ اور اس کے اندر کا پڑا ہوا کتبہ سب مرزا جی کے دوران سر کے نتائج ٹھہرے۔

ہمارے باقی سوالوں کا جواب مرزا جی نے یہ دے دیا اور ہم ان کے مشکور ہوئے کہ کتبے پر کا:

نوشتہ اب مٹ گیا۔

اچھے موقع پر حرف غلط کی طرح یہ نوشتہ مٹ گیا کہ یاروں میں بات رہ گئی۔ بھلا ہم کیسے مانیں کہ ایسے عزیز الوجود کتبے کو مرزا جی کے مریدوں نے، کوہ سلیمان کی چوٹی پر ایک قلعے کے اندر پڑا، رہنے دیا ہوگا، اس کو سر آنکھوں پر لا کر دار الامان قادیان جہاں عقل و نقل کے کسی فتنہ کی گذر نہیں، مرزا جی کے گھر پہنچا دیا ہوگا۔ تو وہ سل جس پر برسوں مرزا جی کے گھر میں مصالحہ پسا اور جو بہت کچھ گھس گئی ہے وہ یہی کتبہ ہوگا۔ بھلا پتہ کسے نہ لگتا (ناظرین ابھی اور کتبوں کے لئے تیار رہیں کیونکہ راز حقیقت میں مرزا جی اعلان دے چکے اس مزار کے ساتھ کچھ کتبے ہوں گے جو ابھی مخفی ہیں... غالباً دفینے کے طور پر قبر میں بعض چیزیں مدفون ہونگی۔ (ریویو۔ ص ۱۷۔۱۸)۔ (یہ غالباً فائدہ یقیناً کا دیتے ہیں)

کئی لاکھ چشم دید گواہ

تیسری دلیل: سری نگر اور اس کے نواح کے کئی لاکھ آدمی ہر فرقے کے بالاتفاق گواہی دیتے ہیں کہ صاحب قبر عرصہ انیس سو سال کا ہوا ملک شام کی طرف سے اس ملک میں آیا تھا (ریویو جلد اول۔ ص ۳۱۹)

ان گواہوں کو آپ بتلا دیجئے کہ حضرت مسیح کو پیدا ہوئے ۱۹ سو برسیں ہوئیں پس کشمیر میں آنے کے لئے کم از کم ۵۰ برسیں تو ہونا چاہیے۔ کیا گواہ آپ کے یہ سمجھے کہ مسیح کشمیر میں پیدا ہوئے؟

اب مرزا قادیانی کے، راز حقیقت، میں ان گواہوں کی گپ سنئے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریباً ۱۹۰۰ برس سے یہ مزار ہے (ص ۵۱)

انیس سو برس تو مسیح کو پیدا ہوئے گزرے۔ ۱۲۵ برس آپ کی عمر ہوئی اور ۱۹۰۰ برس سے مزار موجود ہے، تو سوا سو برس قبل مسیح کے مزار بن گیا۔

اور : یہی معتبر لوگوں کی شہادت ہے۔

کس مسخرے نے ان بیوقوں کو ۱۹۰۰ کا عدد رٹا دیا۔ اگر ہم ان پر جرح کرتے تو یہ بھی کہہ دیتے، ۱۹۰۰ برس سے ہم اس کو دیکھتے بھی آئے ہیں (دراصل اکبر مسیح کو مرزا صاحب کا وہ کلیہ معلوم نہیں تھا جو انہوں نے راز حقیقت والی تحریر کے بعد براہین پنجم میں بیان کیا تھا کہ ۵۰ اور ۵ برابر ہیں کیونکہ دونوں میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ اس کلیہ کے لحاظ سے ۱۹۰۰ اور ۱۹۰ بھی باہم برابر تھے کیونکہ ان میں صرف ایک نقطے کا فرق تھا۔ اور ۱۹۰ اور ۱۹ بھی باہم برابر تھے کیونکہ ان میں باہم ایک نقطہ کا فرق تھا۔ اور اسی کلیہ کی فرع میں یوں بھی کہا جا سکتا تھا کہ ۱۹ اور ۱۰ برابر ہیں کیونکہ ۱۹ کے ایک اور نو کا مجموعہ ۱۰ ہوتا ہے، اور پھر ۱۰، اور ۱، باہم برابر ہیں کیونکہ ان میں بھی باہم صرف ایک نقطہ ہی کا فرق ہے۔ نتیجتاً ۱۹۰۰ سال، اور ایک سال برابر ہو گئے۔ بہاء)

گواہوں نے تو آپ کے جھوٹ بولا مگر ہم سچ کہتے ہیں کہ، کئی لاکھ آدمی ہر فرقے کے بالاتفاق اور کشمیر کے رہنے والے بالخصوص، اس دروغ بے فروغ پر جو کچھ آپ کو کہہ رہے ہیں کسی کان رکھنے والے پر پوشیدہ نہیں۔ مگر ذرا غور کرو کہ بقول مرزا یہ روایت تو ایسی مشہور اور قدیم اور سلسلہ وار کشمیر میں زبان زد خاص و عام۔ اور پھر بھی جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے کہ قادیان کے لوگوں کو اس کی خبر ہوئی اور انہیں کے منہ سے پبلک کے کانوں تک پہنچی ابھی کل تو مرزا جی کو بھی اس کی خبر نہ تھی گو آپ فی ادنی الا رض پنجاب میں کشمیر کے زیر سایہ ساری عمر بسر کر چکے۔ وہ آپ ہی تو ہیں جو ازالہ اوہام صفحہ ۴۷۳۔۴۷۴ پر مسیح کی قبر کا پتہ یہود یہ دیس میں بتلاتے رہے اور لکھ چکے:

مسیح اپنے وطن گلیل جا کر فوت ہو گیا۔

اور حواریوں کو کشفی طور پر مسیح ابن مریم مرنے کے بعد جب کہ وہ گلیل میں جا کر کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گیا ۴۰ دن برابر نظر آتا رہا۔

پس آپ نے ایسی مشہور اور مضبوط روایات سے کیسے انکار کیا تھا؟ کیا قدامت اور شہرت اسی کا نام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟

یہودی شاہد

چوتھی دلیل۔ایک یہودی نے بھی اس کی تصدیق کی کہ قبر واقع سری نگر یہودیوں کے انبیاء کی قبر کی طرح ہے۔(ریویو آف ریلی جنز جلد اول ص۴۹۱)

باطل ست آنچہ مدعی گوید۔ جب کبھی آپ کو مسیحیت کے بارے میں کوئی شاہد درکار رہوا کوئی نہ کوئی یہودی فوراً فریاد کو پہنچ گیا۔آپ نے اس یہودی سے پوچھا ہوتا کہ، یہودیوں کی قبروں میں اور انبیاء کی قبروں میں اور پھر یہودی اور مسلمانوں کی قبروں میں کیا فرق رکھا گیا ہے جس سے ایک قبر کو دوسری سے پہچان سکتے ہیں۔آپ بھی بہت سادہ لوح ہیں اس یہودی کو آپ نے بنایا ہے۔اول تو آپ خود مان چکے کہ اس قبر کا، طرز دفن مسلمانوں اور اہل کتاب سے خاص ہے۔، پس کیوں جائز نہیں کہ یہ قبر کسی مسلمان کی ہے؟

دوم یہ قبر مسلمانوں کے محلے میں واقع ہے۔، اس سے بھی اس کا مسلمان کی قبر ہونا ثابت ہے۔ہاں ایک بات ضرور ہے کہ تم کہتے ہو، قبر کے مغربی پہلو کی طرف ایک سوراخ واقع ہے۔ یہ سوراخ کسی قدر کشادہ ہے اور قبر کے اندر تک پہنچی ہوئی۔، اور تم خود اقرار کرتے ہو کہ، قبروں میں اس قسم کا سوراخ رکھنا کسی ملک میں رواج نہیں۔(راز حقیقت۔ص۱۷۔۱۸)

پس آپ اپنے مسخرے یہودی سے پوچھ لیجئے کہ بچہ تم نے کیسے اس قبر کو یہودیوں کے انبیاء کی قبروں کی کہدیا۔کس نبی کی قبر میں پول نکلا؟

اب یہ بات آپ ہم کو سمجھا دیجئے کہ اس قبر کے پاس، قدم رسول، کہاں سے آ گئے۔ مجرد یہ لفظ رسول مسلمانوں کی اصطلاح میں صرف آنحضرت (ﷺ) کے لئے بولا جاتا ہے پس یا تو یہ سب محض لغو باتیں ہیں بے سرو پا یا آپ اب یہ تیاری کر رہے ہیں کہ کہدیں شب معراج حضرت (ﷺ) اس قبر عیسی کی زیارت کو تشریف لائے تھے۔ (مرزا صاحب ایسا کیونکر کہہ سکتے تھے، وہ تو معراج جسمانی کے قائل ہی نہیں۔ ہاں اپنے کسی سابقہ جنم میں، کیوں وہ کرشن بھی تھے، اپنی سیر کشمیر کی یادگار اسے قرار دے سکتے تھے۔بہاء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خان یار کا چبوترہ قبر نہیں

خیر اب ہم آپ کی خاطر مانے لیتے ہیں کہ کسی نا معلوم طریقے سے یہ قبر یہودیہ کے انبیاء کی قبروں کی طرح ضرور ہوگی تو پھر کیا ہر چبوترہ جو نبی کی قبر کے انداز کا بنا ہو نبی کی قبر قرار دیا جائے گا۔قبر کسی مستطیل یا ماہی پشت چبوترہ کو نہیں کہتے، قبر وہ ہے جس کے اندر کوئی مردہ دفن ہو۔آپ کے دعوی میں دو جز ہیں۔ پہلا یہ کہ محلّہ خان یار، یا سری نگر میں جو چبوترہ ہے وہ قبر ہے یعنی اس میں کوئی مردہ گڑا ہے، دوسرا یہ کہ مردہ مسیح کا لاشہ ہے۔ پس جب آپ یہ کہتے ہیں کہ، لاکھوں انسانوں نے اس جسم کی آنکھ سے دیکھ لیا کہ حضرت عیسی کی قبر سری نگر کشمیر میں موجود ہے۔،تو آپ ہذیان بکتے ہیں۔جو شئے،جسم کی آنکھ سے، لاکھوں انسانوں نے دیکھی وہ صرف ایک تودہ خاک ہے۔نہ انہوں نے کبھی مسیح کو دیکھا، نہ مسیح کے لاشے کو دیکھا۔بلکہ انہوں نے تو اس لاشے کو بھی نہیں دیکھا جو اس قبر میں رکھا بیان کیا جاتا ہے، بلکہ حق بات تو یہ ہے کہ اس بات کا بھی کوئی جھوٹا یا سچا گواہ نہیں ہو سکتا ہے کہ اس تودہ خاک کے نیچے کوئی لاشہ بھی ہے۔یعنی ابھی یہ بھی نہیں ثابت ہوا کہ جس کو آپ قبر کہتے ہیں وہ کوئی قبر ہے، چہ جائے کہ وہ مسیح کی قبر یا مریم کی قبر ہے۔

ہم چلتے ہوئے یہ سوال بھی کریں گے کہ ایسی مہمان نواز نبی پرور قوم کشمیری نے حضرت مسیح کی قبر تو محفوظ رکھی مگر حضرت مریم جو بزعم شما حضرت مسیح کے ساتھ کشمیر تشریف لائی تھیں ان کی قبر کہاں گئی۔ان کی قبر تو ضرور ملنا چاہیے کیونکہ ان کا انتقال تو حضرت مسیح کی حین حیات ہوا۔ان کی قبر تو حضرت مسیح کی زیر نگرانی بنی ہوگی۔آپ تو اس ملک کے،شہزادہ نبی، تھے۔سارے لوگ آپ کے معتقد تھے، یہ قبر تو ضرور یہودیوں کے انبیاء کی ماؤں کی قبروں کی طرح ہوگی۔اور یہ بھی ویسی ہی قدیم اور مشہور ہونا چاہیے جیسے مسیح کی قبر۔پس آپ کا فرض ہے کہ آپ حضرت مریم کی قبر کا پتہ بتادیں۔چاہیے تو یہ ہے کہ اسی روضہ صاحب میں جو دوسری قبر کسی سید نصیر الدین کے نام سے مشہور ہے اس کو آپ فوراً قبر مریم ثابت کردیں ورنہ بنا یا کھیل بگڑتا ہے۔ذرا اس مٹے ہوئے کتبے کو میگنی فائنگ گلاس magnifying glass سے پھر تو پڑھیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم اللسان

پانچویں دلیل، اور یہ مرزا جی کی برہان قاطع ہے۔ اور شائد یہی وہ، عظیم الشان علمی تحقیقات، ہے جو یورپ اور امریکہ کے محقق، لوگوں کے سامنے پیش کی جاتی ہے (جلد اول۔ص ۴۱۹)۔ یہ ضرور علمی، دلیل ہے کیونکہ فیلالوجی یعنی علم اللسان کے متعلق ہے، ناظرین ذرا ہنسی روک کے سننا۔

حضرت عیسی کی قبر سری نگر کشمیر میں موجود ہے اور جیسا کہ گلگتہ یعنی سری کے مکان پر حضرت مسیح کو صلیب پر کھینچا گیا تھا ایسا ہی سری کے مکان پر یعنی سری نگر میں ان کی قبر کا ہونا ثابت ہوا، یہ عجیب بات ہے کہ دونوں موقعوں پر سری کا لفظ موجود ہے یعنی جہاں حضرت مسیح صلیب پر کھینچے گئے اس مقام کا نام بھی گلگت یعنی سری ہے اور جہاں انیس صدیوں کے اخیر میں حضرت مسیح کی قبر ثابت ہوئی اس مقام کا نام بھی گلگت یعنی سری ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ گلگت جو کشمیر کے علاقہ میں ہے وہ بھی سری کی طرف ایک اشارہ ہے، (ریویو آف ریلی جنز۔ص ۲۳۴،۲۳۵)

ہم کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ جو ایک لطیفہ میں کوئی مرزا طل الیوق بالقابہ کسی مرزا منصور بن موسی کے صاحبزادے گزرے ہیں وہ آپ ہی کے کوئی علاتی بھائی تھے اور ہم نے جو اس دلیل پر غور کیا تو ہم پر روشن ہو گیا کہ مرزا جی سڑی ہو گیا اور اب قادیان کا نام سڑی نگر ہونا چاہیے۔ یہ عجیب بات ہے کہ سری کی خرابی سے سڑی بن جاتا ہے اور مرزا جی کی سری میں فتور ہے ان کو خود بخود اقبال ہے کہ ان کو، دوران سر اور کمی دوران خون کی بیماری بدن کے اوپر کے حصے میں ہے۔ (ریویو جلد اول۔ص ۳۴۶)

دوران سر کا ٹھیٹھ اردو ترجمہ، سر پھرنا، ہے۔ اور سر پھرنے سے مراد سڑی ہونا ہوتا ہے اس پر سند استاد کے کلام کی لیجئے

فرہاد سے ہم سری کون کرے
سر کس کا پھرا ہے یوں کون مرے

مرزا جی کی دلیل ہم کو نہیں جچتی۔ ہم اس سے بہتر لطیفے سن چکے ہیں ایک پرانے استاد نے عورت کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہجو میں کہا۔لفظ زن مصدر زدن سے نکلا ہے

اگر نیک بودے سر انجام زن

زنان را مزن نام بودے نہ زن

اگر ان کو معلوم ہوتا کہ زن کو سنسکرت میں ناری کہتے ہیں تو پھڑک اٹھتے اور سمجھ جاتے کہ بید یا برہمن نے عورت کو جہنمی بھی کہہ دیا۔ان سے بھی بڑھ کر لوگ گذرے ہیں ایک صاحب نے کانے کی مذمت میں نص قرآن ہی پیش کر دی نظم میں

کانے کی بات کا مت کرو یقین

لکھا ہے قرآن میں کــان مــن الــکــافــریــن

اب حقیقت اس سری کی سنو۔جس مقام پر خداوند مسیح کو صلیب دی گئی اس کا نام نہ سری ہے اور نہ گلگِت بلکہ گول گتھا، جو معرفہ ہے اور جس کا ترجمہ مختلف زبانوں میں مختلف الفاظ سے ہوسکتا ہے اور ہماری اردو زبان میں جس کا ترجمہ،کھوپڑی کا مقام (مرقس ۱۵:۲۲)۔گر وہ مقام ترجموں کے اعتبار سے جو ہمیشہ مختلف ہوتے ہیں مشہور نہیں ہوسکتا بلکہ اصلی لفظ کے اعتبار سے جو گو گتھا ہے اور وجہ تسمیہ اس کی یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ایک ٹیلا تھا بے برگ وگیاہ کاسہ سر یعنی جھوپڑی کے مشابہ اور مقتل ہونے کے باعث وہاں مردوں کی کھوپڑیاں بھی پڑی رہتی تھیں اور یہ ایک وحشت ناک مقام تھا جس کو کوئی صوری یا معنوی مشابہت یا مناسبت کشمیر سے ممکن نہیں۔

مگر مرزا جی کی بدتمیزی کی داد دینا چاہیے۔سری اردو زبان میں کلّہ کو کہتے ہیں یعنی مذبوح جانور کے سر کو۔پس چاہیے تھا کہ وہ سری اور کھوپڑی میں تمیز کرتا۔پھر گلگت کو بھی گول گتھا سے کچھ مناسبت نہیں۔نہ لفظی۔نہ معنوی۔مرزا تو یہاں اس کاتب سے بھی بڑھ گئے جس نے قرآن شریف میں خرّ موسی کو خرّ عیسی پڑھا تھا۔گلگت ایک شہر کا نام ہے جو اس نام کے دریا پر..واقع ہے۔پس اگر ہمارا دیوانہ گول گتھا کو گلگت بھی بنا دیتا تو بھی گلگت،سری نگر نہ بن سکتا۔

اور سنیئے سری نگر کو مرزا جی،سری کا مکان،کہتے ہیں اور سری کو بمعنی کھوپڑی سمجھتے ہیں۔ان بیچارے کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا معلوم کہ سری سنسکرت کا لفظ ہے اور نام ہے لکشمی دیوی کا۔ اور سری پتی یعنی لکشمی کا شوہر وشنو کو کہتے ہیں۔ اور لکشمی سے منسوب ہونے کی وجہ سے اس شہر کا نام سری نگر یعنی لکشمی کا شہر رکھا گیا۔ مرزا جی کی یہ دلیل نکمی ہے ۔، بلکہ سوء اور راء سے مرکب ہے جس کے معنی ہیں کہ میں اس کو بہت برا دیکھتا ہوں۔ (جلد اول۔ص ۶۵)

اس دلیل میں ایک لطف یہ ضرور ہے کہ مرزا جی نے دعویٰ کسر صلیب کا کیا تھا اس کی پاداش میں اس کو خود اپنے ہاتھ سے سری نگر میں اچھا خاصہ صلیب نصب کرنا پڑا، اور سری نگر کو انہوں نے آپ گویا خداوند مسیح کی یادگار قرار دیا۔ خوب کہا: جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے

باب لد اور لداخ

اکبر مسیح کہتے ہیں کہ یہ لکھتے ہوئے ہمارا ذہن ایک اور طرف منتقل ہو گیا اور اب مرزا جی ہماری بات کو عنقریب لے لیں گے۔ سری نگر سے یہ گلگت پہنچے مگر مقصود ان کا لداخ تھا اور یہ کشمیر کا علاقہ ہے۔ حدیث میں لکھا ہے کہ جب مسیح نازل ہوں گے تو دجال کو قتل کریں گے۔ باب لد کے پاس فیقتله عند باب لد مرزا جی کو ہندوستان سے باہر نکلنا نہیں گو مسیح کے معنی ہی آپ نے، نبی سیاح، بتائے ہیں (ص ۲۳۵)۔ پس کھونٹے سے بندھنے والا کیونکر مثیل مسیح ہو سکتا ہے۔

حدیثوں میں بیان ہوا کہ مسیح دمشق میں نازل ہوں گے کعبے کو تشریف لائیں گے اور باب لد کے پاس دجال کو قتل کریں گے۔ پس مرزا جی نے قادیان کو کعبہ قرار دیا، وہیں منارہ دمشق بنایا۔ پنجاب کو بیت المقدس اور کشمیر کو مدفن مسیح بتایا۔ پھر بھی لد کی کسر رہ جاتی تھی۔ لد کے معنی جھگڑالو کا اخ یعنی بھائی مل جائے گا۔ اور یہ لطیف اشارہ عند باب لد کی طرف ہوا اس کو مرزا جی کے مرید سمجھ جائیں گے۔ لداخ میں پادری لوگ بھی ہیں اور پادریوں کو مرزا جی دجال بتاتے ہیں اور چونکہ سرکاری عملداری سے لداخ دور ہے، کیا عجب جو قصد ہو کہ وہاں کسی پادری کو اکیلا دکیلا پا کر مار ڈالوں اور اپنے چیلوں سے کہوں کہ لداخ سے باب لد کے پاس میں دجال یا اس کے بھائی کو مار آیا۔ (مرزا صاحب شائد لدھیانہ کو لد قرار دیتے تھے۔ اور لدھیانہ وہی جگہ ہے جہاں خود مرزا صاحب،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ کے مقابل مباحثے میں شکست سے دوچار ہوئے تھے یعنی ان کا علمی قتل وقوع میں آیا تھا، اور یہ وہی مقام ہے جہاں احمدیوں کے شیر اور مناظر اعظم میر قاسم علی کو بمقابلہ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ ۱۹۱۲ء میں شکست فاش سے دوچار ہو کر تین سو روپیہ تاوان ادا کرنا پڑا تھا۔ بہاء)

غرضیکہ کچھ تو ماحصل مرزا کی، پرانی کتابوں،، پرانے کتبے، اور لاکھوں انسانوں کی چشم دید شہادت، کا تھا۔ اب آپ اپنے خواب پریشان کو ثابت کرنے کے لئے انجیل اور قرآن اور حدیث کی طرف رجوع کر کے ایک اور ہی نیا تماشہ دکھلائیں گے مگر مرزا جی کے راز حقیقت کو پڑھ کر ہم پر ان کا ایک راز فاش ہو گیا۔ آپ نے لکھا ہے کہ:

قبر کے مغربی پہلو کی طرف ایک سوراخ واقع ہے، لوگ کہتے ہیں کہ اس سوراخ سے نہایت عمدہ خوشبو آتی رہی ہے، یہ سوراخ کسی قدر کشادہ ہے اور قبر کے اندر تک پہنچا ہوا ہے۔ عوام کہتے ہیں کہ اس میں کوئی خزانہ ہے مگر یہ خیال قابل اعتبار نہیں معلوم ہوتا۔ (ص ۱۷۔۱۸)

عمدہ خوشبو آنا کیوں بند ہو گئی؟ یا تو یہ نری گپ تھی یا مرزائیوں کے قدم کی برکت۔ بھلا اگر آج کل کثرت سے خوش بو نکلتی تو کوئی بات بھی تھی۔ اس کا قادیانی مدعی کے عہد میں موقوف ہو جانا کسی نحوست کا نشان ہے اور بس، اصل حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ مرزا جی کو عوام کی اس بات کا پورا یقین ہو گیا کہ اس قبر میں خزانہ گڑا ہے اب آپ اور آپ کے چیلے اس قبر کے معتقد بن کر وہاں کے مجاور بننا چاہتے ہیں اور لوگوں کو اس طرف سے غافل کر کے کہ خزانہ کا خیال باطل ہے اور یہ کہہ کر کہ، کتبے کے طور پر اس میں بعض چیزیں مدفون ہیں، اس قبر کو ایسے ایسے حیلوں اور بہانوں سے کھدوا کر دیکھنا چاہتے ہیں تا کہ کسی کو معلوم نہ ہو اور ایک گنج قارون ہاتھ لگ جائے اور اسی حرص وطمع میں آپ قرآن پر دام تزویر ڈال رہے ہیں۔ یہ ہے راز حقیقت۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا کا خبط کشمیر
اور شہادت انجیل وقرآن وحدیث

اول: انجیلی دلائل:

کاٹھ پر لٹکایا گیا

ا۔ جناب مرزا جی فرماتے ہیں:

مقدس کتاب میں لکھا ہے کہ جو کوئی کاٹھ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے اور لعنت کا ایک مفہوم ہے کہ عیسی مسیح جیسے برگزیدہ پر ایک دم کے لئے بھی تجویز کرنا سخت ظلم اور نا انصافی ہے۔..پس بلا شبہ یہ بات ثابت ہے کہ مسیح مصلوب نہیں ہوا یعنی صلیب پر نہیں مرا۔(ریویو آف ریلی جنز۔جلد۲ص۱۰،۱۱)

صلیب خدائے تعالی کی طرف سے جرائم پیشہ کی موت کا ذریعہ ہے پس جو شخص صلیب پر مر گیا وہ مجرمانہ موت مرا جو لعنتی موت ہے۔(ریویو آف ریلی جنز۔ص۱۸۰۔۱۸۱)

وہ شخص کس درجہ شعور وعلم دین سے بے بہرہ ہوگا جو یہ مان لے کہ محض کاٹھ پر لٹکایا جانا کسی کو لعنتی کر سکتا ہے۔کیا کوئی بے جرم برگزیدہ خدا کافروں اور ظالموں کے ہاتھ سے ملعون ہوسکتا ہے؟ جس تارک نماز نے لا تقربوا الصلوۃ سے سند پکڑی تھی وہ فہم وفراست میں قادیان کے امام صاحب سے زیادہ تھا۔

اے ناظرین سن لو کہ کتاب مقدس میں کیا لکھا ہے:

اگر کوئی شخص ایسے گناہ کا مرتکب ہو جو مستوجب سزائے موت ہے اور وہ قتل کیا جائے اور تو اس کو درخت پر لٹکائے تو اس کی لاش رات بھر درخت پر لٹکنے نہ پائے بلکہ تو ضرور اس کو اسی دن دفن کر دینا کیونکہ جو لٹکایا گیا وہ خدا کا لعنتی ہے۔(توریت کتاب استثناء باب ۲۱ آیت ۲۲،۲۳)۔

اس سے روشن ہے کہ نہ ہر شخص جو قتل کیا گیا بلکہ وہی جو ایسے گناہ کا مرتکب ہو قتل کیا گیا جو مستوجب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سزائے موت ہے لعنتی ہوا۔اب بتاؤ کیا تم مانتے ہو یا کبھی کسی عیسائی نے کہا کہ معاذ اللہ حضرت مسیح کسی گناہ کے مرتکب ہوئے جس کی پاداش موت تھی۔

صلیب کی شرمندگی

اور وہ قتل کئے گئے اور پھر صلیب پر لٹکائے گئے۔پھر ایسی بے ہودہ تقریر کر کے کیوں چار دانگ عالم میں رسوا ہوتے ہو؟ ہاں اس قدر سچ ہے کہ یہودیوں کے درمیان،صلیب کی شرمندگی، بہت بڑی تھی کیونکہ یہ سزا قانوناً مجرموں کو دی جاتی تھی اور جو لوگ عدالتوں سے مجرم ٹھہر کر مصلوب ہوتے وہ دراصل بھی لوگوں کی نظروں میں مرتکب جرائم اور ملعون سمجھے جاتے تھے اسی غرض سے انہوں نے روح اللہ کو ذلیل کرنے کی خاطر نہ صرف صلیب کی سزا دلائی بلکہ مشہور چوروں کے ساتھ مصلوب بھی کروایا،تا کہ عوام الناس اس سردار دو جہاں سے برگشتہ ہو کر آپ کا نام ہمیشہ رسوائی کے ساتھ یاد کریں۔دشمنوں نے دراصل آپ کو مصلوب ہونے کی وجہ سے ملعون کہہ کر اپنے لئے ہمیشہ کی لعنت کمائی اور اہل عرفان پر اپنی خباثت اور شیطنت ثابت کر دی اور انہیں کی نسبت مقدس پولوس نے فرمایا ہے:

میں تمہیں جتاتا ہوں کہ جو کوئی خدا کے روح کی ہدایت سے بولتا ہے وہ نہیں کہتا کہ یسوع ملعون ہے (کرنتھی ۱۲:۳)

یہ ناپاک کلام صرف اسی کی زبان سے نکلے گا جو شیطان لعین کا ہم زبان ہو گیا ہو۔تاہم اس میں کوئی کلام نہیں کہ حق اللہ اور حق العباد ادا کرتے ہوئے بھی صلیب کے اوپر حضرت مسیح کا شہید ہو جانا ان لوگوں کے سامنے بدنامی کا باعث ظاہر ہوا جو آپ کی رسالت اور مسیحیت اور آپ کی برگزیدگی اور عصمت کے قائل نہ تھے۔پس ایک زمانے کی رسوائی اور بدنامی کو خدا کی راہ میں مسیح نے یوں گوارا کر کے صلیبی موت کو اختیار کیا، گویا: ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا (گلتی ۳:۱۳)۔

اس نے شرمندگی کی پرواہ نہ کر کے صلیب کا دکھ سہا (عبرانی ۱۲:۲) اور خدا کے وعدوں کا صبر و استقلال سے انتظار کیا اور پھر وہ وقت دیکھا جب آپ کی بے گناہی اور عصمت کا سارے جہان نے ایک زبان ہو کر اقرار کر لیا اور صلیب کو خدا کی رحمت کا نشان مان لیا اور بجز ہلاکت کے فرزندوں کے کون ہے جو صلیب کو لعنت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے۔

مصلوب ہونا اور مرزا

ہم یہاں مرزا جی سے یہ بھی پوچھیں گے کہ کس سند سے تم نے ،مصلوب نہیں ہوا،کو،یعنی صلیب پر نہیں مرا، کہد یا۔کیا مصلوب ہونا اور مرجانا ایک ہی بات ہے؟ کیا تم نے خود نہیں لکھا کہ،صلیب پر لٹکا رہنے کے بعد بعض شخص جانبر ہو گئے۔(ص ۱۹۳)۔کیا مصلوب صرف اسی کو نہیں کہتے جو صلیب پر کھینچا جائے خواہ مرے خواہ نہ مرے؟ کیا تم ہم کو نہیں بتا چکے کہ تینوں مصلوبوں کو صلیب پر سے اتار لیا۔،اور ہڈیاں توڑنے کے بعد، یقین ہو جاتا تھا کہ اب مصلوب مر گیا (ازالہ اوہام۔ص ۳۸۱) اور عیسائیوں کا عقیدہ بھی تو یہی ہے کہ، مسیح صلیب پر کھینچا گیا مر گیا،۔پس تم کو اب کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ مصلوب ہونا اور مرنا جدا جدا باتیں ایک بات نہیں ہے۔

پھر قول غت ربود تو آپ نے یہ پیش کیا تھا، جو کوئی کاٹھ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے۔،اور آپ بڑے زور شور سے مان چکے کہ مسیح ضرور صلیب پر لٹکائے گئے تو آپ خود دیکھ لو کہ تمہاری تقریر کا نتیجہ لعنت ہوا یا نہیں؟

صلیب کے اوپر شہادت:

مرزا نے اس لچر تقریر کو بار بار تکرار سے اپنی کتابوں اور اشتہاروں میں بیان کیا ہے۔ہم ہمیشہ اس کے منہ سے یہی سنتے ہیں:

جو شخص صلیب پر مر گیا وہ مجرمانہ موت مرا جو لعنتی موت ہے۔،

اہل کتاب کی کتب مقدسہ سے تو مرزا کی جہالت ہمالیہ کی چوٹیوں سے بھی زیادہ بلند ہے لیکن اگر اس کو اپنی دینی کتابوں سے بھی ذرا واقفیت ہوتی تو بھی وہ ایسا مردود سخن زبان سے نکالتے تامل کرتا کہ محض صلیب پر لٹک جانا انسان کو لعنتی کر دیتا ہے۔اس کے ذہن میں آتا ہی نہیں کہ بے گناہ مصلوب ہو جانا خدا کی نظر میں سوائے شہادت کے اور کچھ نہیں۔ہم آج اس کو سمجھائے دیتے ہیں تا پھر یہ کفر آمیز گفتگو اس کے منہ سے نہ سنیں۔فرعون نے ان جادوگروں کو جو اپنے کفر سے توبہ کر کے موسی پر ایمان لائے اور قوم کے سامنے علانیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہادت دی ہاتھ پاؤں کاٹ کر صلیب پر کھینچ دیا اور صلیب پر قتل کر ڈالا لا صلبنکم فی جذوع النخل (طہ۔رکوع ۳) اور مسلم شریف میں آنحضرت (ﷺ) نے قصہ اصحاب الاخدود میں فرمایا کہ کس طرح ایک کافر بادشاہ نے ایک ولی کامل صاحب کشف وکرامات کو صلیب کے اوپر کھینچ دیا، پھر اس کے ایک تیر مارا جو مصلوب کی کنپٹی پر جا لگا، اور وہ وہیں مرگیا صلبه علی جذع ثم رماه فوضع السهم فی صدفه فمات ۔اب مرزا بتلاوے کہ وہ ان مومنین آل فرعون اور اس ولی اللہ پر کیا حکم لگاتا ہے جن کو کافروں نے ایذائیں دے کر صلیب کے اوپر مار ڈالا۔

پھر کیوں تجویز کیا جاتا ہے کہ مسیح کے لئے صلیب پر لٹکنا تو ضروری تھا مگر مرنا ضروری نہ تھا۔کیا محض اس لئے کہ خان یار کی تکیہ داری آپ کو مل جائے اور آپ سری نگر کے مجاور بن جائیں۔

مسیح کی دعا اور اس کی قبولیت

ہم کو مرزا جی کے کسی قول وفعل کا اعتبار نہیں، ابھی آپ فرما چکے تھے کہ مسیح نے:

خدا کی مرضی کے خلاف دعا مانگی۔(جلد اول۔ص ۵۰۹)۔

پھر بھول گئے اور ہم کو تاکید کر کے فرمادیا:

یقیناً سمجھو کہ وہ دعا جو گتشمنی نام مقام میں کی گئی تھی ضرور قبول ہوگئی تھی۔(ریویو جلد۲ص ۱۶)۔

پھر اسی دعا کو آپ نے، صلیب سے محفوظ رہنے کے بارے میں، ایک بہت بڑی انجیلی شہادت قرار دے دیا۔اور پھر خود ہی یہ مان بیٹھے کہ مسیح مصلوب بھی ضرور ہوا ہے۔صلیب ہی ہر شدت درد سے بے ہوش ہو گیا۔(ریویو جلد ۱ص ۳۴۲)۔غرض کہ کل عقوبتیں جھیلیں مگر مرے نہیں۔پھر جب لوگوں نے سمجھا دیا کہ یہ کیا بک گئے: صلیب سے محفوظ رہنے، کے تو کوئی معنی نہ ہوئے، تو آپ نے یہ فرمادیا کہ مسیح نے دعا اس لئے کی تھی کہ، خدائے تعالی اسے صلیب کی لعنتی موت سے بچالے،(جلد۲ص ۱۵۲)۔اور اس قول کے لئے آپ نے استدلال اس کلام سے کیا، جو کوئی کاٹھ پر لٹکا سو لعنتی ہے۔، اب ہم نے اس کا مطلب بھی آپ کو سمجھا دیا فکشفنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنك غطاءك ۔

یہ بات سمجھنے کی ہے کہ موت ایسی چیز نہیں جس سے کوئی حفاظت مانگے کل نفس ذا ئقة المو ت ۔مگر موت کی سختی سے جان کندن سے جسمانی عذاب سے ضرور امان مانگی جاتی ہے اور خدا کی مرضی کی متابعت میں مسیح نے بھی ایسی دعا مانگی کہ، اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے تا کہ میری نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو۔ ،اوراس دعا کا راز بھی شاگردوں کو بتلایا: روح تو مستعد ہے مگر جسم کمزور ہے۔(متی ۲۶: ۴۱)۔یعنی مسیح نے عقوبت اور جسمانی عذاب کی تلخی سے مشیت ایزادی پر راضی ہو کر دعا کی تھی ہر گز موت سے امان نہیں مانگی اور وہ دعا ضرور مقبول ہوئی۔

اگر کسی شخص کے اوپر ایک بوجھ آپڑے اور وہ اس سے بچنے کا خواستگار ہو تو دو طریق سے اس کی عرض قبول کی جاسکتی ہے۔یا تو بوجھ ہلکا کر دیا جائے یا اس کے برداشت کرنے کے لئے کافی زور اور صبر اس کو عطا کیا جائے۔مسیح نے موت کے دردوں سے بچنا چاہا اور خدا کی مرضی کو اپنی سپر ٹھہرایا پس خدا نے روحانی انتظام کر دیا ابھی آپ دعا کر ہی رہے تھے کہ، آسمان سے ایک فرشتہ اس کو دکھائی دیا وہ اسے تقویت دیتا تھا۔(لوقا ۲۲: ۴۳)

اور اس کا نتیجہ انجام کار یہ ہوا کہ آپ نے ،اس خوشی کے لئے جو اس کی نظروں کے سامنے تھی شرمندگی کی پروانہ کر کے صلیب کا دکھ سہا۔(عبرانی ۱۲: ۲)۔اگر آپ پر عقوبتوں کی یورش ہوئی تو خدا کے فضل سے آپ نے صبر و تحمل تسلیم و رضا سے جواب دیا اور ان صفات کو ابتلا کی غایت میں اس فراوانی سے ظاہر کیا کہ جلاد بھی عش عش کر نے لگے، دریائے رحمت میں آپ نے اپنے تئیں ایسا فنا کر دیا کہ قاتلوں کو مستحق شفاعت گردانا اور درگاہ کبریائی میں دعا کی:

اے باپ ان کو معاف کر کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں۔(لوقا ۲۳: ۳۴)

مرزا جی اس بات کو کیا سمجھ سکتے ہیں یہ تو ایسے عارفوں کے سمجھنے کی ہے جیسے حضرت شیخ الاکبر گذرے ۔اس وقت عرش بریں سے کیا کیا رحمتیں آپ پر نازل ہوئیں۔

صلیب کی شام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ کاٹھ جواوروں کے لئے لعنت کا تمغہ تھا آپ کے وجود باجود سے لگ کر نشان رحمت ہو گیا۔
صلیب ہی تو ہے جس کے پرچم تلے آپ کا سر دھڑ جما ہوا ہے۔ ذرا اس صلیب کے سایہ سے باہر نکل کر آزما تو لو۔ صلیب ہی تو ہے جو تاج برطانیہ کو رونق دے رہا ہے جس کے آگے تم سر ٹیک رہے ہو اور جس کے اوپر سے صدقہ ہو جانا اپنی سعادت سمجھتے ہو۔ تم اور کسر صلیب چھوٹا منہ بڑو بڑی بات۔ یہ نخل عالم کے آب دیدہ کا سینچا ہوا، اس کو حضرت مسیح آپ اکھاڑیں تو اکھڑے۔ پس آپ کو جلد معلوم ہونا چاہیے کہ مسیح کی دعا استجابت کے لئے موت سے بچ جانا اور سری نگر کو آنا مطلق ضروری نہیں مسیح کی جو کچھ دعا تھی وہ صلیب ہی کے اوپر منظور ہوئی۔

ایلی ایلی لما شبقتنی ۔

صلیب کی سختیوں میں حضرت مسیح کی زبان سے نکلا تھا ایلی ایلی لما شبقتنی ۔مرزا کی تعجیل کاری نے اس کو رخصت نہ دی کہ ذرا بھی اس کلام کا مفہوم سمجھ سکتا۔ جھٹ بول دیا، مسیح صدق پر قائم نہ رہ سکا ایلی ایلی کر کے چیخیں مارنا شروع کر دیں۔ (جلد اول۔ص ۵۱۳)۔ یہ کہہ کر مرزا نے اپنے قلب کی حالت ہم کو دکھلا دی اور ہم کو بہت افسوس آیا کیونکہ مسیح کی زبان سے جو کلام نکلا وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی۔ (فلپی ۲:۹۳)

اگر کوئی کسی دین دار مسلمان کو بستر مرگ پر پڑا ہوا لب ہلاتے دیکھے اور وقتاً فوقتاً اس کے منہ سے ایسے کلمے سنے کل شیء ا حصینا انا تطیر نا بکم ۔اور اس کی وفات کے بعد لوگوں سے کہے کہ میں نے تو اس مسلمان کو آخر تک مال اسباب گنتے اور تیمارداروں کو نامبارک کہتے دیکھا، تو وہ لوگ جو واقف ہیں کہ وہ مرد مومن سورہ یاسین پڑھتا ہوا مرا، اس شخص کی جہل و نادانی پر کس قدر تاسف کریں گے۔ مسیح کے کلام پر ایسا ہی ناشائستہ اعتراض مرزا نے کر کے واقف کاروں کو اپنے اوپر ہنسایا ہے۔ اس بیچارے کو کیا معلوم کہ ایلی ایلی لما سبقتنی حضرت داؤد کے بائیسویں زبور کا مطلع ہے اس زبور کو تنگی اور مصیبت کے وقت ایمان دار پڑھتے ہیں اور اس میں حضرت مسیح کے دردوں کا نقشہ کھینچا ہوا ہے۔ وہ سراسر آپ ہی کے حسب حال تھا اور اس وقت آپ نے اس کو پڑھنا شروع کیا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسرائیل کے گھرانے کی گم شدہ بھیڑیں

تیسری دلیل آپ کی، مسیح کے یہ اقوال ہیں:

میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔(متی ۱۵:۲۴)

ابن آدم کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا۔(لوقا ۱۹:۱۰)

آپ لکھتے ہیں:

حضرت مسیح کے یہ الفاظ کہ میں گم شدوں کی تلاش کرنے آیا گم شدہ فرقوں کے سوائے دوسرے یہودیوں پر کسی طرح لگ نہیں سکتے (ص ۱۲)

اوران ،گم شدوں، سے آپ صرف ،وہ بنی اسرائیل جو دور دراز ملکوں میں جا آباد ہوئے تھے۔،مراد سمجھتے ہیں اور پھر ایک تیسری زبردستی سے آپ دور دراز ملکوں افغانستان اور خاص کر کشمیر ہی کو شمار کرتے ہیں،لو عقدہ حل ہو گیا مسیح کو رسو لاً الی بنی اسرا ئیل کہا اس سے قرآن کی مراد یہ ہے کہ آپ کشمیریوں کے رسول ہیں اور انی قد جئتکم بآ یة من ر بکم میں، کم ،اشارہ کشمیریوں کی طرف ہوا کیونکہ آپ سوائے ،گم شدہ،یعنی جلاوطن یہودیوں کے کسی کے پاس نہیں بھیجے گئے اور لا حل لکم بعض الذی حرم علیکم ،سے یہ مراد ہوئی کہ میں کشمیری یہودیوں پر وہ چیزیں حلال کر دوں جو حضرت بدھ کی شریعت میں ان پر حرام ہو گئی تھیں۔قرآن فہمی مرزا جی پر ختم ہو گئی۔

ناظرین پر واضح ہو کہ ،کھوئی ہوئی بھیڑ،اور،کھو یا ہوا،جب انسان پر بولا جا تا ہے تو وہ ایک عام کتابی استعارہ روحانی گمراہی کے لئے ہے اور کھوئے ہوئے کو ڈھونڈنے سے مراد ہدایت بخشنا ہے۔زبور میں ہے:

میں کھوئی ہوئی بھیڑ کی مانند بھٹک گیا ہوں اپنے بندہ کو تلاش کر۔(۱۱۹:۱۷۶)

مقدس پطرس عیسائیوں سے فرماتے ہیں:

پہلے تم بھیڑوں کی طرح بھٹکتے پھرتے تھے مگر اب اپنی روحوں کے گلہ بان اور نگہبان کے پاس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر آ گئے ہو۔ (خط اول ۲:۲۵)

اور یہی محاورہ قرآن وحدیث میں بھی موجود ہے مثلاً آنحضرت (ﷺ) کا یہ قول:

الم ا جد کم ضلا لًا فهدا کم الله بی و کنتم متفرقين فا تفقو الله بی

(مشارق الانوار۔ ص۱۰۲۴)۔ آیا نہیں پایا میں نے تم کو بھٹکتا ہوا پھر راہ پر لگایا تم کو اللہ نے میری طفیل اور تم لوگ تتر بتر تھے پھر خدا نے تم کو بٹور لیا میرے طفیل....

یہ معنی تو مسیح کے اس قول کے اندر موجود ہیں جس سے مرزا نے استدلال کیا۔ مسیح نے فلسطین کے ایک یہودی خراج گیر زکائی؟؟ کو اپنے دوسرے قول کا مصداق بنایا تھا آپ اس کے لئے کشمیر تک ناحق تکلیف فرماتے ہیں۔ فلسطین ہی کے یہودیوں کو فرمایا:

وہ ان بھیڑوں کی مانند جن کا چرواہا نہ ہو خستہ حال اور پراگندہ تھے۔ (متی ۹:۳۶)

فلسطین ہی کے یہودیوں سے مسیح نے پکار کر کہا:

اچھا چرواہا میں ہوں۔ (یوحنا)

فلسطین ہی میں آپ نے اپنی بھیڑوں کو ڈھونڈھا اور فرمایا:

میری بھیڑیں میری آواز سنتی ہیں اور میں انہیں جانتا ہوں اور وہ میرے پیچھے پیچھے چلتی ہیں (آیت ۳۷)۔

پس کس قدر جاہل ہوگا وہ شخص نے جس نے اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑیں، گم شدہ فرقوں کے سوائے دوسرے، یہودیوں کو نہ سمجھا۔

عرب کے گم شدہ اسرائیلی

(اکبر مسیح لکھتے ہیں) ہم مرزا کو ایک نکتہ بھی سمجھائے دیتے ہیں کہ کشمیریوں کا گم شدہ اسرائیلی ہونا تو صرف برنیر وغیرہ کا ایک گمان اور خیال ہی ہے جس کے لئے کسی یقینی دلیل کے وہ خود بھی قائل نہیں مگر حضرت مسیح کے زمانے میں اور فلسطین کے قریب بھی دوسرے ملکوں میں جلاوطن یہودیوں کی ایسی قومیں کثرت سے آباد تھیں جن کے یہودی ہونے میں کسی کو بھی کبھی شک نہیں ہوا۔ پس اگر یہ حق ہے کہ مسیح بنی اسرائیل کے ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرقوں کی طرف بھی بیج بھیجے گئے تھے جو، آپ کی آمد کے بہت عرصہ پہلے مشرقی ممالک میں آباد ہو چکے تھے، (ص ۴۸)، اور اگر آپ کو پردیسی یہودیوں کی تلاش لازمی تھی تو سب سے پہلے آپ کو عرب میں آنا چاہیے جہاں تم کہتے ہو کہ، آنیوالا نبی، مبعوث ہونیوالا تھا اور، حضرت مسیح کی دعوت میں اس کے قبول کرنے کی وصیت تھی۔

شاید آپ کو آج تک معلوم نہیں تھا کہ مسیح کے زمانے میں کثرت سے یہودی عرب میں آباد ہو چکے تھے سر سید احمد کے خطبات ہی پڑھ لو، یہودی مذہب عرب میں ان یہودیوں کے ساتھ آیا جو پانچویں صدی قبل حضرت مسیح کے بخت نصر کے ظلم سے بھاگ کر آباد ہو گئے تھے (خطبہ ثالث) یہ کیسے ممکن تھا کہ اگر تمہارا خیال درست ہو تو ان یہودیوں کو چھوڑ کر آپ کشمیر چلے آتے؟

یونس نبی کی تمثیل

۴۔ سب سے بڑی نص مرزا جی کے پاس، حضرت مسیح کے اس قول کو قرار دیا ہے کہ:

جیسے یوناہ تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین دن رات زمین کے اندر رہے گا۔ (متی ۱۲۔۴۰)۔

اور اس پر جناب یوں قلم فرسا ہیں:

سب پر ظاہر ہے کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں مرا نہ تھا۔۔ زندہ رہا اور زندہ نکلا اور آخر قوم نے اس کو قبول کیا۔ اس مثال میں جتلا دیا تھا کہ وہ (مسیح) صلیب پر نہ مرے گا۔۔ بلکہ یونس نبی کی طرح صرف غشی کی حالت ہو گی اور مسیح نے اس مثال میں یہ بھی اشارہ کیا تھا کہ وہ زمین کے پیٹ سے نکل کر پھر قوم سے ملے گا اور یونس کی طرح قوم میں عزت پائے گا۔ یہ پیش گوئی بھی پوری ہوئی کیونکہ مسیح زمین کے پیٹ سے نکل کر اپنی ان قوموں کی طرف گیا جو کشمیر اور تبت وغیرہ مشرقی ممالک میں سکونت رکھتی تھیں۔ (ص ۹)

اگر مرزا جی کو تشبیہ و تمثیل کے اصول سے ذرا بھی واقفیت ہوتی تو آسانی سے سمجھ لیتے کہ مسیح نے یونس کے ساتھ صرف ایک بات میں اپنی مشابہت دکھلائی، تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں، یونس کا رہنا تین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رات دن زمین کے اندر مسیح کا رہنا، مشابہ ہے۔اس سے زیادہ کسی واقعہ میں مشابہت نہیں۔ہمیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یونس والی تمثیل نہ سمجھنے کے لئے مرزا جی کے استاد جواب دہ ہیں جنہوں نے گلستان پڑھاتے ہوئے کوئی غلطی کی تھی اور مرزا صاحب کو اس شعر کا مطلب غلط سمجھا دیا تھا

قرص خورشید در سیاہی شد
یونس اندر دہان ماہی شد

ورنہ ایسی آسان مثال کے سمجھنے میں:

صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد

کی نوبت نہ آتی۔مرزا جی نے جو نقشہ یونس اور مسیح کی مشابہت کا کھینچا وہ قابل دید ہے اسی سے آپ کے گمان کا ابطال ہوتا۔

یونس سمندروں کے بیچ ہزاروں کوس گردش کرتے رہے مسیح ایک جگہ خشکی میں قرار سے پڑے رہے

یونس مچھلی کے تنگ وتاریک جوف میں مقید تھے جہاں نہ روشنی کا گذر نہ ہوا کا۔

مسیح ایک قبر میں جو بزعم مرزا کوئی بارہ دری یا بالا خانہ تھا، ایک ہوادار وسیع کوٹھا جس میں ایک کھڑکی بھی تھی۔اس میں ایک شکمی مشابہت بھی قابل غور ہے، کوٹھا زمین کے اوپر ہوتا ہے حالانکہ مسیح کا قول ہے کہ میں زمین کے اندر رہوں گا۔،

یونس مچھلی کے پیٹ کی غلاظت میں رہے جس نے آپ کو سقیم کر دیا تھا۔مسیح کی قبر طرح طرح کی خوشبوؤں اور مصالحوں سے بسی تھی جس کے باعث بزعم مرزا آپ پھر سے تندرست ہو گئے۔

یونس تن تنہا بے یارو مددگار اس تنگی میں رہے

مسیح کے پاس بقول مرزا، تجربہ کار طبیبوں، کا جم گھٹا رہا۔

یونس بقول مرزا مچھلی کے پیٹ میں، بے ہوشی اور غشی، کی حالت میں رہے اور اس حالت کو مسیح کے مفروضہ سکتہ وغشی سے مشابہ بتلایا جاتا ہے۔افسوس مرزا جی بالکل گر بڑا گئے کیونکہ قرآن میں لکھا ہے کہ حضرت یونس مچھلی کے پیٹ میں بے ہوش نہیں رہے بلکہ سراسر ہوش میں رہے تسبیح وتہلیل کرتے رہے (انبیاء۔صافات)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اب لیجئے یہاں خاص مشابہت مرزا تلاش کرتے تھے وہیں مشابہت بالکل زائل ہوگئی دوسری مشابہت مرزا جی نے یہ دکھلائی کہ مسیح نے، یونس کی طرح قوم میں عزت پائی، اور یہاں بھی مشابہت بالکل معدوم ہے اوراس کی وجہ یہ ہے کہ آپ عقل سے بولتے نہیں محض الہام کے جوش میں کچھ فرما جاتے ہیں اور وہی کلام لغو ہوتا۔

یونس نے تو اسی قوم کے ہاتھوں عزت پائی جس قوم نے ان کی بے عزتی کی تھی اور منکر ہوگئی تھی مسیح کو آپ کہتے ہیں کہ جس قوم نے یعنی فلسطین کے یہودیوں نے بے عزت کیا تھا پھر اس نے دوبارہ قبر سے نکلنے کے بعد آپ کو ہرگز ہرگز قبول نہیں کیا اور عزت کی تلاش میں ان کو دور دراز ملکوں کا سفر کرنا پڑا اور بالکل دوسری قوم سے عزت پائی۔ اب آپ ہی بتائیے کہ مشابہت کہاں رہی؟ اس مثال سے حضرت مسیح کا سری نگر تشریف لانا کیسے ثابت ہو گیا؟

یہاں انجیلی دلائل کا خاتمہ ہے مگر جب ہم اس قسم کی باتیں سنتے ہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے

ام تا مر هم ا حلا مهم بهذا ام هو قو م طا غو ن

دوم: **قرآن شریف کے دلائل**

ہم یہاں مولوی صاحبوں سے اجازت طلب کرتے ہیں کہ وہ ہم کو اپنی بحث مکمل کرنے کی غرض سے قرآن وحدیث کے متعلق مرزا کی دلائل کو پرکھ لینے دیں۔ گو ہم مانتے ہیں کہ یہ بحث خاص انہیں کا حصہ ہے

کشمیر کی طرف صریح اشارہ

مرزا جی فرماتے ہیں:

قرآن شریف میں ایک آیت میں صریح کشمیر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ مسیح اور اس کی والدہ صلیب کے واقعہ کے بعد کشمیر کی طرف چلے گئے جیسا فرمایا و آوینا هما الی ربة ذات قرار و معین یعنی ہم نے عیسی اور اس کی والدہ کو ایک ایسے ٹیلے پر جگہ دی جو آرام کی جگہ تھی اور پانی صاف یعنی چشموں کا پانی وہاں تھا۔ سو اس میں خدا تعالی نے کشمیر کا نقشہ کھینچ دیا اور آوے کا لفظ لغت عرب میں کسی مصیبت یا تکلیف سے پناہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینے کے لئے آتا ہے اور صلیب سے پہلے عیسیٰ اور اس کی والدہ پر کوئی مصیبت کا زمانہ نہیں گذرا جس سے پناہ دی جاتی (ریویو آف ریلی جنز جلد ۱ص ۴۲۸، ریویو جلد ۲ص ۷)

یہ دلیل تاریخ دانی پر زیادہ مبنی ہے اور اس کے بعد علم لغت پر

کشمیر کی کیسی شامت آ گئی جو ایسے پہاڑوں پر واقع ہے جس کی چوٹیاں آسمانوں سے باتیں کرتی ہیں اور ربوہ کا لفظ لغت عرب میں کسی ایسے ہی پہاڑ کو کہتے ہیں۔ بعض بچے پہیلیاں بوجھنے میں بہت ہنساتے ہیں اسی طرح ہمارے مرزا صاحب نے ربوہ کا لفظ سنا اور بول اٹھے کشمیر۔۔۔عرفی نے کشمیر کی تعریف میں کہا تھا

ہر سوختہ جانے بہ کشمیر در آید
گر مرغ کباب است کہ با بال و پر آید

مرزا جی نے کشمیر کی کیا معقول تعریف سنا دی ایک ٹیلہ اور صاف پانی اور اس میں بھی یعنی، دنیا میں سوا کشمیر کے، ٹیلا، کہاں؟ سوائے کشمیر کے، آرام کی جگہ، کہاں اور سوائے کشمیر کے، پانی صاف، کہاں؟

اب علم تاریخ سنیئے۔ صلیب سے پہلے عیسیٰ اور اس کی والدہ پر کوئی زمانہ مصیبت کا نہیں گذرا۔

صلیب سے پہلے مصیبت کا زمانہ

آپ نے اگر اسی آیت سورہ مومنون رکوع ۳ پر شاہ عبدالقادر صاحب کا فائدہ پڑھ لیا ہوتا تو بھی ایک بڑا زمانہ مصیبت کا معلوم ہو گیا ہوتا۔ اگر آپ نے انجیل متی باب دوم پڑھ لیا ہوتا تو بھی آج کو یہ پشیمانی نہ اٹھانا پڑتی۔ وہاں لکھا ہے کہ:

جب دیار مشرق سے مجوسی حضرت مسیح کی زیارت کو آئے اور بادشاہ ہیرودیس کو خبر لگی کہ مسیح یہودیوں کا بادشاہ میرے ملک میں پیدا ہوا تو اس نے آپ کے قتل کا منصوبہ باندھا اور بچوں کا قتل عام کر ڈالا مگر بادشاہ ظالم کے منصوبے پر خدا کے فرشتے نے حضرت مسیح کے دلی؟ کو خواب میں اطلاع کر دی اور حکم دیا، اٹھ بچے اور اس کی ماں کو ساتھ لے کر مصر بھاگ جا اور جب تک میں تجھے نہ کہوں وہیں رہنا کیونکہ ہیرودیس اس بچے کو ہلاک کرنے کے لئے ڈھونڈنے کو ہے۔ پس وہ اٹھ کر رات ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

میں بچے اور اس کی ماں کو ساتھ لیکر مصر کو روانہ ہو گیا اور ہیرودیس کے مرنے تک وہیں رہا..، اور جب ہیرودیس مر گیا تو...، پھر خواب میں ہدایت پا کر گلیل کے علاقے کو روانہ ہو گیا اور ایک شہر جس کا نام ناصرت تھا جا بسا۔

دیکھئے یہی وہ بڑی مصیبت کا زمانہ ہے، صلیب سے پہلے عیسی اور اس کی والدہ پر، گذرا اور جس کی طرف قرآن کا لفظ آوی اشارہ کرتا ہے پس وہ ربوہ یا تو مصر میں کوئی مقام تھا یا خود ناصرت کو ربوہ کہا۔ مصر کا حال ہم کو زیادہ معلوم نہیں مگر ناصرت کا حال کافی معلوم ہے جس سے ہم اس کو ربوۃ ذات قرار و معین قرار دیتے ہیں ذات قرار ہونے میں تو کوئی شک نہیں یہیں ان دونوں کو ظالم کے ہاتھ سے پناہ اور قرار ملا تھا۔

ربوہ فلسطین میں

تفسیر کشاف میں ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ یہ ربوہ رملہ فلسطین ہے (دیکھو تفسیر حسینی) قصبہ ناصرت جس کو مسیح و مریم نے اپنا جائے قرار بنا لیا تھا، دراصل ایک پہاڑی پر بسا تھا (لوقا ۴: ۲۵ یا ۲۹) اور کسی حقیقی معنی میں ربوہ کہلانے کا مستحق تھا اور اس میں ایک چشمہ آج تک موجود ہے جو چشمہ بتول کے نام سے مشہور ہے اور شاید قد جعل ربك تحتك سريا سے اسی کی طرف اشارہ ہو۔ بنا دیا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ۔ لیجئے یہ معین کی تعریف بھی ہو گئی پس ربوہ ذات قرار و معین لفظ بلفظ قصبہ ناصرت شریف کا نقشہ ہے نہ کہ سری نگر کشمیر کا۔ جب ہم مرزا جی کے منہ سے قرآن شریف کی آیات کی ایسی ایسی تاویلات رکیکہ سنتے ہیں تو ہم کو مرزا جی کا وہ الزام یاد آ جاتا ہے جو وہ سرسید مرحوم کو دیا کرتے تھے، جو تاویلیں قرآن کریم کی نہ خدا تعالی کے علم میں تھیں نہ اس کے رسولوں کے علم میں نہ صحابہ کے علم میں نہ اولیاء اور قطبوں اور غوثوں اور ابدال کے علم میں اور نہاں پر دلالت النص نہ اشارۃ النص وہ سید صاحب کو سوجھیں۔ اور اگر قرآن مجسم شخص ہوتا تو بصد زبان ان سے بے زاری ظاہر کرتا۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ ص ۲۲۷۔ ۲۲۸)۔

سرسید احمد مرحوم کی تاویلات کی تعریف یہ ہو یا نہ ہو، مگر اس میں ایک ذرہ شک نہیں کہ یہ ایک بہت ہی سچی تعریف مرزا جی کی تاویلات انجیل و قرآن و حدیث کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوم: احادیث کے دلائل

مرزا کے دوجھوٹ:

ا۔مرزاجی فرماتے ہیں: احادیث میں معتبر روایتوں سے ثابت ہے کہ ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ مسیح کی عمر ۱۲۵ برس کی ہوئی اوراسی بات کواسلام کے تمام فرقے مانتے ہیں (ص ۲۳۵)۔

اس ڈیڑھ سطر میں مرزاجی نے پورے دوجھوٹ بولے۔اس کو،احادیث کی معتبر روایتوں میں فرمایا حالانکہ یہ ایک ایسی ضعیف روایت ہے کہ خود مرزاجی کو بھی نقل کرتے یا کسی کتاب کا حوالہ دیتے شرم آئی۔پھر آپ نے کہا،اس بات کواسلام کے تمام فرقے مانتے ہیں،حالانکہ کوئی فرقہ بھی اس کونہیں مانتااگرآپ کے فرقہ لغویہ کوشمار نہ کریں۔

حضرت مسیح کی عمر

مفسرابن کثیر،حضرت مسیح کی عمر کے باب میں لکھتے ہیں فانہ رفع و لہ ثلاث و ثلاثون سنۃ فی الصحیح ۔رفع آسمانی کے وقت آپ کی عمر ۳۳ سال تھی موافق صحیح حدیث کے۔اوردوسری روایتیں جواس کے خلاف ہیں ان کوشاذ غریب بعید کہہ دیا۔یہی ۳۳ سال کی عمر بسند ابن عباس منقول ہے دیکھو تفسیر خازن ودر منثور۔غرض کہ تمام مسلمان اورتمام عیسائی اس بات کے ہمیشہ سے قائل ہیں کہ حضرت مسیح کی عمر زمین پر کل ۳۳ سال ہوئی۔

اب ناظرین یہ تماشا دیکھئے کہ اس وقت،احادیث میں معتبر روایتوں سے ثابت ہے کہ ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ مسیح کی عمر ۱۲۵ برس کی ہوئی۔

مرزا کے لغواقوال

نبی ﷺ کا یہ قول اور،معتبر روایتیں،ہمیشہ ہی سے موجود ہوں گی اورقرآن وحدیث میں مرزاجی کے اعجازی معلومات کا بازار بھی آج سے ۲۲ برس سے گرم ہورہا ہے مگرہم پوچھتے ہیں کیاازالہ اوہام لکھتے وقت جس کی نسبت آپ کا یہ قول ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا تعالی نے اس تالیف میں میری وہ مدد کی ہے جو میں بیان نہیں کرسکتا۔(ازالہ اوہام۔ص ۵۶۳)۔

آپ کا علم کہیں چرنے گیا تھا جو جناب اس وقت مسلم اور مشکوۃ کی حدیثیں نقل کرکے یہ ثابت کر رہے تھے کہ مسیح کی عمر ساٹھ برس سے بھی زیادہ نہیں ہوسکتی تھی۔اکثر عمریں میری امت کی ۶۰ سے ۷۰ برس تک ہوں گی اور ایسے لوگ کمتر ہوں گے جو ان سے تجاوز کریں۔یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اس امت کے شمار میں آگئے پھر اتنا فرق (عمریں) کیونکر ممکن ہے۔(ازالہ اوہام۔ص ۶۲۳)۔

دوسری،حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو زمین پر پیدا ہوگیا اور خاک میں سے نکلا وہ کسی طرح سو برس سے زیادہ نہیں رہ سکتا،(ازالہ اوہام۔ص ۶۲۵)

اور پھر ابھی کل ہی کا تو ذکر ہے کہ آپ نے اپنے مکتوب عربی میں لکھ دیا تھا کہ بعض اولیائے کرام نے فرمایا ہے کہ حضرت مسیح کی زندگی آنحضرت ﷺ کی زندگی سے بھی چھوٹی تھی۔(ص ۱۳۲)۔

اب آپ ہی کچھ شرم کیجئے کہ کیونکر نبی ﷺ نے فرمایا کہ مسیح کی عمر ۱۲۵ برس کی ہوئی،اور کیونکر،اس بات کو اسلام کے تمام فرقے مانتے ہیں،ہم نے بڑے بڑے جھوٹوں کا حال سنا مگر ایسا با حافظہ تو کوئی بھی نہیں گذرا۔

تین حدیثوں میں مرزا کی تحریف لفظی اور معنوی

۲۔آپ نے بحوالہ کنز العمال یہ تین حدیثیں نقل کی ہیں ہمیں اصل کتاب سے مقابلہ کرکے جانچ لینے کا موقع نہیں ملا۔

۱۔ او حی اللہ تعا لی عیسے ان یا عیسی انتقل من مکا ن الی مکا ن لئلا تعرف فتو ذی
یعنی اللہ تعالی نے عیسی کی طرف وحی کی کہ اے عیسی تو نقل کر ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف کہ کوئی پہچان کر دکھ نہ دے۔

۲۔کا ن عیسی ابن مر یم فسیح فا ذا امسی کل بقل الصحراء و یشر ب الماء القرا ح یعنی عیسی بن مریم سفر کیا کرتے تھے جہاں شام ہوئی جنگل کی بقولات کھالیتے اور صاف پانی پی لیتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔قال احب الشیء الی اللہ الغرباء قیل ای شیء الغرباء یفرون بدینھم و یجتمعون الی عیسی ابن مریم یعنی فرمایا سب سے پیارے خدا کی جناب میں غریب لوگ ہیں۔پوچھا ،غریب سے کیا مراد ہے۔فرمایا وہ لوگ جو اپنا دین لے کر بھاگتے ہیں اور عیسی بن مریم کے پاس جمع ہوتے ہیں۔(ص ۲۳۵)

پہلی حدیث میں مرزاجی یہ تصرف فرمایا کہ انتقل من مکان کے معنی بتلائے ،ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف جا۔ حالانکہ اس کا ترجمہ صرف یہ ہے،نقل کر ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف، ۔دوسری حدیث میں لفظ مسیح کا ترجمہ جو صرف یہ ہے،سفر کرتے تھے۔آپ نے بلاخوف یہ کہہ دیا کہ، ہمیشہ سیاحت کیا کرتے تھے اور ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف سیر کرتے تھے۔

اور تیسرے یجتمعون الی عیسی بن مریم جس کے معنی صرف اسی قدر ہیں جمع ہوتے ہیں عیسی بن مریم کے پاس۔آپ نے اسکا ترجمہ یہ فرمایا، نبی عیسی مسیح کی طرح دین لے کر اپنے ملک سے بھاگتے ہیں۔

اب کہو کہ یہ نری تحریف ہوئی کہ نہیں ،لفظی بھی اور معنوی بھی؟ اس سے آپ کی جہالت بھی ثابت ہوتی ہے اور بددیانتی بھی ، بلکہ دونوں ۔اور اس تحریف وتبدیل کے بعد بھی آپ جہاں تھے وہیں رہے۔ان حدیثوں نے کچھ بھی تو آپ کی دستگیری نہ کی۔پہلی اور دوسری حدیث سراسر انجیل شریف کے مطابق ہیں جس وقت سے مسیح اپنی قوم کے سامنے ظاہر ہوئے آپ ہمیشہ اپنے ملک میں شہروں شہروں گاؤں گاؤں دعوت دین کرتے پھرا کئے کسی جگہ مقیم نہیں ہوئے۔اور مرزاجی کا قول مردود ہوگیا کہ آیت آوینھما الی ربوۃ زمانہ مابعد صلیب کی طرف اشارہ کرتا ہے جب آپ گو یا سری نگر میں آکر بس گئے تھے انجیل شریف میں لکھا ہے کہ کسی نے کہا، جہاں کہیں تو جائے میں تیرے پیچھے چلونگا۔یسوع نے اس سے کہا کہ

،لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے مگر ابن آدم کے لئے سر دھرنے کو بھی جگہ نہیں۔(لوقا ۹:۵۸)

اور..عام ارشاد تھا:

جب تم کو ایک شہر میں ستائیں دوسرے میں بھاگ جا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ اشارہ، اسرائیل کے سب شہروں، کی طرف تھا۔

یہودیہ کو چھوڑ کے کسی دوسرے ملک کو بھاگ جانے کا حکم نہ تھا۔

تیسری حدیث آپ کی تحریف سے پاک ہو کر بحث سے بالکل غیر متعلق ہو گئی ہے یا تو اس میں اشارہ ان غریب لوگوں کی طرف ہے جو جوق در جوق حضرت مسیح کے ساتھ رہا کرتے تھے یا ان کی طرف جو قرب قیامت دجال کے فتنے سے اپنا ایمان سلامت لے کر بھاگیں گے اور حضرت مسیح کے جھنڈے تلے جمع ہوں گے۔ پس سفر کرنے والے یہ غریب لوگ ٹھہرے نہ کہ مسیح۔

چہارم:

سری نگر کی قبر کے متعلق مرزا جی صاحب کی کل بحث بناء فاسد علی فاسد کا ایک عمدہ نمونہ ہے جس میں عقل وشعور کی بو تک نہیں۔ آپ کے دلائل (اگر ایسے لچر بکواس کو یہ نام دیا جا سکے) ماروں گھٹنہ ہے خیر آباد کی برجستہ نظیر ہیں بالکل اس قسم کی جن سے بعض عیار تکیہ دار جہلاء کے سامنے مشہور کر دیتے ہیں کہ فلاں مقام پر کسی ولی یا شہید کا مزار ظاہر ہو گیا تا کہ عورتیں منتیں ماننا اور چادریں چڑھانا شروع کر دیں۔

مرزا کے دعوی کے خلاف حدیث

یہ خان یار کا چبوترہ گویا جناب مرزا جی صاحب کی امامت اور مہدویت کی اساس ناسپاس ہے اور آپ کے سلسلہ کا نام اگر خان یاری رکھا جائے تو بہت ہی موزوں ہوگا آپ تو انجیل اور قرآن اور حدیث کے معنی بگاڑ کر بہت ذلیل ہو چکے۔ اس لئے ہم آپ کو محض للہ ایک ایسی متعلق اور مضبوط حدیث سناتے ہیں جس سے آپ کی پیچ در پیچ الجھی ہوئی تقریر کا جعل بخوبی ثابت ہو جائے گا

مسلم شریف میں یہ حدیث ہے:

عن ابو ھریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ فقدت او تیت ؟ بنی اسرائیل لا یدری ما فعلت و لا اراھا الا الفار (احادیث متفرقہ) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ بنی اسرائیل کی ایک امت گم ہو گئی تھی کچھ معلوم نہ ہوا کہ اس کا کیا ہوا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری دانست میں وہ چوہے ہیں (جو مسخ ہو گئے)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو نہیں معلوم تھا کہ گم شدہ یہودی کشمیر میں آبسے تھے

۲۔آپ کو یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ وہ جامہ انسانیت میں برقرار تھے۔

۳۔آپ کو نہیں معلوم تھا کہ مسیح ان کے پاس گئے تھے۔

۴۔آپ کے ذہن میں یہ بھی نہیں آسکتا تھا کہ ربوہ کشمیریوں کا دیس تھا۔

۵۔آپ کو یقین تھا کہ جس طرح بعض یہود بندر اور سؤر بن گئے اسی طرح بنی اسرائیل کی گم شدہ امت چوہے بن گئی تھی۔

۶۔اگر آپکو اس بات کا وہم بھی ہوتا کہ گمشدہ یہودی کشمیر کو گئے تو اس حدیث میں ضرور فرما دیتے کہ امتِ گم شدہ کے ایک حصہ نے ابن مریم کو قبول کر لیا تھا اور وہ اب تک ربوہ میں مقیم ہیں۔

اب ایک اور حدیث سن لیجئے اور گریبان میں سر ڈالئے۔

سب لوگ اس بات کے قائل تھے کہ حضرت موسی نے زمین پر انتقال فرمایا اور زمین پر آپ کی قبر موجود ہے گو لا پتہ ہے۔اور توریت شریف کے آخری باب میں لکھا ہے کہ کسی بشر کو موسی کی قبر کا پتہ نہیں لگا، باوجودیکہ اس قبر کا پتہ لگ جانا کوئی بہت بڑی ضروری بات نہ تھی۔تو بھی آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ مجھ کو اس قبر کا پتہ ہے اور بتلا دیا کہ بیت المقدس سے ایک پتھر کی مار پر راہ کے کنارے سرخ ریتی کے تلے ہے قبرہ الی جانب الطریق تحت الکثیب الاحمر (مسلم فضائل موسی) پھر کیوں حضرت مسیح کی قبر کا پتہ آنحضرت (ﷺ) نہ بتلا دیتے جس کا نہ صرف پتہ ہی لوگوں کو نہ معلوم تھا بلکہ جس کے وجود کا کسی کو گمان بھی نہیں ہوا تھا۔اور جو بقول مرزا ایک ایسی ضروری اور اہم حقیقت تھی جس کے فاش ہو جانے سے دین عیسائی مٹ جاتا۔میں دیکھتا ہوں کہ آپ کے معلومات اپنے آقا سے بھی بہت بڑھے ہوئے ہیں جن کے غلام ہو جانے کا آپ کو زبانی فخر حاصل ہے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ: ناظرین اب مرزا کی جو گویا مزار کا الٹ پھیر بنے ہوئے ہیں مشکلوں پر بھی نظر فرمائیے اور اس گم گشتہ راہ حقیقت کی حالت زار پر ترس کھا کر اس کے حق میں دعا کیجئے آپ مذ بذ بین بین ذا لك کبھی عیسائیوں کی طرف رخ کرتے ہیں کبھی مسلمانوں کی طرف مگر ہر طرف سے دھکیائے جاتے ہیں عیسائیوں کی تو آپ نے بہت کچھ تصدیق کر دی اور پکار دیا کہ:

۱۔ مسیح ضرور صلیب پر چڑھائے گئے۔

۲۔ ضرور بعد صلیب اپنے شاگردوں سے ملے۔

۳۔ ضرور قرآن نے مسیح کی جسمانی موت پر گواہی دی۔

مسلمانوں کو آپ نے خوب ہی جھٹلایا اور کہہ دیا:

۱۔ مسح کا رفع جسمانی نہیں ہوا۔

۲۔ قرب قیامت مسیح کو ہرگز وفات نہ ہوگی۔

۳۔ اور نہ قبل رفع چند ساعت کے لئے خدا نے مسیح کو وفات دی تھی۔

اب اگر غور سے دیکھا جائے تو عیسائیوں کے قول میں ایک معقول ربط موجود ہے کہ خدا کا منظور ہوا کہ مسیح اس کی راہ میں شہید ہوں، اس لئے دشمنوں کے ہاتھ سے آپ کو صلیب ہوئی۔ صلیب کے باعث موت ہوئی، پھر تین دن بعد موت خدا نے آپ کو زندہ کر دیا، اور مومنین کو ایک بے نظیر نمونہ قدرت دکھلایا اور آپ کو معہ جسم آسمان پر اٹھالیا۔

مسلمانوں کے قول میں بھی ربط موجود ہے کہ خدا کو منظور نہیں ہوا کہ ایسا پاک مقرب نبی اس کا کلمہ اور روح دشمنوں کے ہاتھ میں پڑ کر ذلیل ہو، اس نے آپ کو بالکل صلیب سے محفوظ کر کے صرف چند ساعت وفات دی اور آسمان پر اٹھالیا۔

عیسائی اور مسلمان دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ قرب قیامت حضرت مسیح بڑے جاہ وجلال کے ساتھ آسمان سے نازل ہوں گے اور ہزرہا سال کی ابتری کو مٹا کر فرش زمین کو عرش بریں جا نمونہ بنا دیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مرزا کا دعویٰ

اب مرزا صاحب کی شامت ملاحظہ فرمائیے۔ آپ بڑی متانت سے مسلمانوں اور عیسائیوں سے ارشاد فرما رہے ہیں کہ مسیح دوبارہ نازل نہ ہوں گے۔ نازل ہونے والا میں خود ہوں۔ میں دنیا میں امن چین پھیلا رہا ہوں میں حاکم عادل ہوں میں دلوں سے کینہ بغض اور حسد مٹا تا ہوں مال اس فراوانی سے موجود ہے کہ جو کسی کو دو تو لیتا نہیں۔ اونٹیناں چھوٹی پھرتی ہیں کوئی پکڑتا نہیں مسلمان مجھ کو بلا رہے ہیں آئیے نماز میں ہماری امامت کیجئے۔ میں حج کر چکا ہوں مدینے میں حضرت ﷺ کی قبر پر سلام کہہ رہا ہوں، اور صلیب تو تمام ٹوٹ گئے۔

اے مسلمانو! کیا میرے مسیح موعود ہونے کی بدیہی علامات نہیں دیکھتے۔ دیکھو تو جنگ و جدل کشت و خون کیسے بڑھے ہوئے ہیں یہی تو امن چین ہے حکومت اور عدالت کا اسلام سے نام مٹ گیا پھر میں حاکم عادل کیسے نہیں؟ مقدمات عدالتی کی یہ کثرت کہ، میں ہر روز گھسیٹا جاتا ہوں۔ پھر بغض و کینہ کیسے نہیں مٹا؟ میں آئے دن چندوں کا تقاضا کرتا ہوں مرید ٹالتے ہیں پھر مال کیونکر نہیں بڑھا۔ سرقہ مویشی کی ہندوستان میں دھوم دھام ہے مسلمانوں نے فتوے دے دیئے کہ کوئی میرے جنازے کی نماز نہ پڑھے۔ حج مجھ کو آج تک نصیب نہیں گرجے تعمیر ہو رہے ہیں، صلیب نصب ہو رہے ہیں۔ ہر طرف سے مجھ پر لعنت بوچھاڑ ہے۔ واہ رے مہدی مسعود۔

آپ مسلمانوں کی تکذیب کر کے فرماتے ہیں کہ مسیح کو تو صلیب ہوگئی اور ضرور ہوئی اور صلبوہ پر یہ تاکید و اصرار۔ پھر بھی آپ نہ صرف مسلمان بلکہ مسلمانوں کے امام ہیں نہ صرف قرآن ماننے والے بلکہ قرآن جلانے والے۔

آپ مسیح کے مصلوب ہونے اور وفات پانے میں عیسائیوں کی تصدیق کرتے ہیں مگر دونوں واقعوں کو علت اور معلول نہیں مانتے آپ موت کے قائل ہیں مگر موت کے اسباب نہیں بیان فرما سکتے۔ آپ صلیب کے قائل ہیں مگر اس کو باعث موت نہیں مانتے پھر آپ رافعک الیّ کو بھی خوب ہی مانتے ہیں مگر رفع جسمانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں مان سکتے ۔اگر آپ رفع جسمانی مان سکتے تو پھر سری نگر کی قبر کی کیا حاجت تھی؟ خان یار کے مقبرے پر تو اسی عقدہ کو حل کرنے کے لئے سفیدی چڑھائی گئی

مگر جناب والا فرمائیے تو رفع جسمانی ماننے میں کون سی قباحت لازم آئی کہ آپ مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے کم مگر گھسیٹے بہت گئے ۔ناظرین سن لو! نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زمہریر تک بھی پہنچ جائے (ازالہ ص ۴۷) (یہ بھی یاد رہے کہ مرزا صاحب باوجود نئے اور پرانے فلسفے کے شاگرد متبع ہونے کے پھر بھی یسوع مسیح کے بغیر وسیلہ باپ کے محض خدا کی قدرت کاملہ کے ذریعہ سے پیدا ہونے کے قائل ہیں) اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی۔حیف امامت کا جبہ و دستار آپ نے اتار پھینکا، اور فلسفے کے ڈر کے مارے سرسید مرحوم کی آرام کرسی کے تلے جا چھپے۔اور آپ تو یہ مان رہے ہیں کہ حضرت یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں تسبیح وتہلیل کرتے زندہ رہے اور صحیح وسلامت اس کے پیٹ سے نکل کر قوم سے جا ملے پھر نئے اور پرانے فلسفے نے آپ کے وہم کا ازالہ نہ کیا اور آج تک نہ ڈانٹا کہ اے احمق تو نے کیسے مان لیا کہ ایک خاکی انسان مضغہ گوشت طعمہ نہنگ دریا ہو جاوے اور اس کے معدے کے کرہ نار میں جو استخوان راکھ کر ڈالتا ہے تین دن تک بسے اور بھسم ہو کر کیلوس اور کیموس نہ ہو جائے تو نے کیسے مان لیا کہ وہ پھر دوبارہ منہ کے راست برآمد ہو گیا؟ آپ ہی ہیں جو مسیح کے رفع جسمانی کے لئے کرہ زمہریر کو سدراہ سمجھتے ہیں۔

(ضربت عیسوی ملخصاً ومختصراً)

مرہم رسل

ہر یکے از ما مسیحِ عالمیست
ہر الم را در کف ما مرہمیست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا کا دعوی

اکبر مسیح بتاتے ہیں کہ مرزا صاحب نے بڑے طمطراق سے لکھ دیا تھا کہ:

قریباً ہزار طبی پرانی کتابوں میں ایک مرہم لکھی ہوئی ہے جو مرہم عیسی اور مرہم حواریین اور مرہم شلیخا کے نام سے مشہور ہے۔ ان کتابوں کے تمام فاضل مولف گواہی دیتے ہیں کہ یہ مرہم حضرت عیسی کے زخموں کے لئے بنائی گئی تھی۔ (ریویو جلد اول۔ص ۴۱۹)

آپ کا پہلا قول سن کر ہم کو ایک ذرہ بھی تعجب نہیں ہوا تھا کہ کوئی مرہم ایسے ایسے متبرک ناموں سے عوام اور خواص میں مشہور ہو گیا۔

اعجاز عیسوی:

کیونکہ مسیحائی تو آج دو ہزار برس سے ضرب المثل ہو رہی ہے جس نے کوڑھی کو چنگا کیا، اندھے مادر زاد کو بینا کیا، ہر قسم کے بیمار کو شفا بخشی، جسمانی اور روحانی دردوں کا مداوا کیا، حتی کہ مردوں کو زندہ کیا، بلکہ خاک کے پتلے کو پھونک مار کر طائر پراں بنا دیا، اور وہ جو سراپا شفا وہ دوا تھا اگر کسی دارو کو اس کے نام سے منسوب نہ کرتے تو کیا کسی گنجے خارشتی اور سقیم کے نام سے کرتے؟ دوائیوں میں معجون مسیحی مشہور ہے اور مفرّح مسیح بھی (قرابادین شفائی نولکشوری۔ص ۱۷۳ و ۱۸۳) بلکہ طب کی کتابوں کے نام بھی ایسے ہیں جیسے عجالہ مسیح، یہ تو ایک معمولی سی بات تھی۔ اگر کوئی بات تعجب کی ہو سکتی ہے تو وہ یہ ہے کہ جو شخص مرہم عیسی پر ایسا گرویدہ ہو گیا ہو کہ ہر قرابادین کو آیت وحدیث ماننے لگے وہ مدغ عیسی؟ سے سراسر منکر ہو جس کا خود قرآن شریف شاہد ہے۔

اگر مرزا صاحب اس مرہم کے نام ہی کو اپنی غلط فہمی کی بنیاد بتاتے تو ہم ان سے کچھ بھی باز پرس نہ کرتے اور ان کو اپنا خیالی پلاؤ پکانے دیتے مگر ان کے دوسرے قول نے ہم کو مجبور کر دیا اور ہم کو کہنا پڑا ھو اکذب من قرا با دین اطباء کہ وہ بقول شخصے طبیبوں کے قرابادین سے بھی زیادہ جھوٹا ہے اور اسی لئے ہم نے اس بہتان کا دروازہ بند کرنے کی نیت سے اپنے آرٹیکل مطبوعہ ترقی ماہ ستمبر ۱۹۰۳ء میں مرزا صاحب سے دو باتیں دریافت کی تھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک یہ کہ، وہ کون لوگ تھے جو لکھ گئے کہ مرہم عیسی حضرت عیسی کے زخموں کے لئے بنائی تھی؟

دوسری یہ کہ، اگر بالفرض انہوں نے ایسا لکھا بھی تو آپ کے ان فاضل مولفوں کے ذرائع معلومات کیا ہو سکتے ہیں؟

ہمارے انہیں سوالوں کے ٹالنے کی غرض سے جناب مرزا صاحب نے اپنے ریویو ماہ اکتوبر میں بعنوان، طبی شہادت، کچھ ایسا گول مول لکھ دیا کہ جواب تو ہمارا مطلق نہ ہوا مگر عوام الناس کو دھوکہ ضرور پڑ گیا ہوگا ۔ اس لئے ہم کو یہ راز محققانہ طور سے فاش کرنا پڑا۔

ناظرین خوب یاد کرلیں کہ مرزا صاحب نے یہ دعوی کیا تھا:

ان (قریباً ہزار پرانی کتابوں) کتابوں کے تمام فاضل مؤلف گواہی دیتے ہیں کہ یہ مرہم حضرت عیسی کے زخموں کے لئے بنائی گئی۔

پس ہمارے پہلے سوال کے جواب میں مرزا صاحب کو مناسب تھا کہ قریباً ہزار فاضل مولفوں میں سے چند سب سے قدیم اور سب سے فاضل مؤلفوں کی شہادت اس بارے میں پیش کر دیتے کہ یہ، مرہم حضرت عیسی کے زخموں کے لئے بنائی گئی تھی ۔ تاکہ ہم اس تحقیق میں مصروف ہو جاتے کہ، ان فاضل مولفوں کے ذرائع معلومات کیا ہو سکتے ہیں۔

رومی قرابادین

مرزا جی کی غرض چونکہ تحقیق سے نہیں ہے انہوں نے اور طریقہ اختیار کیا۔آپ فرماتے:

پہلے رومی زبان میں حضرت مسیح کے زمانہ میں ہی کچھ تھوڑا عرصہ واقعہ صلیب کے بعد ایک قرابادین تالیف ہوئی جس میں یہ نسخہ تھا اور جس میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ حضرت عیسی کی چوٹوں کے لئے یہ نسخہ بنایا گیا تھا۔

کیا اچھا ہوتا اگر مرزا صاحب اس قرابادین سے یہ عبارت نقل کر کے بتلا دیتے کہ فلاں کتب خانہ میں یہ کتاب موجود ہے اور اس کی عمر کی نسبت بھی کوئی دلیل سناتے ۔ ناظرین سن لو حضرت مسیح کے زمانہ کی کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی رومی زبان کی قرابادین نہیں جس میں حضرت مسیح کے کسی مرہم کا یا آپ کے زخموں کا کوئی اشارہ بھی ہو جن کے لئے مرہم تجویز کیا جانا بیان کیا جاتا۔

ترمیم دعوی

اب ناظرین ایک لطف ملاحظہ فرمائیں پہلے تو آپ نے یہ فرمایا تھا:

تمام فاضل مولف گواہی دیتے ہیں کہ یہ مرہم حضرت عیسی کے زخموں کے لئے بنائی گئی تھی۔،

اب آپ نے اس قول کو ترمیم کر کے یہ فرمایا ہے:

سب نے اس نسخہ کے بارے میں یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسی کے لئے ان کے حواریوں نے تیار کیا تھا۔،

اوراس کے معنی ہم یہ سمجھے کہ جناب والا نے چوٹوں اورزخموں کی نسبت قریباً ایک ہزار اطباء پر بہتان باندھا تھا۔ اب ان الفاظ کو عبارت سے حذف کر کے آئندہ کے لئے اس قول سے توبہ کر لی اوراقبال کر دیا کہ کسی فاضل یا بوالفضول مولف نے ہرگز یہ نہیں لکھا کہ کوئی مرہم، عیسی کے زخموں کے لئے بنائی گئی تھی۔،

فہرست کتب طب

مرزاجی نے طب کی کچھ کتابوں کی ایک فہرست دی ہے جس میں قرابادین رومی کو بھی داخل کیا ہے اوراس پر چوب قلم سے یہ عنوان قائم کیا ہے:

فہرست ان کتابوں کی جن میں مرہم عیسی کا ذکر ہے کہ وہ مرہم حضرت عیسی کے لئے یعنی ان کے بدن کے زخموں کے لئے بنائی گئی تھی۔،

ان کتابوں میں سے کوئی نہ کوئی کتاب ہر شہر میں مل سکتی ہے جس کو دیکھ کر ناظرین خود اپنا اطمینان کر لیں کہ: چہ دلاوراست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔

ہم تو مرزا صاحب کے پہلے ہی قائل تھے اور لکھ چکے ہیں کہ، کتابوں کا نام صفحہ وسطر بتا کر آپ سینکڑوں جھوٹ بول سکتے ہیں۔ مگر یہ تماشا نیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بوعلی سینا

اس فہرست میں نمبر اول ۔ قانون شیخ الرئیس بوعلی سینا، ہے میں یہاں اس کی عبارت اردو ترجمہ نولکشوری جلد ۵ صفحہ ۹۳ سے نقل کر کے دکھلاتا ہوں کہ مرزا صاحب کیسے سچے آدمی ہیں۔

مرہم رسل، اس مرہم کو مرہم ذلیلیخا بھی کہتے ہیں یعنی مرہم حوارین کا، اور مریم زہرہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ ایسا مرہم ہے کہ بہ آسانی نواسیر سخت اور خنازیر سخت کی اصلاح کرتا ہے کوئی دوا مثل اس کے نہیں ہے اور پھوڑوں کے مردار گوشت اور سب کو نکال ڈالتا ہے اور اندمال کرتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں یہ بارہ دوائیں بارہ حواریوں کی طرف منسوب ہیں۔

مرزا کا بہتان

پس ناظرین دیکھ لو:

۱۔ شیخ نے اس مرہم کو مرہم عیسی بھی نہیں کہا۔

۲۔ اس نے یہ بھی نہیں کہا کہ حواریوں نے بنایا۔

۳۔ یا آنکہ عیسی کے لئے بنایا۔

۴۔ یا عیسی کے بدن کے زخموں کے لئے بنایا۔

۵۔ اس نے اس میں کوئی اشارہ یا کنایہ حضرت عیسی کے زخموں یا چوٹوں کا نہیں کیا۔

۶۔ بلکہ شیخ اس لغو خیال کا بھی قائل نہیں کہ اس مرہم کو کوئی حقیقی نسبت حواریوں سے ہے۔

۷۔ اس محقق پرانے طبیب نے آج سے نوسو برس پیشتر عوام کے اس گمان کو اس عبارت میں گویا رد کیا ہے کہ:

لوگ کہتے ہیں کہ یہ بارہ دوائیں بارہ حواریوں کی طرف منسوب ہیں۔

اس کو شیخ بوعلی سینا کا کلام مان لینا محض سادہ لوحی ہے۔

اب ہم مرزا جی کے اس سخن کو کیا کہیں کہ تمام فاضل مولف گواہی دیتے ہیں کہ یہ مرہم حضرت عیسی کے زخموں کے لئے بنائی گئی تھی اور شیخ سے بڑھ کر ہم کونسا فاضل تلاش کریں جس پر مرزا جی نے اتنا بڑا بہتان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باندھا اور وہ بھی ایک بہتان نہیں بلکہ بہتانوں کا سچہ صد دانہ ہے جس کو مرزا جی نے شیخ کے نام سے پھیر پھیر کر جہلاء کو کتنا بڑا دھوکہ دیا۔ افسوس بسم اللہ ہی غلط کر دی اب ہم کو کیا ضرورت ہے کہ اور کتابوں کی ورق گردانی کریں ہم آپ کے صدق مقال کے قائل ہو چکے۔

عوام کا خیال

سچی بات جو کچھ تھی وہ شیخ الرئیس فرما چکے۔ اور متاخرین میں سے زیادہ سے زیادہ اگر کسی نے کچھ لکھا تو وہ بلا سند و بلا تحقیق وہی غلط العام فصیح فقرہ، اجزاء ایں نسخہ دواازدہ عدد است کہ حوارین جہت عیسی ترکیب کردہ۔ دیکھو قرابادین فارسی حکیم اکبرارزانی نولکشوری صفحہ ۵۰۸۔ اور علاج الامراض حکیم محمد شریف خان دہلوی (نولکشوری) صفحہ ۶۳۹۔ اور بقائی برحاشیہ میزان الطب اردو (نظامی) صفحہ ۸۰۔ غرض کہ کسی نے حضرت مسیح کے زخموں کا ذکر نہیں کیا اور نہ اس مرہم کو ان سے منسوب کیا اور مرزا جی کے تمام حوالجات محض لغو ہیں۔

علاج ضربہ وسقطہ

مرزا جی نے نہ صرف یہی غلط کہا تھا کہ تمام اطباء، گواہی دیتے ہیں کہ یہ مرہم حضرت عیسی کے زخموں کے لئے بنائی گئی تھی۔ بلکہ یہ قول بھی ان کا لغو ہے کہ، یہ نسخہ ان چوٹوں کے لئے نہایت مفید ہے جو کسی ضربہ یا سقطہ سے لگ جاتی ہیں۔،

خود شیخ بتلا چکا کہ یہ مرہم نواسیر اور خنازیر یا پھوڑوں کے مردار گوشت گوشت کا علاج ہے اور حکیم ناظم جہان اکسیر اعظم جلد رابع (نظامی ۱۲۸۹ھ) صفحہ ۳۰۰ پر لکھتے ہیں:

مرہم رسل منسوب بحوارین وخنازیر قادحہ اثر عظیم یافتہ ایم۔

غرض کہ اسی طرح اور اطبا نے بھی اس کو سرطانی اور خنازیر اور طاعون وغیرہ گندے پھوڑوں کا علاج کہا ہے اور جیسا کہ خود تمہاری فہرست سے معلوم ہوتا ہے امراض جلد کے باب میں اس کو بیان بھی کیا۔ بھلا اس کو ضرب وسقط سے کیا مناسبت اور یوں آپ کو اختیار ہے چاہے آپ اس کو دوران سر کا علاج سمجھیں یا اسہال کا اور جسم کے جس حصہ میں چاہیں چھڑ دیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مرہم کے مختلف نام

یہاں تو ہم نے صرف مرزا جی کی گفت وشنید سے بحث کی ہے اب ہم اس امر کی تحقیق کرتے ہیں کہ اس مرہم کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔ کیا کیا نام اس کو دیئے گئے۔ اور کیوں اس کے ایسے نام پڑے؟ نہ معلوم کیوں مرزا جی قرابادین کبیر کا نام ترک کر گئے۔ حالانکہ نسبتاً اس میں مرہم رسل کا زیادہ ذکر آیا ہے۔ اس کی عبارت یہ ہے:

مرہم حواری۔ ایں مرہم را مرہم رسل نیز نامند و ترجمہ کردہ شد در قرابادین رومی بہ مرہم سلیخا و معروف بہ مراہم زہرہ وگفتہ کہ ایں مرہم دوازدہ دواست از دوازدہ حواری حضرت عیسی علی نبینا و علیہ السلام کہ ہر یک یک دوا را اختیار کردہ ترکیب نمودہ اند و ایں مرہم بہترین مرہم ہاست۔

اس کے بعد یہ بھی لکھتے ہیں:

وگفتہ کہ ایں مرہم را مرہم سنجار و اثنا عشری نیز نامند۔ مطبوعہ ۱۲۴۹ھ جلد دوم صفحہ ۵۰۸ و ۵۰۹

پس معلوم ہوا کہ اس مرہم کا کوئی ایک نام نہیں بلکہ متعدد نام ہیں سلیخیا، رسل، حواریین، اثنا عشری، زہرہ، سنجار، سب سے کم مشہور نام اس کا مرہم عیسی ہے جس کو نہ شیخ نے ذکر کیا نہ رومی نے نہ اسرائیلی نے اور نہ ساحب قرابادین کبیر نے۔ اور سب سے قدیم اور معروف نام سلیخا و رسل ہے اور یہ قول تو نہایت ہی غریب ہے کہ یہ نسخہ حضرت عیسی کے لئے بنایا گیا اور گو اس قول کے بہت سے مفہوم ہو سکتے ہیں مگر وہ مطلب تو ہرگز چسپاں نہیں ہوسکتا جو تم سمجھے۔

وجہ تسمیہ

اب یہ بات صاف نظر آتی ہے کہ جب اس مرہم کا نام رسل پڑ گیا تو نادانوں نے فوراً اپنے ذہن میں یہ خیال تراش لیا کہ چونکہ اس میں بارہ اجزاء ہیں اس لئے اسکو مسیح کے بارہ رسولوں نے بنایا ہوگا اور محققین نے اس خیال کو صرف نقل کر دیا اس پر کبھی صاد نہیں کیا۔ چنانچہ شیخ نے بھی اتنا ہی لکھا:

لوگ کہتے ہیں۔

اور صاحب قرابادین کبیر نے بھی یہی لکھا: وگفتہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر یاد رکھو کہ لوگوں نے جو کبھی کہا تو صرف یہی کہا کہ ان بارہ دوائیوں میں سے ہر ایک مسیح کے ایک ایک رسول یعنی حواری نے بتائی۔ کسی نے یہ نہیں کہا کہ اس نسخہ کو مسیح نے بتایا، یا یہ کہ مسیح کے زخموں کے لئے تیار کیا گیا۔

مگر کیا کوئی محقق طبیب ہے عیسائی یا مسلمان، یہودی یا مجوسی جو عوام کے اس خیال کا قائل ہو سکے کہ دراصل بھی اس دوا کو بارہ حواریوں نے تیار کیا تھا کیا لوگ بھول گئے کہ یہ مرکبات کے ایسے ایسے متبرک نام اور ان کے متعلق عجیب وغریب فسانے ہمیشہ مشہور رہے ہیں؟ کون یونانی طبیب ہے جو قرص کوکب کے نام سے واقف نہیں؟ اسی قرابادین کبیر جلد دوم میں صفحہ ۳۴۶ میں لکھا ہے:

شیخ رئیس گفتہ کہ مبالغہ کردہ اند قدمائے اطباء در تعظیم ایں قرص۔ شیخ داؤد انطا کی گفتہ کہ وجہ تسمیہ ایں بقرصِ کوکب ایں است کہ صاحب ایں قرص ساحیوس حکیم تسخیر کوکب یعنی زحل کردہ بود وزعم سلیموس آن ست کہ زحل باآں خطاب کردہ بصفت ومنافع ایں قرص۔

میں نہیں سمجھتا کہ جو شخص مرسل کا معتقد ہو جائے وہ کیوں قرص زحل سے بدگمان رہے جس کی تعظیم میں قدمائے اطبا نے اس قدر مبالغہ صرف کیا تھا۔ پھر اور سنو! اسی قرابادین میں ایک دوائے شریف عطیۃ اللہ کا نام بھی موجود ہے جس کے معنی خدا کی بخشی ہوئی دوا (جلد دوم ص ۳۶۴) شیخ نے بھی اپنی قرابادین میں اس کا بہت کچھ ذکر کیا۔ اور کیا جناب مرزا جی نے کبھی کسی قرابادین میں کسی دوا کی تعریف نہیں پڑھی؟

دوائے کہ مردم اسناد آں بجبریل امین علیہ السلام نسبت کردہ اند جہت آں سرور علیہ الصلوۃ والسلام آوردہ شدہ بطریق تحفہ (قرابادین اکبری)

مرہم کا یونانی نام اور وجہ تسمیہ

جس زمانہ میں فرنگستان میں طب جالینوس رائج تھا صدہا مرکبات کے ایسے ہی شاعرانہ نام وہاں بھی مشہور تھے ایک تریاق تھا جس کا نام ڈوڈیکا تھیون ہے بمعنی بارہ دیوتا۔ اس میں بھی بارہ اجزاء تھے جو یونان کے ۱۲ بڑے دیوتاؤں سے منسوب ہوئے۔ مرہم رسل جس کا یونانی نام ڈوڈیکا فارمیکم یعنی بارہ دوائیں ہے، عیسائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اطبا نے یونانیوں کے تریاق بارہ دیوتا کے مدمقابل اس کو بارہ رسول کے نام سے منسوب کر کے انگوئٹم ایا سٹولورم زبان لاطینی میں کہنا شروع کر دیا (دیکھو ڈاکٹر ہوپر کی میڈیکل ڈکشنری) جس کے معنی ہیں مرہم رسل اور اس نام میں محض ۱۲ عدد کی رعایت منظور تھی۔ مسلمان اطباء نے اسی عدد بارہ کی رعایت سے اسے اثنا عشری کہا اور اب مسلمانوں کو بھی حق ہو گیا کہ وہ اس کو بارہ اماموں سے منسوب کر دیں۔ مگر نہ قرص کو کن زحل کا دیا ہوا نسخہ تھا نہ عطیۃ اللہ خدا کا اور نہ مرہم عیسی اور مرہم رسل اور مرہم اثنا عشری مسیح یا حواریوں یا اماموں کا دیا ہوا ہے

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سب سے قدیم نام اس کا اسم با مسمی ڈوڈیکا فارمیکم ہی تھا یعنی بارہ دوائیں جس کا ترجمہ اثنا عشری ہوا مگر یونانیوں کے تریاق کی ریس میں مجوسیوں نے جو منجّم ہوتے تھے اپنے عقیدے کی رعایت میں اس کو مرہم زہرہ کہا۔ یہودیوں نے اپنے عقیدے کے موافق اس کو مرہم شلیخا کہا عیسائیوں نے مرہم رسل اور مسلمانوں نے اثنا عشری۔ غرض کہ جتنے منہ اتنی باتیں مگر چونکہ آں قدح بشکست وآں ساقی نماند، یونانی طبابت کا دور دورہ ہی مٹ گیا، آگے کو ان ناموں کا سد باب ہو گیا اور اب کتابوں میں نام ہی نام اور شاعرانہ گپیں باقی رہ گئیں جن سے کبھی کبھی بعض عقلاء جہلاء کو ٹھگ لیتے ہیں۔

لفظ شلیخا کی تحقیق

اب یہ سوال ہے کہ اس مرہم کا نام شلیخا کیوں پڑا۔ اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے اور یہ کس زبان کا لفظ ہے مرزا جی نے محض غلط لکھا کہ، شلیخا کا لفظ یونانی ہے جو باراں کو کہتے ہیں۔، یہ بالکل غلط ہے اس لفظ کو یونانی سے کوئی واسطہ نہیں یہ نرا عبرانی لفظ ہے اور بہت مشہور جس کو شفائے عاجل کے ساتھ عوام کے ذہن میں ایک خاص مناسبت تھی اور ذرہ بھی تعجب نہیں اگر کسی سریع التاثیر مرہم کو اس نام سے نسبت دی گئی۔ جب یہ لفظ عربی کتابوں میں لے لیا گیا تو چونکہ خود شلیخا ایک عربی لفظ بھی ہے بمعنی خوشبو وعطر دیکھو منتہی الارب وقاموس۔ لوگ یہ نہ سمجھ سکے کہ لفظ عبرانی تھا۔ شائد انکا خیال صرف اس قدر رہا کہ چونکہ اس مرہم میں، مر، کی قسم سے خوش بودار چیزیں شامل تھیں اس لئے اس کو مرہم شلیخا کہا۔ یعنی خوشبودار مرہم اور اگر ایسا سمجھا تو غلط سمجھا۔ اس کے متعلق اہل فارس نے ایک اور غلطی کی ہے چنانچہ غیاث اور دیگر کتب لغت میں شلیخا کو لکھ دیا :

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام مردے کہ از اصحاب عیسی علیہ السلام بود۔

اور یہ سراسر خطا ہے۔کسی حواری کا نام شلیخا نہیں ہے چونکہ اس مرہم کو شلیخا بھی کہتے ہیں اور حواری بھی ،لوگ سمجھے کہ دونوں ایک بات ہے اور اس طرح یہ غلطی پیدا ہو گئی۔

ایسی ہی غلطی میں مرزا صاحب مبتلا ہیں وہ اس کو، یونانی لفظ سمجھتے ہیں۔اور اس کے معنی بارہ بتاتے ہیں۔اور ہم بھی ان کی اس غلطی کو..ہی غلطی سمجھتے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی فہرست کتب طب میں، تالیف افلاطون...الی قصر العطار لا اسرائیل الہا...کی کتاب منہاج الدکان و دستور الاعیان کو بھی داخل کر کے اس کی نسبت بھی یہی دعوی کیا ہے کہ:

اس میں مرہم عیسی کا ذکر ہے اور یہ بھی ذکر ہے کہ وہ مرہم حضرت عیسی کے لئے یعنی ان کے زخموں کے لئے بنائی گئی تھی۔

ہم اس کتاب مطبوعہ مصر کے صفحہ ..سے نقل کر کے دکھلائے دیتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اس اسرائیلی پر بھی کتنا بڑا بہتان باندھا ہے طبیب موصوف نے صرف یہ لکھا ہے:

مرهم الرسل لا هو مرهم الحوا ريين و مرهم الشلحين و معنى هذه الشلاحة العبرا نى الرسل

یعنی مرہم رسل کو مرہم حوارین اور مرہم شلاحین بھی کہتے ہیں اور لفظ شلاحین کے معنی زبان عربی میں،رسل ہیں چونکہ یہ طبیب اسرائیلی تھا زبان عبرانی کا عالم،اس نے لفظ کے صحیح معنی بھی بتلا دیئے اور سمجھا دیا کہ وہ لفظ عبرانی ہے۔پس مرزا جی نے کیوں اس کو یونانی کہا،یا کیا یہاں بھی مرزا غلام قادر کے کشف نے دھوکا دیا؟

اسرائیلی پر مرزا کا بہتان

اب ناظرین خود دیکھ لیں کہ نہ اس فاضل اسرائیلی طبیب نے حضرت عیسی کا نام لیا ہے نہ مرہم کو ان سے منسوب کیا نہ حضرت مسیح کے زخموں کی طرف کوئی اشارہ کیا نہ اس نے عوام کے غلط خیال کا تذکرہ کیا۔پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب مرزا جی سے کوئی پوچھے کہ تم نے کیوں اس پر بہتان باندھا اور کیوں رسوا ہوئے؟ سچ ہے اللہ خوار کرتا ہے جسے چاہے جس شخص نے فن طبابت کے ایسے ایسے روشن ستاروں پر جھوٹ باندھا جیسے شیخ الرئیس اور اسرائیلی، تو اس کا اعتبار اٹھ گیا اور وہ مسیلمہ کذاب سے گوئے سبقت لے گیا۔

اب ہم بتلاتے ہیں کہ وجہ تسمیہ اس مرہم کی کیا ہے۔ بیت المقدس میں ایک قدیم حوض تھا شیلوخ اور شیلخ کے نام سے مشہور جس کا تذکرہ یسیعیاہ ۱۱، ونحمیاہ میں بھی آیا ہے اور جو آج کل وہاں کے مسلمانوں میں برکۃ سلون کے نام سے مشہور ہے ایسا ہی ایک دوسرا حوض تھا اسی جگہ بیت حسدا یعنی رحمت کا گھر جس کی نسبت مشہور تھا کہ کبھی کبھی ایک فرشتہ اس کے اندر اتر کر پانی کو ہلاتا تھا اور اس وقت جو بیمار چاہے کسی مرض میں مبتلا ہو جو سب سے پہلے اس میں اتر جاتا فوراً چنگا ہو جاتا اس کا ذکر انجیل شریف میں آیا ہے۔ اس بیت حسدا میں پانی اسی شیلیوخ سے ہو کر آتا تھا دیکھو النسین؟ کا سفرنامہ اور تقصیر... انجیل یوحنا باب ۹ بیت حسدا کی طرح یہ شیلوخ بھی حضرت مسیح کے ایک معجزہ کی یادگار ہے جس کا ذکر یوحنا باب ۹ میں ہوا وہاں لکھا ہے

> کہ آپ کو ایک مادرزاد اندھا ملا اور آپ نے معجزانہ طور پر اس کو بینا کر دیا، اور زمین پر تھوکا اور تھوک سے س مٹی ملائی اور وہ مٹی اندھے کی آنکھوں پر لگا کر اس سے کہا، جا شیلوخ (جس کا ترجمہ بھیجا ہوا) ہے کے حوض میں دھولے۔ پس اس نے جا کر دھویا اور بینا ہو کر واپس آیا،

اسی طرح ایک اور اندھے کی آنکھوں پر آپ نے اپنا لبِ مبارک لگا کر بینائی عطا کی تھی مرقس باب ۸؟۔ ہم کہتے ہیں کہ اصل مرہم عیسی یہی تھا جس کے تین اجزاء بتائے گئے۔ لاب روح اللہ، گل (مٹی) بر... آپ شیلوخ اور اسی لفظ شیلوخ اور شیلخ سے شلیخا بن گیا اور اسی سے نسبت اس مرہم کو دی گئی۔ نہ یہ مرہم عیسی ہے اور مرہم شلیخا، بلکہ عیسی اور شلیخا کے نام سے منسوب ہے اور یہی لفظ شلیخا ماخذ ہے لفظ رسول کا کیونکہ اس کے لفظی معنی ہی رسول ہے جیسا کہ اسرائیل نے بھی بتلا دیا اس کو حواری اور رسول سے کوئی واسطہ نہیں بلکہ محض اس کے معنی سے واسطہ ہے۔

شلیخا اور رسول دو مترادف الفاظ ہیں اور جب اس مرہم کے بارہ اجزاء کا خیال کیا تو لفظ رسول سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارہ رسولوں کی طرف ذہن منتقل ہو گیا اور آسانی سے اس کو مرہم رسل کہہ دیا۔

حسن اتفاق سے یہاں ایک اور مناسبت بھی پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے یہ نام اور بھی زیادہ موزون ہو گیا۔ مرہم کے معنی ہر قسم کا لیب و مالش ہیں جو خود نرم ہو اور نرمی پیدا کرے اور اگر یہ لفظ عربی ہے تو رحمۃ سے مشتق ہو گا جس کے معنی ہیں نرمی دیکھو منتہی الارب۔

اس معنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ فی الواقع بھی حضرت عیسی کے حواریوں کے پاس ایک مرہم تھا اور وہ اصلی مرہم رسل تھا چنانچہ انجیل مرقس باب ۶، آیت ۷، ۱۲، ۱۳ میں لکھا ہے:

خداوند مسیح نے بارہ کو اپنے پاس بلا کر دو دو کر کے بھیجنا شروع کیا۔

اور انہوں نے روانہ ہو کر منادی کی کہ توبہ کرو اور بہت سی بدروحوں کو نکالا اور بہت سے بیماروں کو تیل مل کر اچھا کیا۔

اسی تیل کو ہم مرسل رسل کہتے ہیں اور شاید یہ لکھنے کی ضرورت نہیں کہ بیت المقدس میں جو تیل استعمال ہوتا ہے وہ روغن زیت ہے جو اس مرہم زیر بحث کا جزو اعظم قرار دیا گیا اور جو حوارین عیسی کے ہاتھ میں ان کی دعا کی تاثیر سے اکسیر کا حکم رکھتا تھا۔ پس جس مرہم کو قدمائے اطباء نے بہترین مرہم مانا اس کو مرہم رسل سے بہتر اور کون نام وہ دے سکتے تھے۔

آخری مالش

حوارین عیسی کی سنت میں کلیسا کے درمیان اس وقت تک بیماروں پر تیل ملنے کی رسم جاری ہے چنانچہ حضرت یعقوب حواری نے فرمایا ہے:

اگر تم میں کوئی بیمار ہو تو کلیسا کے بزرگوں کو بلائے اور وہ خداوند کے نام سے اس کو تیل مل کر اس کے لئے دعا کریں جو دعا ایمان کے ساتھ ہو گی اس کے باعث بیمار بچ جائے گا اور خداوند اسے اٹھا کھڑا کرے گا (یعقوب ۵:۱۴)

اس رسول رسم کو جس کا فیض و برکت اس وقت تک جاری ہے رومن کیتھولک کلیسا میں اکسٹریم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افکشن یعنی آخری مالش کہتے ہیں جس کے لئے ہر ایمان دار آرزومند ہے

ہم سمجھتے ہیں کہ اب کسی صاحب فہم کو ذرا بھی دقت نہ رہے گی کہ مرہم شلیخا اور مرسل رسل کی حقیقی وجہ تسمیہ بخوبی سمجھ لے اور مرزا جی کے مغالطّوں سے باہر نکل آئے

عوام کا خیال اور مرزا کی تردید

اس مرہم کی نسبت مرزا صاحب کی غلط بیانیاں شمار میں اس کے اجزا سے بھی بڑھ گئی ہیں ناظرین دیکھ چکے کہ گو اس مرہم کی حواریوں کے ساتھ کسی حقیقی نسبت کا خیال محض لغو اور بے بنیاد ہے تاہم جن لوگوں نے ایسی نسبت مانی ہے وہ بھی یہی کہتے رہے کہ مرہم کو بارہ حواریوں نے ترکیب دیا اور ایک ایک نے ایک ایک دوا ایجاد کی۔ اس قول میں گویا ان لوگوں نے اس بات کی صراحت اور تاکید کی ہے کہ یہ مرہم واقعہ صلیب کے قبل ایجاد ہوا یعنی ایسے وقت میں جب کہ بارہ حواریوں کا شمار برقرار تھا۔ مقدس تاریخ کا یہ ایک یقینی واقعہ ہے کہ صلیب سے ایک دن قبل ہی حواریوں کا شمار کم ہو گیا تھا کیونکہ یہوداا سکریوطی جو بارہ میں ایک تھا رسالت کے دائرے سے خارج کر دیا گیا اور قبل واقعہ صلیب کے خودکشی کر کے مر گیا۔ دیکھو متی ۲۷: ۵۔ پس جب صلیب کے بعد حواری صرف گیارہ رہ گئے تو وہ مرہم شلیخا کے ۱۲ جز کیسے ترکیب دے سکتے تھے؟

پھر مرزا جی کس طرح فرماتے ہیں کہ:

یہ دوا صلیب کے زخموں کے بعد خود ہی حضرت عیسیٰ نے الہام کے ذریعہ سے تجویز فرمائی تھی۔

دارومدار تو مرزا صاحب کا جہلا کے بے سند خیال پر تھا اور یہ کہہ کر آپ نے خود اس کی تکذیب کر دی کیونکہ وہ تو اس دوا کو بارہ حواریوں سے منسوب کرتے تھے اور اس کو واقعہ صلیب کے قبل کا حال بتلاتے تھے نہ کہ، صلیب کے زخموں کے بعد، کا۔ پھر وہ اس کو حواریوں کے الہام سے نسبت دیتے تھے کہ مسیح کے الہام سے۔ بہرکیف اس سے یہ پتہ لگ گیا کہ آپ خود اس بے بنیاد روایت کو دل سے باطل ولغو سمجھتے ہیں ورنہ اس کے منافی ایسا سخن نہ فرماتے۔ گویا آپ یہ فرماتے ہیں کہ قدیم جاہلوں کو یہ کہنا چاہیے تھا جو انہوں نے نہیں کہا کہ مرہم عیسیٰ حواریوں نے صلیب کے بعد تیار کیا۔ ہم دو ہزار سال بعد اس روایت کی اصلاح کرتے ہیں اور فرض کئے لیتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ وہ لوگ ہمیشہ سے یہی کہتے رہے خوب! فن روایت اور درائت کا یہ نیا اصول ہے ہم مرزا جی کو داد دیتے ہیں۔

مرزا کی اختلاف بیانی

مرزا جی کی غلط بیانیاں بے پایاں ہیں آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ:

نسخہ ان چوٹوں کے لئے نہایت مفید ہے جو کسی ضرب وسقطہ سے لگ جاتی ہیں اور چوٹوں سے جو خون روان ہوتا ہے وہ فی الفور اس سے خشک ہو جاتا ہے اور اس دوا کے استمال سے حضرت مسیح کے زخم چندروز میں ہی اچھے ہو گئے اور اس قدر طاقت آ گئی کہ آپ تین روز مین یروشلم سے جلیل کی طرف ستر کوس تک پاپیادہ گئے۔(ص ۳۹۷)۔

حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس مرہم کی تعریف میں مبالغہ کیا انہوں نے بھی اس کو ضربہ وسقطہ کا علاج نہیں بتایا جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے، اور ہم کو خوب معلوم ہے کہ مرزا جی بھی قائل نہیں کہ ایسے مرہم نے کچھ مفید اثر مسیح کے زخموں پر کیا ہو۔ ورنہ وہ باوجود تسلیم اعجاز مرہم یہ نہ فرماتے کہ واقعہ صلیب کے بعد مسیح کے جسم پر، صلیب، و، کیلوں کے تازہ زخم موجود تھے جن سے خون بہتا تھا اور درد تکلیف ان کے ساتھ۔(ریویو آف ریلی جنز ج ۲ ص ۵۰۔۵۱) ہم کو پھر مرزا جی کے حافظہ کی شکایت ہے ان کو بے طرح نسیان ستاتا ہے حتی کہ وہ اپنے تیئں بھی بھول گئے۔

یہ بحث تو طے ہو گئی مگر مرزا صاحب کے پھڑ کتے ہوئے تجارتی اشتہارات دیکھ کر جن میں وہ اس مرہم کو، عجیب وغریب دنیا میں سب سے پر تاثیر تیر بہدف بابرکت علاج، خاص کر اپنے مددگار طاعون کا بتلا کر فی ڈبیہ پون اور سوا روپئہ جاہلوں سے وصول کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ناظرین کے دل میں بہت اشتیاق پیدا ہوا ہوگا کہ آخر اس نسخہ کے وہ نادر الوجود اجزاء کیا ہیں جس کے دریافت کرنے کے لئے مرزا صاحب اطبا کے معمولی تجربہ کو کافی نہیں سمجھتے بلکہ ضرورت الہام واعجاز کو لازم قرار دیتے ہیں۔ وہ نسخہ موافق قرابادین شیخ الرئیس کے یہ ہے: موم سفید، راتینج، زنگار، جاد شیر، اشق، زراوند طویل۔ کندر۔ مرمکّی۔ بیروزہ، مقل، مردا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنگ، روغن زیت۔

ناظرین بارہ حوالوں کو دیکھئے اور الہام اور اعجاز مسیحائی کو خیال فرمایئے اور ان بارہ دوائیوں کو دیکھئے اور جہاں تک ہوسکے مرزا صاحب اور ان کے حواریوں کو شرمایئے اور پوچھئے کہ یہ کیا اندھیر ہوگیا کہ ہندوستان میں طاعون کی یہ شدت کہ الامان، اور وہ بھی خاص اسی زمانہ میں جب آپ لوگوں نے اعجاز مسیحائی کا بابرکت علاج نکالا۔ کیا طاعون بھی پیر قادیان کے دعووں کی آسمانی تکذیب ہوکر آیا ہے۔

(ضربت عیسوی۔ دی احمدیت ریفیوٹڈ۔ صفحہ ۲۰۵۔۲۲۰)

منارۃ البیضاء

(یعنی نزول مسیح وخروج دجال پر مسیحی اور محمدی خیالات کی تنقید
اور کذاب کادیانی کی تردید۔ مصنفہ مسٹر اکبر مسیح)

دیباچہ

مولوی شیخ چراغ دین جموی مصنف رسالہ منارۃ المسیح نے چوتھی اپریل ۱۹۰۶ء کو انتقال فرمایا تھا۔ انہوں نے اپنے حین حیات مرزا کادیانی کے اباطیل کا تصنیف مذکورہ ونیز دیگر تحریرات میں خوب ہی قلع قمع کیا اور آخری وصیت میں اپنے دوستوں اور ہمدردوں کو یقین دلایا تھا کہ جو کام وہ شروع کرچکے جاری رہے گا چنانچہ عین اسی وقت سے گھر کے بھیدی ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے کادیان کے ابلیسی راز کو فاش کرنا شروع کردیا اور سارا بھانڈا پھوڑ دیا جیسا کہ الذکر الحکیم نمبر۴ اور المسیح الدجال سے روشن ہوچکا۔ پھر ماہوار تجلی لاہور میں مولوی چراغ دین کی یادگار سلسلہ چراغ دین برابر چھڑتا رہا اور یہ رسالہ منارۃ البیضاء بھی اسی عنوان کے تحت فروری ومارچ کے نمبران تجلی میں نکلا لیکن چونکہ یہ بحث مرزا کی تردید میں عیسائیوں اور مسلمانوں دونوں کے لئے بہت دلچسپ ثابت ہوئی اس لئے اب چراغ دین کی یادگار میں علیحدہ چھاپ کر ایسی صورت میں شائع کی جاتی ہے کہ کل شائقین تک پہنچ سکے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ دونوں شخص یعنی مولوی چراغ دین اور ڈاکٹر مذکور اپنے خیالات کے لحاظ سے بہت مختلف معلوم ہوتے ہیں لیکن دونوں میں کوئی قدر مشترک ایسی تھی کہ ایک مرتبہ بقول شخصے:

گر پڑے اندھے کنویں میں چاہ نے دھوکہ دیا

اور پھر جب اس گندے چوبچہ سے صحیح سلامت باہر نکلے تو اپنے اپنے جدا انداز سے دونوں نے اپنے ہم جنسوں کو بڑے جوش وخروش کے ساتھ متنبہ کیا اور ایک نے اپنی موت سے دوسرے نے اپنی زندگی سے مرزائیت کو ایسا رسوا کیا کہ اب وہ پنجاب میں عجلاً جسداً له خوار ہو کر جیتی ہے مگر مردار در آفتاب سے بدتر اور گو وہ مسلمانوں کے درمیان ایک فرقہ کی صورت اختیار کرتے رہے مگر مذہبی حیثیت سے اس کا وجود ویسا ہی ہے جیسا ہندوؤں کے درمیان اگھور پنتھ کا جس کے شمار کو بڑھانے والے قوم کے گھنونے لوگ ہوتے ہیں اور ہم کو یاد آتا ہے کہ چراغ دین نے کادیان کی یہ تعریف کی تھی:

ہر گندی روح کی چوکی اور مکروہ پرندے کا بسیرا، (تجلی مئی ۱۹۰۶ء)

ہندوستان کے سارے مسلمان مرزا کو اس کے دعووں میں کاذب جانتے ہیں اور مفتری علی اللہ و دجال کا پیشرو یا دجالوں میں سے کوئی ایک۔ اسی طرح تمام عیسائی بھی اس کو جھوٹا مسیح اور فریبی جانتے ہیں یعنی ہر دو گروہ متفق ہیں کہ وہ شیطان کا سونٹا لنگوٹا ہے، اور گویا راہ گلی کے روڑے بھی پکار رہے ہیں بلکہ سوتے پڑے خود مرزا کے کانوں میں بھی یہی آواز گونجتی ہے له و یل لك ولا فك (ریویو کادیان مارچ صفحہ آخر)

غرض کہ جب ہم اس طرح اس کے کارنامہ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم افسوس سے کہتے ہیں کہ اس شخص کی ذات میں بھل منسیت (بھلی مانسی؟؟) کا اقل معتاد بھی مفقود ہو گیا جس کی اگر انتہاء درجہ کی رعایت کی جائے تو اس کو کذاب کہنا پڑتا ہے ہم کیوں کر موتیوں کو سور کے آگے پھینک دیں، ہم کیونکر اس خطاب کو جس کے مستحق مولوی حافظ نذیر احمد سے بزرگ لوگ ہو سکتے ہیں کسی ناکس پر ضائع کریں اور کیوں ہم اپنے واثق یقین کو پوشیدہ کریں جس پر تمام مسلمان اور عیسائی بلکہ ہندو بھی آواز خلق نقارہ خدا کی طرح ایک زبان ہو رہے ہیں جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ خدا ترس وراست باز لوگ بھی بلا الزام شیطان کو لعین اور مردود اور رجیم کہنے کے مجاز ہیں اور مسیلمہ کو کذاب کہنے کے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لائق اڈیٹر تجلی ہمارا شاکی ہے کہ ہمارا طرز تحریر ذرا سخت ہے، بعض دیگر احباب یہ شکایت کرتے ہیں کہ، ہم توقع سے زیادہ مرزا کے ساتھ نرمی کرتے ہیں،

ہم نہ اپنی درشتی کی معذرت کرتے ہیں اور نہ نرمی کی، مگر ہم اپنے ناظرین کو یقین دلاتے ہیں کہ باوجودیکہ ہمارے دل میں اسلام کی قرار واقعی عظمت ہے، اور اس کے بزرگوں اور پیشواؤں کی بھی سچی عزت، بلکہ تمام مسلمانوں کے ساتھ بھی ہم مروت کا برتاؤ کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں، تو بھی ہم کادیانی کے دجل وافک سے بے زار ہیں، اور اگر وہ ہمارے قلم اور زبان سے اس کا ایک حصہ (گو وہ بہت ہی تھوڑا حصہ ہو) پالیوے جس کا وہ مستوجب ہے تو ہمارے ناظرین کو متعجب نہ ہونا چاہیے۔

بنی آدم کی خوش قسمتی سے دجال وشیطان کے ایسے ظہور صدیوں کے بعد ہوا کرتے ہیں اس لئے پرانی کتابوں میں بھی ہم کو کوئی مفصل ہدایات نہیں مل سکتیں کہ ایسوں سے کس طرح خطاب کرنا مناسب ہے اور ان سے کلام کرنے کا کون طریقہ مسنون ہے۔ مارٹن لوتھر پراٹسٹنٹ مصلح کی نسبت روایت ہے کہ ایک مرتبہ شیطان کس بھیس میں آپ کے روبرو آ کھڑا ہوا آپ لکھ رہے تھے سیاہی بھری دوات اٹھا کر اس پر پھینک ماری اور اس کا منہ کالا کر دیا۔ اسی طرح مولانا روم فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ امیر معاویہ کو اتفاق ہوا شیطان نے آ کر آپ کو بے وقت جگا دیا تھا اور گو اس نے قابل تعریف انکساری سے جگا دینے کی مصلحت بھی سچ سچ بتا دی اور اپنی شیطنت کا اقرار بھی کر لیا:

گفت نامم فاش ابلیس شقیست

من حسودم از حسد کردم چنیں
من عدوم کار من مکر ست و کیں

تاہم حضرت معاویہؓ کا خطاب پر عتاب یوں ہوا:

اے ابلیس خلق سوز فتنہ جو
اے سگ ملعون جواب من بگو

اور اس کو راہ زن اور دزد لعین وغیرہ بھی کہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم کو یقین کرنا چاہیے کہ حضرت معاویہ نے کچھ زیادتی نہیں کی ورنہ شیطان جس کو کافی موقع تھا خود اعتراض کرتا یا حضرت مولانا آپ کی طرف سے معذرت کرتے اور غالباً ان بزرگوں کے ایسے سلوک کو دیکھ کر ہمارے بعض دوست ہمارے طرز خطاب کی نرمی کے شاکی ہیں۔ مصنف (اکبر مسیح)۔

منارۃ البیضا

مسٹر اکبر مسیح حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ:

اڈیٹر ریویو آف ریلی جنز قادیان نے اپنے مئی کے پرچہ میں راقم کی شکایت کی ہے کہ وہ چار لاکھ معزز انسانوں کے ایک پیشوا کے نام کی بجائے بھی کذاب ودجال کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ اس کے مرید ۷۰ ہزار ہیں، یا ایک لاکھ، یا چار لاکھ، یا کہ وہ حیوان ہیں یا انسان، یا کہ ان میں کوئی معزز ہے، یا سب کے سب متبذل، ہم کو اڈیٹر (ریویو) کی شکایت بے جا معلوم ہوتی ہے، جب کہ وہ اپنے پیر کا نام لینے کی بجائے اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کہنے پر اصرار کرتا ہے، اور ۴۰ کروڑ عیسائیوں اور ۱۸ کروڑ مسلمانوں کے دل کا کچھ بھی خیال نہیں کرتا جن میں معزز انسانوں کی کوئی کمی نہیں۔ اگر وہ اپنے دل کے یقین کو زبان سے نکالنے سے نہیں ڈرتا، تو اس کو کون حق ہے کہ ہم کو جو اس کو اس سے زیادہ کاذب سمجھتے ہیں جتنا وہ اس کو صادق سمجھتا ہے، اس کے کاذب کہنے اور لکھنے سے روکے۔ خصوصاً جب کہ یہ نام اس کے حق میں نہ صرف بہت سچا ہے بلکہ مختصر بھی، جس سے ہندوستان میں کسی کو دھوکا نہیں ہوسکتا۔ اگر اڈیٹر ذرا بھی غور کرتا، مگر افسوس وہ غور وفکر کرنے کا عادی نہیں رہا، تو وہ خود سمجھ جاتا کہ ہم لوگوں کو اس کے پیر کو کذاب کہنے کا اس سے بھی زیادہ حق حاصل ہے جو اس کو مسیلمہ کو کذاب کہنے کا ہے۔ اہل اسلام کے درمیان یعنی اسلامی دنیا میں بڑے بڑے جید علماء کے فتووں سے اسے یہ خطاب ملا ہے، اور دراصل دنیا اور دین میں یہی اس کی سب سے بڑی مکسوبہ جائداد ہے۔ اس سے اب شرمانا بہت ہی بعد از وقت ہے۔ ہم نے یہ نام اختصار کے لحاظ سے لکھنا شروع کیا کیونکہ ہم طوالت نہیں پسند کرتے، یک گو ونیکو گو۔ ہاں اگر ہندوستان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس کی مانند کوئی دوسرا کذاب پیدا ہو گیا ہو، تو وہ ہم کو فوراً خبر کرے ہم اس میں ترمیم کر دیں گے

مسٹر اکبر مسیح نے یہ بھی حاشیہ میں لکھا ہے کہ:

اڈیٹر ریویو آف ریلی جنز نے کادیان (ک سے) لکھنے پر بھی اعتراض کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

یہ شخص (یعنی اکبر مسیح) اپنے غیظ میں اس طرح جلا ہوا ہے کہ قادیان کو دوسرے کمینہ مخالفوں کی طرح کادیان لکھ کر جی خوش کرتا ہے۔

اس (اڈیٹر ریویو) کو اتنا نہیں معلوم کہ تمام واقف کار شریف وغیر شریف اس موضع کو کادیان کہتے اور لکھتے ہیں اور ان کو صحت کے لحاظ سے ایسا ہی کرنا چاہیے سرکار دولت مدار سے بڑھ کر کون شریف ونجیب ہوسکتا ہے اس کے نہایت معزز اور بکار آمد محکمہ ڈاک میں اس موضع کی مہر پر کندہ ہے پس جو نام اس کے موضع کو سرکاری دفاتر میں حکماً مل چکا ہے اس سے وہ کیوں شرماتا ہے اور اگر کسی بدروح نے خواب میں اس کو کادیان کا نام قادیان سنا دیا تو اس کی غلط کاری کی سند پر اگر وہ سرکاری محرروں کو کمینہ کہے گا تو اس کی اپنی شرافت میں سر مو اضافہ نہیں ہوسکتا پس اگر اب بھی کوئی شخص بھولے سے کادیان کو ق سے لکھے تو اس کو اختیار ہے کہ وہ کبوتر کو قبوتر اور کوا کو قوا کہے اور اگر ہم سے ایسی غلطی کبھی ہوئی ہے تو ہم اس کے لئے معافی مانگتے ہیں۔

(ان تشریحی حواشی کے بعد مسٹر اکبر مسیح لکھتے ہیں) دو قومیں جو ۱۳ سو سال سے ایک دوسرے کی ہمسایہ ہو کر انگریز وفرانسیس کی طرح مخالف بنی رہیں اور کبھی گاڑی ناؤ پر کبھی ناؤ گاڑی پر حاکم بھی رہیں اور محکوم بھی، آخر ایک ہی خوشی کی امید میں شریک ہیں اور رمضان کے روزہ داروں کی طرح انتیسویں کی شام کو ایک ہی سمت گردن اٹھا اٹھا کر تاک میں لگی ہیں کہ عید کے چاند کی پہلی جھلک مل جائے اور ۳۰ دن کے کلفت کے بعد خوشی کے شادیانے بجائیں اور ایک دوسرے سے بغل گیر ہوں وہ دو قومیں کون ہیں؟ عیسائی اور مسلمان۔ وہ چاند کون ہے؟ مسیح ابن مریم جس کے ظہور کے لئے بڑی بے صبری کے ساتھ دونوں چشم براہ بیٹھی ہیں اور گو ان کا دل چاہتا ہے کہ مسیحا آ کر ہماری آرزوؤں کو اسی طرح پورا کر دے جیسا ہم چاہتے ہیں مگر پھر بھی ہم کو یقین ہے کہ وہ بھی اپنی آرزوئیں مسیحا کی مرضی کے تابع کرنے میں تامل نہ کریں گی اپنی مرضی اور خدا کا حکم وہ کسی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح پر ظاہر کرے گا جو اس وقت ان کو مرغوب نہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ بعض کمینے لوگ دوسروں کی مصیبتوں سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں کسی بیوہ کا بچہ گم ہو گیا۔ ایک شہدے نے جھوٹ موٹ یہ کہہ کر کہ میں تیرے بچہ کا پتہ لگا دونگا، دس پانچ روپیہ اس لئے جٹ لئے۔ کوئی بھلا آدمی بیمار پڑا عیار دوا فروشوں نے اس کو جا ٹھگا۔ اور اس کی حالت اور برباد کر دی۔ خود دیکھ لو طاعون کے زمانہ میں کتنے ٹھگ بچارے لوگوں کے ہاتھ موسی کی تعویزیں اور عیسی کی مرہمیں بیچ بیچ کر دام کھرے کر رہے ہیں اسی طرح بعض لمبی داڑھی (یہاں ہم نے عام تذکرہ کیا تھا جس میں مرزا کی کوئی تخصیص نہیں مگر اس سے اڈیٹر ریویو نے مرزا کی طرف خاص اشارہ سمجھ کر ہم کو برا بھلا کہا ہم نے مرزا کو کبھی نہیں دیکھا اور ہم کو بالکل معلوم نہیں تھا کہ اس کی داڑھی لمبی ہو گئی ہے جیسا اس اعتراض سے مستنبط ہوا بلکہ ہمارے ذہن میں تو اس کی وہی صورت تھی جو امرتسر کے مولوی ثناءاللہ نے دیکھی تھی یعنی لکھنو کے شہدوں کی طرح سکڑا سا چہرہ اور داڑھی بالکل رگڑ کر کتری ہوئی، الہامات مرزا۔ ص ۵۔ چلو اچھا ہوا جو آپ نے داڑھی بڑھا لی۔ مگر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ داڑھی کا بڑھنا یا گھٹنا کذب کی کمی بیشی پر کیونکر موثر ہو سکتا ہے) والے فربہ بدمعاش بولے بھالے عیسائی اور مسلمان دین داروں کی اس انتظاری سے نفع کمانے کی سوچتے ہیں اور اچھے خاصے بن جاتے ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھ چکے بیسیوں آئے جنہوں نے اپنے آپ کو مہدی آخر الزمان بنا کر اپنا الو سیدھا کیا۔ ایک خلق کی خلق ان کے پیچھے جا لگی اور ان پر اپنی جان قربان کر دی۔ خدا نے تو اپنے مسیح کی آمد کا وقت مقرر کر دیا ہے اور اس وقت سے پیشتر وہ نہیں آئے گا لا یستاخرو ن ساعة و لا یستقد مو ن مگر بے صبری بڑی بری بلا ہے لوگ چاہتے ہیں کہ وہ وقت سے پہلے تشریف لے آویں اور یہ لوگ ضرور نادان ہیں جن کی ہوس ان کی امید سے بڑھی ہوئی ہے ایسے ہی لوگ ہیں جو ان عیاروں کا شکار بنتے ہیں۔

تین باتیں آپ کی آمد کے متعلق دونوں گروہ کے درمیان مسلّم ہو چکی ہیں:

ا۔ یہ کہ آپ کی آمد مشتبہ نہ رہے گی جب آپ نازل ہونگے تو سب آپ کا خیر مقدم بلا چون و چرا بحیثیت مسیحائی کے کریں گے ایسا نہ ہوگا کہ لوگ شک میں رہ جائیں کہ آپ مسیح ہیں یا نہیں۔ کوئی انکار نہیں کر سکے گا جس طرح آفتاب جس کو چمگادڑ بھی مانتا ہے گو آنکھ بند کر کے تاریکی میں جا چھپے دوست دشمن سب مانیں گے کہ آنے والے مسیحا آپ ہی ہیں آپ ایسے جلال وقدرت کے ساتھ آویں گے کہ پھر اس کی ضرورت باقی نہ رہے گی کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی پادری صاحب یا مولوی صاحب ایک یا کئی ضخیم کتابیں ان کی مسیحیت کے اثبات میں لکھیں اور جب منکرین کی طرف سے ان کا رد چھپے تو جواب الجواب کی تکلیف اٹھاویں اور جب اس میں کامیابی نہ ہو تو بددعاؤں کا اکھاڑا جما کر مباہلہ کیا جاوے اور انجام کار حاکم وقت کے روبرو فریقین کا مچلکہ ہو جاوے اور مسیحیت جیسی کی تیسی مشتبہ رہ جاوے۔

حق بہت زمانے تک دبا رہا۔ باطل نے اکثر اس کو مغلوب کر دیا، انبیاء کو جھٹلا دیا رسولوں کو قتل کیا لیکن مسیح کو تمام ناراستی پر عدم کو ظلم پر فتح دلانے آویں گے۔ لہذا اس دور میں وہی اگلی سی باتیں پھر نہ ہونے پاویں گی بلکہ حق حق رہے گا اور غالب رہے گا مسیح کو سب مانیں گے کوئی مسیح کو جھٹلانے کا یارا نہ کر سکے گا اس ظہور کی شان نرالی ہوگی۔

۲۔ یہ کہ آپ کے زمانہ میں عدل وانصاف وآسودگی اور امن وچین بے اندازہ ہوں گے آپ ایک پرآشوب زمانہ کے بعد ظاہر ہوں گے جو کچھ فتنہ وفساد ہونا ہے سب ہو چکے گا جس طرح گرمی خشکی طپش اور قحط کے بعد بارش آسمان سے گرتی ہے اور زمین سیراب ہو کر اپنا حاصل اچھال دیتی ہے اور ہر طرف سبزہ زار نظر آتا ہے جس طرح حاملہ عورت کو پہلی پیڑیں لگتی ہیں اور بہت شدت سے مگر بچہ پیدا ہونے کے ساتھ ہی رفع ہو جاتی ہیں اور اس کی آنکھ ٹھنڈی ہوتی ہے۔ اسی طرح مادر دہر کو پیڑیں لگیں گی پہلے قحط وخشک سالی ہوگی پھر ابن آدم ابر کرم کی طرح نازل ہوگا اور سب لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے تب سینے کینہ سے پاک ہو جاویں گے بغض وعداوت وحسد ورشک معدوم ہوں گے زمین صلح وسلامتی سے معمور ہو جاوے گی جیسے حدیث شریف میں بھی وارد ہوا ہر طرف ثواب ہی ثواب ہوگا خیر وبرکت سے دنیا مالا مال ہوگی اور دوبارہ باغ عدن وفردوس کا نمونہ ہو جاوے گی یعنی مسیح موعود دوبارہ تشریف لا کر کسی آدمی کی نصرت وحمایت کے محتاج نہ ہوں گے۔

۳۔ یہ کہ آپ کی آمد کے اور آثاروں میں ایک یہ بھی ہوگا کہ جھوٹے مدعیان نبوت ومسیحیت ضرور اٹھیں گے

لا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریباً من ثلاثین کلھم یزعم انه رسول اللہ (مسلم)

قریب تیس کے جھوٹے دجال برپا ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک کو دعوی خدا کے رسول ہونے کا ہوگا مگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس طرح رات کے بعد دن ہوتا ہے گمراہی اور جھوٹوں اور موت کے بعد راہ اور حق اور زندگی کا تسلط ہوگا۔
انجیل شریف میں اپنی آمد کے متعلق مسیح نے بہت صاف صاف فرمایا:

تم طیار رہو کیونکہ جس گھڑی تمہیں گمان بھی نہ ہوگا اس میں ابن آدم آوے گا (متی ۲۴:۴۴)

پس آپ کا آنا دفعتاً ہوگا۔ قیامت کی ساعت کی مانند، اور قرآن شریف نے اس معنی میں بھی آپ کو علم للساعة فرمایا۔ گو کچھ ایسے آثار بھی بتلا دیئے گئے ہیں جس سے ایماندار سنبھل بیٹھیں ہوشیار ہو جائیں اور انتظاری میں سرگرمی کریں۔ پس جب کوئی ہمیں یہ کہتا ہے کہ بیسویں صدی شروع ہوئی اور ان آثاروں میں کچھ آثار نظر آنے لگے جو اپنی آمد کے خداوند نے بتلائے ہیں تو ہم خوشی سے اس کی سنتے ہیں اور چشم ماروشن اور دل ماشاد سے کہتے ہیں آمین۔ اے خداوند یسوع آ۔ (مکاشفات ۲۲:۳۰)

جنوری کے کادیانی ریویو میں بعنوان مسیح کی آمد ثانی، ایک مضمون شائع ہوا جسکی طولانی اور ژولیدگی کے لحاظ سے میرے ایک ظریف دوست نے وہ پرچہ مجھے یہ کہہ کر دیا:

دیکھئے یہ ایک مضمون شب فرقت کی طرح لمبا اور چڑیل کے بالوں کی طرح الجھا ہوا ہے۔،

میں اس مضمون کو پڑھ کر ہرگز اپنا وقت ضائع نہ کرتا اگر مجھے یہ اطمینان نہ دلایا جاتا کہ گذشتہ پندرہ برس کی مدت میں جو کچھ اس مسئلہ پر کادیانی اور اس کے یاران طریقت لکھ چکے یہ اس سب کا لب لباب ہے جس پر اب اور جلا ممکن نہیں۔ اور شائد پھر بھی یہ گوارا نہ کرتا اگر مضمون کے عنوان ہی پر یہ لکھا نہ پاتا: مرقومہ مولوی شیر علی صاحب بی اے۔،

ہم نے سنا ہے کہ اس مذاق کے ایک بی اے آگرہ میں بھی ہیں۔ وہ صاحب نہیں جن کا ذکر خیر رتن ناتھ کے ہشّو میں ہوا۔ وہ شائد ایم اے تھے۔

انجیل متی باب ۲۴ میں ہمارے خداوند نے اس دوسری آمد کے ذکر میں یہ فرمایا ہے:

۵۔ کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور اپنے آپ کو مسیح کہیں گے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔

۶۔ اور تم لڑائیاں اور لڑائیوں کے افواہ سنو گے۔ خبردار گھبرانا نہیں کیونکہ ان باتوں کا واقع ہونا ضرور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے لیکن اس وقت خاتمہ نہ ہوگا۔

۷۔ کیونکہ قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھائی کرے گی اور جگہ جگہ کال پڑیں گے اور بھونچال آئیں گے۔

۸۔ لیکن یہ سب باتیں مصیبتوں کا شروع ہوں گی۔ ۱۱۔ اور بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور بہتوں کو گمراہ کریں گے۔

۲۱۔ کیونکہ اس وقت ایسی بڑی مصیبت ہوگی کہ دنیا کے شروع سے نہ اب تک ہوئی نہ کبھی ہوگی۔

۲۳۔ اس وقت اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے تو یقین نہ کرنا۔

۲۴۔ کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کر لیں۔

۲۵۔ دیکھو میں نے پہلے ہی سے تم سے کہہ دیا۔

۲۶۔ پس اگر وہ تم سے کہیں وہ بیابان میں ہے، تو باہر نہ جانا۔ دیکھو وہ کوٹھڑیوں میں ہے، تو یقین نہ کرنا۔

۲۷۔ کیونکہ جیسی بجلی پورب سے کوندہ کر پچھّم تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا۔

۳۳۔ اس طرح تم بھی جب یہ سب دیکھو تو جان لو کہ وہ نزدیک بلکہ دروازہ پر ہے۔،

شیر علی صاحب قادیانی بڑے اصرار سے فرماتے ہیں:

یہ تمام باتیں جو یسوع نے بیان کی تھیں غیر معمولی رنگ کے واقعات کے متعلق تھیں۔ اس پیشین گوئی کو اس طرز پر مطالعہ کر کے ہمیں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس کے پورا ہونے کے لئے خدا نے اس زمانہ کو مقدر کیا ہوا تھا۔ یہ پیشین گوئی اس زمانہ میں بہت عجیب طریق سے پوری ہوئی چنانچہ اخبار پایونیر کا فاضل اڈیٹر ان حوادث کا ذکر کر کے جو سال ۱۹۰۶ء کے ابتدائی مہینوں میں واقع ہوئے تھے لکھتا ہے کہ ایسے دہشت ناک عالم گیر تہلکے کی مثال پہلی صدی عیسوی سے لیکر آج تک کہیں نہیں پائی جاتی (دیکھو پایونیر ۲۳، اپریل ۱۹۰۵ء) اس کیفیت سے صاف عیاں ہو رہا ہے کہ زلزلوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ کے متعلق مسیح کی پیشین گوئی پہلی دفعہ اس زمانہ میں واقع ہوئی اور مسیح کی وفات کے بعد سے آج تک جو قریب دو ہزار سال کا زمانہ ہے اس طویل مدت تک کوئی ایسا حادثہ نہیں گذرا جو اس کا ثانی ہو سکے۔ ان زلزلوں اور مصائب کا ایک غیر معمولی اور نہایت خطرناک صورت میں آنا ہی ایسے امور ہیں جو ہمیں اس بات کے ماننے پر مجبور کرتے ہیں کہ ان حوادث سے یسوع مسیح کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔

ساری دنیا کے مختلف مقامات میں قحطوں وباؤں اور زلزلوں کی مصیبتیں احاطہ کر رہی ہیں۔ کیا کوئی شخص تواریخ میں کوئی ایسا زمانہ پیش کر سکتا ہے کہ جس میں اس قسم کے غیر معمولی حوادث مجموعی طور پر نوع انسان نے دیکھے ہوں اور جس میں یسوع کی پیشین گوئی ایسی عمدگی اور وضاحت کے ساتھ پوری ہوئی۔

ایسا معلوم ہوتا کہ شیر علی صاحب نے نتیجہ نکالنے میں تعجیل کی ورنہ خداوند مسیح کے اس فرمودہ کو نہ بھول جاتے:

یہ سب باتیں مصیبتوں کا شروع ہی ہوں گی (متی ۲۴:۸)

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حوادث جو ظہور میں آرہے ہیں ان حوادث کا دیباچہ بھی نہیں بلکہ شائد محض بسم اللہ ہیں جو آنے والے ہیں جن کی نسبت خداوند نے فرمایا:

کیونکہ اس وقت ایسی بڑی مصیبت ہوگی کہ دنیا کے شروع سے نہ اب تک ہوئی نہ کبھی ہوگی (متی ۲۴:۲۱)

اور ہمارا مخاطب اپنے متضاد اور پریشان بیانوں میں ایک جگہ خود ہی تسلیم کرتا ہے کہ:

ابھی تو یہ اس وبا کی چھوٹی سی ابتداء ہے، گذشتہ زلزلوں سے جس قدر تباہ کن خرابیاں دنیا میں واقع ہوئیں ہیں وہ ان خرابیوں کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں جو دنیا پر آنے کے لئے پردہ تقدیر میں ابھی مقدر ہیں،

افسوس کی بات ہے کہ شیر علی قادیانی نہ پایونیر کی سمجھا، نہ انجیل کی، اور نہ اپنی۔ کیونکہ پایونیر نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتلا دیا کہ، پہلی صدی مسیح کے بعد، ایسے وحشتناک عالم گیر تہلکے کی مثال نہیں ملتی یعنی پہلی صدی میں اور اس کے قبل ملتی ہے لیکن خداوند مسیح فرماتا ہے کہ پیشین گوئی والی مصیبتیں ایسی بے مثل ہونگی، دنیا کے شروع سے، کبھی ایسی مصیبتیں نہ ہوئی ہوں گی اور تم خود کسی مصیبت کبری کے متوقع ہو پس موجودہ مصیبت مسیح کی پیشین گوئی کی تکمیل نہیں گو اس کے پورا ہونے کے کچھ آثار دور سے نظر آنے لگے ہوں پھر ہم ان جاہلوں یا ابلہ فریبوں کو کیا کہیں جو یہ بھی مانتے ہیں کہ اصلی بڑی بڑی مصیبتیں جو آنے والی ہیں ابھی تک نہیں آئیں اور پھر پیشینگوئی کا پورا ہونا بھی بتلاتے ہیں۔ ان بعض نادانوں نے جلدی سے محض مبادیات کو تکمیل وعید سمجھ لیا حالانکہ خداوند نے صاف فرمایا ہے:

اسی طرح تم بھی جب یہ سب دیکھو تو جان لو کہ وہ نزدیک بلکہ دروازہ پر ہے۔ (متی ۲۴:۳۳)

پس گو اب وقت ہو کہ ہم ان بڑے بڑے حوادث کے وقوع کے لئے طیار ہو بیٹھیں جن کے بعد مسیح خداوند تشریف لانے والے ہیں، نہ یہاں نہ وہاں، کہ بعض لوگ بعض لوگوں کو بتلائیں بلکہ آپ کا تشریف لانا آن واحد میں ہوگا اچانک بجلی کی کوندہ کی طرح جس کی سب کو ایک چشم زدن میں اطلاع ہو جاتی ہے۔ اندھوں تک کو، اور ایک دوسرے کو بتلانے کی ضرورت نہیں رہتی۔

ایک اور بات بھی اس نزول کے متعلق ہے جو دلچسپی سے خالی نہیں کہ آپ سب سے پہلے کہاں نازل ہوں گے عیسائیوں کے درمیان مقام نزول کی نسبت عموماً سکوت ہے گو اگلے زمانہ میں ایک فرقہ عیسائیوں کا تھا جن کا پیر مشہور مون ٹینس ہو گذرا ہے جو کہتا تھا کہ ملک فرجیا میں مسیح نازل ہوں گے اور وہیں چل کر سب ایمان داروں کو بسنا چاہیے کہ وقت نزول فوراً مسیح کے استقبال کا شرف حاصل کریں مگر اب عیسائیوں کو اس مقام کی بابت چنداں فکر نہیں اور جس طرح کوئی ٹھیک ٹھیک ساعت آپ کے نزول کے لئے مقرر نہیں ہوسکی ان کی دانست میں کوئی ٹھیک مقام بھی مقرر نہیں ہوسکتا وہ لوگ اسی بات پر قانع ہیں کہ جب آپ تشریف لاویں اور جہاں ہم کو خبر ہو جاوے گی کیونکہ آپ سب کے یکساں ہادی ہوں گے ایک ہی گلہ اور ایک ہی گڈریا ہو جاوے گا۔ مگر ہمارے مسلمان بھائیوں نے منارۃ البیضاء دمشق کو تجویز کر رکھا ہے اور ہم کو کوئی امر ان کے اس خیال کی مخالفت کرنے پر برانگیختہ نہیں کرتا بلکہ میں نے جو اس مسئلہ پر غور کیا تو مجھ کو یقین ہو گیا کہ یہ خیال عیسائیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اندر سے پیدا ہوا ہوگا گو اس کا سراغ ہم ٹھیک ٹھیک نہ لگا سکیں اور میں ایک پہلو سے اس کے قبول کرنے پر طبیعت کو آمادہ پاتا ہوں۔ دمشق دنیا کی تاریخ میں سب سے قدیم شہر ہے جو آج تک صفحہ ہستی پر برقرار رہا۔ گو سچ ہے کہ ہزاروں شہر اور گاؤں کے نشان یوں مٹ گئے کہ جیسے مٹیں پاؤں کے نشان۔ مگر دمشق باقی ہے اور قیاس چاہتا ہے کہ آخر تک باقی رہے۔ حضرت یحیٰ کا مزار بھی یہیں بتایا جاتا ہے اور کلیسا کی تاریخ میں بھی اس شہر کی شہرت ایک عظیم الشان واقعہ کی بدولت قائم ہوگئی ہے اور وہ خداوند مسیح کے ظہور کے ساتھ یعنی آپ کا ایک جلالی نزول سولوس پر جو بعد میں مقدس پولوس ہوئے اسی شہر میں ہو چکا ہے۔ پس کوئی امر مانع نہیں کہ کیوں آپ دوبارہ پھر اسی شہر میں نازل نہ ہوں جو آپ کے اس جلال کی جھلک پا چکا جو آنکھیں چکا چوند کر دینے والا ہے دشمنوں کو سرنگوں گرا دینے والا اور اس کی خداوندی اور مسیحیت منوا لینے والا وہ جلال جس سے اس کی آنکھیں سیر نہیں ہوئیں۔ دمشق قدیم ترین شہر گویا ساری دنیا کا مختار بن کر مسیح کی نصرت وفتح کا نمونہ پا چکا تو اب جب وہ اپنے اس جلال کو کمال تک پہنچائیں گے تو کیوں وہیں سے نہ شروع ہو جہاں سے باقی داشتہ چھوڑ دیا گیا تھا۔

شائد عیسائیوں کو آپ کا نزول اس شہر کی ایک نامی مسجد کے اوپر ناپسند ہو مگر میں کہتا ہوں کہ اگر آپ دمشق میں نازل ہوں تو آپ کا قدم مبارک پہلے مسجد ہی کے سر پر پڑنا چاہیے۔ پولوس کیسے سخت دشمن آپ کے لوگوں کے تھے مگر آپ کسی دوست پر اس طرح ظاہر نہیں ہوئے بلکہ دشمن پر اور نتیجہ یہ ہوا کہ جانی دشمن آپ کا اور آپ کے لوگوں کا جانی دوست بن گیا۔ پھر جب آپ کا نزول اسی لئے ہوگا کہ بچھڑے ہوئے مل جاویں دشمن دوست ہو جاویں تو مسجد پر نازل ہو کر آپ مسجد کو گرجے کے قرین اور مسجد والوں کو گرجے والوں کا دوست بنا دیں گے گویا آپ ایک دوسرے سولوس کو پولوس بنا دیں گے اور تب مسلمانوں سے ملنے کے لئے عیسائی حنا نیا کی طرف جانے پر مجبور کئے جاویں گے۔

خداوند کہیں نہ کہیں ضرور نازل ہوں گے پس آپ اگر دمشق میں نازل ہوں اور جامع دمشق میں تو اس سے میرے دل کو بڑی خوشی ہوگی اور میں اس جامع دمشق کو سینٹ صوفیہ گرجے کا نعم البدل سمجھونگا۔

ایک اور بات ہے خداوند کے نزول کے متعلق جس کا ذکر حدیث میں تاکیدی ہے اور ظاہراً عیسائیوں کے لئے ناگوار معلوم ہوتا ہے یعنی قتل خنزیر اور کسر صلیب لیکن اگر دوستی کے خیالات کے ساتھ فکر کیا جاوے تو یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی لطف سے خالی نہیں مسلمان عموماً عیسائیوں کی نسبت صرف اسی قدر جانتے ہیں کہ وہ سور کھاتے ہیں اس لئے قتل خنزیر سے وہ سمجھتے ہوں کہ عیسائیوں کو رنج ہوگا اور حضرت مسیح گویا عیسائیوں کو دق کریں گے جس سے مسلمانوں کے جی ٹھنڈے ہوں گے۔ یہ خیال بہت ہی عامیانہ ہے اور مروت سے بعید اور نزول مسیح کے اغراض کی منافی۔ بھلا اس سے عیسائیوں کا کیا ہرج۔ اگر مسیح نے سوروں کو قتل کیا تو سور کھانے والوں کی اور بھی بن آئے گی کہ ایک تو سور مفت کا پھر وہ بھی مسیح کے ہاتھ کا مارا ہوا نور علی نور ہم خرما و ہم ثواب، لیکن مسیح کا آنا تو اس لئے ہوگا کہ آپس کا بغض وعداوت دور ہو جاوے اگر قتل خنزیر کا یہ نتیجہ ہوا کہ مسلمان خوشی مناویں کہ عیسائی دق ہو رہے ہیں یا عیسائی افراط سے سور کھا کر مسلمانوں کو چڑاویں تو گویا باہمی حسد اور بڑھ گیا اور نزول ثانی کا مقصد فوت ہوا۔ ہاں ممکن ہے کہ اس وقت سور اس لئے معدوم کئے جاویں کہ مسلمانوں کو اور نیز یہودیوں کو جو اپنی تعصّبات میں مسلمانوں سے بھی زیادہ پختہ اور سخت جان ہیں عیسائیوں کے ساتھ شیر وشکر ہونے میں کچھ تامل نہ ہو۔ پھر عیسائیوں کو منع کر دیا جاوے کہ اپنے ان بھائیوں کی خاطر اس کا کھانا ترک کر دو اور مقدس پولوس کی نصیحت بھی موجود ہے۔ کھانا ہمیں خدا سے نہیں ملائے گا کیونکہ اگر نہ کھائیں تو ہمارا کچھ نقصان نہیں اگر کھائیں تو کچھ نفع نہیں لیکن ہوشیار رہو ایسا نہ ہو کہ تمہاری یہ آزادی کمزوروں کی ٹھوکر کا باعث ہو جائے۔ اس سبب سے اگر کھانا میرے بھائی کو ٹھوکر کھلائے تو میں ہرگز کبھی گوشت نہ کھاؤں تاکہ اپنے بھائی کی ٹھوکر کا باعث نہ ہوں،۔ (خط بنام کرنتھی باب ۸)

پس اگر سور ہی پر تکرار ہے اور اسکے رہتے ہوئے یہودیوں اور مسلمانوں کے دلوں میں آشتی ومحبت نہیں پیدا ہوسکتی تو ہم کو کوئی اعتراض نہیں کہ سور کھانا عیسائی قطعاً چھوڑ دیں، یا وہ گائے کا گوشت کھانا بھی چھوڑ دیں تاکہ ہندو بھی ان کے ساتھ ایک ہو جاویں ....پس ہم مسلمانوں کو اطمینان دلاتے ہیں کہ ہم کو قتل خنزیر سے ذرہ بھی تردد نہیں اگر عداوت کا خبیث، خدا کے بندوں کو چھوڑ کر سوروں کی ہلاکت کا باعث ہو جاوے کہ بھائیوں کے دل آپس میں صاف ہوں اور گڈرینی دوانہ کی مانند چنگے ہو جاویں۔ لیکن میرا گمان ہے کہ اس وقت تک سب قوموں کی اصلاح ہو جاوے گی یا عیسائی ازخود سور کھانا ترک کر دیں گے یا مسلمان اس کو بناء مخاصمت نہ سمجھیں گے اور سوروں کے قتل عام کی ضرورت لاحق نہ ہوگی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاں کسر صلیب میں کچھ مشکل ضرور ہے اور سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کیوں صلیبوں کو توڑیں گے پس اگر آپ ایسا کریں تو کچھ مضائقہ بھی نہیں کیونکہ جب ہمارا مسیح مصلوب برہ جو جہان کے گناہوں کے لئے قربان ہوا، آپ ہمارے درمیان موجود ہوگا تو پھر اس وقت لکڑی یا پتھر یا سونے چاندی کی صلیب کی ہم کو کیا ضرورت ہوگی۔ اگر سچ پوچھو تو ہم صلیبوں کے توڑے جانے کے بھی پہلے سے عادی ہو چکے ہیں۔ پیوری ٹن لوگ جو بڑے زاہد تھے اور دین دین پکارتے تھے انہوں نے لاکھوں توڑ ڈالی تھیں۔ پھر اس میں بھی کلام نہیں کہ صلیب کے متعلق بعض لوگوں نے بہت سی بت پرستی کی رسوم پیدا کر رکھی ہیں کہ جن کا مٹانا شاید صلیب کے مٹائے بغیر مشکل ہو۔ غرض کہ ہم کو اس اصرار نہیں کہ جب ہمارے خداوند مسیح مصلوب خود ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہوں اس وقت بھی صلیب بحال رہے، بلکہ ہم تو یہاں تک کہتے ہیں کہ جب مسیح خدا کی ہیکل ہمارے درمیان موجود ہوگی تو اس وقت ہم کو گرجوں کی بھی کوئی ضرورت نہ رہے گی۔ آسمان پر نہ کوئی صلیب ہے نہ کوئی گرجا اور جب آسمان کی بادشاہت زمین پر مسلط ہو جائے گی تو مقدسوں کی رفاقت کے لئے گرجوں اور صلیبوں کی ضرورت اٹھ جاوے گی پس قتل خنزیر اور کسر صلیب اور نزول دمشق میں بھی ہم ایک سچائی پوشیدہ پاتے ہیں جو افسوس ہے کہ مسلمانوں کی آنکھوں سے اوجھل ہے۔ اور عیسائیوں کی بھی کسر صلیب کے قیاس میں بھی صلیبی دین کے استحکام اور پائیداری کی پیشین گوئی ہے کہ یہ صلیب خداوند کے آنے تک برقرار رہیں گے اور ہماری اس سے زیادہ آرزو نہیں یعنی صلیب کو کوئی نہیں توڑ سکتا اس کو توڑے تو وہی توڑے جو صلیب پر چڑھا تھا۔ پس معلوم ہو جاوے کہ سوروں کے قتل سے ہم کو مطلق غم نہیں اور ان ظاہری صلیبوں کے مٹ جانے سے کوئی تردد نہیں۔ خاص کر اس وقت جب کہ خداوند ہمارے ساتھ ہو۔ اور وہ صلیب جو ہمارے دل اور ہماری پیشانی پر ہے وہ ٹوٹ نہیں سکتا اور اس سے اسلامی پیشین گوئی کے الفاظ کو کوئی بحث نہیں۔

ہم اپنے مضمون سے کچھ دور جا پڑا اور پھر وہی سلسلہ چھیڑتے ہیں ناظرین ذرہ غور سے سنیں۔ خداوند کی پیشین گوئی میں بھی صاف صاف لکھا ہے کہ آپ کے نزول وظہور کے قب انہیں بلاؤں میں جو آنے والی ہیں ایک یہ بھی ہوگی کہ بہت سے جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھیں گے جن میں بعض بڑے بڑے نشان اور اچنبھے بھی دکھلائیں گے اور لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ پس جہاں ہم مری یا کال یا بھونچال اور جنگ کو دیکھیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے جن کی خبر دی گئی وہیں ہم جھوٹے نبیوں اور جھوٹے مسیحوں کو بھی دیکھیں گے۔ اوران کی گمراہ امتوں کو جس طرح ان کا آنا لفظاً اور حقیقتاً برحق ہے ان کا بھی اسی معنی میں، تاویلی معنی نہ ان کے لئے ہیں نہ ان کے لئے، ہو نہیں ہوسکتا کہ امن وسلامتی فتنہ وفساد کے آئے بغیر نصیب ہو یا سچا مسیح ان جھوٹوں کے آئے بغیر آ جاوے پہلے ظلمت کا دور ہے پھر نور ہدایت کا۔ پس اگر یہ حوادث وہی بتلائے جاتے ہیں جو مسیح کی آمد ثانی کے مبادی ہوں گے تو شیر علی بی اے کا فرض ہے کہ براہ مہربانی ہم کو وہ یہ بھی بتلا دے کہ جھوٹے مسیح کہاں ہیں جن کا آنا ضرور ہے، یا آیا ان کی کوئی لین ڈوری آئی ہے جن کی نسبت ہم سے، کوئی کہے گا کہ دیکھو مسیح یہاں ہے۔، اور جس کی نسبت خداوند مسیح نے تاکید سے فرمایا، تم اس کا یقین نہ کرنا، خداوند مسیح کا یہی فرمودہ ہے اور تم نے خود مان لیا کہ ابھی اور خرابیاں آنے والی ہیں جن کے مقابلہ میں وہ جو کچھ گذر چکیں کچھ بھی نہیں۔ لہذا جب وہ گذر چکیں گی اور جب وہ کذاب آلینگے تب ہم سچے مسیح کی خیر مقدم کرنے کو اٹھیں گے اور جان جائیں گے کہ، وہ قریب ہے ہاں دروازہ پر،، پس ماننا پڑا کہ یہ زمانہ جھوٹے مسیحوں کا یا کم سے کم ان کے پیشروؤں کا ہے نہ سچے مسیح کا۔

اب ہم کو تیار رہنا چاہیے کہ کسی جھوٹے مسیح کی طرف اشارہ کرکے کوئی کہنے والا کہہ دے کہ، دیکھو مسیح یہاں ہے،۔ مسلمانو اور عیسائیو کان لگاؤ، سن لو، اس کا ایک نقیب، فی الحقیقت یہ کہتے ہوئے سنائی دیتا ہے:

وہ جس کے ظہور کا زمانہ پہنچا ہوا ہے کہاں ہے؟، تو اس بات کا پتہ ہم دیتے ہیں کہ وہ قادیان میں نازل ہو چکے ہیں۔،

یہ شہادت ہے ایک جھوٹے کی دوسرے جھوٹے کے حق میں۔ مگر مسیح خداوند کی نصیحت موجود ہے:

تم ان کا یقین مت کرنا۔،

اور ہر ایماندار مسلمان اور عیسائی فی الحقیقت کہہ رہا ہے:

اے شیطان دور ہو۔،

جب ہم یہ یاد کرتے ہیں کہ جھوٹا نبی یا جھوٹا مسیح کوئی ایک ہی نہیں اٹھنا ہے بلکہ بہت سے اور حدیث میں ان کا شمار تیس بتلایا گیا اور ان سب کے بعد اصلی حقیقی مسیح کا ظہور ہے اور یہ ظہور اکیلا ہے تو ہم سچے مسیح سے ملنے کی جلدی نہیں کرتے کیونکہ ابھی تک بہت بڑی وبائیں اور بہت بڑے بھونچال بھی نہیں آئے اور جھوٹا مسیح،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن سب سے چھوٹا، صرف ایک ہی اٹھا ہے جس کا پتہ شیر علی نے کادیان میں بتلایا۔ ابھی ہم اور جھوٹے مسیحوں کے منتظر ہیں جس طرح اور وباؤں اور زلزلوں کے۔ کادیان والا کذاب بھی اور مسیحوں اور وباؤں کے آنے کا قائل ہے اور اس کا یار غار نور الدین بھی گواہی دیتا ہے کہ مرزا نے، مثیل مسیح ہونے کا دعوی کیا ہے ممکن ہے مثیل مسیح بہت آویں (ازالہ اوہام۔ص ۴۸۸، اور اس کے آخر میں نور الدین کا خط۔ص ۱۱)

پس ہم کو ماننا پڑا کہ جھوٹے مسیحوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور چونکہ اس زمانہ میں مسیح ہونے کا کسی نے دعوی نہیں کیا بجز کادیانی کے اس لئے ہم کو بھی ماننا پڑا کہ وہ جھوٹے مسیحوں میں سب سے پہلا ہے گو سب سے جھوٹا حدیث میں جھوٹے مسیح کو مسیح کذاب اور مسیح الدجال کہتے ہیں تو ابھی ۲۹ دجال اور آنا چاہییں۔ ایک سے ایک بڑھ کر۔ سب سے بڑا دجال آخری ہوگا جس کے خروج کے بعد مسیح خداوند نازل ہوں گے اور اس کو معہ اس کے فتنہ کے نیست کریں گے۔ رہے یہ چھوٹے موٹے دجال جو حشرات الارض کی طرح اِس گاؤں میں اور اس گاؤں میں پیدا ہوا کریں گے ان کے قلع قمع کے لئے محمد (ﷺ) کے امتی اور مسیح کے امتی جو دونوں سچے مسیح کی آمد کے منتظر ہیں کافی سے زیادہ ہیں۔ مرزا کو ہم نے بہت ہی چھوٹا دجال اور ادنی قسم کا یعنی دجال کو چک کہا اور شائد محمد علی ایم اے اور شیر علی بی اے کی افہام یہ بات سمجھنے سے قاصر ہیں، اس لئے ہم وجہ بھی بتائے دیتے ہیں کہ جو ہم نے کہا تو کیوں؟ جو بڑے بڑے دجال آویں گے وہ حیرت انگیز نشانات و کرامات دکھلاویں گے ایسے کہ ممکن ہے کہ بعض برگزیدہ لوگ بھی بہک جائیں اور اس کے پھندے میں آجاویں۔ اور اس کو مسیح مان لیں مگر مرزا نے نہ کوئی نشان دکھلایا نہ کوئی کرامت۔ صرف بے حیائی کی باتیں بکیں اور ڈینگیں ماریں۔ جتنی ہی فاش شکستیں اٹھائیں اتنے ہی فتح کے اشتہار دیئے اور اسکی مسیحیت کی ساری کامیابی بس یہ رہ گئی کہ ہندوستان کے تمام مسلمانوں نے ایک زبان ہو کر اس کو ملعون اور کذاب ٹھہرادیا گویا وہ دور سے شکل دیکھتے ہی پہچان گئے کہ دجال کی سواری آئی۔ ہاں ان چھ کروڑ مسلمانوں میں یعنی صرف ہندوستان میں (ہم اسلامی ممالک کے مسلمانوں کا ذکر نہیں کرتے) کچھ تھوڑے سے لوگ اس کو مسیح مان بیٹھے جن کا شکار اس جگہ کسی ایسی کسر اعشاریہ سے بھی نہیں دکھلایا جا سکتا جس کا اندازہ معمولی اور اوسط درجہ کے مسلمان کو ہو سکے اور وہ بھی پیر پرستوں قبر پرستوں خام خیال نیم مسلمانوں میں جن کو یہ بھی خبر نہیں کہ ان میں اور غیر مسلمانوں میں اصلی مابہ الامتیاز کون شئے ہے ہاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں دو چار لوگ ایسے بھی ہیں جن کے نام کے پہلے مولوی لگا ہوا ہے یا بعد میں بی اے ایم اے جو بڑی بڑی کتابیں لکھ کر لکھ کر اس کی مسیحیت کا اثبات کیا کرتے ہیں۔لوگوں کا گمان ہے اور غالباً سچ ہے کہ اگر یہ لوگ مجذوب اور مخبوط نہیں تو صرف بھاڑے کے ٹٹو ہیں مگر ہم ان کو پہلی قسم میں شمار کرنا زیادہ قرین مروت سمجھتے ہیں ۔اس کی دجالیت وکذابیت کے تو لوگ بلا دلیل قائل ہیں جس طرح آفتاب کے وجود کے لیکن اس کی مسیحیت پر چند دلائل کے بہانے ہیں جو صرف نورالدین یا شیر علی یا محمد علی کے پاس ہیں جن کو آج تک وہ دکھلا نہ سکے اور جب دکھلا یا شرمندہ ہوئے اور جب ان کو کسی نے پاس سے تجربہ سے بس کر کس کر دیکھ لیا تو مولوی چراغ دین جموی اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان کی طرح:

ہوا گھر کو روانہ پڑھ کے لاحول

اور وہ چند بزرگ بھی جن کا نام نامی اوپر آیا جب سینہ پر ہاتھ رکھ کر مرزا کی تصدیق کرتے ہیں تو ہم کو صائب کا شعر یاد آتا ہے۔

بنمائے بہ صاحب نظرے گوہر خود را
عیسی نتواں گشت بہ تصدیق خرے چند

(اڈیٹر ریویو آف ریلی جنز ہم سے پوچھتا ہے کہ، چار لاکھ معزز انسانوں کی جماعت پر خرے چند کا لفظ صادق آتا ہے یا گیارہ ماہی گیروں پر۔ اور ہم خوشی سے اس کو بتلاتے ہیں کہ چار لاکھ پر کیونکر ان گیارہ کا انصار اللہ ہونا اور مرسلین ہونا خود تمہارے نزدیک ایسی آسمانی شہادت سے ثابت ہے جس کا انکار کرنا کفر ہوتا ہے، مگر کیا کوئی ایسی معتبر شہادت تم پیش کر سکتے ہو جس کی رو سے ان چار لاکھ میں سے کسی کو گدھا سمجھنا کفر ہو جاتا ہے۔ اگر یہ لوگ خفا ہو کر حواریان مسیح کی نسبت یہ گستاخی کر سکتے ہیں اور پھر بھی اپنے تئیں مسلمان بتلاتے ہیں تو لاریب خرے چند کی ان میں کمی نہیں۔ کیا یہ گدھا پن نہیں کہ ان سے کوئی مرزا کے حق میں اپنی تصدیق کو اس پایہ کا سمجھے جیسا کسی حواری کا مسیح کی تصدیق کرنا)

اب اور سنئے یہ جو معدودے چند اسکے امتی ہیں یہ بھی شامت کے مارے سب کے سب مسلمانوں میں سے، برگزیدوں سے یعنی مسیحوں میں سے کوئی بھی نہیں۔ ایک بھی آپ کے دام تزویر میں نہ آیا۔ گو ان میں بیسیوں مسلمان ہو گئے آریہ ہو گئے ہندو ہو گئے بدھ ہو گئے، عیسائیوں کی طرف سے جس قدر ناکامی آپ کو نصیب ہوئی :

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلا مبالغہ آپ کی کرامت ہے جس سے مسلمانوں نے بھی ہدایت پائی اور اس بات کو آپ کا دل ہی خوب جانتا ہے۔

اس ناکامی کا حال ایک شمہ میں یہاں واسطے تفریح ناظرین بیان کئے دیتا ہوں۔

پہلے عیسائیوں کی کامیابی کا حال سنیئے بلکہ اپنے کہے ہوئے کو یاد کیجئے:

کیا یہ سچ نہیں ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس ملک ہند میں ایک لاکھ کے قریب لوگوں نے عیسائی مذہب اختیار کرلیا ہے اور چھ کروڑ اور کسی زیادہ اسلام کے مخالف کتابیں تالیف ہوئیں اور بڑے بڑے شریف خاندانوں کے لوگ اپنے پاک مذہب کو کھو بیٹھے یہاں تک کہ وہ جو آل رسول کہلاتے تھے وہ عیسائیت کا جامہ پہن کر دشمن رسول بن گئے۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ص ۵۱)

لیکن عیسائی قوم اس زمانہ میں چالیس کروڑ سے کچھ زیادہ ہے اور بڑے زور سے اپنے دجالی خیالات کو پھیلا رہی ہے اور صدہا پیرایوں میں اپنے شیطانی منصوبوں کو دلوں میں جاگزیں کر رہی ہے بعض واعظوں کے رنگ پھرتے ہیں بعض گویئے بن کر گیت گاتے ہیں بعض شاعر بن کر تثلیث کے متعلق غزلیں سناتے ہیں بعض جوگی بن کر اپنے خیالات کو شائع کرتے ہیں۔ بعض نے یہی خدمت لی ہے کہ دنیا کی تمام زبانوں میں اپنی محرف انجیل کا ترجمہ کرے اور ایسا ہی دوسری کتابیں اسلام کے مقابل پر ہر زبان میں لکھ کر تقسیم کرتے پھرتے ہیں (آئینہ کمالات اسلام۔ص ۳۴۷)

اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ نصاریٰ غالب آگئے اور ان کا مذہب زمین پر بہت بڑھ گیا اور زمین کے کناروں تک پھیل گیا اور ہر ایک بلندی زمین کی انکے حصہ میں آگئی (نور الحق حصہ اول ص ۶)

لاکھوں آدمی دجالی (یعنی پادریوں کے) مذہب میں داخل ہوتے جاتے ہیں (ازالہ اوہام ص ۴۹۶)

نہ ستر ہزار بلکہ ستر لاکھ سے زیادہ متفرق ملکوں میں لوگ دین اسلام سے انحراف کر چکے ہیں (ازالہ اوہام۔ص ۷۳۳)

پھر آپ (یعنی مرزا قادیانی) ضمیمہ ریویو آف ریلی جنز قادیان بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۳ء میں اپنے وجود کی علت غائی مرزا قادیانی یہ بیان فرماتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصل غرض خدا تعالیٰ کی میرے بھیجنے سے یہی ہے کہ جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائی ہیں ان کو دور کر کے دنیا کے عام لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جائے اور اس غرض مذکورہ بالا کو جس کو دوسرے لفظوں میں احادیث صحیحہ میں کسر صلیب کے نام سے یاد کیا گیا ہے پورا کیا جائے۔،

نیز مرزا قادیانی فرماتے ہیں:

اور اس زمانہ کے مجدد کا نام مسیح موعود رکھنا اس مصلحت پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ اس مجدد کا عظیم الشان کام عیسائیت کا غلبہ توڑنا اور ان کے حملوں کا دفاع کرنا اور ان کے فلسفہ کو جو مخالف قرآن ہے دلائل قویہ کے ساتھ توڑنا اور نیز اسلام کی حجت پوری کرنا ہے کیونکہ سب سے بڑی آفت اس زمانہ میں اسلام کے لئے جو بغیر تائید الٰہی دور نہیں ہوسکتی عیسائیوں کے فلسفانہ حملے اور مذہبی نکتہ چینیاں ہیں جن کے دور کرنے کے لئے ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی آوے۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ص ۳۴۱)

(اکبر مسیح کہتے ہیں) اچھا صاحب عیسائی جو، چالیس کروڑ سے کچھ زیادہ، موجود ہیں تو آپ نے ان کی گنتی میں کیا کمی کر دی۔ ان کی زکوۃ یعنی چالیسواں حصہ بھی تو آپ نہ نکال سکے۔ خیر اسے جانے دیجئے آپ ہی بتلا دیں کہ دنیا کے، عام لوگوں، میں سے وہ کون امتیں ہیں جو آپ کی کوششوں سے، اسلام کی طرف مائل ہو گئیں۔ روس، جرمنی، انگلستان، فرانس، چین، جاپان، عراق اور عرب اور ایران و افغانستان مصر و شام و مشرق افریقہ و بربر کی طرف نہ دوڑیں، پہلے پنجاب ہی کو دیکھ لیں جو اسی ہندوستان میں ہے جہاں آپ طاعون کے ساتھ پیدا ہوئے۔

ان بیس کروڑ عام لوگوں میں اسلام کو آپ نے کتنا پیرو بنا دیا۔ آریوں میں، سکھوں میں، ہندوؤں میں، عیسائیوں میں؟ عیسائی مذہب نے، جو جو غلطیاں و گمراہیاں پھیلائی ہیں، ان میں سے کون کون سی آپ نے دفع کر دی کہ جس پر کسر صلیب کا اطلاق آپ کی اصطلاح میں ہو سکے۔

عیسائیوں کے حملوں سے آپ نے اسلام کو کیا بچالیا؟ ہاں ایمان کی بات ہے کہ اسلام پر آپ ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ایسے ایسے حملے کرائے جیسے کبھی نہ ہوئے۔حتی کہ انگریزی رسالہ کرائی آف پین یعنی دردزہ میں آپ کو آٹھ آٹھ آنسو رونا پڑا۔اور آج تک ان کے سو حملوں سے ایک کو بھی آپ دفع نہ کر سکے۔غرض کہ وہ خاص کام جس کا پورا کرنا آپ نے اپنا خاص منصب بتلایا تھا، اسی کو آپ نے نہ کیا بلکہ الٹا بگاڑ دیا۔

غرض کہ آپ ایک انڈہ تھے جو گندہ ہو گیا خود آپ کو اعتراف ہے کہ پادری لوگ متفرق ملکوں میں ستر لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کو اسلام سے منحرف کرا چکے، پھر کیا آپ اس ستر لاکھ کے سترویں حصہ کو بھی اپنی ستر برس کی عمر میں اسلام میں واپس لوٹا لائے۔اچھا صاحب آپ ہم کو دس ہی گنا دیں۔ان بڑے بڑے بزرگوں اورولیوں کی اولاد، بڑے بڑے خاندان کے، آدمیوں میں سے جن کو آپ دوبارہ عیسائی دین سے اسلام میں پھیر لائے۔اسی برتے پر عیسائیت کے غلبہ توڑنے کا وہم! اوران کے فلسفہ کو دلائل قویہ کے ساتھ توڑنے کا حوصلہ!اور لفظ فلسفہ آپ کی زبان پر!!!

آپ کی ناکامی پر تو ہم آپ کو بہت شرمندہ کر چکے اب آپ کی کامیابی کا حال بھی سنائے دیتے ہیں مگر یہ معرکہ آرائی آپ کی خدمات کے پروگرام میں دخل نہیں تھی یعنی چند ہزار مسلمانوں کو آپ نے گمراہ کرلیا اور باقی چھ کروڑ کو کافر ٹھہرا دیا اوران کے علماء اور مشائخ پر لعنت کی اور کرائی یعنی رہی سہی جو کچھ برائے نام مسلمانی باقی رہ گئی تھی اس کا بھی آپ نے نام مٹا دیا۔یورپی سلطنتوں میں ترکی کو، مرد بیمار، کہتے ہیں جو حالت نزع میں ہے: اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

مگر ہمارے نزدیک ٹرکی اسلام نہیں گو اسلام کی تلوار کی یادگار ہے۔ٹرکی کی بیماری یا موت اسلام کی بیماری یا موت نہیں،لیکن آپ نے اسلام کی یہ تعریف ہندوستان کو سنائی:

> تھوڑے دن گذرے ہیں کہ ایک مدقوق اور قریب المرگ انسان مجھے دکھائی دیا اوراس نے ظاہر کیا کہ میرا نام دین محمد ہے اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ دین محمدی ہے جو مجسم ہو کر نظر آیا اور میں نے اس کو تسلی دی کہ تو میرے ہاتھ سے شفا پاوے گا۔(ازالہ اوہام۔ص ۲۱۴)

واویلا اس مریض پر جس کے معالج آپ ہوں! تو اب صرف وہی چند ہزار مرزائی صفحہ روزگار پر مسلمان رہ گئے جنھوں نے آپ کا پیالہ پی لیا، اور کادیان کو اپنا قبلہ بنا کر عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فٹ بال بنے ہوئے ہیں۔کبھی ادھر پادری کی ٹھوکر کھائی، کبھی ادھر مولوی کی۔اور لعنتیں دونوں طرف سے ایسی ملیں کہ کادیان کے مکانوں پر کھپروں کی ضرورت نہ رہی:

گر مسلمانی ہمیں است کہ مرزا دارد

وائے گر در پس امروز بود فردائے

مگر ہم آپ کی درازی عمر کی دعا مانگتے ہیں اگر آپ کا دم نہ رہا تو یہ کھیل مٹ جائے گا۔اب اس کھلی ہوئی حقیقت کو دیکھ کر پھر بھی کامیابی کا نام لینا ایک ایسی بے شرمی و بے غیرتی ہے جو صرف کسی دجال ہی کا حصہ ہوسکتی ہے۔اور آپ کو سب لوگوں نے پہچان لیا، مسلمانوں نے بھی اور عیسائیوں نے تو خوب ہی۔ بدھ لوگ کہتے ہیں کہ جب کوئی بدھ دنیا میں پیدا ہوتا ہے تو اس میں ۳۲ بڑی علامات اور ۸۰ چھوٹی علامات ایسی ہوتی ہیں کہ جس سے فوراً وہ پہچانا جاتا ہے۔آپ میں اس سے بھی دو چند ایسے علامات موجود ہیں کہ کبھی کسی کو دھوکہ نہیں ہوا۔مسلمانوں کے مقابل میں آپ کو اگر کچھ کامیابی ہوگئی ہو تو ہوگئی، مگر یہ بات سب کو معلوم ہے بلکہ مسلمانوں کو خاص طور سے کہ عیسائیوں کے مقابلہ پر آپ بہت ہی بے آبرو ہوئے۔

عبداللہ آتھم کا نام سن کر آپ کے بدن پر رعشہ آجاتا ہے۔مناظرہ کے بعد آپ نے پیش گوئی کی تھی کہ وہ پندرہ ماہ میں مرجاوے گا اور جیتا جاگتا بچا۔اور جو رسوائی آپ کو نصیب ہوئی خدا دشمن کو بھی اس سے بچاوے۔آپ کا قصیدہ گواہ ہے کہ لوگوں نے آپ کے ساتھ نثر اور نظم سے جو ہولی کھیلی تھی اور آپ کو نہلایا تھا۔

(آپ نے خود لکھا): میرا دل مہتمان اور اڈیٹران کی ایذا سے دکھ گیا، اور ان کی باتوں سے پارہ پارہ ہوگیا۔انہوں نے بڑے جور سے اپنی زبان میری مذمت میں کھولی، اور ان کی گرفت کی شدت سے میں رسی کی طرح بل کھا کھا کر بٹا گیا۔انہوں نے پکار دیا کہ یہ کذاب ہے اور ہر کاغذ کو انہوں نے میری بدگوئی سے پر کردیا، اور جس طرح زخمی رات کاٹ کر صبح کرتا ہے میرا بھی وہی حال ہوگیا۔

(انجام آتھم۔ص ۲۰۷۔۲۰۸)

یہ لوگ کون تھے جنہوں نے آپ کو بہ آواز دہل کذاب پکار دیا تھا؟ اہل اسلام تھے جن کو دام تزویر میں لانے کی غرض سے آپ یہ سمجھاتے تھے کہ ہم تمہارے وکیل ہو کر عیسائیوں سے لڑتے ہیں۔انہوں نے بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی چالیں پہچان لیں۔عیسائیوں کے ہاتھ سے آپ نے وہ ایک ایسی زک اٹھائی کہ آپ کی کمر ٹوٹ گئی۔ اس کے بعد پھر آپ کی وہی مثل رہی کہ

ہر دست از جاں بشوید ہر چہ در دل آرد بگوید

اور جتنی ہی سچی بدگوئی آپ نے مسلمانوں سے سنی تھی، اتنی ہی جھوٹی بدگوئی آپ نے بے چارے عیسائیوں کی کی۔مگر آپ کا دل تو پارہ پارہ ہوگیا۔آپ رسی کی طرح بل کھاتے رہے۔رسی جل گئی مگر بل نہ گیا، لیکن عیسائیوں کی ابرو پر میل بھی نہ آیا۔

پھر بتایئے وہ کون سا مناظرہ ہے عیسائیوں کے ساتھ جس میں آپ بازی لے گئے۔ضربۃ عیسوی کو بھی آپ نہیں بھول سکتے۔غرض کہ ہم کو تو آپ پر ترس آتا ہے کہ جب مسلمانوں کے سامنے منہ کھولا، حرماں نصیب ہوئے۔اور جب عیسائیوں کے مقابلہ میں آئے تو رسوا اور خوار۔عیسائیوں میں تو آپ کی کامیابی نرا صفر رہا، مسلمانوں کے گھر کا کوڑا کرکٹ یعنی چند ہزار مومن بے شک آپ کے قبضہ میں آ گئے۔

(اکبر مسیح کہتے ہیں) بہت بڑی دلیل میاں شیر علی قادیانی کی یہ ہے کہ:

مرزا اپنے گاؤں میں خلوت کی زندگی بسر کر رہے تھے اور کوئی نہ جانتا تھا کہ وہ کون ہیں...اور عام طور پر تمام دنیا میں آپ کو اس قدر شہرت حاصل ہوگئی۔

افسوس اس (شیر علی) بی اے نے کچھ نہ سمجھا۔اس کو معلوم نہیں کہ اس زمانہ میں بعض عورتوں نے شہرت حاصل کی جس کا پچاسواں حصہ بھی اس کے پیر کو حاصل نہیں ہوئی۔شہرت نیک نامی کے ساتھ، شہرت پڑھے لکھے علم دوستوں کے درمیان شہرت لیاقت کے ساتھ و ہنرمندی کے ساتھ کسی ایک ملک میں نہیں سب ملکوں میں۔

امریکہ میں ایک بڑھیا ہے مسز اِڈّی جس کے پیرو بیس لاکھ ہیں۔سب اس کی کشف و کرامات کے قائل ہیں اور اس کو مسیح کا نائب سمجھتے ہیں۔جس کے سب سے بڑے مخالف امریکہ کے جادو رقم ظریف مارک ٹوین نے یہ گواہی دی کہ مسز اڈّی سے زیادہ عجیب و غریب کوئی شخص ہمارے اس سیارے پر قدم نہیں مارتا جس کو دنیا کہتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میڈم بلیوٹسکائی کا نام کس نے نہیں سنا جس کی ایک عالم میں دھوم مچ گئی تھی۔ اور آپ ہی کی آنکھوں کے سامنے جو اس ملک میں تھوسوفی کی بانیہ ہو گذری۔ اور تمام ہندو ڈگری یافتوں کو تھوسوفٹ بنا گئی، اور آج کل بھی اس کے جانشین ایک دوسری بڑھیا مسز اینی بسنٹ ہے جس کو ہندو پوج رہے ہیں۔ ایک دو نہیں کروڑوں کشمیر سے لے کر سیلون تک۔ جس نے بنارس میں ہندو کالج جہاں کی دولت بٹور کے قائم کر دیا، جس کو دیکھ کر لوگوں کی عقل دنگ ہوتی ہے۔

پھر ایک آپ ہیں کہ منہ پر داڑھی بھی ہے اور صرف چند ہزار جاہل مسلمانوں کو چیلہ بنا کر شہرت کی گدی پر بیٹھ گئے اور وہ شہرت بھی بس اسی قدر کہ سرحد کے قریب ہندوستان میں پنجاب کے ایک گاؤں میں مسلمانوں کے درمیان ایک ملا اٹھا ہے جو اپنے تئیں مہدی مسیح کہتا ہے جس کو سارے مسلمان دجال کذاب جانتے ہیں۔ اس نے ڈپٹی عبداللہ آتھم کی موت کی پیش گوئی کی تھی جو جھوٹی نکلی تو سارے ہندوستان نے تالیاں بجائیں، پھر بھی کچھ احمق مسلمانوں میں ہیں جو اس کو مہدی مانتے ہیں۔

بڑا دلچسپ لطیفہ یہ کہ کسی مغل کی بیٹی کو یہ اپنی آسمانی جورو کہتا ہے مگر وہ کسی دوسرے کی جورو ہے اور در جن بھر بچے بھی جن چکی ہے۔ پھر بھی یہ اس پر فدا ہے اور اس کے چیلے اس عورت کو ماں جانتے ہیں۔ اخباروں میں ان باتوں کی دھوم ہے، لوگ قہقہے لگاتے ہیں۔ اس شہرت کو کوئی شریف قابل رشک نہیں سمجھتا اور مسیحیت یا مہدویت کا جھوٹا دعوی کر کے شہرت حاصل کرنا اس سے بھی بدتر ہے جو کسی گمنام اوباش کو دم میں حاصل ہو جاتی ہے جو کسی تاجدار کے اوپر تمنچہ داغ دیتا ہے۔

شہرت اسے کہتے ہیں جو سر سید احمد نے حاصل کی تھی کہ ایک قوم کو جو دینی تعصب کی چکی گلے میں باندھ کر پستی کے سمندر کی تہ میں بیٹھ گئی تھی پھر اسے اچھال دیا اور کنارہ لگا کر اس قابل کر دیا کہ ترقی کے میدان میں اوروں کے ساتھ وہ بھی کھڑی ہو جاوے۔

شہرت اسے کہتے ہیں جو عثمان پاشا نے حاصل کی تھی کہ جب ساری قوم بازی ہار چکی تو صرف دو ایک مہروں کے بل پر ایک ٹیڑی دل لشکر کو کچھ دیر روک رکھا، اور مردانگی کے جوہر دکھلا کر گویا قضا وقدر سے ٹھیر گیا کہ دشمن بھی مرحبا پکار اٹھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہرت اسے کہتے ہیں کہ جو کونٹ ٹولسٹائی کو حاصل ہے جس کے صدق خدا پرستی اور راست بازی کے دبدبہ نے زار روس کا جاہ وجلال پامال کر دیا۔ اس کے ظالمانہ قوانین کا منہ بند اور اس کی افواج قاہرہ کے بھیڑیئے کو بکری بنا دیا۔

شہرت اسے کہتے ہیں جو آج کے دن اینڈرو کارنگی کو حاصل ہے جس نے اکل حلال وصدق مقال سے قارون کی دولت اور حاتم کی سخاوت کا نام بھلا دیا۔

شہرت اسے کہتے ہیں جو جنرل بوتہ کو حاصل ہے جو محض ایک گمنام ان پڑھ شخص تھا جسکے کارنمایاں پانچوں براعظموں میں ابدتک اس کی یادگار رہیں گے، جسکی زیارت کو شاہان جہاں فخر سمجھتے ہیں اور اپنے خزانوں کو اس کے پیروں میں انڈیلتے ہیں اور بڑے بڑے مدبران اور سپہ سالاران جس کی تدبیر رعب و وجاہت اور حکومت کے قائل ہیں۔

ہاں یہ بھی شہرت ہے جو دیانند سرستی نے حاصل کی۔ بت پرستی، باطل پرستی اور وہم پرستی کو لاکھوں گھروں سے میٹ دیا۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کی خدمت ادا کی اور ان کی بڑی بڑی مشکلیں حل کر دیں۔ اب یار باقی صحبت باقی۔

پھر لوگ اس کو بھی شہرت کہتے ہیں جو سوڈان کے نیم وحشی مگر شجاع ملا محمد احمد نے ۳ برس کے اندر حاصل کر لی تھی کہ سارے ملک کو اپنا فدائی بنا کر مہدی بن بیٹھا جس کے مقابلہ میں ایسے ایسے ناموروں نے سر ہار دیئے جیسے ہکس پاشا اور جنرل گارڈن گذرے ہیں۔ جس کے دینی اثر کو گھٹانے اور جس کی ذریات کی قوت توڑنے کی خاطر لارڈ کچنر کو ام درمان کے میدان میں تلوار کھینچنا پڑی۔ یہ درویش تھے کہ موت سے یوں بغل گیر ہوئے تھے گویا عاشق اپنے محبوب سے۔

اب شیر علی کے پیر کی شہرت دیکھئے۔ نہ زبان آوروں میں، نہ اہل علم میں، نہ اہل قلم میں، نہ اہل سیف میں، نہ اہل دول میں، نہ اہل سخا میں۔ بلکہ مفتریوں میں، ابلہ فریبوں میں، خاص کر کوسنے والوں میں، بلکہ کوسنے والیوں میں۔ جو مرا آپ کا کاٹا، جو گرا آپ کا کوسا۔ عورتوں میں ایک خام خیال مشہور ہے وہ سمجھتی ہیں کہ بعض پلید عورتوں کی نظر کا مارا بچہ نہیں بچتا۔ جن کی ہونس بچوں کو کھا جاتی ہے۔ ان کے گمان میں اس کی زبان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کالی ہوتی ہے۔پس ان عورتوں میں ضرور آپ کی شہرت ہونا چاہیے۔اور غالباً آپ کے مریدان باعقیدت بیشتر وہی ہوں گے جو ایسی ماؤں کی آغوش میں پل کر بدایوں کے قلا بتے رہے۔علاوہ اس کے آپ کی شہرت کے سائن بورڈ پر اہل اسلام نے یہ لکھ رکھا ہے: **دجال کذاب**۔ اور اس برتے پر دعوی مسیحائی بلکہ دعوی مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کا۔کیا اور کوئی قافیہ نہیں مل سکتا تھا۔بھلا آپ نے عیسائیوں آریوں اور مسلمانوں پر اتنی ہی دھاک بٹھلا دی ہوتی جتنی تانیتا بھیل نے ممالک متوسط کی پولس پر۔اس پر ہم سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ اگر اس زمانہ میں میں مسیح نہیں، تو پھر تم بتاؤ کہ مسیح کہاں ہے؟اس کا جواب وہی ہے جو سعدی فرما گئے

کس نیاید بزیر سایۂ بوم
در ہما از جہاں شود معدوم

(اکبر مسیح کہتے ہیں) اب ہم شیر علی صاحب کی تین اور دلیلوں کی بھی حقیقت عیاں کرتے ہیں جس سے عیسائیوں کے روبرو وہ مرزا کو مسیح ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

اول: یہودی اور مسیحی حلقوں میں یہ بات مانی جاتی ہے کہ مسیح موعود کا نزول آدم سے ساتویں ہزار میں واقع ہوگا اور ظاہر ہے کہ آدم سے ساتواں ہزار جا رہا ہے اس لئے یہی وقت مسلم طور پر ظہور مسیح موعود کا ہے۔خدا نے دنیا کو چھ دنوں میں بنایا اور ساتویں دن آرام کیا۔لیکن زبور اور قرآن شریف کی رو سے ثابت ہے کہ خدا کا ایک دن ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ چھ ہزار سال تک تو دنیا مشقت اور محنت میں گزارے گی اور ساتویں ہزار میں جو سبت اور آرام کا دن مقرر تھا، اس میں خدا کے بندے مسیح موعود کی بادشاہت میں امن و آرام سے بسر کریں گے۔یہ ساتواں ہزار ابھی شروع ہوا ہے اور اگر مسیح موعود اس وقت ظاہر نہ ہو تو پھر اس کا ظاہر ہونا ہی محال اور ناممکن ہے۔

یہ تقریر نہ منطق ہے، نہ ظرافت۔عجب نہیں کہ پنجاب یونیورسٹی میں اس دلیل کی وجہ سے میاں شیر علی کی بھی شہرت ہو جائے۔دنیا کا چھ دن میں بنانا اور خدا کا ساتویں دن آرام کرنا، اس کو دنیا کی چھ ہزار سال کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشقت اور خدا کے بندوں کے آرام سے وہی مناسبت ہے جو گھٹنے کو خیر آباد سے۔ اگر اس قسم کی دلیل ہم نہ سنتے تو ہماری حیرت رفع نہ ہوتی کہ کادیان میں بی اے کیسا۔

اب ہم پوچھتے ہیں کہ اس کا ثبوت کیا ہے کہ، آدم سے ساتواں ہزار جارہا ہے۔

اگر کوئی کہے کہ ستر واں ہزار جارہا ہے تو شاید زیادہ قرین حق ہوگا کیونکہ ہم تو اس معاملہ میں کسی بشپ یا ربّی یا مولوی کے خیال پر صاد کرنے کو تیار نہیں۔ دنیا کی عمر اور بنی آدم کی مدت اور نظام شمسی کی کیفیت بیان کرنا نبی کا منصب نہیں بلکہ سائنس کا ہے جو بتلا رہا ہے کہ نسل انسان ایسی کم سنی کی حالت میں نہیں بلکہ دراصل اس کا ایک ایک دن تمہارے حساب کے ہزار ہزار برس کے برابر ہے۔ تمہارے اپنے ہی قول سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ کے ساتویں ہزار ہونے کا قطعی ثبوت اس کا سبت یعنی، امن وآرام، کا وقت ہوتا ہے، اور یہ کالشمّس ہے کہ یہ زمانہ سبت کا نہیں، بلکہ حوادثات وآفات کا ہے جن کا سلسلہ ابھی صرف شروع ہی ہوا۔ پس لاریب تمہارا حساب غلط ہے۔ لیکن ہم ضرور پوچھیں گے کہ تم نے کس دلیل سے اس زمانہ کو آدم سے ساتواں ہزار کہا۔ چونکہ، یہودی اور مسیحی حلقوں، کا ذکر کیا گیا اس لئے ہم اس بحث کو صاف کئے دیتے ہیں۔ یہودیوں میں جو سن مروج ہے اس کی رو سے پیدائش آدم ۳۷۶۰ سال قبل مسیحی زمانہ کے ہوئی۔ اگر اس میں ۱۹۰۶ء (جب اکبر مسیح کی یہ تحریر وجود میں آئی۔ بہاء) جوڑیں تو ۵۶۶۶ ہوتے ہیں یعنی ابھی ۶ ہزار سال پورے ہونے کو ۳۳۴ سال باقی ہیں جن کے گذر جانے کے بعد سبت کا ہزار شروع ہوگا۔

مسیحیوں کی نسبت واضح ہو کہ اس وقت ان میں کوئی مستند عالم نہیں جو اس زمانہ کو آدم سے ساتواں ہزار سال ماننے پر اصرار کرتا ہو، یا سال تولد آدم کے تعین کی فکر میں ہو۔ سترھویں صدی میں بشپ اشر اور ڈاکٹر ہیلس دو شخص گذرے جنہوں نے عبرانی اور یونانی متن توریت سے ایک حساب لگایا تھا جو ایک مدت تک عموماً لوگوں میں مقبول رہا مگر اب نہیں ہے۔ ڈاکٹر ہیلس کا حساب اشر سے زیادہ معتبر سمجھا گیا اور اسی کے ساتھ جوزیفس یہودی مورخ بھی متفق ہے، اور سامریوں کی تورات سے بھی بہت کچھ ملتا جلتا ہے۔ اس کے مطابق حضرت آدم کی پیدائش ۵۴۱۱ قبل مسیح تھی جس میں اگر ۱۹۰۶ء مابعد زمانہ جوڑا جائے تو دنیا کی پیدائش کو ۷۳۱۷ سال گذر چکے یعنی نہ صرف سبت کا ساتواں ہزار گذر چکا بلکہ آٹھویں ہزار سے بھی ۳۱۷ سال بیت گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رِفرِنس بائیبل میں حاشیہ کے اوپر ہر صفحہ میں کچھ ہندسے دیئے ہوئے ہیں جو بائیبل کے متن سے بالکل جدا ہیں حضرت آدم کے شجرہ میں جن اشخاص کے نام ہیں فرزند پیدا ہونے کے قبل جوان کی عمروں کا تخمیہ تھا ان کو جوڑ کر آرچ بشپ اشر نے ایک حساب اپنے قیاس پر بنایا تھا جس کی رو سے حضرت آدم کی پیدائش ۴۰۰۴ سال پیشتر مسیح کے کہی جاتی ہے۔ اگر ۴۰۰۴ سال قبل مسیح میں ۱۹۰۶ء سال بعد مسیح کو جوڑ دیں تو ۵۹۱۰ سال آدم سے ہوئے۔ یعنی ہم چھٹے ہزار کے اواخر میں ہیں اور جب پورے ۹۰ برس چھٹے ہزار کے پورے ہولیں گے، تب کہیں ساتواں ہزار شروع ہوگا۔ چنانچہ شیر علی کے پیر بھی ایک جگہ لکھ چکے ہیں کہ:

حضرت آدم کی پیدائش کے حساب سے الف ششم کا آخری حصہ آ گیا (ازالہ اوہام۔ صفحہ ۴۵۵)

اور میں آدم الف ششم ہوں۔

پس اس دلیل سے مرزا صاحب اسی زمانہ میں آئے جب بقول جناب، دنیا مشقت اور محنت، جھیل رہی تھی اور بڑی مشقت اور بڑی محنت آنے والی ہے جس کو ابھی تک جھیلا نہیں اور امن و آرام یعنی سبت کا دن منزلوں دور ہے۔ یعنی یہ زمانہ عین وہ زمانہ ہے جب جھوٹوں کے آنے کا اندیشہ لگا ہوا ہے اور ایک حساب سے ۳۳۴ سال اور دوسرے سے پورے ۹۰ سال۔ مسّل ڈان، یعنی مسیح کی ہزار سالہ بادشاہت کے فجر کو باقی ہیں اور دوسرے حساب سے ساتویں ہزار کو نکلے ہوئے ۳۱۷ سال گذر گئے۔ پس اب یہ فرض آپ کا ہے کہ پہلے آپ کسی دلیل مسلمہ فریقین سے ثابت کر دیں کہ آدم کی پیدائش کو پورے چھ ہزار سال گزر گئے، اور فلاں ساعت ساتویں ہزار کے پہلے سال کے پہلے مہینے کی پہلی تاریخ شروع ہوئی۔ اور پھر مرزا جی کے جنم پترہ سے جس کو کسی منجم نے بیان حلفی سے تصدیق کیا ہو، ان کی تاریخ تولد کو اس کے مطابق کر کے دکھلائیں کیونکہ ایک گھڑی کا آگا پیچھا اس دلیل کو بالکل باطل کر دے گا۔ آرچ بشپ اشر کی تقویم نے اور ڈاکٹر ہیلس اور جوزیفس اور سامریوں کی تقویم نے تو آپ کو دغا دی، بہتر ہے کہ آپ منشی رحمت اللہ صاحب رعد کان پوری سے کچھ مدد لیں۔ شائد اگلے سال کی نامی جنتری میں وہ اس عقدہ کو حل کر دیں۔

لیجئے یہ بڑی ہفت ہزاری دلیل کا دیوالہ نکل گیا اور آپ دجال کے دجال ہی رہے۔ اب ہم آپ کی دوسری دلیل اور بہت بڑی دلیل کی جانچ میں مصروف ہوتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بائیبل میں جھوٹے نبیوں کو شناخت کرنے کا معیار موجود ہے اور اسی میں یہ بھی لکھا ہے کہ جھوٹا نبی وہی ہوتا ہے جس کی پیش گوئی پوری نہیں ہوتی۔،

اور پھر آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ:

مرزا غلام احمد تیس سال کے عرصہ سے خدا کے نام پر پیش گوئیاں شائع کر رہے ہیں دو سو سے زیادہ ایسی پیش گوئیاں ہیں جن کو انہوں نے خدا کے نام سے پہلے شائع کیا اور پھر وہ پوری ہوئیں۔،

یہ بحث بہت طویل ہو جائے گی اور کم سے کم دو سو صفحے درکار ہیں کہ ہم مرزا کی ہر ایک پیش گوئی کا قصہ سنائیں۔ اس مضمون کا ایک مستقل رسالہ الہامات مرزا موجود ہے مصنفہ مولوی ثناء اللہ امرتسری، جس کا جواب آج تک کوئی کادیان کا شیر یا بز نہ دے سکا۔ ہم کو کچھ ضرورت نہیں کہ ہم اس کام میں مصروف ہوں یہاں صرف اسی قدر کہہ دینا کافی ہے کہ سوائے کادیان کے چند احمقوں کے سارا ہندوستان ان کو باطل جانتا ہے۔ اور کسی پیش گوئی کو اس طرح لوگوں کا باطل ٹھہرانا اس کے بطلان کے ثبوت میں کافی ہے کیونکہ جب کوئی پیش گوئی پوری ہوتی ہے تو اس کا حق ہونا مسلمہ ہو جاتا ہے مشتبہ نہیں رہتا۔ مثلاً ایک ہندو منجم نے رسم تاجپوشی کے پہلے حکم لگایا تھا کہ شہنشاہ عالم پناہ قیصر ہند پیٹ کے پھوڑے میں مبتلا ہوں گے اور تاجپوشی رک جائے گی۔ اسی طرح ایک یہودی منجم نے شاہ ہمبرٹ والی اٹلی کے زائچہ میں حکم لگایا تھا کہ وہ فلاں تاریخ کسی قاتل کے ہاتھ سے مارے جائیں گے۔ پھر اس نے حکم لگایا تھا کہ اواخر مارچ اور اوائل اپریل ۱۹۰۵ء کو بڑا زلزلہ خطہ کانگڑہ میں آوے گا۔ جب یہ واقعات بجنسہ اسی طرح پورے ہوئے تو کسی نے نہیں کہا کہ پیش گوئی باطل تھی۔ پس جب ہندو مسلمان عیسائی سب ان کے اعلان پر گواہ ہیں تو ہم کو مرزائیوں کے قائل کرنے کی حاجت نہیں مگر چونکہ بات چھڑ گئی اسلئے اپنے ناظرین کو ان دو سو پیش گوئیوں میں ہم صرف دو یاد دلاتے ہیں جو مرزا کی پیش گوئیوں میں سب سے مشہور ترین ہیں اور ہمارے شیر علی صاحب نے بھی افسوس ہے انہیں کا ذکر متروک کر دیا۔

ایک ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب کے متعلق مرزا صاحب نے ۵ جون ۱۸۹۳ء کو شہر امرتسر میں ایک جلسہ عام کے روبرو اعلان دیا تھا:

اگر وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اٹھانے کیلئے تیار ہوں، مجھ کو ذلیل کیا جاوے، روسیاہ کیا جاوے، میرے گلے میں رسا ڈالدیا جاوے، مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین و آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔ (جنگ مقدس۔ص ۱۸۸)۔

چنانچہ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو وہ میعاد پوری ہوگئی اور آتھم صاحب جیتے جاگتے فتح کے شادیانے بجاتے امرتسر کی گلیوں میں شان و شوکت سے گاڑی میں بیٹھے نکلے جن میں اس پیش گوئی کی دھوم مچائی گئی تھی۔ لیکن عیسائیوں نے آپ کے گلے میں رسا نہیں ڈالا، نہ پھانسی دی بلکہ جیتا رہنے دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کو روسیاہی اور رسوائی پیٹ بھر کے نصیب ہوئی جس سے بچنے کے لئے اگر آپ موت کو بھی پکاریں تو وہ بھی فریاد رسی کو نہ آوے۔ مگر مسلمانوں نے ضرور آپ کی دم میں رسہ باندھ دیا جس کو امرتسر کے ثناء اللہ اور میرٹھ کے شوکت برابر بھانج بھانج کر مضبوط کرتے رہے۔ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کے بعد مسلمانان امرتسر نے بعنوان:

مرزا کادیانی اور آتھم کی لڑائی میں اسلام کی صداقت

ایک اشتہار جاری کیا انا نزلنا الذکر و انا له لحافظون آج ہم اس آیت کی تصدیق پاتے ہیں کہ خدا اپنے دین اسلام کی کیسے تائید کرتا ہے جو لوگ اس دین کی آڑ میں ہو کر اس دین کو بگاڑنا چاہتے ہیں ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتے ہیں چنانچہ مرزا کادیانی کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا کہ تمام مخلوق کی نظروں میں ذلیل اور رسوا ہوا، کہ آتھم امرتسری باوجود پیرانہ سالی کے پندرہ مہینہ کی مدت میں نہیں مرے۔

عیسائیوں میں ہم ان چند لوگوں کی طرف سے معذرت کرنا چاہتے ہیں جنہوں نے آپ سے باادب پوچھا تھا:

کر کے منہ کالا گدھے پر کیوں نہیں ہوتے سوار
فیصلے کی شرط ہے مانی منائی آپ کی

یا ہمدردی سے مشورۃً جتلایا تھا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاڑھی سر اور مونچھ کا بچنا بڑا دشوار ہے
کر ہی ڈالے گا حجامت اب تو نائی آپ کی

نائی کو کون غرض تھی یہ خطا ڈاکٹر کلارک کی تھی جن کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ ایک حجام بارہ ماسی مقرر کر دیتے ۔ڈاکٹر صاحب کا یہ عذر بھی نامسموع ہے کہ عیسائی ایسے کاموں میں اپنا روپیہ صرف نہیں کرتے کیونکہ اگر وہ درخواست کرتے تو امرتسر و بٹالہ میں ایسے بہت سے مولوی مل جاتے جو ہر اتوار کے بلا داموں مرزا جی کی حجامت آپ بنا آتے ۔نہیں ہم ہی بھولتے ہیں، وہ بچارے برابر خدمت کئے گئے، بال نہیں جمنے دیئے ۔ افسوس مرزا جی کی حجامت نے ہمارے مضمون کو خبط کر دیا۔

غرض کہ وہ پیر مرد آتھم جو دراصل گور میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوا تھا اور اسی گمان سے آپ نے اس کے مرنے کی پیش گوئی کر دی تھی، مرنے سے رک رہا، اور جب تک آپ کی ذلت وخواری و روسیاہی نہ دیکھ لی نہ مرا۔ پھر رہے نام اللہ کا۔ مرنا کس کو نہیں، جو پیدا ہوا مرے گا۔

یہ پیش گوئی آپ کی کذابیت پر آسمانی دلیل تھی اور ایسی چوکس کہ چوں کرنے کی گنجائش نہیں۔ چنانچہ آپ کے بڑے معتقد محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ نے بھی ۷ ستمبر ۱۸۹۴ء کو بڑے درد و اضطراب سے آپ کو لکھ دیا:

> اب کیا یہ پیش گوئی آپ کی تشریح کے موافق پوری ہوگئی؟ نہیں ہرگز نہیں۔ عبداللہ آتھم اب تک صحیح و سالم موجود ہے اور اس کو بسزائے موت ہاویہ میں نہیں گرایا گیا .. میرے خیال میں اب کوئی تاویل نہیں ہوسکتی۔ دوسرے اگر کوئی تاویل ہوسکتی ہے تو یہ بڑی مشکل بات ہے کہ ہر پیش گوئی کے سمجھنے میں غلطی ہو۔لڑکے کی پیش گوئی میں تفاول کے طور پر بشیر نام رکھا وہ مرگیا تو اس وقت بھی غلطی ہوئی ۔اب اس معرکہ کی پیش گوئی کے اصلی مفہوم کے نہ سمجھنے نے تو غضب ڈھایا...کیا کوئی نظیر ہے کہ اہل حق کو بالمقابل کفار کے ایسے صریح وعدے ہوکر اور معیار حق و باطل ٹھہرا کر ایسی شکست ہوئی ہو۔
>
> (الہامات مرزا۔ص ۳۷۔۳۸)

ہم نے اس پیش گوئی کا ذکر کچھ وضاحت سے کیا۔ خاص کر اس لئے کہ آتھم صاحب عیسائی تھے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسائیوں کے مقابل میں اس پیش گوئی نے آپ کو چار دانگ عالم میں رسوا کیا اور ایسی رسوائی پر آپ کی ساری شہرت مبنی ہے اور اس سخن کے معنی پر ایک عملی تفسیر ہے: بدنام بھی ہوویں گے تو کیا نام نہ ہوگا۔

دوسری پیش گوئی بڑی بے شرمی اور بے غیرتی کی ہے مگر ہم اس کا ذکر کرنے پر مجبور ہیں۔ خود کچھ نہیں لکھتے بلکہ صرف مولوی سلطان محمد کے مضمون سے کچھ حصہ بہ ترمیم بعض الفاظ وفقرات کے نقل کرتے ہیں جو انہوں نے بعنوان۔ کادیانی پیشین گوئی اور ہم، انہیں میاں شیر علی صاحب ہمارے مخاطب کے جواب میں نور افشاں ۱۴، اکتوبر ۱۹۰۶ء میں لکھا تھا جس کا جواب کادیان کے ملک سے نہیں ہوسکا اور نہ ہوسکتا ہے۔

آپ کے پیر دستگیر کی بہت بڑی پیشگوئی اپنی زوجہ آسمانی کی نسبت یہ الہام ہے جو انجام آتھم میں بھی چھپا ہے انّا زوجنا کھا، یعنی مرزا احمد بیگ کی بیٹی کا نکاح خدا نے مرزا کادیانی کے ساتھ کردیا۔ یہ وہی الفاظ ہیں جو سورہ احزاب کے رکوع ۵ میں بعد طلاق زید (زینت کا آنحضرت ﷺ کے ساتھ نکاح ہونے پر) وارد ہوئی جس کی منشاء کے مطابق زینب زوجیت میں آگئی۔ بہرحال سچ ہے یا جھوٹ، دختر احمد بیگ، مرزا کی جورو ہوگئی۔ اور جورو کیونکر نہ ہو اس کا نکاح آپ کے ساتھ ہوا، کرنے والا خدا ٹھہرا، یہ الہام اور پیش گوئی جھوٹی ہوگئی اور بالکل جھوٹی اب کوئی شیر علی مرد میدان بن کر اس کو سچی ثابت کردے۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ ۱۸۸۵ء میں آپ نے مرزا احمد بیگ کی لڑکی مانگی اس نے ٹکا سا جواب دے دیا جس سے انا زوجنا کھا کی مٹی پلید ہو رہی ہے۔ اب دوسرا جز آپ کے اس الہام کا یہ ہے کہ اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہائت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک..فوت ہو جائے گا۔ اس میں آپ نے بہت سی پیشین گوئیاں کردیں منجملہ اس کے ایک یہ بھی ہے: کہ بیوہ ہوجانے کے بعد تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ ص۔ ۳۲۵)

اب نہ صرف انا زوجنا کھا، بالکل باطل ہوگیا یعنی مسماۃ کادیانی کی جورو نہیں بنی باوجود یکہ مرزا کہتے رہے کہ، جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا۔، وہ بدل گیا اور بساعت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعید ۱۷۔اپریل ۱۸۹۲ء کو مرزا صاحب قادیانی کی زوجہ آسمانی کا نکاح جو از بس موجب پریشانی کا دیانی ہوا مرزا سلطان محمد سے ہو گیا۔

پھر آپ کی دوسری پیشین گوئی بھی باطل ہو گئی کہ سلطان محمد ڈھائی برس کے بعد تاریخ نکاح کے مر جاوے گا کیونکہ آج کی تاریخ (۱۹۰۶ء) تک زندہ و صحیح سلامت ہے۔

پھر آپ کی تیسری پیشگوئی بھی باطل ہوئی کہ:

اس لڑکی کا انجام نہائت ہی برا ہو گا۔

انجام نیک اور اس سے زیادہ کیا ہوتا کہ گیارہ بچوں کی ماں ہو گئی اور اس کا شوہر بقول شخصے آپ کی چھاتی پر مونگ دل رہا ہے۔ ہاں سنتے ہیں کہ مرزا احمد بیگ مر گئے۔ سو مر جائے، آخر کبھی مرنا ہے، پھر اس سے کیا۔ غرض تو اس کی دختر اور اس کے داماد سے تھی جو اب تک جیتے جاگتے ہیں۔

پھر آپ کی چوتھی پیشین گوئی بھی لازمی طور سے باطل ہوئی۔ مسماۃ رانڈ ہوئی، نہ آپ کے ہاں آئی۔ ہاں شیر علی صاحب بی اے، ذرا اس کا جواب ضرور دیجئے گا کہ اب وہ کس کی جورو کہلائی کیونکہ آسمانی نکاح اس کا مرزا جی کے ساتھ ہو گیا۔ مرزا جی نے اس کو طلاق نہیں دیا اور دوسرا شرعی نکاح اس کا سلطان محمد کے ساتھ ہو گیا۔ یہ تو بڑے پیچیدہ رشتے ہو گئے۔ مرزا جی نے آج تک اس پیشین گوئی سے زیادہ صاف اور صریح پیشین گوئی کی نہیں اور اس کا باطل ہونا ایسا روشن ہے جیسے دوپہر کا سورج۔ اس مضمون پر لوگ خوب لکھ چکے ہیں۔ ناظرین مولوی ثناء اللہ امرتسری کا رسالہ الہامات مرزا اور ڈاکٹر عبدالحکیم کا رسالہ المسیح الدجال پڑھیں۔ یہ ایک پیشین گوئی مرزا جی کے تمام الہامات کے باطل کرنے کو کافی سے زیادہ ہے۔ مسلمانوں کے درمیان قریبی رشتہ داروں میں ایسے نکاح روز ہوا کرتے ہیں کچھ بھی دقت نہیں ہوتی اگر نکاح ہو جاتا تو ہرگز ہرگز اس کے لئے کسی الہام و وحی کی ضرورت نہیں تھی سینکڑوں نکاح اس طرح روز ہوا کرتے ہیں کچھ عجوبہ نہیں، مگر اس نکاح کا نہ ہونا اور مرزا جی کا تمام ناجائز و شرمناک کوششیں کرنا اور رونا گڑگڑانا اور کہنا کہ، لوگوں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے ذلیل کیا جائے مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ یہ پیشین گوئی اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے ایک جہان کی اس طرف نظر لگی ہوئی ہے کہ پیشین گوئی جھوٹی نکلے۔ دکھلا رہا ہے کہ اگر نکاح ہو جاتا تو کوئی خارق عادت امر نہ ہوتا۔ مگر جو نکاح نہ ہوا تو ثابت ہو گیا کہ، جھوٹا نبی وہی ہے جس کی پیشین گوئی پوری نہیں ہوتی۔،

پس آپ کی نبوت پر تو کوئی دلیل نہیں مگر کذب پر ہزاروں۔ دیکھیں شیر علی صاحب اب کیا لکھتے ہیں غالباً منہ نہ دکھلائیں گے۔ ہمارے اس مضمون پر دوبارہ قلم اٹھاتے ہاتھوں میں رعشہ پڑ جاوے گا۔، اور یہ پیش گوئی مولوی سلطان محمد کی بھی سچ نکلی۔

اکبر مسیح لکھتے ہیں کہ اب ہم شیر علی کی تیسری دلیل پر کہتے ہیں جو استثنا ۱۸: ۲۰، ۲۲ پر مبنی ہے:

لیکن وہ نبی جو گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے حکم نہیں دیا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جاوے۔ اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور وہ جو اس نیکہا ہے واقع نہ ہو یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی بلکہ اس نبی نے گستاخی سے کہی ہے۔ تو اس سے مت ڈر۔،

ہمارا مخاطب کہتا ہے: خدا نے موسیٰ کو بتا دیا کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاوے گا۔،

اس میں دو باتیں بتلائی گئیں کہ جھوٹے نبی کی شناخت یقینی کیا ہے اور جھوٹے نبی کی سزا کیا ہے۔ پہلی بات عقل اور صحیح منطق پر مبنی ہے اور ہر وقت صادق ہے دوسری بات مختص المقام والوقت ہے اور دونوں لازم وملزوم نہیں۔ ہم کو اپنے مخاطب کی سمجھ پر افسوس ہے وہ نہیں دیکھ سکتا کہ اس میں صرف قوم بنی اسرائیل کے قانون فوجداری کا ذکر ہے کہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنا مستوجب سزائے موت ہے اور جس پر یہ جرم حاکم وقت کے روبرو ثابت ہو وہ قتل کیا جاوے۔ یہ حکم غیر بنی اسرائیل کے لئے بے اثر ہے اور مدت گذر گئی کہ اسرائیل کے لئے بھی یہ شرح فوجداری ان کی سلطنت کے ساتھ اٹھ گئی پس اس زمانہ میں اور ہندوستان میں اور سلطنت انگلشیہ کے زیر سایہ کسی مغل کا بچہ جھ ٹا دعویٰ نبوت مسلمانوں کے درمیان موسوی شریعت کے نقیض کیونکر سمجھا جا سکتا ہے۔ خدا نے اس میں موسیٰ کو صرف یہ بتلایا کہ بنی اسرائیل کو جھوٹے نبیوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہوگا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں یہ کہاں لکھا ہے کہ جونہی نبی جھوٹی بات منہ سے نکالے گا فوراً مر جائیگا اگر ایسا ہوتا تو پھر اسرائیل کو اس کے قتل کی تکلیف کیوں دی جاتی اور سچ اور جھوٹ میں صبر کے ساتھ امتیاز کرنے کی کیوں ہدایت ہوتی۔ یہی نہ سکھایا جاتا کہ اگر نبی کسی پیشین گوئی کرنے کے بعد فوراً مر جائے تو بس اس کے مرجانے کو تم اس کے دروغ کی دلیل سمجھنا پس اس شرع کے موافق صرف اسی جھوٹے نبی کی موت یقینی تھی جو بنی اسرائیل میں اٹھے۔ بنی اسرائیل کے روبرو دعوی کرے اور ان کے ہاتھ میں پڑ جاوے لیکن اگر وہ بھاگ جاوے یا ان کے قابو سے باہر ہو یا حدود اسرائیل سے نکل جاوے تو اس کی موت لازمی نہیں اور نہ اسرائیل پر اور شرع پر الزام آسکتا ہے شیر علی کی دلیل بجنسہ یہ ہے مثلاً شرع محمدی میں ہے کہ اگر کوئی چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاوے مگر کوئی شخص ہندوستان میں کسی مسلمان کی چوری کر کے بید کھائے اور پھر اسی مسلمان سے کہے کہ میں چور نہیں اگر چور ہوتا تو میرا ہاتھ کٹ جاتا۔ پس معلوم رہے کہ سچے اور جھوٹے نبی کی شناخت کی معیار سے مرزا کا جھوٹا ہونا اسی روز ثابت ہو گیا جس روز آتھم کے متعلق اس کی پیش گوئی باطل ہوئی یا جس روز احمد بیگ کے داماد کے متعلق اور اگر وہ بنی اسرائیل میں ہوتا اور ان کی حکومت کے وقت تو وہ کبھی کا گردن زدنی ہو چکا ہوتا لیکن اگر نہیں مارا گیا تو اس سے اس کے جھوٹے ہونے میں کوئی کسر نہیں باقی رہ جاتی بلکہ مسلمانی کا دم بھرنے کے باعث اس پر قرآن کا فتوی صادق آیا۔ لعنت اللہ علی الکا ذبین

شیر علی قادیانی نے خداوند مسیح کے کلام کی بھی جھوٹی تاویل کی ہے، جھوٹے نبیوں سے خبر دار ہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے لباس میں آتے ہیں پر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیئے ہیں۔تم انہیں ان کے پھلوں سے پہچانو گے۔،

اور کہ: ہر درخت جو اچھا پھل نہیں لاتا کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ (متی ۷:۱۹)۔

ہمارا مخاطب کہتا ہے :یسوع کہتا ہے کہ جھوٹے نبی برے درخت کی طرح کاٹے جائیں گے۔،

ہاں سچ ہے مگر یہ عاقبت کے عذاب کی خبر ہے لفظ آگ جس پر شاہد ہے یعنی وہ دوزخ کی آگ کے ایندھن ہوں گے مگر برے پھلوں سے ان کا پہچانا جانا یقینی ہے چنانچہ یہ مرزا کے اوپر عجیب وغریب صداقت سے چسپاں ہے اس کو عیسائی بھی مدت ہوئی پہچان چکے اور مسلمان بھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہافتوی سزا کا سو وہ صرف جھوٹے نبیوں پر نہیں بلکہ ہر جھوٹے پر ہے۔ اگر شیر علی نے حضرت یوحنا اصطباغی کا کلام دیکھا ہوتا تو وہ بھی اس غلطی سے باز رہتا آپ نے فرمایا ہے:

اب تو درختوں کی جڑ پر کلہاڑا رکھا ہوا ہے پس جو جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ (لوقا)

پس معلوم ہے کہ اس دنیا کی سزا کا ذکر یہاں نہیں ہے بلکہ اس دنیا کی سزا کا ذکر ہے۔ اس دنیا میں موت اور تنگ دستی اور مصیبت نیکوں کو گھیرے رہتی ہے کیا اس نے قرآن شریف میں کبھی نہیں پڑھا یقتلو ن النبیین بغیر الحق ۔نبیوں کو ناحق قتل کر ڈالتے ہیں پس مر جانے اور مارے جانے سے کوئی سچا جھوٹا نہیں ثابت ہوتا اور جیتے رہنے سے یا حرامخوری کی زندگی بسر کرنے سے کوئی جھوٹا سچا نہیں بن سکتا۔ پس مسیح کی امت کے زیر سایہ پناہ لے کر یہ سوال کہ مرزا جی قتل کیوں نہیں کئے گئے کچھ مردی نہیں۔ اگر ان کی جان کا بیمہ ہو گیا تھا اور اس پر ان کو یقین کلی تھا تو ان ہی سے آپ یہ پوچھ لیجئے:

حضرت اقدس! مسلمانی کا دم بھرتے ہوئے حج سے فرض کو آپ نے کیوں ترک کر دیا۔ یا افغانستان جو پاس ہے، وہاں جا کر اپنے دونوں شہیدوں کی گور پر فاتحہ پڑھ آئے یا ان کی ہڈیوں کو مقبرہ بہشتی کے لئے جا کر لے آئے۔

فوراً اس لاف گزاف کا جواب آپ کو مل جائے گا۔ (چنانچہ مئی نمبر میں مرزا کو خود اعتراف ہے جو اس نے اپنے چیلوں کے سامنے کیا: کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ تم سلطان روم کی عمل داری میں رہ کر یا مکہ اور مدینہ میں اپنا گھر بنا کر شریر لوگوں کے حملوں سے بچ سکتے ہو نہیں ہرگز نہیں بلکہ ایک ہفتہ میں ہی تم تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کئے جاؤ گے۔ تم تمام اسلامی مخالف علماء کے فتوؤں کی رو سے واجب القتل ٹھہر چکے ہو.. ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کرنے کے لئے دانت پیس رہی ہے کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہو ...تمام ممالک اسلامیہ کے فتوے تمہاری نسبت یہ ہیں کہ تم واجب القتل ہو)

اسلام کا مہدی آخر الزمان آپ کو اسلامی ممالک کے درمیان بننا واجب تھا اور عیسائیوں کا مسیح قوم عیسائی کے درمیان یعنی یورپ اور امریکہ وغیرہ میں۔ بلکہ حق یہ ہے کہ یہ دونوں دعوی آپ کو یا شام میں شایان تھے یا عرب میں۔ مگر یہ نامردی اور سفلگی کا جبن جواب آپ کر رہے ہیں اس سے وہ بڑا دجال تمام دجالوں کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرو گھنٹال بھی شرماوے گا۔

(اکبر مسیح کہتے ہیں) اس تقریر کے بعد شیر علی صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

خدا تعالی نے آپ (مرزا) کو تباہ نہیں کیا بلکہ آپ کے کاروبار اور مساعی کو نہایت خرق عادت کامیابی اور برکت بخشی۔،

کامیابی کا نقشہ وخسرہ ہم دکھلا چکے اور برکت کی بھی اصل کیفیت سمجھا چکے رہی تباہی، تو دہریوں اور خدانا ترسوں کی تو بات ہی جدا ہے، ایمان داروں کی آنکھ میں یہ جو کچھ آپ کا راگ ہے نری تباہی ہے،

سرفرازی اور آبروداری دو لفظ ہیں ان کا ایک مفہوم شرفاء کی زبان پر جاری ہے دوسرا ارباب نشاط کے۔ مگر جب دوسرے گروہ کے منہ سے یہ الفاظ سنتے ہیں تو شرفا لعنت بھیجتے ہیں اور اسی طرح ہماری اصطلاح میں تو مدت ہوئی مرزاجی تباہ ہوگئے خسر الدنیا و الآخرہ اور مٹ گئے گو مرزائیوں کی اصطلاح میں آپ کو شہرت اور سرفرازی نصیب ہوئی۔

ایک اور نکتہ بھی ہے جو ہم اس جگہ سمجھا دیں عموماً جھوٹے نبیوں کا حشر چاہے جو کچھ ہو اور ہوا کیا جھوٹے مسیحوں کا حال ہم کو اوروں سے جدا بتلایا گیا خداوند مسیح نے صاف فرمایا کہ:

وہ بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے..حتی کہ برگزیدوں کو بھی۔،

جس سے اظہر ہے کہ ان کو کافی مہلت ملے گی کہ اپنی خباثت کو پکائیں۔ اور دنیا کی ہلاکت ان کے لئے لازمی نہیں بجز اس کذاب کے جو سب سے آخر ظاہر ہوگا اور خود خداوند کے ہاتھوں سے نیست کیا جاوے گا بلکہ ہمارا قیاس ہے کہ وہ اصلی جھوٹے جو ایک کے بعد تیس کے قریب پیدا ہوں گے ان میں سے ہر ایک کسی قسم کی نمایاں کامیابی بھی ضرور حاصل کرے گا ایسی کہ ایک کے بعد دوسرے کو اس راہ پر چلنے کی ہوس و آرزو پیدا ہوتی رہے گی یعنی شیطان اس دنیا کی زندگی کو ان کیلئے زینت دار بنادے گا اور وہ اپنی حالت کو مبارک سمجھیں گے اگر ایسا نہ ہوا اور ان کا پودا فوراً کاٹ دیا جاوے تو ان کا بیج کہاں سے آوے گا کہ تیس فصلیں پوری ہوں۔

اس میں ایک دوسرا نکتہ بھی ہے کہ جب کوئی مجرم اس دنیا میں مقررہ سزا بھگت لیتا ہے تو وہ سزا کفارہ ذنوب متصور ہوتی ہے۔ وہ نبی جو جھوٹ بول کر بنی اسرائیل کے ہاتھ سے قتل کیا گیا عاقبت کے مواخذہ سے بچ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا تھا۔ مگر چونکہ مسیحیت کا جھوٹا دعوی سب کفروں سے بڑا کفر ہے، اس لئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان جھوٹوں کی رسی دراز کی جاوے گی، تا کہ دنیا میں رسوائی کا پیالہ خوب لبریز ہو جاوے اور سارا عذاب عقبی میں بھگتیں۔ پس ان کی درازی عمر اور ایک جتھا ان کے چیلوں کا اور گھی چپڑی روٹیاں ان کے عذاب الیم پر شاہد ہیں۔ اس بات کو بھولنا نہ چاہیے۔ پس اگر خدا کسی عاصی پر رحم کرتا ہے تو اس کو جلد مار دیتا ہے کہ وہ عصیان کا پیالہ نہ بھرے اور جب اس پر غضب کرتا ہے تو اس کو جیتا رہنے دیتا ہے۔ پس اس کی زندگی اس کے لئے وبال ہے۔

شیر علی صاحب قادیانی کی ایک اور تقریر قابل شنید ہے:

> اگر یسوع فی الحقیقت خدا ہے اور ان کی دعائیں سنتا ہے تو وہ کیوں اس کے حضور میں دعا نہیں کرتے کہ وہ مرزا غلام احمد کو تباہ کرے۔ مرزا غلام احمد سے بڑھ کر کس نے یسوع مسیح کے غصے کو بھڑکایا ہوگا کیونکہ انہوں نے تو یہ دعوی کیا ہوا کہ گویا وہ آپ ہی مسیح ہیں۔ ایسے رقیب وحریف پر یسوع کی خدائی کا غصہ بے تحاشا بھڑک اٹھنا چاہیے۔

ہم اس کا راز بھی سمجھائے دیتے ہیں۔ مرزا اپنے دل سے عیسائیوں کا دشمن ہے مگر کیسا دشمن؟ جو اپنی دشمنی کی آگ میں خود جلتا ہے اور عیسائیوں کو ایک تنکا بھر ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ عیسائیوں کو حکم ہے، اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا مانگو تا کہ تم آسمانی باپ کے بیٹے ٹھہرو (متی ۵: ۴۴-۴۵)۔ پھر بھلا وہ مرزا کے لئے بددعا کیسے کریں وہ تو سال بسال اس کے حق میں دعا کرتے ہیں:

> اے خداوند اس سال تو اسے اور رہنے دے، (لوقا ۱۳: ۸)

رہا ان کا مسیح تو وہ اپنے دشمنوں کے لئے اپنی جان دینے آیا تھا۔ جنہوں نے اس کو قتل کیا ان کے لئے اس نے دعا کی:

> اے باپ ان کو معاف کر۔ (لوقا ۲۳: ۳۴)۔

اس کو غصہ کیسے آسکتا ہے۔ اور ہماری دانست میں تو مرزا نے خاص طور سے کسی عیسائی کے غصہ کو بھی نہیں بھڑکایا۔ کیا ان کو سلطنت سے محروم کر دیا، یا ان کے مشنوں کو روک دیا، یا ان کے مطابع کو بند کر دیا، یا ان کے ہاتھ سے قلم چھین لیا، یا ان کے مناظرین اور واعظین اور فلاسفروں کی زبان بند کر دی، یا مسیح کی کلیسا کا شمار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھٹا دیا، یا کوئی اوزار جوان کے ہاتھ میں تھا اس کی باڑھ کند کردی۔ نہیں بلکہ عیسائی کئی طرح سے اس کے مشکور ہیں۔ ہم نے ایک عیسائی کو جو پہلے مسلمان تھا کہتے سنا کہ میں محض مرزا کی تصانیف پڑھ پڑھ کر عیسائی ہو گیا۔

ہم ان تمام خیالات کے جوابدہ نہیں جو اس نو مرید نے ظاہر کئے، مگر ہم کو یہ کہنے میں تامل نہیں کہ مرزا کے طریق کا رجحان مسیح کے سمت ہے۔ اس طریق کو جس وقت کوئی اچھی طرح سمجھ لے گا تو جھوٹے مسیح سے سچے کی طرف بطور لازم ملزوم پھرے گا۔ اس کو بیچ میں کوئی ٹھہرنے کی جگہ نہیں مل سکتی۔ اور اس کی کتابوں نے عیسائی مناظرین کے ہاتھ بہت مضبوط کر دیئے۔ اور یہ نتیجہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ مسلمان پہلے مرزا کے پاس جاتا ہے اور وہاں سے دوسری منزل پر یا عیسائیت ہوتی ہے یا اس کا قرب و جوار۔ اب یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ عیسائیت کی بنیاد مسیح کی صلیب اور موت پر ہے۔ پس کسر صلیب کے نام سے مرزا ہی نے صلیب کو مسلمانوں کے درمیان نصب کیا، اور مسیح کی وفات کو قرآن کے ورق الٹا الٹا ثابت کیا۔ لہذا اس کی نسبت ہمارے دل سے یہی نکلتا ہے:

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی

اور نتیجہ ظاہر ہے کہ گو گرجا کے احاطہ سے مرزا ہمارا ایک گدھا بھی ہانک کر نہ گئے، مگر حرمین شریفین کی فضا کا اڑا ہوا کبوتر ہماری کابک کے، اور نیستان کادیان کا شیر یعنی چراغ دین جموی ہماری سرکس کی نذر کر چکے، اور دوسرا یعنی ڈاکٹر عبدالحکیم خان ان کے کٹہرے سے نکل گیا جس نے ان کو اور ان کے یار و انصار کو کاری زخم پہنچائے۔ پھر کہیے عیسائی آپ کو برخوردار کیوں نہ کہیں۔

پھر بھی ہم آپ کی ادعاء مسیحیت پر ہنسی آتی ہے کہ اپنے کو خداوند مسیح کا رقیب و حریف فرماتے ہیں بلکہ رشک مسیحا اور تعجب کرتے ہیں کہ خداوند مسیح نے آج تک آپ کو ہلاک کیوں نہ کیا۔ پہلے ہم اس کا بھی پتہ بتا دیں کہ مرزا صاحب نے یہ برہان قاطع اپنی صداقت میں کس استاد سے سیکھی تاکہ مسلمان بھائیوں کی تسکین ہو جاوے۔ بریڈلا مشہور و معروف ممبر پارلیمنٹ کانگریس کے ولایتی حمایتیوں کا سرگروہ ایک بے پڑھا شخص تھا چند سال ہوئے فوت ہو گیا پہلے کوئلہ فروش تھا پھر خداداد جوہر قابلیت گویائی اور حسن اخلاق سے بڑھتے بڑھتے اونچے پایہ پر پہنچ گیا۔ یہ شخص لامذہب تھا بلکہ دہریہ اور دہریت کو انگلستان میں اسی نے بڑا رواج دیا (مسزاینی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسنٹ جواب تھوسوفسٹ ہیں اس کے حین حیات اسی کی ہم صفیر تھیں) اس نے الحاد وانکار الوہیت پر بہت کتابیں لکھیں اور اپنی دھن کا پکا اور نہائت ہی کامیاب ہو گذرا، اسکا نرالا شیوہ تھا کہ دہریت پر لیکچر دیتے دیتے یکا یک بڑے کفر کے ساتھ لوگوں سے مخاطب ہو کر کہتا تھا کہ سن لو اھر زمین وآسمان میں کوئی خدا ہے تو میں اس کو پندرہ منٹ کی مہلت دیتا ہوں کہ وہ مجھ کو جو اس کا دشمن اور اس زور شور سے انکار کرتا ہوں فنا کردے اور تم سب لوگ جو خدا کو مانتے ہو مل کر دعا کرو کہ میں فنا ہو جاؤں اگر تمہارے خدا میں طاقت ہے تو اس عمارت کو جس میں میں کھڑا ہوں میرے اوپر گرادے یا اپنے جلال کو ظاہر کرنے کے لئے کسی طور سے مجھ کو ہلاک کردے۔ پھر جب پندرہ منٹ گذر جاتے تو پھر کہتا میں تمہارے خدا کو اور ۵ منٹ کی مہلت دیتا ہوں اگر اس نے اب بھی تمہاری دعا نہ سنی اور مجھ کو ہلاک نہ کیا تو ثابت ہے کہ یا وہ نہیں ہے یا اگر ہے تو بلا قدرت وعاجز اور مجھ سے خائف ہے۔

عوام کے اوپر اس کا بہت بڑا اثر پڑتا تھا وہ انہیں سمجھ سکتے تھے کہ بریڈلا کے اس انکار سے خدا کا کچھ نقصان نہ ہوتا تھا بریڈلا ایک چیونٹی تھی جو زمین پر رینگتی تھی۔ قادر مطلق کو اس کے انکار کی کچھ پرواہ نہ تھی۔ یہ شخص اپنی پوری عمر کو پہنچ کر بڑی عزت کے ساتھ آخری دم تک اپنے کفر کا اقرار کر کے مرا، اور اسی نمبر ریویو میں پنڈت شیونرائن اگنی ہوتری کی نسبت تم خود کہتے ہو کہ اس نے:

نہ صرف اللہ تعالی کی ہستی کا انکار کیا بلکہ بعض دریدہ دہن دہریوں کی طرح خدا تعالی کو گالیاں بھی نکالیں ہیں۔،

پھر جب خدا کو ایسے جہل وسفلہ پن کی باتوں پر غصہ نہیں آتا تو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ کیوں اس کے کسی بندہ کو غصہ آوے۔ پس روشن ہے کہ عیسائیوں کے ساتھ اس قسم کی جہل کی باتیں کرنا بالکل لاحاصل ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ تم ان کے پروردہ ہو ان کے ساختہ پرداختہ ہو اور ان ہی کا کام کر رہے ہو مگر تمہاری طبیعت میں شکر کا مادہ نہیں اور تم اپنی حقیقت ناواقفوں سے چھپانے کی خاطر ان ہی لوگوں کو گالیاں دیتے ہو جن کے روحانی ٹکڑوں سے تم پلے۔ تم تو ابھی اس پایہ کو بھی نہیں پہنچے جس پر دشمن خدا بریڈلا پہنچا تھا جو تمہارا استاد ہے اور ابھی تنی عمر کو بھی نہیں پہنچے جو اس کے استاد ہولی اوک کو نصیب ہو چکی تھی جو پار سال مرا۔

ذرا سوچو عیسائی دین کے ساتھ دشمنی کر کے تم کیا کر سکے۔ کچھ نہیں مطلق کچھ نہیں تم تو اتنا بھی نہ کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکے جو بریڈلا کر سکا اتنا بھی نہ کر سکے جو والٹیر کر سکا کیونکہ وہ ایک فلاسفر تھا جادوزبان تھا قومی لیڈر تھا اس کی تصانیف اب تک فرنچ زبان کے ادب میں داخل ہیں۔تم سے بڑے بڑے دشمن ہو گذرے ہیں اور اس وقت موجود ہیں انہیں کی رکابیاں تم چاٹ رہے ہو اور جب ان کے اعتراضات مسیحیت کے خلاف سناتے ہو تو دراصل اپنے گلے پر چھری چلاتے ہو اور اس احمق کی سی روش اختیار کرتے ہو جو اسی کو کاٹتا تھا جس پر کھڑا تھا پس آپ کی دشمنی نے عیسائیت کو بال بھر نقصان نہیں پہنچایا حالانکہ اس سے عیسائیت نے فائدہ اٹھایا۔

تم نے، ہم اعتراف کرتے ہیں، عیسائیوں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت مدد دی پس اگر تمہارا وجود بلا ہے تو اسلام کے لئے اور مسلمانوں کے لئے۔تم نے خداوند مسیح کی موت اور اس کا صلیب پر چڑھنا ثابت کیا یہی ایک خدمت ایسی ہے جس کے صلہ میں عیسائی آپ کی جان بخشی کرتے ہیں۔پھر آپ نے اپنا چراغ دین ہم کو نذر کر دیا۔اس کے صلہ میں ہم آپ کو درازی عمر کی دعا دیتے ہیں۔عیسائی احسان فراموش نہیں جب شیطان داد کا مستحق ہو تو اس کو بھی ملے گی۔اب اس رسالہ کو ہم مرزا جی کے اس مضمون پر ختم کرتے ہیں جو اِن کے اوران کے اس سوال کا قطعی جواب ہے کہ اگر مرزا فاسق تھا تو اب تک کیوں نہ مرزا اس کی عمر دراز کیوں ہوئی۔ہندو مہنتوں کی طرح مرغن غذائیں کیوں کھاتا ہے عیش وعشرت سے کیوں بسر کرتا ہے جوروؤں کی حرص کیوں رکھتا ہے ہزاروں مسلمانوں کو اس نے کیوں مونڈ لیا اور اتنے بے وقوف اس کو حضرت اقدس کیوں کہتے ہیں؟ اور اس کی قبر کیوں، مقبرہ بہشتی، میں کھود رہی ہے۔اس حکایت میں ایک حضرت اقدس کا حال ہے جو مرزا جی سے بانسوں اونچے ہیں اب مرزا صاحب سے آپ وہی سوالات اس کی نسبت پوچھ کر تشفی حاصل کر لیجئے۔یہ بیان مرزا جی عربی و فارسی دونوں میں لکھا ہے فارسی زیادہ عام فہم ہے اس لئے ہم بجنسہ نقل کرتے ہیں اگر کوئی صاحب فارسی نہ جانتے ہوں تو کسی سے ترجمہ کرا کر لطف اٹھائیں۔

بلکہ بسا اوقات مردے فاسقی راخواہی یافت کہ مضبوط وکثیر النشاط مے باشد۔درلباس خوشی مے خرامد وتیر وازنشانہ خوشی خطا نمے کند۔از گوشت نرم برائے او بر سیخ کباب طیار مے کنند۔وچوزہ ہائے مرغ ہا بہ ہمراہ کلچہ ودرشوبا شکستہ بریاں مے کنند۔ واو ہمچو آہو ہا مے جہد۔وگاہے گنجے در بیابانے مے یابد ومردم راہم چو چارپایاں شکار میکند۔ودرخش سراب مے نماید۔وباوجود ایں ہیچ تنگی وتکلیف رانمے بیند۔وسختی رانمے دارد۔واززناں نرم وسردود گویاں بہرہ بسیار دادہ مے شود۔ونیز اورا مال وپسران واملاک وزمین ہا میسر مے آیند۔وغلامان ونوکران مے باشند۔باوجود یکہ او در بدی ہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مے دود۔ واز ممنوعات توبہ نمے کند۔ ودریں فکر نمے باشد کہ بدی ہارا بہ نیکی ہادور کند۔ وقبل از وقت لغزشہائے خودرا تدارک نماید۔ بلکہ برممنوعات دلیری مے کند۔ واز حدود خدا تعالیٰ ہم چوغلوکنندگان تجاوز میکند۔ وپرہیزگاری اختیار نمے کند۔ بلکہ از ملاقات پرہیزگاراں بیزار مے باشد۔ واز قرب اہل دیانت نفرت میکند۔ بلکہ درآمیزش زنان سرودگویاں رغبت مے نماید۔ وبرائے دیدن زنان بدکار خواہش مے کند۔ ونصیحت نزدیکاں وبے گانگان نمے شنود۔ بلکہ نصیحت کنندگان را ہم چوکژو مہانیش مے زند۔ وسوئے وصیت ہائے قبیلہ التفات نمے دارد۔ بلکہ ہم چومارے برایشاں حملہ مے کند۔ وباز نمے گردونامہ پراگندہ اوسوئے پیچیدن۔ بلکہ ہرروز درگناہ ترقی مے کند۔ وسوار مےشود براسپانے کہ دست وپائے شان سبک اندوطویل وعریض اند۔ واز ہرخصومت کنندہ شدید العداوت قدمش پیشتر مے باشدودر بدن شتر بزرگ سررا مشابہ مے ماند۔ وایام عمرخودرا ہم چورہا کردہ رسن شہوات ودرازی خواب مے گذارند۔ وخانہ خودرا از خانہ اہل اصلاح دور مے گرداند۔ وبااہل فسق و بدبختی مےنشیند۔ وہیچ مسجدے را اندرنیاید۔ بلکہ زرمے طلبد۔ وسوئے پیالہ ہائے شراب مےخوردو مےخواہد کہ پیالہ ہائے ازشراب سرخ اوراداد ہ باشند۔ وشراب رادررفیقاں یک جہت ودرانبوہ مردمان مےنوشد دنیائے خودرا تبے مے گیرد۔ پس دراں رغبت مے کندوبدوحریص مے باشدوبرد آرزومند مے ماند، وہروقت بروفخر میکند، ہیچ توشی ازعقبی ودین نمے گیرد۔ ہمہ عمراودرفراہم آوردن زرمیرود۔ وآرزومندی دنیا بردل اوہمچوآتش افروختہ مشتعل مے باشدواز ہرطرف دلہا بر ومہربانی میکنند ومطلب اوبرائے اوآسان کردہ مےشود۔ ودیگہائے او معطل نمے شوند ونہ دستمالہائے آن دیگ ہابےکار مے مانند وروزہائے اواز وے نمے گریزند۔ ونہ اقبال آن روزہا وزنبورہائے اودفع کردہ میشوند۔ ودرآب شیریں او برکت داشتہ مے آید۔ درنعمت ہائے خودروز محرومی نمے بیند، ونہ طالع اوسوئے برگشتگی قصد میکند۔ باوجودیکہ اوعمرخوددربدکاریہا مے گذرند، نہ بروئے ساعقہ مے افتد، ونہ اورامارے مے گزد، ونام اواززمین محوکردہ نمے شود بلکہ اولاداوبسیار مےشود۔ درہر مجلسے کہ دردا کابرحاضر مےآیند امیرایشان اومے باشد۔ واوراماہ تمام محافل ورأس رئیس تمام مردماں مے دانند۔ وخدمتگاراں برسراوایستادہ مے باشندتابوقتیکہ ازخواب خودبیدار شود۔ ومےنوشدومےخوددتا آنکہ شکم اوہمچوگنبدے مےشود۔ وشیرچنداں مےنوشدکہ ظرف کلاں شیرراخالی میکند۔ مگرطعام اودر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معدہ فاسد نمے شود۔ ونہ اورا درد شکم مے گیر۔ دبر چناں اسپے سوار مے شود کہ نمے جنبا نداورا، وتنعم او راشل عطیہ مے باشد، ومحبت ملک ہا وغلامان دردل او مے نشیند، ونمے داند کہ ایمان چہ باشد۔ نمے گزاز رد صغیرہ رانہ کبیرہ را۔ وکسے تعریف خلق وسیرت او نمے کند۔ وباوجوداین ہمہ خرابی ہا اومرجع خواص وعوام مے باشد۔ وبکمال محبت او راد وست مے گیرند، تا آنکہ قبراو بعداز مردن اوزیارت گاہ زائراں مے گردد، وہر صبح وشام معتقدان برمزاراو بتعہد مے روند۔

(انجام آتھم مکتوب عربی صفحہ ۱۰۳، ۱۰۹)

(فارسی کے بعد ہم مرزا قادیانی کی اصل عربی عبارت بھی ذیل میں نقل کررہے ہیں۔ بہاء)

بل ربما تجد رجلاً فاسقاً قويم الشاط جموم النشاط۔ يميس في حلل المزاح ولا يخطى سهمه من غرض الافراح۔ يسفّد له كل لحم غريض على السّفود۔ ويشوى له الفراريح مع الرغيف المثرود۔ وهو يابز كابوز الظباء۔ وقد يجد كنزاً في الجهراء ويصيد اناساً كالدواب۔ باراءة ملامح السراب۔ ومعذالك لا يرى الباساء والجوبة۔ ولا يكابد العصوبة۔ ويعطى حظاً كثيراً من روية غيد۔ وسماع اغاريد۔ واموالٍ وبنين۔ واملاك وارضين۔ وغلمان وخادمين۔ مع انه يسارع في السيئات۔ ولا يتوب من الممنوعات۔ ولا ياخذ في كسع الهنات بالحسنات۔ وتلا في الهفوات قبل الوفات۔ بل يجترء على المنيهات۔ ويجاوز حدود الله كالغالين۔ ولا يتقى بل يتبرء من ملاقاة التقات۔ والقاء الثقات۔ ومداناة اهل الديانات۔ بل يرغيب في مقاناة القينات ومعاناة الفاسقات۔ ولا يسمع نصح الاجانب ولا الاقارب۔ بل يابر الناصحين كالعقارب۔ ولا يلتفت الى وصايا الحيّ۔ بل يصول عليهم كالهيّ۔ ولا يضيء منشره الى الطيّ بل يزيد كل يوم في اثم مبين۔ ويركب كل فرس اوظفة القوائم هيكل۔ ويسبق كل الدّ ذى خنق ويشابه العندل وينفد ايام العمر كخليع الرسن مديد الوسن۔ يباعد داره عن دار اهل الصلاح ويثافن باهل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفسق و الطلا ح ۔ لا یحلّ مسجداً ۔ بل یطلب عسجداً۔ و یمیل الی نا جود و باطئةٍ۔ مملوة من صهباء محمرة۔ فی حلقة ملتحمة۔ و نظا رة مز د حمة یتخذ دنیاه صنماً ففیه یر غب ۔ و بها یکلف و علیها یکلب ۔ و فیها یتنا فس فی کل حین ۔ و لا یتز ود من العقبی و الدین۔ یذ هب عمره فی اکتناز الذ هب ۔ و یطلع الشحّ علی قلبه کذا ت اللهب۔ و من کل طرفٍ یعطف علیه القلو ب ۔ و یسنّی له المطلو ب۔ و لا تعطّل قدوره و لا جعا لها ۔ و لا ینصا ع ایا مه و لا اقبا لها ۔ و یذ بّ حجا له ۔ و یبا ر ك له زلا زله۔ لا یر ی یو م الحر ما ن فی النعماء۔ و لا ینحوا بخته نحو ا لا نکفاء ۔ مع انه ینفد عمره فی الفحشا ء ۔ لا تسقط علیه صا عقة ۔ و لا تلد غه حیة ۔ و لا یمحی اسمه من ا لا ر ضین ۔ بل یکثر او لا ده ۔ و یجمع حو له ا حفا ده ۔ یملك الصدر فی کل نادٍ محشو د ۔ و محفل مشهود ۔ و یحسب من بدور المحا فل ۔ و رؤس ا لا سا فل ۔ و یقوم خدمه عند رأسه حتی یهّب من نعا سه و یا کل و یشر ب حتی یکو ن بطنه کالقبة ۔ و یشر ب الحلب ملاء العلبة ۔ و لا یاخذه توخّم و لا یکو ن من المبطونین۔ و یر کب علی کل مطیة و طیة ۔ و یکو ن له تنعمه کعطیة۔ و یشغفه ا لا ملا ك و الغلما ن ۔ و لا یدری ما الا یما ن ۔ لا یغا در صغیرة و لا کبیرة ۔ و لا یثنی علیه خلقاً و سیرة ۔ و مع ذ لك یکو ن مر جع الخوا ص و العوا م ۔ و یصا فو نه با لحب التا م ۔ حتی یکو ن قبره بعد مو ته معتمر الزائرین ۔ و تتعهد ها صبا ح و مساء زمر المعتقدین۔

(انجام آتھم مکتوب عربی صفحہ۱۰۳،۱۰۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معیار الحق المبین

(جواب سی حرفی فتح دین)

مرزے قادیاں والے نے جو فتنہ شور مچایا
معلوم ہو سی بھائیاں نوں جو رولا اس نے پایا
مدعی ہویا مسیحیت دا مہدیت دا نالے
پیش گوئیاں سر درد یا ں نوں اوہ کر دا آلے ٹالے
سچ محمد حق کہیا نہ حق لوکاون آیا
اوہ آکھے جو تاویلاں دی پیچ کھنڈا ون آیا
چیلے اس دے پنڈاں دے وچ کھنڈا رہے گمراہی
طرح طرح دے حیلے کر کے کیتی انہاں تباہی
اک دھرم کوٹو چہ چیلا اس دا فتح دین ارائیں
پنڈاں وچ پھرے تے گھتے لوکاں نوں بد راہیں
بحثاں اتے مقابلے چکے ذلت سخت اٹھاوے
لکھ سی طبع کرائیاں ردّ اس دا کیتا جاوے
اول ایہہ تمہید اٹھائی باغ اسلام لگایا
خشک ہویا تے اجڑیا تے ہو پر خار سدھایا
مالی اس دا نبی محمد وچ جناب الایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غصے کیوں اس باغ تے ہویوں رب جواب سنایا
سستی تیرے نوکراں کیتی امت دے علماواں
خدمت اسلامی انہاں چھوڑی داو لگا جہلاواں
ایہ باغ سپرد غلام احمد کر خدمت اس دی چاوے
ہویا سپرد غلام احمد دے اے تمہید سناوے
اس تمہید اندر اس کیتے چار ظلم ہیں بھارے
چارے کافر کرن اوہنوں میں آکھ سناواں پیارے
باغ اسلام ہمیشہ ہریا خشک نہ ہوگ کدائیں
لیظھرہ جد وعدہ کیتا آپ خداوند سائیں
اس آیت تھیں ثابت ہویا غالب رب اسلام رکھاوے
منکر ہویا اس آیت دا فتح دین دسیاوے
تے سرور تے اس تہمت جوڑی عرض کیتی درگاہے
مرزے تیئں رسول بناون کارن مکر کمائے
تے نبی کہیا جو ساڈے اتے کائی کوڑ بناوے
دوزخ جگہ بناوے ایہ چج فتح دین اوٹھاوے
تے دین اسلام اوتے اس غصے ہویا رب بتایا
تے راضی رب اسلام اوتے ایہہ قرآن دے آیا
وچہ شرع عقائد نیکیوں کہے جو غصے ہے رب سائیں
اوہ کافر ہے ایہہ بھی چاہیا فتح دین ارائیں
چو تھا دیا پیشواواں مجتہداں علماواں
برا کہیوس ایہ فتح دین وڈیریاں لہوگ سزاواں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدث مجتہد اس سارے دینوں سست بتائے
تے مرزے وڈیائی کیتی کی اس آ کھیا جاوے
بیت الف دیوں بے تک مرزے د ی اس صفت سنائی
قادیاں وچہ مسیح اوتریا لوکاں قدر نہ پائی
اس نوں نور کہیا علماواں چام چرک اکہیائی
ایہ نہ دسے کی اس کیتا کی اس وچہ وڈیائی
کہڑیاں بے نمازاں تائیں اس نماز پڑھائی
کہڑا ملک کیتا نو مسلم کتھ کھنڈی روشنائی
وفات مسیح دا جے اس دعوی کیتا کی وڈیائی
کیا ہن گرجے ڈھہ گئے یا گھٹ ہوئے عیسائی
کتنے آریہ سکھ برہموں مسلم کیتوس بھائی
چندے کر کے جمع لوکاں توں ہضم گیا کروائی
براہین رہ گئی ادھوری پوری نہیں چھپائی
آپنیاں پیش گوئیاں حق ہویاں کیا نشان سچائی
لکھیو میں گھر بیٹا ہو سی جگدی لبھی شاہی
کڑی جمی اس جگ دے اندر کیڈی ہوئی رسوائی
پھر جاں پت جمیاں آ کھیو س اس دے حق خبر اوہ ساہی
رکھیا نام بشیر اوہدا مڑ موت سی اس نوں آئی
آتھم نال جو امرتسر وچہ سی اس بحث اٹھائی
کہیا جو جھوٹا ہے مرجاسی اتھے بحث مکائی
یا تے حق تئیں من لیسی مدت جدوں ودہائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آکھیا حق دلوں اس منیاں ظاہر کفر ایہائی
شہراں وچہ دکھاندے زندہ پھردے اونہوں عیسائی
تے اپنا کفر اس آپ سنایا دے بلند دہائی
نا کجھ دوس اسلام اتے سی مرزا کوڑا واہی
ہو جھوٹا بھی نا اس عادت طبع کدی شرمائی
لیکھرام دی موت دی مدت جو سی اوس سنائی
نا اس وعدے اپر مویا مشہر وچ لوگائی
اینہاں دوہاں گلاں تھیں کہڑا آریہ یا عیسائی
مسلم ہویا دسے مرزا یا کوئی مرزائی
ہور اک پیش گوئی لکھیوس جو احمد بیگ دی جائی
رب مینوں بتلایا جاسی تیرے نال نکاحی
ملک نکاح آسمانی پڑھیا ایڈی گپ سنائی
جے کر باپ ایہدے نے میرے باجھ کتے پرنائی
باپ مریسی نالے مرسی اس دا اوہ جوائی
اوڑک طرف میری مڑ آوے میری بنی لوگائی
اوہ ہن گھر خاوند دے وسے رب اولاد دلاوے
پر مرزے دیوث تائیں ہے شرم اجے نہ آوے
احمد بیگ دی اک بھنویں فضل احمد گھر آہی
پتر فضل احمد نوں کیتا تا مرزے سودائی
ماسی تیری عورت دی نے مرزے بات بھنوائی
چاہیے اوہدی بینویں تینوں دے طلاق تراہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پت کہیا بن عذروں جائز نا طلاق ایہائی
جو توں عذر سناویں اس وچہ اوہدا قصور نہ کائی
تا پت اتے غصہ آیا جو اس ورثہ ساہی
باغ زمین نواب ناصر دی دھی نوں دہی تہائی
گروہ نامہ لکھ دتا اولاد محروم مکائی
ایسے ظلم کماوے جیہڑا کیہہ اوہدی اولیائی
مر زے دے جے پلے ہوندی کوئی کرامت بھائی
مردہ زندہ لنگا بھینگا چنگا کردا کائی
بھیڈا نوں کسے پچھیاں حوراں جانوں انہاں کہائی
سانوں لوکی حوراں آکھن حال اینویں اس دا ہی
بن بن بہے مسیح تے مہدی اوہو حال ایہائی
ایسے نفسانی لوکاں نوں کدوں ملے اولیائی
رلدے پھردے فتح الدین نوں ٹکڑا لبھ گیائی
چھیلدار شورے لگ لمبیں اس دی مت گوائی
واعظ بس کریں گپیدی چنگی گپ اڑائی
رب توفیقاں دیندا تینوں تیں وچہ نہ وڈیائی
ت دی بیت اندر ایہہ کر دا فتح دین اشارا
جو رب کہے تسیں زمیوں پیدا زمیں وڑے جگ سارا
پھیر زمیں تھیں نکلو گے ایہ اس نے سند ٹکائی
جو عیسی زمیں اندر مر دبیا فلکیں ناہ گیائی
بے عقلا ایہ کون کہے ایہ کس اعتقاد ٹکایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو عیسی ہو کے فوت نجاسی وچہ زمین دبایا
وچہ حیاتی اوہ کجھ مدت فلکیں اگر گذارے
اس آیت تھیں کدوں مخالف کر انصاف پیارے
ملاں اتے ملانے آکھے علماواں دے تائیں
آپ بنے ایہ عالم فاضل فتح دین ارائیں
آپے اپنی صفت کرن ہے بے عقلاں دا چالا
رہے پلے جے کہہ کوئی علم دیکھا کنگالا
آکھے تریہ ۳۰، آیتاں رب نے وچہ قرآن گھلایاں
وفات مسیح دی کارن ایہ اس کوڑ کلاماں چایاں
اونہاں ایہ مثال جے آکھاں میں اس جاگہہ بھائی
حیات مسیح دے لئی ہزار آیت میں کول ایہائی
قادر اتے قدیر عزیز حکیم جنہوں آیاتاں
دی ہے اوہو کڈھ دیکھاواں اوہ اینویں باتاں
اے پر میری تا بھی ہو سی سندا اوہ قوت والی
جو ہر کوئی منے قادر غالب اوہ مالک عالی
تے اوس دلیلاں دتیاں ہیں جو اوہ اجیہاں آیاں
من قبلک الخلد اسیں کد آکھاں خلد اوہ عیسی پایاں
اسیں کہاں کد مرسی ناہیں عیسی ربدا پیارا
قد خلت اندر بھی اینویں سمجھ عزیز پیارا
متوفیک الیّ توفی معنی فوت سناوے
تے ابن عباسوں معنی ایہدے ممیتک سند لیاوے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تے ایہ نہ جانے متـــــو فیک اتے مـــــمیتک بھائی
فاعل ہے نے قید زمانے والی ایس نہ کائی
تے واو ہوندی جمع لئی ترتیب لئی نہ آوے
جیوں شرح ملا وچہ ملاں جامی اینویں آکھ سناوے
الــوا و لـلــجــمـع لا تـر تیـب فیهـا آکھیا ملاں جامی
انھوں ہویا ثابت اینویں مرزے باتاں خامی
تقدیم تاخیر ایہدے وچہ دسی ابن عباس سوہارے
اینویں قتادہ اتے ضحاک اس آیت حکم نکارے
کہے مرزا اتے فتح الدین جو ایہ تقدیم تاخیراں
کم یہوداں دا ہے آکھے یہود اصحاب کثیراں
فــــاغســلــوا و جــو هــکــم کیوں پہلے نا منہ دھووے
ہور آیاتاں وچہ بھی ایہ قاعدہ ثابت ہووے
تے لفظ توفی والے معنی لغت اندر ایہ آئے
قبـــضــــا لیـــس بـمــو ت جیویں بیضاوی پتے لگائے
مجمع البحار دے اندر ایہ لکھ مثال سنائی
وزان فلان دراہمی لغتوں ویکھ گواہی
وچہ صحاح اعـــــــطــــــــاہ معنی لفظ وفاہ آیا
تے اینویں وچہ قاموس کبیری نیندر نوں پھیلایا
فــــلـــمــــا تـــو فیتــــنـــی دے معنی ایہو آئے
نالے ایہ جواب جو ایہ دن حشر نوں پچھیا جاوے
فتح دین ارائیں کہے مسیح رب جدوں اتارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ہو سی یا امتی ہو سی ایہ جواب پوکارے
جے امتی ہو سی کیوں ایہ اس نوں رب تنزل پایا
جے ہوسی نبی تا ختم نبوت ٹٹے آکھ سنانا
سن جواب اگے بھی عیسی تابع موسی آیا
شریعت موسی والی اتے اس نے عمل کمایا
کیا بگڑا یا موسی دی پیغمبری دا اس ساہی
ہن کی بگڑے گا دس ختم نبوت سند ایہائی
ختم نبوت تدوں ٹٹے جے ہور شر یعت لیاوے
اوہ سگوں کـــمــــا ار ســـلـــنــــا آیت سچی کر دکھلاوے
ایہ مکری مکروں ختم نبوت والا پیچ سناون
خود کہن نبوت ہر قسموں نا ختم ہووی بتلاون
اٹھاراں صفحے توضیح دے وچہ تے فتح اسلام بھی نالے
خود پیغمبری دعوی ختم نبوت مرزا ٹالے
وچہ چھبیسویں ستیویں اٹھویں تن سو اک بھی صفحہ ازالے
مسمریزم ہپناٹک آکھیوس معجزے عیسی والے
وچہ تن سو اتے چھہتر صفحے والے بے بتلایا
سورہ صف دی پیش گوئی نوں اپنے لئی بتایا
توضیح دے صفحے اکی اتھوں لے کے ستر تائیں
فر شتے روح ستاریا ں دے ہین بکیا کوڑ تداہیں
تے کہیا جے میں انہاں معجزیاں نوں نا مکروہ چھپانا
تا عیسی نالوں ود جاواں ایہ کفر بکیا من بھاناں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکار اک پنڈ قریب جو ڈیرہ نانک کولوں بھائی
پچھلے سال ایہ حال وہایا دساں بات دہائی
وعظ سناون سی اس جا ہک عاجز ایہ سدھایا
دو تن مرزائیاں نے اوتھے فتح دین بلاے
بحث اٹھائیوس میں کہیا مرزا بندا نبی ایہائی
توضیح دے صفحے اٹھاراں اندر ہے اس لکھیا بھائی
محدث ہیں میں اتے محدث معنی ایک نبی ہے
کہن لگا یہ نا اوس آکھیا کوڑی بات تیری ہے
جے ایہ کڈھ دیکھا ویں بیعت مرزے والی چھوڑاں
میں آکھیا توضیح کڈھیں جے حق لبھن دیا لوڑاں
پاس کتاب نہ آ ہی آکھیوس دیکھ کتابوں لیساں
چھڈ ایہ مسئلہ دوجے مسئلے دے وچہ بحث کریساں
پھر مسئلہ معراج شروع میں آیتاں سب سنائیاں
حدیثاں نو جو جسیوں سیراں سرور عالم پایاں
سی وقت جمعہ دا وعدہ کیتیوس بعد جواب لکھندا
مڑ مرزائیاں دی موئی گوا نص ن بچ بنا لویں دیندا
پھر شائد مرزے تھوں اس جا کر توضیح کڈھائی
مرزا غصے ہویا اسے دی تردید چھپائی
اک غلطی دا جان ازالہ اس دا نام ٹکایا
بعضے ہیں ناداں مرید میرے اس آکھ سنایا
نا اوہ پڑھن کتاباں میریاں صحبت میری نہ پائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وچہ مناظریاں دے میرا کرن انکار سودائی
کہہ دیو نا اوس نبوت والا دعوی چایا
تے وچہ حقیقت ہاں میں نبی نبوت نوں میں پایا
محمد رسول اللہ رب آکھیا میرے تائیں
ھو الذی ارسل رسولہ بھی آکھیا مینوں سائیں
خاتم النبیین کہیا رب مینوں خاتم کیتا
جری اللہ فی حلل الانبیاء بھی رب آکھیا میتا
پہلیاں تتنے آیتاں خاص رسول اللہ حق آیاں
براہین اندر خود مرزے حضرت حق بتایاں
تیجا فقرہ وچہ ازالے لیاوے حق علماواں
حلیاں نبیاں اندر حق دس رہے جہلاواں
مرزے دھوکا دتا ہے ایہ عاماں لوکاں تائیں
جو دعوی میرا پرانا ہے اج اٹھایا نائیں
پر کس کم جد مڈھوں اس نوں ردّ عالم ہے سناندے
نالے معنی نا ایہ کیتے اس اج جو کیتے آپنیا ندی
براہین دے ویلے سی ایہ مومن ہر گز شک نہ کائی
نزول مسیح دا قائل سی تد ہن ایہ رولی پائی
سی تن سو اکسٹھ صفحے وچہ براہین آکھ سنایا
جو ناقص چھڈ انجیل نوں عیسی فلکیں ڈیرا لایا
ھو الذی ارسل رسولہ آیت اگے بتلایا
جسمانی طور مسیح اس پورا کرے جاں فلکوں آیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلکوں ہوگ نزول مسیح دا دین پڑے روشنائی
چار سو اتے اٹھانوے صفحے لکھیا سی اس بھائی
پھر اس آپ مسیحیت دا دعوی دیکھ اٹھایا
پچھلیاں الہاماں ہتوں اولٹا دعوی اس نے چایا
تے ہن آکھ دتا میں احمد اتے محمد آیا
ظلی اتے بروزی طور ایہ لکھ اشتہار چھپایا
جے ظلی اتے بروزی طور محمد بنن ردائی
چونھ یاراں کیوں نا ایہ دعوی کیتا پچھو بھائی
ظل دے معنی سایہ نا سی حضرت والا سایہ
تے مطلب ایہ بروزی پردے وچوں باہر آیا
و بـــرزو لـــلـــه الـــوا حـد الـقـهـــار آیت شاہد آئی
دوجا کدی بروز دوجے دا ہو نہ سکے بھائی
پس اس اشتہاروں ایہ گل ثابت ہوئی بھائی
جو مرزیدے مریداں تھیں ہیں بہتے ایسے بھائی
جو واقف نہیں دعویاں اوہدیاں انہاں وقوف نکائی
ہر اک نال نہ چاہیے ہر گز بحث انہاں تھیں چائی
اس نوں کیتا جائے مخاطب مرزا جنہوں ٹکائے
واقف کار ابحاث کرندے اس نوں اوہ ٹھہرائے
... سند دیوے تحریری قلمی دستخط خود کر کے
دو جی تھیں نا بحث کرے کوئی اس گل تائیں پڑھ کے
واعظ عاجز یکم محرم شہر بٹالے آیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمت اللہ تے مولا بخش جو میرے تائیں بولایا
اوہ جھڈ ے والی مسجد والے کول تیلی دروازے
سدیونی آ حکم سنا یورب غریب نوازے
علی بخش ہے نیاریا اس نے بحث دی بات چلائی
نعمت علی دے نال صلاح تحریری کرنی چاہی
رحمت اللہ تے مولا بخش کہیا کوئی عالم لیاؤ
تحریری کرساں مرزائیاں آکھیا یار بھراؤ
مڑ عالم لین قادیان گھلیا یکہ بھر لے کر آوے
مرزے کہیا نہ بحث کرو رب فیصلہ آپ موکاوے
تا ہو شرمندے فتح الدین ارائیں نوں لے آئے
میں آکھیا تدھ بحث کراں جے مرزے سند دکھاوے
اگے وچہ پکیوندے اس ذلت سخت اٹھائی
مرزا لکھ چکا ناواقف لائق بحث نہ واہی
ایسے تے اصرار کیو نے تا میں لکھ پوجایا
ایسے نوں لے آؤ پر لکھ چاہیے ایہہ پہنچایا
جے ایہ لاجواب ہویا تا تائب ہونا پوسی
نعمت علی سن ہور مرزائیا ں نکلیا بھٹ وچوں سی
آکھ دتا نا حاجت سانوں بھانج پئی مرزائیاں
وعظاں واعظ وچہ بٹالے حق کر چایاں
ہن وچہ اٹھوالاں سنیا مولوی اللہ دتہ آئے
فتح الدین سن ساتھیاں سندی بحثوں نس سدھائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مباہلہ کرنا چھوس اللہ دتا صاحب الائے
ہے منظور مگر مرزائی اوتھوں بھی نس وھائے
اوہ الہ دتا سوہل وا لے نوں خوب دیوں للکارے
مرزا تے مرزائی اس نے سارے خوب ترا ہے

....

سی حرفی

خدا بخش واعظ

ت تساں نوں کر نا یقین چاہیے اترے فلکوں مسیح موعود لوکو
کھا کے قسماں رسول کریم دسے منکر اس دے ہو ون یہود لوکو
قبــل مــو تـــــہ رب نے دسیا جے منکر ایس دے ہین مردود لوکو
واعظ ابن عباس تے ابو ہریرہ معنی ایس دے کرن نزول لوکو

ث ثابت صدق یقین سیتی کڈھ سورہ دیکھ نساء میاں
مـــا قتــلـــو ہ و مـــا صـــلبـــو ہ کہندا آپ ایہ پاک خدا میاں
بـــل رفــعـــہ اللـــہ دسے پاک اللہ نہیں من دے بے حیا میاں
واعظ جان نشان قیا مت ایہ جو نزول مسیح دل لا میاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج جمع کریں جے حدیثاں سبھی سبھی سیکڑے تیک ہو جاندیاں نے
نازل ہوگ مسیح آسمان اتوں حق جھڑ یاں پتے لگا ندیاں نے
مہدی حسن دی ہوگ اولاد وچوں بوسفیانی دے نال لڑاندیاں نے
واعظ خبر دجال دے شر والی دس دس کے جیو ڈراندیاں نے

ح حق بیشک نہ شک کوئی استدراج دجال دکھا دسیا
مرزا تے مرزائیاں نوں کمل ہو یا کہن کویں خدا بن جا دسیا
زہرا تے تریاق وچہ اثر دیسی ودہ اس تھیں نا سدھا دسیا
واعظ ہوسی ایہ سب رب ولوں رب بندیاں نوں آزما دسیا

خ خام دلیل مرزائیاں دی وضعی لکھ حدیث دکھاوندے نے
لا مہدی الا عیسی سند دیندے کوئی سند صحیح نہ پاوندے نے
مہدی فاطمہ دی نسل کنوں ہوسی جدوں پاک رسول بتاوندے نے
واعظ کہیا رسول دا حق بیشک مرزا مرزائی بھلے جاوندے نے

د دابۃ الارض رسول دسیا مرزا اس دی کرے تاویل کوڑی
سبھی پیش گویاں جھوٹ موٹھ کر دا گل کر کے طول طویل کوڑی
انگریزاں نوں ہے دجال کہندا ریل گدھا او ہدا دے دلیل کوڑی
واعظ مرزے بے عقلدی مت ماری ٹولی اس دی کل ذلیل کوڑی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذ ذرا نہ شک رسول پیا رے گئے رات معراج آسمان آ ہے
ایسے پاک جسے نال عرش دے ہے نیڑے سدے رب رحمان آ ہے
مرزا آکھے اوہ خواب یا کشف آیا چھڈ گئے نہ اپنا مکان آ ہے
واعظ کہے جو خواب دا کرے دعوی کافر ہووے ایہ حق بیان آ ہے

ر رب رسول دا جان ویری مرزا تے مرزائی تمام لوکو
اتھو جھے جے مدعی کرن دعوی اوپ اسلام نوں کرن بدنام لوکو
نہ سلام نہ کلام نہ من دعوت نا اونہا نوں دیئیو طعام لوکو
واعظ مگر نماز نہ پڑھو پچھے چھوڑ گئے مرزائی اسلام لوکو

ز زاریاں کر کر سناوندا جے پورا مکری پچھا نیو میرزا دا
آکھے عیسی نوں زندہ نہ کہو لوکو ایہ شرک سمجھتا ہے میرزا دا
جنہاں کہیا زندہ سارے ہین مشرک کوڑا ایہ تسیں جانیو مرزادا
واعظ آپ شیطان نوں کہے زندہ پھیر حال کی سیانیو میرزا دا

س سنو جو نبی کریم کہیا کہیا جدوں معراج سدھایا میں
عیسی ملے مینوں رل کے اوس جاگہ گلاں نال اوس دے کر آیا میں

ش شوق جے ہے تینوں دیکھنے دا دیکھ کھول کے ابن جریر تائیں
نبی کیہا نہ عیسی نوں پت ربدا کہو پاک جانوا اس قدیر تائیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

... عیسی فوت ہو سی سنو نبی دی اس تقریر تائیں
واعظ ابن ابی حاتم وچہ اینویں کھول دیکھ کے ایس تحریر تائیں

ص صدق صفائی دے نال معین کہیا نبی یہودتوں جان آہا
عیسے زندہ ہے مڑ پھیر آوگ ایتھے کیتا سچے رسول بیان آہا
امام حسن بصری در منثور اندر کیتا ایہ بیان عیان آہا
واعظ ابن کثیر دے وچہ لکھیا متواتراں سنداں تھیں ہاں آہا

ض ضابطہ کوئی نہ میرزا دا کتے آکھدا نا حدیث مناں
کتے وضعی حدیثاں نوں پیش کردہ کہے محدثاں تھیں نہیں مناں
کتے عقل تھیں رد حدیث کرداکرے جتھاں سخت خبیث تناں
واعظ کہے کی کھائی کے پہنے عیسی منکرقدرتوں ہویا طریف مناں

ط طلب جے ہے تینوں پتے والی دیکھ تدہ نوں پتا پگاونداہاں
تیہ دجال ہوس نبی پاک کہیا میرزا انہاں تھیں ہے بتلاونداہاں
ایہ نشان پیغمبری کرن دعوی سونشان ایدے وچہ پاونداہاں
واعظ پہلا مسیلمہ تے اٹھائی عدد مرزے اتے مکاونداہاں

ظ ظلم تے کوڑ ہے کم اس دا ایہو کم ہے ایس دے چیلیاندا
جدوں سدے کوئی سا ہمنے نہ آون ایہ کم ہے انصافوں .... دا
فتح الدین شکاروں سی نس آیا مگروں مزہ کیا ڈنڈ پٹیلیاندا
واعظ وچہ پکوین کے خاک اڈی پھکا رہیا نہ حق تھوں وھیلیاندا

ع عیب لاون سلف خلف تائیں کہین ساریاں شرک کمایاں سی
جیڑے عیسی مسیح کہ گئے زندہ اونہوں حی قیوم ٹکایاسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اونہاں کدوں کہیا عیسے ہو وگ ناہیں قبل موتہ پڑھ کے سنا یا سی
واعظ پچھلے پہلیاں برا کہن سچ نبی نے پتہ لگا یا سی
غ غرض مرزیدی ہے بھگ لٹن ہور حق انصاف دی لوڑ نائیں
کہے مینوں جو رب عرفان دتا اوہ عرفان پا یا کسے ہور نا ہیں
مینوں منیاں ای نجات اتے میرے بنا نجات دا طور نا ہیں
واعظ حق لا ہمیش اتے کدی حق ہو لانا چھوڑ نا ہیں
ف فرق نا ہیں ایدے وچہ کائی مرزے دعوی اٹھا یا پیغمبر یدا
کئی وار معراج ہو یا آکھے دعوی اوہدا رسول تھیں ہمسری دا
... نبی معراج گئے رستے وچہ ہے کرہ جو زمہری دا
واعظ مرزا نوں کہیا جنون ہو یا قائل نہیں خدا دی قادری دا
ق قادری رب دی ویکھ .. تیئیں سنا وندا ای
.. اک قطر یوں سب کجھ درست کر دا ہتھ پیر اعضا سجا وندائی
اونہوں فلکیں چڑھاونا کیا مشکل بھاویں اساں مشکل نظر آوندا ای
واعظ امر ہے رب دا اک کن تھیں جو کجھ چاہے قادر بن جاوندا ای
ك کتا جے طند نوں کرے عوعو نہیں چند دا کجھ زیان کر دا
برا سلف صالحین نوں کہے جہیڑا ضائع اپنا اوہ ایمان کردا
جاہل ہون حیران ایہ علم والا شائد سچ ہووے جو بیان کر دا
واعظ کہے ایہ علم نوں چھوڑ گیا پیا ایہ گمراہ جہاں کر دا
ل لہب بدلے اشتہار دیوے دینی کم دا میں انتظام کرنا
چندہ دیہو یا اہل نفاق آ ہو سو ایسے گلے میں کیاں سلام کرنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م مدد خدا ئیدی عالماں نوں رات دن اوہنوں پیئے للکار دے نے
کر مبا حثہ کر لے مبا ہلہ توں لکھ لئے تفسیر پکار دے نے
لمی ہل نہ دیندے نے پان اوہنوں تھوڑی جیہی میعاد پکار دینے
واعظ ایسدے دا ؤدی ہوئے واقف مومن کھاندے نہ داؤ مکار دے نے
ن نا م فضل حق شہر اوہدا کیتا ایبٹ آباد بیان لوکاں
اور خلیفۃ المسیح بٹالے آ کے دعوی کیتوس کیتا عیان لوکان
کوئی دیکھے نشان دیکھاوے آکے اشتہار دتے اس مکان لوکاں
واعظ مرزے نہ کجھ جواب دتا کوڑا سمجھیا اوہدا دکان لوکاں
و وار و واری اشتہار دتے تن وار اوہنو للکاریا سی
کدوں ایس بے شرم سی گل کرنی اگے کئی واری اینویں ہاریا سی
واعظ آپ وچہ قادیان جائے کے آویں ساہمنے اوہنوں پکاریا سی
واعظ وچہ بازار دے کوک رہیا مرزے چپ والا بوہا ماریا سی
ہ ہکواری وچہ بھامڑی دے خط گھل کے عاجز بلایا سی
نہ اوہ آیا نہ کجھ جواب دتا پھر ہور اک خط پوچایا سی
جدوں جالتس چھڈ دا نہیں واعظ سوہرا اپنا تدوں گھلایا سی
واعظ نال جمال الدین سیکھوان دے میرے نال مباحثہ پایا سی
لالو ڑ پیئہ جدوں سند والی کہن اسا ندے کول کتاب ناہیں
بھلکے آساں نال کتاب کے ایویں آوندا اساں جواب ناہیں
ایسے گئے پھر مڑ گلے متھے گو یا لبھدی اجے کتاب ناہیں
واعظ ہون نہ کھڑے میدان اندر واڑہ مامے دا دینا جواب نائیں
الف آ کھدا فتح دین ارائین جے مسیح دا سچ نزول ہووے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے ہن آوے کیوں دیر لائی ہن چاہیے پر نمول ہووے
مل لیا ہے جگ عیسائیاں نے پر ایہ گل معلوم نا معقول ہووے
واعظ اتروگ مسیح دجال مارن نہ خلاف حدیث رسول ہووے

ی یا د رکھیں میرا پتہ سارا امرتسروں چوں میل جان میاں
محمد مندرا نوالہ نام پنڈ دا ہے ذات اساندی جٹ کہن میاں
نام میرا خدا بخش تے تخلص واعظ جگ دے وچہ سنجہان میاں
واعظ ہندی زبان بیان کردا پکڑ ربدا پاک قرآن میاں

☆☆☆

و الصلوۃ و السلام علی خیر خلقه محمد و علی آله و صحبه اجمعین
و الحمد لله رب العالمین

فقیر بارگاہ صمدی ۔ محمد بهاء الدین ۸۔اکتوبر۲۰۱۲ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ